[illegible]

[illegible]

المعروف بہ

فتاویٰ فریدیہ

جلد اول

از افادات

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تحریر و ترتیب

مفتی محمد وہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی

اہتمام و اشاعت

مولانا فضل حمید احمد صدیقی شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم صدیقیہ

زروبی ضلع صوابی

فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۵

فتاویٰ دیوبند پاکستان

المعروف بہ

فتاویٰ فریدیہ

(جلد اول)

افادات

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم
جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تخریج وترتیب

مفتی محمد وہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی

اہتمام واشاعت

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

نام کتاب: ——— فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد اول)

افادات: ——— محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم عارف باللہ مولانا مفتی محمد فرید مجددی زروبوی
دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر دارالافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ترتیب وتخریج: ——— مولانا مفتی محمد وہاب منگلوری نقشبندی دارالافتاء دارالعلوم صدیقیہ

کمپوزنگ: ——— مولوی ولی الزمان صدیقی، حافظ ولی الرحمٰن صدیقی......(لوندخوڑ)

ضخامت: ——— ۶۱۶/صفحات

طبع بار سوم: ——— ستمبر ۲۰۰۵ء، رجب ۱۴۲۶ھ/ بار چہارم: اگست ۲۰۰۷ء رجب ۱۴۲۸ھ
بار پنجم: ۲۰۰۹ء ۱۴۳۰ھ

تعداد بار سوم: ——— بائیس سو (۲۲۰۰) بار چہارم: بائیس سو (۲۲۰۰) بار پنجم: بائیس سو (۲۲۰۰)

قیمت: ———

نگرانی: ——— مولانا مفتی سیف اللہ حقانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اہتمام واشاعت: ——— مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم

دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی (پاکستان)

فون وفیکس دارالعلوم: 0938-480534 رہائش: 480156
موبائل:...... 0300- 5681986

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین جلد اوّل

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

الحمد لله الذی أعلی معالم العلم و أعلامه و أظهر شعائر الشرع و أحكامه و بعث رسلا و أنبیاء صلوات الله علیهم أجمعین إلی سبیل الحق هادین و اخلفهم علماء إلیٰ سنن سننهم داعین یسلكون فیمالم یوثر عنهم مسلک الإجتهاد مسترشدین منه فی ذلک وهو ولی الإرشاد .

دارالعلوم حقانیہ کے وقیع شہرت عامہ کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کے دارالافتاء کو بھی عالم اسلام میں سند اعتماد اور مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ دارالعلوم کے سن تاسیس ۱۳۶۶ھ سے افتاء کا سلسلہ جاری ہے۔ انفرادی طور پر دارالعلوم کے مشائخ اور اساتذہ کرام لوگوں کے مسائل کا حل پیش فرماتے رہیں۔

۱۳۸۶ھ میں جب حضرت سیدی ووالدی وسندی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب ادام اللّٰه فیوضهم کی دارالعلوم آمد ہوئی۔ تو دارالافتاء نے ایک منظم شعبہ کی شکل اختیار کی اور عملی انضباط کے ساتھ ایک ادارہ کام کرنے لگا۔ فتاویٰ کا یہ عظیم ذخیرہ جو سامنے لایا جارہا ہے دارالعلوم حقانیہ کے اس زرین دور کی ایک عظیم ہستی کے علمی اور عملی زندگی کا ایک باب ہے۔ اس لئے فتاویٰ کے ساتھ صاحب فتاویٰ کا کچھ تذکرہ ضروری ہے۔ تاکہ صاحب فتاویٰ کی عظمت کی وجہ سے اس مجموعہ کی عظمت بھی دلوں میں جاگزیں ہو۔ پس والدی المکرم شیخ الحدیث حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم تقویٰ وللّٰہیت، خاموش طبیعت، کم گوئی اور سادہ مزاج کی حامل شخصیت ہیں۔

بندہ کے تمام ایام طالب علمی والد صاحب کے ساتھ گزرے ہیں۔ آپ کی علمی، عملی جلالت ورفعت اظہر من الشمس ہے۔ ان کے سینکڑوں خوشہ چیں، تربیت یافتہ تلامذہ ملک و بیرون ملک بڑے بڑے مفتی، شیوخ الحدیث، شیوخ التفسیر، بلند پایہ فقہاء، ممتاز مصنفین، خطباء اور مهتممین دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

آپ کے مشہور شاگردوں میں قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ پشتون آباد کوئٹہ (استاد امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظه الله تعالیٰ)

سابق چیف جسٹس افغانستان مولانا نور محمد ثاقب صاحب، حضرت مولانا انوار الحق صاحب نائب مہتمم جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، شیخ الحدیث مولانا گوہر شاہ صاحب، استاد الحدیث والتفسیر مولانا غلام محمد صادق صاحب دار العلوم اسلامیہ چارسدہ، الداعی الکبیر مولانا حبیب الحق صاحب شیوہ صوابی، استاد حدیث مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ، مولانا مفتی بدر منیر صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ بٹ خیلہ سوات، استاد الحدیث والتفسیر دار العلوم حقانیہ مولانا مفتی سیف اللہ صاحب حقانی، استاد الحدیث مولانا نصیب خان صاحب دار العلوم حقانیہ، مجاہد کبیر مولانا جلال الدین حقانی، مولانا سید عبد الباری آغا صاحب سابق سینیٹر وزیر حکومت بلوچستان، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب تنگی چارسدہ، مولانا عبد الکبیر صاحب ننگر ہار سابق گورنر جلال آباد، مولانا عبد القیوم حقانی جامعہ ابو ہریرہ نوشہرہ علامہ قاضی فضل اللہ صاحب (امیر جمعیت علماء امریکہ) مولانا مفتی رضاء الحق صاحب لینیشیا (مفتی افریقہ) شامل ہیں۔ مفتی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ اور ہزاروں علماء وطلباء اور مخلصین صوفیاء آپ کے دست حق پر بیعت ہیں اب تک خلفاء کی تعداد ساڑھے چھ سو تک پہنچ گئی ہے۔ جو ماشاء اللہ قرآن و حدیث اور علم دین کی خدمت میں شب و روز مصروف ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے اولین استاد و مربی ان کے والد بزرگوار ہیں۔ جن کی آغوش شفقت میں آپ نے قرآن مجید اور فارسی و عربی کی ابتدائی درسی کتابوں کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی اکثر و بیشتر کتابیں پڑھیں۔ ۱۳۶۸ھ میں والد صاحب کی وفات کے بعد مفتی صاحب نے منطق و فلسفہ اور حکمت و ریاضی کی اکثر کتابیں استاذ العلماء رئیس الاتقیاء شیخ المعقول والمنقول حضرت العلامہ مولانا خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ مارتونگ مولانا صاحب اور حضرت العلامہ شیخ المعقولات والمنقولات مولانا محمد نذیر صاحب چکیسری رحمۃ اللہ علیہ سے سیدو شریف سوات میں پڑھیں۔ اور اسی طرح بعض اونچی کتابیں حضرت العلامہ رئیس الاذکیاء مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (عرف شاہ منصور لالا) سے مردان میں پڑھیں یہ تمام شیوخ کرام اور اساطین علم و معرفت اپنے دور کے رازی و غزالی شمار ہوتے تھے۔ درس نظامی کے جملہ علوم اور درجہ تکمیل سے فراغت کے بعد موقوف علیہ اور صحاح ستہ پڑھنے کیلئے اسوۃ الفقہاء، زبدۃ الاتقیاء، زینۃ المحدثین حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی نور اللہ مرقدہ کے عظیم و مشہور درسگاہ حدیث شریف

میں شریک ہوئے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر شناس نگاہوں اور نورانی فراست نے اپنے ہزاروں تلامذہ میں سے تنہا حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی علمی قابلیت، ذہانت وفطانت، ادب و احترام، زہد وتقویٰ کی تعریف فرمائی۔ پاک وہند کے عظیم محدث، شیخ اکبر، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری۔(المتوفی ۱۳۸۵ھ) کی شفقتوں کا یہ عالم تھا کہ باوجود کامل متانت محدثانہ وقار اور کم گو ہونے کے، حضرت مفتی صاحب کے ساتھ آزادانہ گفتگو فرماتے تھے۔ عمدۃ العارفین حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مفتی صاحب مراد ہے ان کے کلام میں حد درجہ اثر ہے۔ اور پٹھانوں میں قوی نسبت والے ہیں۔

محدث کبیر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بانی ومہتمم جامعہ حقانیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے روح رواں ہیں۔ حضرت مفتی صاحب تین بار حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں۔ آخری بار ضعف وکمزوری اور بیماری کے باجود حضرت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد اور امارت اسلامیہ افغانستان کے امراء اور وزراء کی خواہش پر **بعثة الحج الافغانية** کی سرپرستی فرماتے ہوئے تشریف لے گئے تھے۔

سیاست کے میدان کارزار میں بھی مفتی صاحب ایک دور بین اور دور رس فکر ونظر اور پختہ نظریے کے مالک ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرستوں میں سے ہیں۔ مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین جمعیت علماء ہند کے نظریات پر کاربند ہیں۔ پاکستان بلکہ عالم اسلام کی سب سے بڑی سیاسی ومذہبی جماعت جمعیت علماء اسلام کے ضلعی، صوبائی اور مرکزی عمائدین اور قائدین میں سے کثیر تعداد حضرت مفتی صاحب کے شاگرد اور مرید ہیں۔ اسی طرح امارت اسلامیہ افغانستان کے اکثر وزراء اور مسئولین حضرت صاحب کے تلامذہ اور خلفاء یا مریدین ہیں۔

آپ کے دو صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہیں۔ ان میں سب سے بڑے صاحبزادہ برادر مکرم مولانا حافظ مفتی رشید احمد حقانی ہیں۔ جو دارالعلوم حقانیہ میں بیس سال تک مدرس اور منصب افتاء پر فائز رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں طالبان علوم نبویہ آپ سے مستفید ہوئے۔ آپ والد محترم کے دست حق پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور خلیفہ مجاز ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے دارالافتاء سے آپ کے ہزاروں فتاوے شائع ہوئے ہیں۔ اور کئی تصنیفات بھی کی ہیں۔ آپ نے زندگی کا اکثر حصہ اعصابی عوارض، علالت اور ضعف ونقاہت میں گزارا۔ آپ ۲۱ مئی ۲۰۰۵ھ کو پچاس برس عمر پاکر عالم

شباب میں اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ (رحمه الله تعالیٰ رحمة واسعة وأسكنه فسيح جنانه وأمطره شآبيب غفرانه)۔ راقم الحروف موصوف کا دوسرا فرزند ہے۔ جو گھر پر والد صاحب کی خدمت اور ساتھ ساتھ دارالعلوم صدیقیہ کی نگرانی واہتمام پر مامور ہے۔ اور والد محترم کے دست حق پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت اور خلیفہ مجاز ہے۔ دراصل تقریباً ڈیڑھ دوسو سال سے زروبی میں ہماری ایک قدیم آبائی درسگاہ قائم ہے۔ اس درسگاہ کو ہمارے پرداداسیبویہ زمان حکیم حاذق مولانا امان اللہ صاحب فاضل مدرسہ عالیہ رامپور کی وجہ سے بہت شہرت ملی تھی۔ اسکے بعد اسکی ذمہ داریاں ہمارے داداحضرت العلامه جامع المعقول والمنقول استاد العلماء مولانا حبیب اللہ صاحب (المتوفی ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸ء) المعروف بہ صاحب الحق صاحب زروبی نے سنبھالیں۔ ان کی وفات کے بعد اس درسگاہ کو ہمارے تایا جان حضرت مولانا محمد زاہد افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم و دائم رکھا۔ یہ درسگاہ ایک مسجد میں قائم تھی۔ بالآخر اس درسگاہ نے مفتی صاحب کی سرپرستی میں مستقل منظم مدرسہ اور دارالعلوم کی شکل اختیار کی۔ جبکہ راقم الحروف اس کے اہتمام ونگرانی پر مامور ہے۔ اللہ تعالیٰ تا قیامت اس فیض کو جاری وساری رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو تدریسی فرائض کی شہرہ آفاق مقبولیت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے ملکہ راسخہ سے بھی نوازا ہے۔ چند کتب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) **منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذي:** (عربی) یہ مختصر جامع شرح ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ تمام اہم فقہی اور حدیثی مباحث پر حاوی ہے۔ جس کو بیک وقت شرح حدیث اور فتاویٰ کی حیثیت حاصل ہے۔ علماء اور طلباء میں یکساں مقبول ہے۔

(۲) **هداية القاري على صحيح البخاري** :(عربی) جو بخاری شریف کے مطول اور ضخیم شروح کا ملخص ہے۔ اور اکابر محدثین کے امالی کا نچوڑ ہے۔

(۳) **فتح المنعم شرح مقدمة المسلم** :(عربی) یہ صحیح مسلم کے مقدمہ کی محققانہ شرح ہے جو دس اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ طلبہ حدیث کیلئے مشعل راہ ہے۔

(۴) **البشرىٰ لارباب الفتوىٰ** :(عربی) یہ مختصر رسالہ افتاء کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے۔ دس فصلوں پر تقسیم ہے۔ آخری فصل میں امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات اور ان پر اعتراضات کے

جوابات بیاں کئے گئے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کی تقریظ میں فرمایا ہے۔

" و فضيلة الشيخ محمد فريد المفتی بدار العلوم الحقانية قد افتیٰ طيلة قيامه فی الجامعة و قد الف كتابه الفريد البشریٰ لارباب الفتویٰ و انی طالعته من مواضع متعددة فوجد ته نافعاً للعلماء و المفتين ." (یہ رسالہ فتاویٰ کی ابتداء میں بطور مقدمہ شامل کیا گیا ہے۔ اب اس رسالہ کو مفتی محمد وہاب منگلوری کے اردو ترجمہ کے ساتھ بھی شائع کیا گیا ہے۔)

(۵) **العقائد الاسلامية باللغة السليمانية:** (پشتو) یہ کتاب چالیس عقائد اور چالیس مہم احکام پر مشتمل ہے۔ موجودہ دور میں اس کی اشاعت اور تدریس نہایت ہی ضروری ہے۔ اب اس کو مفتی محمد وہاب منگلوری زیدمجدہم کے اردو ترجمہ اور ساتھ ہی چہل حدیث شامل کرکے شائع کیا گیا ہے۔

(۶) **مقالات :** (پشتو) اس کتاب میں بعض اختلافی مسائل کے حل کے علاوہ مسئلہ توحید واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اور آخر میں حضرت مفتی صاحب کے ختم بخاری کی تقریر مسطور ہے۔ جس کو دارالعلوم حقانیہ اور متعدد مدارس میں ختم بخاری شریف کے اجتماعات میں بیان فرمایا ہے۔

(۷) **مسائل حج :** (پشتو) یہ رسالہ حج کے اہم مباحث اور مسائل و احکام پر مشتمل ہے۔

(۸) **رسالة التوسل :** (عربی) اس رسالہ میں مسئلہ توسل پر معتدل انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور توسل کی حقیقت اور اقسام پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۹) **سلسله مبارکه :** (اردو، پشتو، فارسی) اس میں تصوف کی تعریف غرض و غایہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق کی تشریح کی گئی ہے۔

(۱۰) **رساله قبریه :** (پشتو) اس میں میت کے موت سے کفن دفن تک تمام مسائل جمع کئے گئے ہیں۔

(۱۱) **الفرائد البهية الى أحاديث خير البرية:** (عربی) یہ رسالہ اصول حدیث، اقسام، تعریفات، اور آداب علم حدیث پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم دامت فیوضہم کے فتوؤں کو کتاب وسنت اور فقہ کے اعتبار سے تمام عالم اسلام میں معتمد، قابل وثوق، مسلم اور مستند سمجھا جاتا ہے۔ جہاد افغانستان کے ابتدائی مراحل میں روسی استعمار کے خلاف جہاد کا

سب سے پہلا فتویٰ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے دیا تھا جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ اس پر حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام نے دستخط فرمائے تھے آپ کی متابعت میں پھر دیگر مفتیان کرام نے بھی فتوے دیئے۔ اور یوں روسی استعمار اپنے انجام کو پہنچا۔ مفتی صاحب کا فتویٰ مختصر، مدلل جامع مانع ہوتا ہے۔ وہ اہل بلد کے عرف پر خاص نظر رکھتے ہیں۔ اور بے جا اور نا مناسب تطویل سے اجتناب فرماتے ہیں۔ بے انتہا کمزوری، علالت طبع اور ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود ابھی تک افتاء اور سلسلہ نقشبندیہ مبارکہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے ۳۱ سالہ فتاویٰ کے ریکارڈ میں سے بندہ نے فوٹو سٹیٹ لیکر محفوظ کر لئے۔ محترم فاضل نوجوان مولانا مفتی محمد وہاب صاحب منگلوری سواتی فاضل و متخصص دارالعلوم حقانیہ، مفتی و مدرس بدارالعلوم صدیقیہ زروبی جو والد صاحب کے شاگرد رشید اور سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ مجاز ہیں۔ قابل صد ستائش و سپاس ہیں۔ کہ انہوں نے اس بیش بہا، زرین تالیف "فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ" کی تبویب و ترتیب، تدوین و تخریج آیات و احادیث خاصکر فقہی مراجع کے حوالہ جات میں کامل احتیاط و توثیق سے کام لیا ہے۔ جو نہایت ہی مشکل و طویل جہد و مشقت کا متقاضی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان بے لوث مخلصانہ مساعی جمیلہ کا صلہ دارین میں نصیب فرمائیں۔

آخر میں ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ جل شانہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا سایہ ہم پر برقرار رکھے اور ان کا علم سلف سے خلف تک منتقل فرمائے۔ مولانا حافظ ظہیر الدین مردان، مولوی عبدالجلیل قلعہ سیف اللہ اور دیگر جملہ معاونین کیلئے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان شاء اللہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ نہ صرف عوام کیلئے بلکہ علماء فقہاء اور خواص، اہل علم طبقہ کیلئے بھی نہایت مفید ثابت ہوگا۔

حضرت مولانا حافظ (حسین احمد عفی عنہ) صدیقی نقشبندی
ابن حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی صوابی

بسم الله الرّحمن الرّحيم

صورة ما املاه

فضيلة الشيخ المحدث الكبير العلامة المفتی الاعظم

العارف باللہ مو لانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم

الحمد للّه وسلام علی عباده الذّین اصطفیٰ . اما بعد ! پس کہتا ہے بندہ فقیر الی اللہ محمد فرید مجددی کہ میں حضرت مولانا شیخ الحدیث نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے پر اور حضرت مولانا محمد عبدالمالک صدیقی رحمہ اللہ کے امر سے دارالعلوم حقانیہ کو تدریس کیلئے گیا۔ اور استخارہ کے بعد میں نے نوم ویقظت (نیندو بیداری) کے درمیان دارالعلوم کی جنوبی طرف میں یہ آیت "من دخله کان امنا" بھی دیکھ لیا۔ پس میں دارالعلوم حقانیہ میں دو سال تک مشکواۃ شریف جلد اول اور ترمذی شریف جلد ثانی کا درس دیتا رہا۔ تیسرے سال ابو داؤد شریف مکمل اور بخاری شریف جلد اول از کتاب الجهاد کا درس دیا اسی دوران چند بشارات سے بھی مستفید ہوتا رہا۔ اس کے بعد آئندہ سال بخاری شریف از کتاب البیوع اور پھر از کتاب الایمان میرے حوالے کی گئی۔ اور ساتھ ہی ترمذی شریف بھی میرے حوالے کی گئی۔ اسی سال بخاری شریف (جلداول) اور ترمذی شریف (جلداول) زیر تدریس رہی۔ اس زمانہ میں هداية القاری شرح صحیح البخاری اور منهاج السنن شرح جامع السنن (پانچ جلدیں) لکھی گئیں۔ اور مقبول ہوئیں جس کے ابھی تک سات ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

بعض مشائخ کو ان کی فرمائش پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ (جن کی بات نرم اور فیصلے وارادے پہاڑ کی طرح پختہ تھے) نے فرمایا کہ "چونکہ میں بیمار اور کمزور ہوں اسلئے میں یہ خدمت مفتی صاحب کے حوالے کرتا ہوں اور چونکہ آپ بھی کمزور اور بیمار ہیں اور طلباء آپ سے اپنی کتب میں مطمئن ہیں۔ اسلئے اس پر صبر کریں۔"

اس کے بعد بعض مشائخ کی بیماری اور کمزوری کی بنا پر صحیح مسلم (مکمل) بھی مجھے حوالہ کی گئی۔ بالآخر تیس سالہ تدریس کے بعد مجھ پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے میں تدریس سے قاصر رہا۔ تا حال صرف افتاء اور سلسلہ نقشبندیہ کی خدمت کر رہا ہوں۔ واللہ المستعانٰ

حضرت مفتی اعظم شیخ الحدیث (محمد فرید عفی عنہ) دامت برکاتہم

۱۰/۱ اپریل ۲۰۰۲ء

بسم الله الرحمٰن الرحیم

البشریٰ لأرباب الفتویٰ

الحمدلله رب العالمین.والصلوٰة والسلام

علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰله وأصحابه وأتباعه أجمعین.

أمابعد:فیقول العبدالفقیرإلی اللّٰه الغنیمحمد فرید بن أستاذالعلمآء الشیخ مولاناحبیب اللّٰه الزروبوی.قدسألنی الفاضل القاری محمدعبداللّٰه الدیروی (ڈی آئی خان)الدیوبندی أن أؤلف رسالة وجیزة فی أحکام الفتیا، فأجبته سآئلاًمن اللّٰه تعالیٰ أن یتم علیَّ هٰذه النعمة العظمیٰ.وسمیتها بالبشریٰ لأرباب الفتویٰ.وأسأل اللّٰه تعالیٰ أن ینفع بهاإیای وسآئرالمسلمین.ولاحول ولاقوة إلاباللّٰه العلی العظیم.

إعلم! أن هٰذه الرسالة مشتملة علیٰ عشرة فصول.

الفصل الأول:فی بیان معنی الإفتآء وحقیقته وحکمه وحکمته.

والثانی:فی بیان فضله والترغیب فیه وفی بیان محل التحذیرمنه.

والثالث:فی بیان ألفاظ الفتویٰ.

والرابع:فی ضابطة ترجیح بعضهاعلی بعض.

والخامس:فی رسم المفتی.

والسادس:فی مواضع الإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سائرالأئمة.

والسابع:فی بیان طریق الإفتآء فی الحوادث الجدیدة.

والثامن : فی أحکام المفتی وآدابه .

والتاسع: فی أحکام المستفتی وآدابه.

والعاشر: فی ترجمة رأس المفتیین،سراج الأمة وإمام أئمة الدین.

الفصل الأول

فی بیان معنی الإفتآء وحقیقته وحکمه وحکمته

معنیٰ الإفتآء:......قال الإمام الراغب: الفتیا والفتویٰ الجواب عما یشکل من الأحکام وقال الإمام الرازی: فی التفسیر الکبیر فی تفسیر سورة النسآء: معنی الإفتآء إظهار المشکل وأصله من الفتیٰ وهو الشاب. فا لمفتی کأنه یقوی ببیانه ماأشکل، ویصیر قویاً فتیاً، وقال أیضا: فتیا وفتویٰ إسمان موضوعان موضع الإفتآء. وقال العلامة الشامی فی مقدمة ردالمحتار: عن ابن عبدالرزاق عن شرح المجمع للعینی. الفتویٰ مشتقة من الفتی وهو الشاب القوی وسمیت به لأن المفتی یقوی السآئل بجواب حادثته. إنتهیٰ.

وحقیقة الإفتآء:......هو الإخبار عن حکم شرعی لاعلیٰ سبیل الإلزام بخلاف القضآء کمافی تصحیح الشیخ قاسم علی القدوری. وکذاهو التوسط بین الله تعالیٰ وبین عباده کمافی شرح عقود رسم المفتی.

وحکم الإفتآء:...... مافی قضآء البحر: أنه إن لم یکن غیره تعین علیه، وإن کان غیره فهو فرض کفایة، ومع هذا لایحل التسارع إلیٰ مالایتحقق. وفی قضآء البحر عن شرح الروض: وینبغی للإمام أن یسئل أهل العلم المشهورین فی عصره عمن یصلح للفتویٰ لیمنع من لایصلح ویتوعده با لعقوبة با لعود . وفی شرح التنویر مع ردالمحتار: بل یمنع مفت ما جن یعلم الحیل الباطلة کتعلیم الردة وکالذی یفتی عن جهل. إنتهیٰ

وحکمة الإفتآء:...... رد التحیر ورفع الإشکال والتهارج، ولذا قال فی الفتاوی

السراجية : عالم ليس فی البلدة أفقه منه ليس له أن يغزو لما يدخل عليهم الضياعة. إنتهیٰ

الفصل الثانی فی بيان فضله و الترغيب وفی بيان محل التحذ يرمنه

لا شک فی فضل أمر الإفتآء، کيف وهوشأن من شئون الله تعالیٰ، قال الله تبارک وتعالیٰ: ﴿قل الله يفتيکم فيهن﴾وقال تعالیٰ: ﴿ قل الله يفتيکم فی الکلالة ﴾ (سورة النسآء) وکذاهومنصب من مناصب النبوة،قال الله تعالیٰ: ﴿ويستفتونک فی النسآء﴾ .وقال تعالیٰ: ﴿يستفتونک﴾ (سورة النسآء)وکذاهونوع من أنواع التعليم والتبليغ وکذاکانت الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم يفتون فی حيات النبی عليه الصلوٰة والسلام وفی خلافة الصديق الأکبروعمرالفاروق. کما فی طبقات بن سعد (۲:۱۰۹)أن عمرالفاروق وعثمان ذالنورين وعلی بن أبی طالب من المهاجرين وأبی بن کعب ومعاذبن جبل وزيدبن ثابت من الأنصار کانوايفتون فی عهدالنبی ﷺ وفی عهدالصديق الأکبروفی عهدالفاروق الأعظم إنتهیٰ ملخصاً. وتعاملت عليه الأمة سلفاً وخلفاً والضرورة داعية إليه ، قال الله تبارک وتعالیٰ: ﴿ فسئلوا أهل الذکر إن کنتم لاتعلمون﴾(النحل: ۴۳)

وکذافيه منقبة وراثة الأنبيآء عليهم الصلوٰة والسلام. وأماماورواه الدارمی:عن ابن المنکدرموقوفاًعليه أن العالم يدخل فی مابين الله وبين عباده. فليطلب لنفسه المخرج ؤمارواه عن ابن مسعود رضی الله عنه:موقوفاًعليه،أن الذی يفتی الناس فی کل مايستفتیٰ لمجنون ومارواه عن عبيدالله بن جعفر:مرفوعاً،أجرء کم علی الفتيا أجرء کم علی النارفمحمول علی التحذيرمن الإفتآء من غيرثبت وتحقيق. کمايدل عليه مارواه الدارمی:عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً:من أفتیٰ بفتيامن غيرثبت فإنماإثمه علی من أفتاه. وقال الإمام مالک رحمة الله عليه:من أجاب فی مسئلةٍ فينبغی قبل الجواب أن يعرض نفسه علی الجنة والنارو کيف خلاصه ثم يجيب کمافی شرح المهذب. وفيه أيضاًعن أبی حنيفة رحمة الله عليه،أنه قال:لولاالفرق أی الخوف من الله تعالیٰ أن يضيع العلم ماأفتيت يکون لهم ألهنآء وعلیَّ الوزر.

الفصل الثالث

فی بیان ألفاظ الفتوی

إعلم! أن ألفاظ الفتویٰ کثیرة مذکورة فی الفتاویٰ،

منها :..........مایشتمل علی اللفظ الذی فیه حروف الفتویٰ،مثل علیه الفتویٰ وبه یفتیٰ والفتویٰ علیه وغیرذٰلک.

ومنها:.....مالا یکون کذٰلک.مثل به نأخذ،وعلیه الإعتماد، وعلیه عمل الیوم،وعلیه عمل الأمة، وهو الصحیح،وهو المأخوذ به،وهو الإحتیاط،وبه جری العرف،وبه أخذ علمآء نا،وهو المتعارف،وهو الأصح،وهو الأظهر،وهو الأشبه أی الأشبه بالنصوص روایة والراجح درایة،وهو الأوجه أی الأظهر وجها،وهو الأحوط، وهو الأوفق،وهو الأولیٰ،وغیرذٰلک. کمافی شرح عقودرسم المفتی وردالمحتار.

الفصل الرابع

فی ضابطة ترجیح بعض هٰذه الألفاظ علیٰ بعض

إعلم! أن اللفظ الذی فیه حروف الفتویٰ الأصلیة وکذامایساویه مثل:وبه نأخذوعلیه العمل آکد من غیره کمافی شرح التنویرمع ردالمحتار،وفی رد المحتارمن فصل صفة الصلوٰة:لفظة الفتویٰ آکد من لفظة المختار،وفی شرح التنویر:ولفظ "وبه یفتیٰ" آکد من "الفتوی علیه" لأن الأول یفیدالحصر. قلت:لم أجدالتصریح علی کون وبه یفتیٰ آکدمن"وعلیه الفتویٰ" أوبالعکس إلا فی رسالة أحسن الأ قاویل فی ردالأباطیل حیث ذکرفیهاأن "وبه یفتیٰ" آکدمن "وعلیه الفتویٰ"لأن الأول یفیدالحصروالثانی یفیدالأصحیة دون الحصر. إنتهیٰ قلت:وفیه نظرظاهر،لأن الثانی أیضاًفیه تقدیم ماحقه التاخیرفیفید الحصر،فهمامتساویان فی إفادة الحصر کمافی شرح عقودرسم المفتی،وفی شرح التنویر:أن لفظ إسم التفضیل آکد من غیره

عندالرملی، وقیل :بالعکس وھو المنقول عن شرح المنیة .

إعلم ! أن الفقھآء علیٰ سبع طبقات

(۱)الأولـیٰ: طبقة المجتهدين بالإجتهادالمطلق كالأئمة الأربعة وفاقاً وأبي يوسف ومحمدعندأرباب التحقیق.

(۲)والثانیة: طبقة المجتهدين فی المذهب الذين يستخرجون الأحكام عن الأدلة حسب القواعدالتی قررهاالمجتهدالمطلق لا يخالفونه فی قواعدالأصول وإن خالفوه فی بعض الفروع .

(۳) والثالثة: طبقة أكابر المتأخرين الذين يقدرون علی الإجتهادفی المسآئل التی لاروایة فیهاعن صاحب المذهب ولایقدرون علی المخالفة له.

(٤)والرابعة: طبقة المخرجين الذين يقدرون علی تفصیل قول مجمل ذی وجهين وحكم مبهم محتمل لأمرين منقول عن المجتهد.

(٥)والخامسة: طبقة المرجحين الذين يقدرون علیٰ ترجیح بعض الروایات علی بعض آخر .

(٦)والسادسة: طبقة المميزين الذين يقدرون علی التمیز بين الأقویٰ والقوی والضعیف.

(۷)والسابعة: طبقة المقلدين الذين لايميزون بين الغث والسمين .نعم يميزون بين ماظهرعليه التعامل وهوالأرفق وماهوالمعروف وبين مالم يكن كذٰلک فعليهم إتباع مارجحه وصحَّحه أهل الطبقات العالية .نعم قد يوجد أقوال بلا ترجیح :فیعمل بماوقع عليه التعامل وماهوالأرفق والمعروف'وقد يختلفون فی التصحيح فيعمل بقواعدهذاالفصل من ترجیح بعض الألفاظ علیٰ بعض آخر ،وكذابماوقع عليه التعامل وبماهو الأرفق وبماهوالمعروف كما أشيرإليه فی شرح التنوير .

الفصل الخامس

فی رسم المفتی أی بیان العلامة تدل المفتی علیٰ مایفتیٰ به

إعلم ! أن المفتی هوالمخبرعن حكم شرعی لاعلی سبیل الإلزام بخلاف القاضی كمامر .

قال ابن الهمام فی فتح القدیر :وقداستقررأی الأصولیین علیٰ أن المفتی هوالمجتهد وأماغیرالمجتهد ممن یحفظ أقوال المجتهدفلیس بمفت والواجب علیه إذاسئل أن یذکرقول المجتهد کالإمام علیٰ وجه الحکایة، فعرف أن مایکون فی زماننامن فتوی الموجودین لیس بفتویٰ بل هونقل کلام المفتی فیأخذبه المستفتی.وطریق نقله لذلک عن المجتهدأحدالأمرین إماأن یکون له سند فیه أویأخذه من کتاب معروف تداولته الأیدی نحوکتب محمدبن الحسن ونحوهالأنه بمنزلة الخبرالمتواتروالمشهور .إنتهیٰ قلت:وقداصطلح أهل الأعصارالحادثة علی أن المفتی هوالناقل لحکم شرعی ولامشاحة فی الإصطلاح،

فرسم المفتی یؤخذ من الجمل الأتیة:

(ا)...... أن الحکم إن اتفق علیه أصحابنایفتیٰ به قطعاً

(ب)...... وإلافإماأن یصحح المشایخ أحدالقولین فیه أو کلاً منهماأولاولا، ففی الثالث یعتبرالترتیب بأن یفتی بقول أبی حنیفة ثم بقول أبی یوسف ثم بقول محمدثم بقول زفرثم بقول الحسن بن زیادکذافی الفتاویٰ السراجیة وغیرها، وصحح الحاوی القدسی قوة الدلیل . قال العلامة الحلبی:والذی یظهرفی التوفیق أی بین مافی الحاوی ومافی السراجیة،أن من کان له قوة إدراک لقوة المدرک یفتیٰ بالقول القوی المدرک،وإلافبالترتیب.وفی ردالمحتارماملخصة:أن الفتویٰ علی قول الإمام الأعظم أبی حنیفة فی العبادات مطلقاً، سوآء انفرد وحده أم لا .وقیل:إذاکان أبوحنیفة فی جانب وصاحباه فی جانب فالمفتی بالخیار ،والأول أصح إذالم یکن المفتی مجتهداً،کذافی الفتاویٰ السراجیة.وفی ردالمحتار:وهو(أی کون الفتویٰ علی قول الإمام الأعظم فی العبادات)الواقع بالإ ستقرآء مالم یکن عنه روایة کقول المخالف کمافی طهارة المآء المستعمل.وعلی قول أبی یوسف فی مایتعلق بالقضآء والشهادات.وعلی قول محمد فی جمیع مسآئل ذوی الأرحام.وعلی قول زفرفی سبعة عشرمسألة بل عشرین مسئلة مذکورة فی ردالمحتار من باب النفقة.

(ج)...... إذاکان فی المسئلة قیاس وإستحسان،فالعمل علی الإستحسان إلا فی مسآئل معدودة

شهيرة، كذافي ردالمحتار .

(د)......وفي البحر من باب قضآء الفوآئت: المسئلة إذالم تذكرفي ظاهرالرواية وثبتت في رواية أخرىٰ تعين المصيرإليها .

(ه)......وفي الأول: أي إن صحح المشايخ أحدالقولين، إن كان التصحيح بأفعل التفضيل خيرالمفتي وإلا فلا، بل يفتي بالمصحح فقط .

(و)......وفي الثاني: أي إن صحح المشايخ كلاًمنهما إما أن يكون أحد هما بأفعل التفضيل أولا، ففي الأول قيل: يفتىٰ بالأصح وهوالمنقول عن الخيرية. وقيل: بالصحيح وهوالمنقول عن شرح المنية كمامر، وفي الثاني: يخيرالمفتي وهوالمنقول عن وقف البحروالرسالة أفاده الحلبي .

(ز)......وفي البحر: الفتوىٰ إذااختلف كان الترجيح لظاهرالرواية، وفي الأشباه: يتعين الإفتآء في الوقف بالأ نفع له كما في شرح المجمع والحاوي القدسي .

إعلم! أن مسآئل مذهبناعلىٰ ثلاث طبقات .

الطبقة الأولىٰ:...... مسآئل الأصول: وهي مسآئل ظاهرالرواية ، ويقال لها مسآئل ظاهرالمذهب أيضاً. وهي مسآئل المبسوط لمُحمَّد ومسآئل الجامع الصغيرومسآئل الجامع الكبيرومسآئل السيرالصغيرومسآئل السيرالكبيرومسآئل الزيادات .

والطبقةالثانية:......من مسآئل المذهب: هي غيرظاهرالرواية، وهي المسآئل التي رويت عن الأئمةلكن في غيرالكتب المذكورة .

والطبقةالثالثة:......الفتاوىٰ وتسمىٰ الواقعات: وهي مسآئل استبطهاالمتأخرون من أصحاب محمدوأصحاب أصحاب محمد، فمن بعدهم في الواقعات التي لم توجد فيهارواية عن الأئمةالثلاثة. ثم ذكرالمتأخرون هٰذه المسآئل مختلطة غيرمتميزة كمافي فتاوىٰ قاضيخان، وذكرهابعضهم متميزة كمافي كتاب المحيط لرضي الدين السرخسي، إنه ذكرأولاًمسآئل الأصول ثم النوادرثم الفتاوىٰ ونعم مافعل .

(ح)......وفي تنقيح الفتاوىٰ الحامدية: وقالواأيضاً: أن مافي المتون مقدم علىٰ مافي الشروح. ومافي

الشروح مقدم علیٰ مافی الفتاویٰ. إنتھیٰ

قالوا: المرادمن المتون لیس جمیع المتون، بل المرادالمختصرات التی ألفهاحذاق الأئمة کالطحاوی والکرخی والحاکم. وقالوا أیضاً: هذاإذالم یوجدالتصحیح الصریحی فی الطبقةالتحتانیة، قال العلامةالشامی فی تنقیح الفتاویٰ فی باب الحجر: أن ماجری علیه أصحاب المتون من أنه لا یحجرعلی الحرتصحیح التزامی بمعنی أن أصحاب المتون التزمواذکرالصحیح وهم فی الغالب یمشون علی قول الإمام. وقدمشوافی هذه المسئلة علی قوله، فهوتصحیح له التزاماً، ومامرعن الخانیة: من أن الفتویٰ علیٰ قولهما تصحیح صریح فیقدم علی الإلتزامی.

(ط)......وفی شرح التنویر: أمانحن أی طبقةالمقلدین الذین لا یقدرون علی التمیزفعلینااتباع مارجحوه وماصححوه کمالوأفتوافی حیاتهم.

(ی)......فی تنقیح الفتاویٰ: المرادمن قولهم"یدین دیانةلاقضآء"أنه إذااستفتی فقیهاًیجیبه علی وفق مانوی ولکن القاضی یحکم علیه بوفق کلامه لایلتفت إلیٰ نیته إذا کان فی مانوی تخفیف علیه.

(ک)......وفی القنیة: لیس للمفتی ولاللقاضی أن یحکماعلی ظاهر المذهب ویترکاالعرف، ونقله عنه فی خزانة الروایات.

وفی شرح عقودرسم المفتی ماملخصة: أن للمفتی اتباع العرف الحادث فی الألفاظ العرفیة. وکذافی الأحکام التی بناهاالمجتهدعلیٰ ماکان فی عرف زمانه وتغیرعرفه إلیٰ عرف آخر، لکن بعد أن یکون المفتی ممن له رأی ونظربقواعدالشرع، حتیٰ یمیزبین العرف الذی یجوزبنآء الأحکام علیه وبین غیره. وکذالابدله من معرفة عرف زمانه وأحوال أهله ومن التخرج فی ذٰلک علیٰ أستاذماهر. وقدقالوا: من جهل بأهل زمانه فهوجاهل، وقالوا: أن جمودالمفتی أوالقاضی علی ظاهرالمنقول مع ترک العرف والقرآئن الواضحة والجهل بأحوال الناس یلزم منه تضییع حقوق کثیرة وظلم خلق کثیرین. وبالجملة یلزم اتباع العرف وهذامالم یخالف الشریعةکالمکس والرباونحوذٰلک. ولایعتبرالعرف العام إذالزم منه ترک النص، ویعتبرإذالزم منه تخصیص النص

و یعتبر العرف الخاص فی حق أهله فقط إذالم یلزم منهترک النص و لا تخصیصه. إنتهیٰ

(فائدة) ماقال المتأخرون: أن مفهوم المخالفةحجة فی الروایات و کلام الناس دون کلام الشارع فمبنی علی أنه المتعارف بینهم ویؤیده مافی شرح السیر الکبیر: أن الثابت بالعرف کالثابت بالنص.

الفصل السادس فی مواضع الإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سآئر الأئمة

إعلم! أنه لایجوز الحکم و الإفتآء بالقول المرجوح وبمذهب سآئر الأئمة إلافی ثلاثة مواضع.

(الأول)...... عندالضرورة دون التشهی و التلهی، فإنه حرام کما حرّم الحکم الملفق الخارق للإجماع فی عمل واحد کالحکم بصحة وضوء من ترک الترتیب ومسح دون ربع الرأس. قال العلامة الشرنبلالی فی رسالته عقدالفریدفی جواز التقلید: مذهب الحنفیة: المنع عن المرجوح حتیٰ لنفسه لکون المرجوح صار منسوخاً. إنتهیٰ نعم، قیدالبیری بالعامی، و ذکرعن خزانةالروایات أن العالم الذی یعرف معنی النصوص والإخبار وهومن أهل الدرایة یجوزله أن یعمل علیها وإن کان مخالفاًلمذهبه. إنتهیٰ وقال العلامةالشامی فی مقدمةردالمحتار: هذافی غیرموضع الضرورة، وبمعناه فی شرح عقودرسم المفتی. وفی البزازیة: أنه روی عن أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ: أنه صلی الجمعة مغتسلاًمن الحمام ثم أخبربفارة میتةفی بئر الحمام، فقال: نأخذبقول إخواننامن أهل المدینة إذابلغ المآء قلتین لم یحمل خبثاً. وفی ردالمحتارعن القهستانی: لوأفتی به(أی بمذهب مالک فی المفقود) لابأس به علیٰ ماأظن. إنتهیٰ. قال العلامةالشامی: ونظیرهذه المسئلة عدةممتدةالطهر التی بلغت برؤیةالدم ثلاثةأیام ثم امتدطهرهافإنهاتبقی فیٰ العدةإلیٰ أن تحیض ثلاث حیض، وعندمالک تنقضی عدتهابتسعةأشهر. وقال فی البزازیة: الفتویٰ فی زماننا علی قول مالک. وقال الزاهدی: کان بعض أصحابنایفتون به للضرورة. إنتهیٰ وفی شرح التنویرفی باب الحظر والإباحة: لیس لذی الحق أن یأخذ غیر جنس حقه وجوزه الشافعی وهوالأوسع. إنتهیٰ وقال العلامةالشامی: قدمنافی باب الحجر: أن عدم الجواز کان فی زمانهم، أماالیوم فالفتویٰ علی الجواز. وفی شرح التنویر: کره صلوٰةمطلقاً مع شروق الشمس إلاالعوام فلایمنعون من فعلهالأنهم یترکونها، والأدآء الجائز عندالبعض أولیٰ من الترک کمافی القنیةوغیرها. وفی مختارات النوازل: ولوخرج منه شیء قلیل

ومسحه بخرقة حتیٰ لوترک یسیل لاینقض. قلت: وأصل هٰذه المسآئل قوله تعالیٰ: ﴿إلا ما اضطررتم﴾ وقوله ﷺ: "یسروا ولاتعسروا وبشروا ولاتنفروا". رواه البخاری ومسلم.

(فائدة)...... لما کان الإفتآء علیه عندالضرورة من أصول الحنفیة کان الحکم المبنی علیه مذهب الحنفیة أیضاً لابتنآء ه علی قواعدهم کما صرح به العلامة الشامی فی عقود رسم المفتی فیما إذا خالف فیه الأصحاب إمامهم الأعظم.

(والثانی)...... أنه جاز الإفتآء بالمرجوح وبمذهب سآئر الأئمة عند صحة الحدیث فیه، أی عند کون الحدیث المخالف ثابتاً سنداً ومتناً غیر منسوخ و غیر معلول وغیر معارض بحدیث اٰخر. قال ابن الشحنة: إذا صح الحدیث وکان علیٰ خلاف المذهب عمل بالحدیث ویکون ذٰلک مذهبه ولایخرج مقلده عن کونه حنفیاً بالعمل به فقد صح عنه أنه قال: "إذا صح الحدیث فهو مذهبی." وقد حکی ذٰلک ابن عبدالبر عن أبی حنیفة وغیره من الأئمة. إنتهیٰ وقال الإمام عبدالوهاب الشعرانی الشافعی فی المیزان الکبریٰ: قد رویٰ الإمام أبو جعفر الشیزاماری بالسند المتصل إلیٰ الإمام أبی حنیفة: کذب والله وافتریٰ علینا من یقول عنا أننا نقدم القیاس علی النص، وهل یحتاج بعد النص إلی القیاس. وکان رضی الله عنه، یقول: "نحن لانقیس إلا عندالضرورة الشدیدة وذٰلک أنا ننظر أولاً دلیل تلک المسئلة من الکتاب والسنة وأقضیة الصحابة فإن لم نجد دلیلاً قسنا حینئذٍ". وفی روایة أخریٰ کان یقول: "ماجآء عن رسول الله ﷺ فعلی الرأس والعین بأبی هو وأمی ولیس لنا مخالفة، وماجآء نا عن أصحابه تخیرنا وماجآء نا عن غیرهم فهم رجال ونحن رجال". إنتهیٰ قلت: ولم أجد فی صریح کلام الحنفیة مثالاً لهٰذا النوع. ولایبعد أن یمثل له بما قاله الإمام أبو حنیفة: أن من حمل خمر الذمی یطیب له الأجر خلافاً لأبی یوسف ومحمد رحمهما الله تعالیٰ لصحة الحدیث: "لعن الله الخمر وحاملها والمحمولة إلیه". رواه أبو داؤد. وبما قال: لاتعزیر بأخذ المال، لصحة حدیث أبی داؤد: ومن منعها أی الزکوٰة فإنا اٰخذوها وشطر ماله غرمة من غرمات ربنا عزوجل. ولصحة مصادرة عمر عماله بأخذ شطر أموالهم، فقسمها بینهم وبین

المسلمين، كماأشيرإلى المثال الثانى فى معين الحكام.

(والثالث)...... أنه أجاز الإفتآء بالمرجوحوغيره عند تبدل العرف كمافى معين الحكام عن القرافى. أماالصحيح فى هٰذه الأحكام فى مذهب أبى حنيفة والشافعى وغيرهمارحمهم الله تعالىٰ، المرتبة على العوآئد، فهل إذاتغيرت تلك العوآئدوصارت تدل على ضدماكانت تدل عليه أولا، فهل تبطل هٰذه الفتاوىٰ فى الكتب، ويفتى بماتقتضيه العوآئدالمتجددة، أويقال: نحن مقلدون ومالناإحداث شرع لعدم أهليتناللإجتهاد فيفتىٰ بمافى الكتب المنقولة عن المجتهدين؟ والجواب: أن إجرآء هٰذه الأحكام التى مدركهاالعوآئد متىٰ تغيرت تلك العوآئدخلاف الإجماع جهالة فى الدين، بل كل ماهوفى الشريعة يتبع العوآئد يتغيرالحكم فيه عند تغير العادة إلىٰ ما تقتضيه العادةالجديدة. إنتهىٰ بحذف يسيرومثله فى شرح عقودرسم المفتى كمامرفى الفصل الخامس.

الفصل السابع

فى طريق الإفتآء فى الحوادث الجديدة

قال المحقق الشاطبى: الإجتهادعلىٰ ضربين. أحدهما: لايمكن أن ينقطع حتى ينقطع أصل التكليف. والثانى: يمكن أن ينقطع قبل فنآء الدنيا. فأما الأول: هوالإجتهادالمتعلق بتحقيق المناط. ومعناه أن يثبت الحكم بمدركه الشرعى لاكن يبقى النظرفى تعين محله. إنتهىٰ بحذف يسير. وملخصه: أنه تعرف العلة المنصوصة أوالمجمع عليهافى غيرالصورة المنصوصة، مثل تعرف وصف السرقة فى صورةالنباش، فجاز تخريج حكم الحوادث الجديدة بهٰذه السبيل، كيف، وقدتعاملت الأمة عليهاحيث خرجوا مثل هٰذه الأحكام من القرآن والأحاديث والآثار وعبارات المشايخ والنظآئر والشواهد إذالم يجدوها صريحة. وبالجملة: أن الأصل فى تشريعهاالتخريج من النصوص، ويكفى فى إباحتهاعدم تعارضهابالنصوص. وهٰذا التخريج لايتيسرإلالمن كان حافظاًبصيرًا عارفاً للمسآئل بشروطهاوقيودها ذا ذوق سليم وذامشورة بأهل العلم غيرجاهل بأهل زمانه، فافهم

الفصل الثامن

فی أحکام المفتی و آدابه

إعلم! أن الفقهآء ذکروا له شرآئط و آداباً کثیرة مسطورة فی شرح المهذب للنواوی وقضآء البحر.

(۱) إحداها: أنه یشترط فیه أن یکون مسلماً عادلاً عاقلاً بالغاً، فلا یصح فتوی الکافر و الفاسق والمجنون و الصبی، کمافی البحروشرح المهذب للنواوی. ولایشترط فیه الإجتهادفی زماننالتعذره فی المفتی کالقاضی، نبه علیه العلامة الشامی فی قضآء ردالمحتار. ولذاشاع إطلاق المفتی علی الحاکی لأقوال الفقهآء إذاکان ذا بصیرة فی العصر الحادث.

(۲) الثانیة: أنه یشترط فیه، أن یکون متیقظاً یعلم حیل الناس ودسآئسهم لئلایکون معیناً علیٰ ضلالة و ظلم کما فی ردالمحتاروشرح المهذب.

(۳) الثالثة: أنه یشترط، أن یحفظ مذهب امامه ویعرف قواعده وأسالیبه، ولایشترط فی زماننا أن یعرف أقاویل العلمآء ولاأن یعرف من أین قالوا. کذافی البحر

(٤) الرابعة: أنه ینبغی، أن یکون ظاهرالورع مشهوراًبالدیانة الظاهرة و الصیانة الباهرة، کذافی شرح المهذب، وقواعدنا لا تأباه. ولاینبغی، أن یکون جباراً، فظاً، غلیظاً، بل یکون متواضعاً کمافی لسان الحکام.

(٥) الخامسة: أنه یحرم علیه التساهل فی الفتویٰ بأن لایثبت فی الفتویٰ ویسرع فیها، ومن التساهل: أن تحمله الأغراض الفاسدة علیٰ تتبع الحیل المحرمة أوالمکروهة والتمسک بالشبه طلباً للترخیص لمن یروم نفعه، أو التغلیظ علیٰ من یریدضره. کذافی شرح المهذب والبحر.

(٦) السادسة: أن لایفتی فی حال تغیرخلقه وتشغل قلبه کغضب وجوع وعطش وحزن وفرح وغیرذلک، کمافی شرح المهذب والبحر

(۷) السابعة: أن یغلظ للزجرمتأولاً. کمالإذا سأله من له عبدعن قتله، وخشی أن یقتله، جازله أن یقول له: "إن قتلته قتلناک" متأولاً لقوله ﷺ: من قتل عبده قتلناه، (۱) وهذا إذالم یترتب علیٰ

إطلاقه مفسدة. كذا في البحر

(۸) الثامنة: أن يتبرع بالفتوىٰ ولايأخذبه الأجرة. نعم، جازله قبول الهدية. ذكر العلامةالشامي في قضاء ردالمحتارعن بعض الشافعية: ولا يلحق بالقاضي في ماذكر المفتي والواعظ ومعلم القرآن والعلم، لأنهم ليس لهم أهلية الإلزام، والأولى في حقهم إن كانت الهدية لأجل مايحصل منهم من الإفتاء والوعظ والتعليم عدم القبول ليكون علمهم خالصا لله تعالى، إن اهدىٰ إليهم تحبباوتوددا لعلمهم وصلاحهم فالأولىٰ القبول. وأما إذا أخذ المفتي الهدية ليرخص فيالفتوىٰ فإن كان بوجه باطل فهورجل فاجر، يبدل أحكام الله تعالىٰ ويشترى به ثمنا قليلاً. وإن كان بوجه صحيح فهومكروه كراهة شديدة. إنتهىٰ كلامه وقواعدنالا تأباه. ولا حول ولا قوة إلابالله العلي العظيم وأماإذاأخذ، لاليرخص له، بل لبيان حكم شرعي فهذاما ذكره أولاً، وهذاإذالم يكن بطريق الأجرة، بل مجردهديةلأن أخذالأجرة علىٰ بيان الحكم الشرعي لايحل عندنا، وإنمايحل على الكتابةلأنهاغيرواجبة عليه، إنتهىٰ مافي ردالمحتار. وفي قضاء البحر: وعلى الإمام أن يفرض لمدرس ومفت كفاية. وفي لسان الحكام في اداب القضاء: يجوزللقاضي أخذالأجرة على كتبه السجلات المحاضروغيرها من الوثائق بمقدارأجرةالمثل وذلك لأن القاضي إنمايجب عليه القضاء. ولابأس للمفتي أن يأخذ شيئاًعلىٰ كتابةجواب الفتوىٰ، وذلك لأن الواجب على المفتي الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان. وفي تكملة ردالمحتارقبيل كتاب الشهادات: لايجب عليه دفع الرقعة ولاأن يفهمه مايشق عليه. وفيهاأيضاً: والحاصل أن على المفتي الجواب بأي طريق يتوصل به إليه، وكل مالايتوصل إلى الفرض إلابه فهوفرض. وحيث كان في وسع المفتي الجواب بالكتابةلاباللسان وجب عليه الجواب بها، حيث تيسرت إليه بلامشقة عليه بأن أحضرهاله السآئل، ولايلزم للمفتي بذلهامن عنده له. وهذا كله إذا تعين عليه الإفتاء ولم يكن في البلدة من يقوم مقامه في ذلك. انتهىٰ وفي شرح التنويرفي مسآئل شتىٰ من كتاب الإجارة: ويستحق القاضي الأجرعلىٰ كتب الوثآئق والمحاضروالسجلات قدرمايجوزلغيره كالمفتي فإنه يستحق أجرالمثل على كتابةالفتوىٰ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة

بدلسان انتهى مافي شرح التنوير. وفي ردالمحتار عن جامع الفصولين: وإنما أجر مثله بقدر مشقته أو بقدر عمله في صنعته أيضا كحكاك (للأئمة وغيرها) وثقاب يستاجر بأجر كثير في مشقة قليلة. انتهى قال بعض الفضلاء: أفهم ذلك جواز أخذ الأجر الزائد وإن كان العمل مشقته قليلة ونظرهم لمنفعة المكتوب له. انتهى قلت: ولايخرج ذلك عن أجرة مثله فإن من تفرغ لهذا العمل كثقاب اللآلي مثلا لاياخذ الأجر على قدر مشقته فإنه لايقوم بمؤنته ولو ألزمناه ذلك لزم ضياع هذه الصنعة فكان ذلك أجر مثله. انتهى مافي ردالمحتار هامش الدر المختار.

(فائدة) ولاضمان على المفتي إذا أخطأ. لمارواه أبو داود عن جابر: خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه ثم احتلم فسأل أصحابه، فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم، قالوا: مانجد لك رخصة وأنت تقدر على المآء فاغتسل، فمات فلما قدمنا على النبي ﷺ أخبر بذلك فقال: قتلوه قتلهم الله تعالى ألاسئلوا إذلم يعلموا، قال العلي بن سلطان محمد القاري في المرقاة: أخذ منه أنه لاقود ولادية على المفتي وإن افتى بغير الحق. إنتهى

(٩) التاسعة: أنه لكل بلد اصطلاح في اللفظ فلايجوز أن يفتي أهل بلد بمايتعلق باللفظ من لايعرف اصطلاحهم كالأيمان والإقرار ونحوهما، كمافي البحر وشرح المهذب.

(١٠) العاشرة: أنه ينبغي أن يجزم بماهو الراجح، فإن لم يعرفه توقف كمافي شرح المهذب والبحر

(١١) الحادية عشرة: مافي البحر: أفتاه ثم رجع قبل العمل كف عن. وكذا إذانكح إمرء فبفتواه ثم رجع، لزمه فراقها وإن رجع بعدالعمل وقدخالف دليلا قاطعا نقضه وإلا فلا. وعلى المفتي إعلامه برجوعه قبل العمل وكذابعده إن وجب النقض وإن أتلف بفتواه لايغرم ولو كان أهلا. إنتهى بحذف يسير. وفي شرح المهذب عن الأستاذ أبي إسحاق: أنه يضمن إن كان أهلا للفتوى ولايضمن إن لم يكن أهلا لأن المستفتي قصر.

(١٢) الثانية عشرة: مافي شرح المهذب يلزم للمفتي أن يبين الجواب بيانايزيل الإشكال وإذا كانت في الرقعة مسآئل فالأحسن ترتيب الجواب على ترتيب السوال، ولوترك الترتيب فلابأس. وإن أرادجواب ماليس في الرقعة فليقل وإن كان الأمر كذاو كذا فجوابه كذا. واستحب العلمآء: أن

یزیدعلیٰ مافی الرقعة مالہ تعلق بہامما یحتاج إلیہ السآئل لحدیث :ھو الطھور مآءہ الحل میتتہ. وبمعناہ فی البحر

(۱۳) الثالثة عشرة:...... أنہ ینبغی أن یأخذالورقة بالحرمة ویقرء المسئلة بالبصیرة مرة بعد مرةٍ حتیٰ یتضح لہ السؤال ثم یجیب. ویقدم السابق وان تساووا أوجھل السابق قدم بالقرعة،نعم یجب تقدیم نسآء ومسافرین تھیئوا أوتضرروا بالتخلف إلاأن ظھرتضررغیرھم بکثرتھم. ولایمیل إلی الأغنیآء وأعوان السلطان والأمرآء. وینبغی أن یکتب فی أول الجواب ﴿ الحمد للہ ﴾وعقیب جوابہ ﴿واللہ أعلم﴾ أونحوہ وقیل فی العقآئد: یکتب ﴿ واللہ الموفق ﴾ ونحوہ. کما فی البحرولاینکرأن یذکرالمفتی فی فتواہ الحجة إذاکانت نصاًواضحاً مختصراً. قال الصمیری: لایذکرالحجة إن افتی عامیاً،ویذکرھاإن افتی فقیھاً کمافی شرح المھذب. وینبغی إذاضاق موضع الجواب أن لایکتبہ فی رقعة أخری خوفاًمن التلبیس. کمافی شرح المھذب وبمعناہ فی البحر. ولیکتب بعد الفتویٰ "کتبہ:فلان أوفلان بن فلان" کمافی شرح المھذب.

(۱٤) الرابعة عشرة:..... وفی البحر :لایجب الإفتآء فیمالایقع. إنتھی لمارواہ أبوداؤد وغیرہ فی باب اللعان: أن رسول اللہ ﷺ کرہ المسآئل وعابھاأی کرہ أن یسئل أمراً فیہ فاحشة ولایکون إلیھا حاجة. کما فی شروح البخاری نعم، یجب الإفتآء فیما سیقع.لمارواہ الترمذی فی حدیث الدجال.قلنا:یارسول اللہ ﷺ مالبثہ فی الأرض،قال:أربعون یوماً یوم کسنة ویوم کشھرویوم کجمعة وسآئرأیامہ کأیامکم ، قلنا: یارسول اللہ ﷺ فذٰلک الیوم الذی کسنة أیکفینافیہ صلوٰة یوم؟ قال :لا أقدروالہ قدرہ.

(۱۵) الخامسة العشرة:...... أنہ ینبغی أن یحفظ فی دفتردارالإفتآء مثل ماکتبہ المستفتی وما أجابہ بأعیانھما مرسوماً بالرقوم المنتظمة المرتبة ، أمناً من التغیر والتزویر ، وذخرًا لأھل العلم، ثم یعید الأصل إلی المستفتی مرسوماً برقم الدفتر ومختوماً بختم دارالإفتآء.

(۱٦) السادسة عشر:...... مافی البحر :أنہ لایکتب خلف من لایصلح للإفتآء ولایفتی معہ،بل لہ أن یضرب علیہ بأمرصاحب الرقعة،ولولم یستأذنہ فی ھذاالقدر،جازإن أمن الفتنة،ولیس لہ حبس

الرقعة. إنتهیٰ مع بعض التوضیح.

الفصل التاسع

فی أحکام المستفتی و آدابه

(۱) إحداها: ..... أنه یجب علیه أن یستفتی من عرف عمله وعدالته ولو بإخبار ثقة عارف أو باستفاضة وإلا بحث عن ذٰلک، فلو خفیت عدالته الباطنة إکتفیٰ بالعدالة الظاهرة.

(۲) والثانیة: ..... أنه جازله أن یعمل بفتویٰ عالم مع وجود أعلم جهله. فإن اختلفا ولا نص قدم الأعلم، وکذا إذا اعتقد أحدهما أعلم أو أورع، ویقدم الأعلم علی الأورع.

(۳) والثالثة: ..... أنه لو أجیب فی واقعةٍ لا تتکرر، ثم حدثت لزم إعادة السؤال إن لم یعلم إستناد الجواب إلیٰ نص أو إجماع.

(٤) والرابعة: ..... أنه إن لم تطمئن نفسه إلی جواب المفتی استحب سؤال غیره لا یجب.

(۵) والخامسة: ..... أنه یکفی المستفتی بعث رقعة أو رسول ثقة هذا کله مأخوذ من البحر

(٦) والسادسة: ..... أنه یجب علیه الرحیل إلی من یفتیه إن لم یجد ببلده من یستفتیه. وقد رحل خلآئق من السلف فی الحدیث الواحد والمسئلة الواحدة کما فی کتاب العلم من صحیح البخاری.

(۷) والسابعة: ..... أنه لا یسئل المفتی وهو قآئم أو مشغول بما یمنع تمام الفکر.

(۸) والثامنة: ..... أن یتأدب مع المفتی و یبجله فی خطابه وجوابه، وأن لا یقول إذا أجابه هکذا قلت أنا

(۹) والتاسعة: ..... أنه لا یطالبه بدلیل فإن أراده ففی وقت اخر.

(۱۰) والعاشرة: ..... أنه ینبغی أن یکون کاتب السؤال من أهل العلم ممن یحسن السؤال ویبین موضع السؤال ویتثبت فیه ویصلح لحناً فاحشاً ویشغل بیاضاً بخطه.

(۱۱) والحادیة عشرة: ..... أن یشاور فیما یحسن إظهاره من حضر متأهلاً، هذا أیضاً مأخوذ من البحر، إلا أنی زدت علیه بعض الکلمات إیضاحاً.

الفصل العاشر

فی ترجمة رأس المفتيين الإمام أبی حنيفة رحمه الله

إعلم! أن إمام الأئمة وسراج الأمة إسمه النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماه. وزوطی من أهل كابل، وقيل من أهل الأنبار بلدة بعراق، كان مملوكاً لبنی تيم الله فاعتق. وقيل أنه النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبنآء فارس من الأحرار. وولدأبو ثابت في الاسلام، ووصل هو إلى خدمة على المرتضى كرم الله وجهه وهو صغير فدعاله بالبركة فيه وفی ذريته، كذافی تهذيب الكمال. وذكر فيه عن إسماعيل بن حماد بن أبی حنيفة رحمه الله تعالى نحن من أبنآء فارس الأحرار ماوقع علينارق قط. ونقل في مفتاح السعادة: أن ثابتا توفی وتزوج أم الإمام أبی حنيفة الإمام جعفر الصادق وكان الإمام أبو حنيفة صغيرا. وتربى في حجر الإمام جعفر الصادق وهذه منقبة عظيمة له. إنتهى ولم يكن له ولد إلا حماد، وسمى بأبی حنيفة لأنه أول من وضع أصول الإجتهاد، وربى الملة الحنفية البيضآء. وقيل سمى به لأن الحنيفة فی لغة العراق الدواة، وكان الإمام يلازمهامعه. وقيل: فی وجه التسمية غير ذلک، وتمام الكلام في خيرات الحسان للعلامة أحمدبن حجر المكی.

ولد بالكوفة: سنة ثمانين (۸۰هـ)، وتوفی ببغداد في رجب سنة خمسين ومائة (۱۵۰هـ). قيل: مات في السجن. وقيل لم يمت في السجن. وقيل: أنه دفع إليه قدح فيه سم فامتنع، وقال: لاأعين على قتل نفسی فصب في فيه قهرا. غسله قاضی القضاة الحسن بن عمارة وصلى عليه. صلى عليه خمس مرات من كثرة الإزدحام. وحزر من صلى عليه مقدار خمسين ألفا. وآخرهم صلى عليه حماد إبنه، وجآء الملک منصور فصلى على قبره وكان الناس يصلون على قبره إلى عشرين يوما، كذافی مفتاح السعادة وتاريخ ابن خلكان، وتهذيب الكمال للمزی.

واختلف فی طبقته: فقيل: كان فی أيامه أربعة من الصحابة (رضی الله تعالى عنهم) أنس بن مالک رضی الله عنه بالبصرة، وعبدالله بن أبی أوفی رضی الله عنه بالكوفة، وسهل بن

سعدالساعدی رضی الله عنه بالمدینة،وأبو الطفیل عامربن واصلة رضی الله عنه بمکة،ولکن لم یلق أحداً منهم ولاأخذ منهم، أی هومن أتباع التابعین،مال إلیه صاحب المشکوٰة فی الإکمال والحافظ ابن حجرفی تقریب التهذیب وابن خلکان فی تاریخه.وقیل: أدرک بالسن الصحابة ، ورءی أنس بن مالک غیرمرة لما قدم الکوفة، وهذا هوالصحیح الذی لیس ماسواه إلاغلط.وقدنص علیه الخطیب البغدادیو الدارقطنی وابن الجوزی والنووی والذهبی والسیوطی وابن حجرالعسقلانی فی جواب سئل عنه کمافی مقدمة عمدة الرعایة،فهومن التابعین الذین ثبت لهم الرؤیة دون الروایة والسماع.وقیل:أنه من التابعین الذین ثبت لهم الرؤیة والروایة،جمع الحافظ ابومعشرعبدالکریم بن عبدالصمدالطبری رسالة ذکرفیهاالروایات التی سمعهاالإمام أبوحنیفة من الصحابة،منها:مانقل عنه السیوطی فی تبییض الصحیفة:أبوحنیفة عن أنس بن مالک،قال:سمعت النبیﷺیقول:طلب العلم فریضة علی کل مسلم، وصححه،والحافظ المزی حسنه لتعددالطرق.وأثبت العینی سماعه لجماعة من الصحابة ورده علیه صاحبه الشیخ قاسم الحنفی.وبالجملة أنه من التابعین الذین ثبت لهم رؤیة الصحابة دون الروایة والسماع.وروایة الطبری محمولة علی الإرسال والإنقطاع علی أصل البخاری دون أصل مسلم، فافهم

وأمامشایخه فکثیرون: عدمنهم فی تهذیب الکمال أزید من خمس وستین.منهم نافع مولیٰ ابن عمروموسیٰ بن أبی عآئشة وحمادبن أبی سلیمان وابن شهاب الزهری وعکرمة مولیٰ ابن عباس،وقال الذهبی:عامربن شراحیل من أکبرشیوخ أبی حنیفة ،وذکر العلی بن سلطان محمدالقاری فی شرح مسندأبی حنفیة:أن عددشیوخه أربعة الاف،وفی مفتاح السعادة : قدعد مشایخه فبلغ أربعة الاف شیخ.

وأماتلامذته فخلق کثیر: منهم:زفروأبومطیع والحسن بن زیادومحمدبن الحسن وأبویوسف ووکیع بن الجراح وعبدالله بن المبارک ومکی بن ابراهیم وزیدبن هارون وعبدالرزاق بن همام ویحیی بن سعیدالقطان.

وأما تاليفاته فكثيرة: كمايشيرإليه مارواه الحافظ الذهبي عن عبدالعزيز الدراوردي: كان مالك ينظر في كتب أبي حنيفة وينتفع بهامنهاكتاب الآثار. قال السيوطي في تبييض الصحيفة: أنه أول كتاب دون على الأبواب الفقهية وهكذاذكرالموفق المكي في مناقب أبي حنيفة. وذكر أيضاً: انتخب أبوحنيفة الآثارمن أربعين ألف حديث. إنتهىٰ وله نسخ نسخة الإمام أبي يوسف ونسخة الإمام محمدونسخة الإمام زفر. وفي مقدمةعمدةالرعاية: وأماتصانيف أبي حنيفة فذكروامنها: الفقه الأكبروكتاب الوصية وكتاب العالم والمتعلم وغيرذلك. إنتهىٰ وأمامسندأبي حنيفة فليس من تاليفاته، بل هومروياته التي جمعها المحدثون مثل أبي نعيم الأصفهاني والحافظ ابن عساكروالحافظ ابن منده وغيرهم بلغ عدده إلىٰ عشرين مسنداً، ثم جمع العلامة الخوارزمي كلهافي تاليف واحدسماه جامع مسانيدالإمام الأعظم.

وأمامناقبه فأكثرمن أن تحصىٰ: منها: ماأشيرإليه فيمارواه الشيخان: عن أبي هريرةرضي الله عنه: لوكان الإيمان عندالثريالتناوله رجال من أبنآء فارس. أي من العجم ولعل طريق التناول التلقف كماهومعروف عندأهل الرياضة. ومنها: أنه أول من دون الفقه ورتبه أبواباًوكتباً. كذا في الخيرات الحسان للعلامة ابن حجر. ومنها: اشتهارمذهبه في عامة بلادالمسلمين. ومنها: شيوع مذهبه على سبيل شيوع الإسلام رغمالأنوف الحساد. ومنها: مامرأنه تابعي. ومنها: حكم السلاطين السالغة بفقهه غالباًدون فقه غيره.

أمامانقمواعليه

(١) فمنه: ماقال النسآئي في كتابه المسمىٰ بالضعفآء: نعمان بن ثابت أبوحنيفة ليس بالقوي في الحديث. قلنا: أولاً أن الأصل أن من كانت إمامته وعدالته متواترة فلايؤثرفيه جرح الآحاد، كماصرحوابه وإلافقدجرح يحي بن معين الإمام الشافعي، والكرابيسي الإمام أحمد، والذهلي البخاري، والإمام أحمدالإمام الأوزاعي، وابن حزم الترمذي، وابن ماجة، ورمي النسآئي بالتشيع فيلزم أن يكونوا مجروحين. وثانياً: أن موثقوه أكثرمن جارحيه، وثقه شعبة ويحيىٰ بن سعيد القطان

ویحیٰی بن معین وعلی بن المدینی وعبدالله بن المبارک ومکی بن إبراھیم وسفیان الثوری وسفیان بن عیینہ ووکیع بن الجراح والإمام الشافعی وغیرھم ، وضعفه النسآئی والإمام البخاری والدارقطنی والحافظ بن عدی قبل التلمذعلی الطحاوی،فیختارالتعدیل علی الجرح کماصرح به الخطیب فی الکفایة. وثالثاً:أن التعدیل مقدم علی الجرح الغیرالمفسر کمافی مقدمةابن الصلاح. فان قیل:ذکر الذھبی فی میزان الإعتدال:أن النعمان بن ثابت إمام أھل الرأی،ضعفه النسآئی وابن عدی والدارقطنی وآخرون. قلنا:لیست ھذہ العبارةعبارةالذھبی بل ھوالحاق من البعض. یدل علیه أن الحافظ الذھبی صرّح فی مقدمةالمیزان علی أنه لایذکرفی ھذا الکتاب الأئمة الأجلآء مثل الإمام أبی حنیفة،وصرح باسمه رضی الله عنه، وألف لتذکرتھم تذکرة الحفاظ،ومدح فیه أباحنیفة وأثنی علیه. ویدل علیه أن بعض النسخ لم یوجدفیھاھذہ العبارة، کماصرح به الشیخ عبدالفتاح فی ھامش الرفع والتکمیل. ویدل علیه أیضاًأنه ألف کتابافی مناقب أبی حنیفة.

(۲)ومنه:.......ماقال الدارقطنی فی سننه فی نقدحدیث:من کان له إمام فقرآءۃ الامام له قرآءۃ. لم یسندہ عن موسیٰ بن أبی عآئشة رضی الله عنھاغیرأبی حنیفة والحسین عمارة وھماضعیفان وقدمرجوابه.

(۳)ومنه:.......ماذکرہ الإمام البخاری فی التاریخ الصغیر:عن نعیم بن حماد:أن سفیا ن الثوری لما بلغه موت أبی حنیفة،قال:الحمدلله کان ینقض الإسلام عروۃعروۃ،ماولدفی الإسلام أشئم منه، قلنا:کان نعیم بن حمادمتعصباًفی حق أبی حنیفة،قال الحافظ ابن حجر:یروی حکایات فی ثلب أبی حنیفة کلھاکذب.

(٤)ومنه:.....ماذکرہ الساجی من سفیان الثوری:أستتیب أبوحنیفة مرتین،لأنه قال:القرآن مخلوق قلنااولاً:قال ابن عبدالبر:الساجی ممن کان ینافس أصحاب أبی حنیفة،وامامحمدبن یونس،فان کان الکریمی البصری،فقال الذھبی:أحد المتروکین. وقال ابن عدی:أتھم بالوضع. قلت:وإن کان غیرہ فالجواب عنه کالجواب عن النسآئی. وثانیا:أنه روی البیھقی باسنادہ عن أبی یوسف کلمت أباحنفیة سنة جردآء، فی أن القرآن مخلوق أم لا؟فاتفق رأیه ورأیی علی أن من قال: القرآن مخلوق فھو کافر،قال البیھقی:رواته کلھم ثقات.

(٥)ومنه: مانقله ابن خلدون عن بعض الناس: أن أباحنيفةلم يحفظ إلاسبعة عشر حديثاً. قلنا: هذا افترآء بلا إمترآء، كيف؟ وإنه مجتهد وفاقاً. وتلمذعلى أربعة الاف شيوخ، وألف كتاب الاثار وانتخبه من أربعين ألف حديث، وجمعت مروياته في المسانيد وتمسك بالأحاديث وأجاب عن أحاديث الخصم. فافهم وحقيقة الأمر: أنه كان الغالب عليه الإستنباط وفقه القرآن والحديث، ولايسرد الأحاديث كسرد أهل الحديث، فلم يروعنه من كان طالب الألفاظ دون الفقه

(٦)ومنه: أنه رمي بالإرجآء، رماه به الشيخ عبدالقادر الجيلي وغيره قلنا: أصحاب أبي حنيفة كلهم على خلاف رأي الإرجآء، فلوكان أبو حنيفة مرجئاً، لكان أصحابه على رأيه. وحقيقة الأمر: أن الإرجآء إرجاءان أحدهما: الإرجآء بمعنى تاخير العمل وإخراجه عن الإعتداد، بحيث لايخرج تارك العمل عن الإيمان المنجي ولاعن الإيمان المعلي ولاشك في كون هذا الإرجآء بدعة سيئة. وثانيهما: الإرجآء بمعنى تاخير العمل وإخراجه عن حقيقة الإيمان وأجزآءه بحيث لايخرج تارك العمل عن الإيمان المنجي وإن كان يخرج عن الإيمان المعلي. ولاشك في كون هذاالإرجآء حقا. كمالاشك في كون عدم الفارق بينهمامخطئاًأومبغضاً.

(٧)ومنه: أنه يقدم القياس على الحديث. قلنا: هذا إفترآء بلا إمترآء، كان يقدم الحديث وإن كان ضعيفاعلى القياس، كمافي مسئلة نقض وضوء المصلي بالقهقهة، كمامر في الفصل السادس: عن ابن عبدالبر وأبي جعفر الشيزاماري. وحقيقةالأمر: أنه ماترك حديثاإلاحديث معارض له. كمافي مسئلة رفع اليدين. وكان يرجح من الحديثين المتعارضين مايؤيده القياس كمافي مسئلةعدم صحة الصلوةعندالشروق دون الغروب وكذا يرجح من معاني الحديث مايؤيده القياس كما في مسئلة نكاح المحرم بالحج أوالعمرة وكما في مسئلة نضح بول الصبي. من أراد الإطلاع على تفصيل هذه المسائل فليراجع إلى منهاج السنن شرح الجامع السنن للترمذي. ولعمري! أنه أحدث للدين ماهوخيروأسهل وأفيد للأمة، ولم يحدث في الدين ماليس منه. هذاآخر ماأردت ايراده، ولله الحمدأولاوآخرا. وصلى الله تعالى على سيدناخيرخلقه محمدواله وأصحابه وأتباعه اجمعين.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بفتاویٰ فریدیہ (جلد اول)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید الانبیاء و المرسلین و علیٰ آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین۔

اسلام زندگی کے تمام گوشوں پر محیط ہر روز پیش آنے والے حوادث وواقعات سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔نصوص قرآن واحادیث محدود ہیں جبکہ مسائل وحوادث لامحدود ہیں۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔میں نے حضورﷺ کوارشادفرماتے سنا۔ رب حامل فقہ غیر فقیہ و رب حامل فقہ الی ھو افقہ منہ. (ترمذی) کئی ایسے ہیں جوحامل فقہ(راوی حدیث)تو ہیں لیکن وہ فقیہ نہیں اور کئی حاملین فقہ روایت اس کی طرف لے جاتے ہیں جوان سے زیادہ فقیہ ہو۔

پس ایسی صورت میں نصوص کی عبارت ،اشارت ،دلالت اور اقتضاء کو بنیاد بنا کر مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔جس کیلئے دقیق نظر،وافر بصیرت اور ملکہ اجتہاد وفقاہت کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ علوم دینیہ میں اپنی عظمت وشرافت اور وقیع علمی مقام کی بنا پر چاردانگ عالم میں شہرت ومقبولیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات سے یہ بھی ہے کہ دارالعلوم کے دارالافتاء کو بھی فقہ وفتاوی میں قیادت کی حیثیت حاصل ہے۔جس طرح قضاء وافتاء ایک نازک ذمہ داری ہے اسی طرح اس کی شرائط وصفات بھی نازک وحساس ہیں جس کے لئے ایک ایسی شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے جو نہ صرف جزئیات فقہ پر نظر غائر اور قرآن وسنت سے استخراج واستنباط پر کامل دسترس رکھتی ہو بلکہ جس کو تبحر علمی ،دقت نظر ،کتاب وسنت کے وسیع متنوع قدیم وجدید ذخیروں پر کامل عبور ،وسعت مطالعہ اور شارع علیہ السلام کے کلام واحکام کے مزاج اور روح تک پہنچنے کا بھی ذوق وصلاحیت میسر ہو جو مکتب ومدرسہ کی رسمی تعلیم وتعلم سے زیادہ اولیاء اللہ کا فیضان نظر ،قدرت کا عطیہ اور پرواز واستعداد قلب وذہن کے طور پر حاصل ہو پس حقانیہ جیسے علمی مرکز کے دارالافتاء کیلئے بھی ایک ایسی شخصیت کی ضرورت

تھی جو ان اوصاف مذکورہ کے ساتھ ساتھ اپنی ذات میں بھی مستقل ادارہ اور مرکزی حیثیت کی حامل ہو۔ چونکہ حضرت صاحب دامت برکاتہم دور طالب علمی میں بھی امین اللہ فی الارض حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ سے کئے گئے استفتاءات کے جوابات دیا کرتے تھے۔ پھر ۱۳۷۳ھ سے ۱۳۸۲ھ تک اکوڑہ خٹک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ میں نو سال تک بحیثیت مدرس اعلیٰ شیخ الحدیث اور مفتی کے خدمات انجام دیں ۔جامعہ میں ہر قسم کی کتب پڑھائیں ۔جن میں ترمذی شریف مکمل مع شمائل ترمذی، ابوداؤد شریف، مسلم شریف، موطائین، سنتین، مشکواۃ، جلالین، بیضاوی شریف، ہدایہ، مطول، قاضی، سلم، حمد اللہ، صدرا اور شرح جامی قابل ذکر ہیں ۔ پھر تین سال تک دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں صدر المدرسین شیخ الحدیث اور مفتی کے منصب پر فائز رہے ۔۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۹۶۶ء سے لیکر ۱۹۹۵ء تک پورے ۳۱ سال حضرت صاحب کی ذات بابرکات دارالعلوم حقانیہ کے لئے جاذبیت اور مقبولیت کی علامت بنی رہی ۔ ملک و بیرون ملک میں عموما اختلافی مسائل میں حضرت صاحب کے فتوی کو قول فیصل سمجھا جاتا ہے ۔سپریم کورٹ اور صوبائی ہائی کورٹوں میں حضرت صاحب کے فتوی کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔ایک بزرگ عالم دین نے فرمایا کہ افغان علاقوں میں سب سے پہلے حضرت صاحب نے فتوی کی داغ بیل ڈالی ۔علامہ قاضی فضل اللہ (مقیم امریکہ) اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں'' حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب اس دور میں یقینا فرید العصر اور بخاری زمان ہیں ۔آج کے دور میں آپ سلف کی یادگار اور خلف کی حجت ہیں۔مفتی صاحب حقیقتا وارث الانبیاء ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ کی تین اساسی ذمہ داریاں '' **یتلوا علیہم ایاتہ و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و یزکیہم** ' یعنی (**یتلوا علیہم ایاتہ و یعلمہم الکتاب**) شریعت کی تعلیم (**والحکمۃ**) سیاست اور (**و یزکیہم**) تزکیہ نفوس یا طریقت ۔حضرت صاحب دامت برکاتہم بیک وقت ان ارکان ثلاثہ کو سینہ سے لگائے ہوئے نمونہ اسلاف بن چکے ہیں۔ہم حضرت صاحب کی ذات کو آج کے دور میں نشان حق سمجھتے ہیں۔'' بانی دارالعلوم حقانیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ کی روح رواں ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ آپ دامت برکاتہم بیک وقت دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث ،صدر المدرسین اور مفتی اعظم کے منصب پر فائز رہے۔اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے دورہ حدیث شریف کو مزید اتنی شہرت ملی کہ ملک بھر میں طلباء حدیث کے

سب سے زیادہ طلباء کا ورود دارالعلوم حقانیہ میں رہا۔ اور یوں طلباء کی تعداد سات سو تک پہنچ گئی تھی اور ساتھ ساتھ آپ کی تعلیم وتربیت اور فتاویٰ کی روشنی میں ایک کثیر جماعت کو مفتی بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

دارالعلوم میں آپ کے دیئے ہوئے درج فتاویٰ کی تعداد پچاس ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ اور اسی اندازے کے مطابق غیر مندرج فتاویٰ کی تعداد بیس ہزار تک پہنچتی ہے جو حضرت صاحب گھر پر یا دوسرے مقامات پر تحریر فرماتے تھے۔ جن کے اندراج کا پورا اہتمام نہ ہوتا تھا۔ علاوہ ازیں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک اور چارسدہ کے بارہ سال کے فتاوے بھی موجود ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کل فتاویٰ کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ تک ہے۔

دارالعلوم میں نقل فتاویٰ کی خدمت بعض اساتذہ کرام اور طلباء کرام کررہے تھے جس میں ہر فتوے کے ساتھ ناقل کا نام درج ہے۔ ناقلین میں اکثریت مولانا قاضی انوارالدین، مولانا مفتی غلام الرحمٰن، مولانا عبدالحلیم کلاچوی، حضرت کے فرزندان مولانا مفتی رشید احمد حقانی اور مولانا حسین احمد صدیقی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ کی ہے۔ دارالعلوم حقانیہ سے جو رجسٹر میسر آئے مولانا حسین احمد صدیقی نے اس کے فوٹو کاپی لیکر محفوظ کر لئے۔ ۱۰/اپریل ۲۰۰۰ء میں اس کی تخریج وتحشیہ اور ترتیب وتبویب پر فقیر نے کام شروع کیا۔ اور تقریباً اپریل ۲۰۰۱ء تک ایک سال میں جلد اول مکمل ہوئی اور ترتیب وتخریج میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

(۱)...... مکررات حذف کردئے گئے ہیں۔

(۲)...... حضرت صاحب کے جوابات من وعن نقل کئے گئے ہیں۔

(۳)...... استفتاء میں کسی واقعہ یا حادثہ کو بعینہ اسی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

(۴)...... ہر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام، تاریخ اور مقام لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ عرف و زمان اور علاقہ کی مناسبت سے فتویٰ کا حال معلوم ہو۔ اور ایک تاریخی دستاویز بھی مرتب ہو۔

(۵)...... تخریج و تحشیہ میں معروف اور متداول کتب کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

(۶)...... بعض مقامات پر حضرت مفتی صاحب کے نقطۂ نظر کو مزید واضح کرنے کیلئے آپ کی اپنی تالیفات اور تصنیفات سے حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔

(۷) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر پہلے وحی، کتاب الایمان، کتاب العلم سے شروع کیا

گیا ہے۔ پھر جدید فتاویٰ کی طرز پر ابواب الفقہ کے علاوہ ابواب کو جلد اول میں جمع کیا گیا ہے۔

(۸) بعض ناقلین کی کوتاہی نیز فوٹو کاپی کی وجہ سے بعض فتاویٰ کی خط شکستہ تھی۔ اس لئے ہر باب اور کتاب تیار ہوتے ہی دار العلوم حقانیہ کے استاذ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی مدظلہ العالی اس پر نظر ثانی فرماتے رہے۔

(۹) جہاں کہیں بھی کچھ شک گزرتا۔ حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم سے رجوع کیا جاتا۔

(۱۰) جلد اول مکمل کر کے حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم کو پیش کی گئی، آپ نے تمام پر نظر ڈال کر بعض مقامات کی تصحیح فرمائی۔

آخر میں عرض ہے کہ فقیر مرتب کی کم مائیگی اور علمی تہی دامنی کی بنا پر کہیں بھی لغزش اور کوتاہی یقینی ہے۔ اگرچہ محنت کی حد تک کوئی کوتاہی نہیں ہونے دی گئی اور دیگر یہ کہ فتویٰ کا مقصود اصلی بھی حکم بیان کرنا ہوتا ہے نہ کہ مضمون نگاری اور تصنع و تکلف سے گول اور پیچیدار الفاظ کے پیچھے پڑ کر فصاحت و بلاغت کا اظہار، تاہم پھر بھی اگر کسی کو کہیں بھی کوئی غلطی نظر آئے تو پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ پروردگار عالم سے ہم دست بدعا ہیں کہ جن ساتھیوں نے بالخصوص محترم جناب سعید الرحمن صاحب اور جناب سلطان فریدی صاحب جنہوں نے اردو گرامر اور محاورہ کی تصحیح میں حتی الوسع کوشش کی ہے۔ محترم مولانا امداد اللہ حقانی، مولانا سعد اللہ حقانی، مولانا سید نواز حقانی، مولوی ولی اللہ خان صدیقی اور مولوی ولی الرحمن صدیقی جنہوں نے کمپوزنگ، پروف اور دیگر مراحل میں خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو شرف قبولیت بخشے۔ اور ہم سب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

محمد وہاب منگلوری عفی عنہ

فاضل و متخصص دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خادم افتاء و تدریس بدار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی


كتاب
الایمان والعقائد
www.ahlehaq.org



اَلحمد للّٰہ رب العٰلمین ہ

الرَّحمٰن الرَّحیم ہ مٰلک یوم

الدین ہ ایاک نعبد و ایاک

نستعین ط اھدنا الصراط

المستقیم ہ صراط الذین

اَنعمتَ علیھم ہ غیر المغضوب

عَلیھم وَلاالضَّآلین ہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان و العقائد

باب بدء الوحی

ابتدائی وحی کی کیفیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ابتدائی وحی کی حالت کیا تھی؟ املاء کی شکل میں یا حضور ﷺ کے قلب مبارک پر الہام والقاء کے ذریعہ تیسری مرتبہ جو آیات کریمہ پڑھی گئی تھی حضور ﷺ نے کس طریقہ سے پڑھی؟

المستفتی: مولانا سعد الرشید زیارت کاکا صاحب نوشہرہ

الجواب: قرآن مجید کی وحی کی کیفیت یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑھتے اور حضور ﷺ سنتے تھے اور ابتدائی وحی سے مراد وہ وحی ہے جس کو تیسری دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اقرأ سے ما لم يعلم تک پڑھا اور آپ ﷺ نے سنا کما صرح به فی اول صحيح البخاری۔ ﴿۱﴾

وحی رحمانی بند اور شیطانی اغوا جاری ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا وحی رحمانی بند ہوگئی ہے اور وحی شیطانی قیامت تک جاری رہے گی۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ (نعوذ باللہ)

المستفتی: مولانا عبد الستار ٹاؤن شپ لاہور ... یکم ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ عن عائشة ام المؤمنين رضی الله عنها ...... و هو فی غار حراء فجاءه الملک فقال اقرأ فقال فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ و ربک الاکرم. فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فؤاده فدخل علی خديجة بنت خويلد الخ الحديث.

(صحيح البخاری صفحه ۲ جلد ۱ باب کيف کان بدء الوحی الی رسول الله ﷺ)

الجواب: چونکہ وحی رحمانی تا قیامت ہر دور کے اصلاح کیلئے کافی ہے ﴿۱﴾ لہٰذا اس کے بند ہونے میں ظلم کے شائبہ تک کا نہ ہونا ثابت ہوگیا، جبکہ شیطان کو ہر دور اور زمانے کے اغواء کیلئے نئی نئی تدابیر کی ضرورت ہے۔ ﴿۲﴾

باب الایمان

عیسائی کا ایمان کی تعریف پر اعتراض کا جواب

سوال: ایک عیسائی نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر میں مولانا مفتی محمود صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں تو بریلویوں اور اہل حدیث کے نزدیک پھر بھی میں کافر ہوں کیونکہ اسلام کو عالمگیر مذہب ماننے والے لوگ مسلمان اور ایمان کی کوئی جامع تعریف نہیں کر سکے بعض کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ، ملائکہ، انبیاء، کتب اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان ہے بعض کہتے ہیں کہ شہادتین اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو لہٰذا عرض یہ ہے کہ ایمان کی متفقہ تعریف کیا ہے؟

المستفتی: مجاہد امرتسری بازار گنج مغل پورہ لاہور

الجواب: واضح رہے کہ ایمان کی تعریف میں کوئی معنوی اور حقیقی اختلاف نہیں ہے وھو التصدیق بجمیع ماجاء به النبی ﷺ مما علم مجیئه به بالضرورة. ﴿۳﴾ یعنی تمام ضروریات دین اور واضحات کو ماننا، بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب سماویہ خصوصاً قرآن، رسل وغیرہ محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے تشریحات کے موافق ماننا۔ اس تعریف میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اور مؤمن مسلمان ہونے میں صرف دعویٰ ناکافی ہے کیونکہ ایمان اور اسلام ایک عملی معاہدہ ہے۔ نصاریٰ کیلئے ضروری ہے کہ وہ عیسائیت کی ایسی تعریف پیش

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ...... الآیة (پ: ۶ سورة المائدة آیت: ۳)

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ قال ربّ فانظرنی الیٰ یوم یبعثون ○ قال فانک من المنظرین ○ الیٰ یوم الوقت المعلوم ○ قال فبعزتک لاغوینهم اجمعین ○ الا عبادک منهم المخلصین ○ (پ: ۲۳ سورة صٓ آیت: ۷۹ تا ۸۳ ع: ۱۴)

﴿۳﴾ قال الحصکفی الایمان و هو تصدیق محمد ﷺ فی جمیع ماجاء به عن الله تعالیٰ مما علم مجیئه ضرورة و قال ابن عابدین لما علم بالضرورة انه من دین محمد ﷺ بحیث تعلمه العامة من غیر افتقار الیٰ نظر و استدلال کالواحدانیة و النبوة و البعث و الجزاء و وجوب الصلاة و الزکاة و حرمة الخمر و نحوها .انتهیٰ (الدر المختار مع رد المحتار صفحه ۳۱۰ جلد ۱ باب المرتد.)

کریں جو کہ ان کے تمام فرقوں کو شامل ہو۔ ان میں کتنا عظیم اختلاف ہے۔ ان میں ابھی تک انجیل کی تعیین پر اتفاق نہیں ہے تو اس کی تشریحات پر کس طرح اتفاق واقع ہو سکے گا۔ فقط

حضور علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب جاننا

سوال: حضور علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں اور حضور علیہ وسلم کو عالم غیب جاننا کیسا ہے؟

المستفتی: ملک فضل الرحمٰن جہلم ۱/۷/۱۹۷۲ء

الجواب: حضور علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا قرآن وحدیث اور فقہ سے متصادم ہے اور آپ علیہ وسلم کو جمیع المغیبات کا عالم الغیب سمجھنا کفر ہے۔ فقط ﴿۱﴾

حضور علیہ وسلم کو مختار کل اور اللہ کے نور سے نکلا ہوا حصہ ماننا شرک اور کفر ہے

سوال: ایک شخص اہل سنت والجماعۃ میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور نبی کریم علیہ وسلم کو حاضر و ناظر، عالم الغیب اور مختار کل مانتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نور کے بنے ہوئے ہیں اور حضور علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے واحد نور خاص سے نور کا حصہ جدا ہو کر بنے ہوئے ہیں کیا یہ عقیدہ صحیح ہے؟

المستفتی: فضل کریم

الجواب: یہ شخص مشرک اور کافر ہے نیز نصاریٰ کی طرح ابن اللہ کا قائل ہے اہل اسلام اور اہل سنت والجماعۃ ان عقائد سے بےزار ہیں ﴿۲﴾ وھو الموفق

سب سے پہلے نور محمد علیہ وسلم کا پیدا ہونا اور اولیاء کے تصرف کا عقیدہ

سوال: (۱) اگر ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ سب مخلوق سے پہلے حضور علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا ہے اور اس نور سے عرش و کرسی و قلم پیدا ہوئے ہیں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے یا نہیں (۲) اور یہ عقیدہ کہ ولی کامل کا دست تصرف اپنے

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ

(پارہ: ۲۰ سورۃ النمل رکوع: ۱ آیت: ۲)

و قال اللہ تعالیٰ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء .

(پارہ: ۴ سورۃ ال عمران رکوع: ۹ آیت: ۱۷۹)

و فی فتاویٰ قاضیخان رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مریدوں سے کوتاہ نہیں کیونکہ ولی کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے یہ عقیدہ شرک ہے یا صحیح ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۱۹۸۶ء/۳/۱۰

الجواب: (۱) چونکہ نور محمدی ﷺ کا یہ مسئلہ بعض ضعیف روایات سے ثابت ہے لہٰذا اس کے انکار اور اقرار یا تاویل سے کوئی بھی کفر یا شرک لازم نہیں آتا ہے۔

(۲) اگر تصرف سے مراد اصطلاحی تصرف ہو یعنی توجہ مراد ہو تو درست ہے ﴿۱﴾ یہ تو غائبانہ دعا ہے اور اگر تسلط غیبی مراد ہو تو شرک جلی ہے۔ وھو الموفق

مصیبت کے وقت کسی مردہ، استاد یا مرشد کے حضور اور امداد کا عقیدہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ کسی مشکل یا مصیبت کے وقت

(بقیہ حاشیہ) والمرء خدائے را و پیغامبر مرا گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقدان رسول اللہ ﷺ یعلم الغیب و ھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (فتاوی قاضیخان علی الھندیہ ص ۵۷۶ ج۳ باب مایکون کفرا من المسلم و ما لا یکون

﴿۲﴾ قال اللہ تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء (پ سورۃ اعراف آیت)

قال اللہ تعالی یعلم ما بین ایدیھم و ما خلفھم و لا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء

(پ : ۳ سورۃ البقرہ رکوع : ۲ آیت : ۲۵۵) قال اللہ تعالی قل انما انا بشر مثلکم (سورۃ کھف)

قال اللہ تعالی سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (سورۃ الاسراء)

(حواشی صفحہ ہذا)

﴿۱﴾ قال الشیخ مفتی اعظم توجہ، تصرف اور تاثیر ایک شئے ہے توجہ ایک نفسانی کمال ہے نہ کرامت ہے اور نہ تصوف میں داخل ہے۔ یہ کافر اور فاسق بھی دے سکتا ہے توجہ اسلحہ کا حکم رکھتی ہے۔ جائز مقصد کیلئے جائز اور ناجائز مقصد کیلئے ناجائز ہے۔ توجہ کی حقیقت قوت ارادی سے ایک کام کرنا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ رواہ البخاری یعنی اللہ تعالیٰ کے بعض بندے صاحب ہمت اور صاحب قوت ارادی ہیں اور حدیث قدسی میں ہے انا عند ظن عبدی بی رواہ الشیخان یعنی جس کا اللہ تعالیٰ پر یہ حسن ظن ہو کہ میں جو ارادہ کروں تو اللہ وہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے نامراد نہیں کرتے۔

(سلسلہ مبارکہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ عثمانیہ مالکیہ ص: ۱۷۴) وہاب

استاد یا مرشد اگر چہ مردہ ہو حاضر ہو کر امداد کرتے ہیں اور اپنے جسد عنصری کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں جب مرید یا شاگرد مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ چلا جاتا ہے۔ ایسے عقیدہ رکھنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالہادی، ظہیرالحق گڑھی کپورہ مردان ۱۴۰۱ھ/۷/۵

الجواب: جزوی طور پر یہ حضور ممکن بلکہ واقع ہے ﴿۱﴾ لیکن کلی اور ضابطہ کے طور سے اس کے حاضری کا اعتقاد شرک جلی ہے ﴿۲﴾ اور خلاف واقع ہے اس میں غیر اللہ کیلئے علم غیب ثابت کرنا ہے اور کربلا کے مقام میں انصر اخاک ظالما او مظلوما سے اجتناب ہے۔ ﴿۳﴾ و هو الموفق

کلمہ طیبہ کا مقصد اور عقیدۂ جبریہ

سوال: تبلیغی حضرات کلمہ طیبہ کا مقصد خدا سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین بتلاتے ہیں جبکہ بندہ کے خیال میں یہ جبریہ کا عقیدہ ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: فضل گل ملوزی صدہ کوہاٹ ۱۴/رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: توکل علی اللہ اور جبر میں فرق نہ کرنا غلط فہمی اور بدفہمی ہے۔ تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کے

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و عبارة النسفی فی عقائده و کرامات الاولیاء حق فتظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة و ظهور الطعام و الشراب و اللباس عند الحاجة و المشی علی الماء و الهواء و کلام الجماد و العجماء و اندفاع المتوجه من البلاء و کفایة المهم من العداء و غیر ذالک من الاشیاء اه

(رد المحتار ص ۶۸۴ ج ۲ مطلب فی ثبوت کرامات الاولیاء و الاستخدامات)

قال الشاه غلام علی عبدالله المجددی میاں زلف شاه که یکے از مخلصان حضرت ایشان (مرزا مظہر جان جاناں) است گفت که من در اوائل حال که بخدمت حضرت ایشان مے آمدم در دشت راه گم کردم ناگاه بزرگے نموده شد مرا براه راست آوردند گفتم که شما کیستید گفتند تو برائے بیعت پیش کسی که میروی من ہمانم دو بار مرا این واقعه پیش آمد۔

(مقامات مظهریه للشاه غلام علی عبدالله المجددی رحمهم الله تعالیٰ رحمة واسعة ص : ۱۶۱)

﴿۲﴾ یعلم ما بین ایدیهم و ما خلفهم و لا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء (پ:۳ سورۃ البقرہ ع:۲ ایت:۲۵۵

﴿۳﴾ عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ انصر اخاک ظالما او مظلوما قال یا رسول الله هذا ننصره مظلوما فکیف ننصره ظالما قال تأخذ فوق یدیه.

(صحیح البخاری کتاب المظالم ص ۳۳۰ ج ۱ باب اعن اخاک ظالماً او مظلوماً)

اذن اور امر کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا ﴿۱﴾ اور اللہ تعالیٰ ہر کام کا خالق ہے کاسب نہیں ہے ﴿۲﴾ اور خلق اور کسب میں فرق کرنا چاہیئے ۔لہٰذا اس جماعت پر اعتراض کرنا خود غلطی کر کے اہل حق کو غلطی کی نسبت کرنا ہے۔والی اللہ المشتکیٰ.

نظم کے شاعر کو خالق نظم کہنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء حقہ اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ کہنا کہ "اس نظم کا خالق کون ہے" کہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا روح الامین صوابی مردان.....۱۲/۱۳/۱۹۸۷ء

الجواب: ہر چیز کا خالق یعنی نیست سے ہست کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے شعر بنانے والا صانع اور منشد ہے ﴿۳﴾ مگر خالق نہیں قال اللہ تعالیٰ قل اللہ خالق کل شئی الآیة ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ علی القاری ولا یکون فی الدنیا ولا فی الاخرۃ شئی ای موجود حادث فی الاحوال جمیعاً الا بمشیئتہ ای مقروناً بارادتہ و علمہ و قضاء ہ ای حکمہ و امرہ الخ (شرح فقہ الاکبر ص ۴۱ للہ تعالیٰ اوجد المخلوقات لامن شئی)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری و جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون ای علی ای وجہ یکون من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان کسبھم علی الحقیقۃ ای لا علی طریق المجاز فی النسبۃ و لا علی سبیل الاکراہ والغلبۃ بل باختیارھم فی فعلھم بحسب اختلاف اھوائھم و میل انفسھم فلھا ما کسبت و علیھا مااکتسبت لا کما زعمت المعتزلۃ ان العبد خالق لافعالہ الاختیاریۃ من الضرب والشتم وغیر ذالک ولا کما زعمت الجبریۃ القائلون بنفی الکسب والاختیار بالکلیۃ ففی قولہ تعالیٰ ایاک نعبد و ایاک نستعین رد علی الطائفتین فی ھذہ القضیۃ . والحاصل ان الفرق بین الکسب والخلق ھو ان الکسب امر لا یستقل بہ الکاسب والخلق امر مستقل بہ الخالق و قیل ما وقع بآلۃ فھو کسب و ما وقع لا بآلۃ فھو خلق ثم ما اوجدہ سبحانہ من غیر اقتران قدرۃ اللہ تعالیٰ بقدرۃ العبد و ارادتہ یکون صفۃ لہ و لایکون فعلا لہ کحرکۃ المرتعش و ما اوجدہ مقارنا لا یجاد قدرتہ و اختیارہ فیوصف بکونہ صفۃ و فعلا و کسبا للعبد کالحرکات الاختیاریۃ . ثم المتولدات کالالم فی المضروب والانکسار فی الزجاج بخلق اللہ و عند المعتزلۃ بخلق العبد (واللہ تعالیٰ خالقھا) ای موجد افعال العباد وفق ما اراد لقولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئی الخ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۴۹ . ۵۰ افعال العباد کسبھم وخلق اللہ تعالیٰ)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری واللہ تعالیٰ خالقھا ای موجد افعال العباد وفق ما اراد لقولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شئ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۵۰ الفرق بین الکسب والخلق)

﴿۴﴾ (پ:۱۳ سورۃ الرعد رکوع :۸ آیت :۱۶)

غیر اللہ کے ندا کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ نداء یارسول اللہ ﷺ، یا غوث الاعظم یا پیر بابا کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا عقیدہ شرک ہے یا نہیں۔ نداء لغیر اللہ کا حکم واضح فرمائیں؟

المستفتی: عبدالمتین چمکنی پشاور......۱۹۸۴ء/۶/۱۹

الجواب: غیر اللہ کو تسلط غیبی کے ارادہ سے ندا کرنا شرک جلی ہے اور دیگر ارادات سے کبھی موہم شرک اور کبھی جائز ہوتا ہے۔ (والتفصيل في الفتاوى الرشيديه)

صحیح عقیدہ کے ساتھ ندا بیا محمد جائز ہے

سوال: اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح ہو اور انبیاء کرام اور اولیاء کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ سمجھتا ہو تو کیا اس کیلئے ندا بیا محمد ﷺ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نور اللہ ہرات افغانستان

الجواب: المحظور هو النداء بيا محمد على عقيدة علم الغيب واعتقاد التسلط الغيبي علما و قدرة لا محض النداء كما في التشهد ﴿۱﴾ و كما في حديث الطبراني الصغير صفحه ۱۰۳ فمن قال يا محمد انى اتوجه اليك فلا اثم فيه الا ان الاجتناب عنه احوط في غير التشهدو الصلاة والسلام لكونه موهما ﴿۲﴾ وهو الموفق

اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا اس عقیدہ سے کہ اس پر مقرر رہوا ہے شرک جلی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم زید کو سمجھا رہا تھا کہ اولیاء اللہ سے براہ راست کچھ طلب کرنا اور امداد مانگنا ناجائز ہے لیکن زید کہتا ہے کہ ولی مشکل کشا ہوتا ہے ولی سے بذات خود مانگنا جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد پیر سدو مردان......۲۷ ستمبر ۱۹۸۶ء

﴿۱﴾ السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته كما في التشهد الصلاة.

﴿۲﴾ یہ نداء جب عقیدہ حاضر و ناظر سے نہ ہو پھر بھی اس خاص نداء یعنی باسمه المحض کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آنجناب علیہ السلام کو ان کے اسم محض سے نداء کرنا ممنوع ہے البتہ یا رسول اللہ جیسے نداء کی گنجائش ہے جبکہ عقیدہ فاسدہ سے نہ ہو۔

الجواب: توسل بالاولیاء جائز ہے ﴿۱﴾ لیکن غیر اللہ سے اس اعتقاد سے مانگنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قضاء حاجات ﴿۲﴾ کیلئے مقرر کیا ہے شرک جلی ہے۔ ﴿۳﴾ و ھو الموفق

یا مصطفیٰ مشکل کشا کہنا

سوال: یا مصطفیٰ مشکل کشا کہنا شرک ہے یا نہیں ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: لطیف اللہ مدرسہ عربیہ شمس العلوم ...... ۱۵؍شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: ایں الفاظ بہ اعتقاد حاضر و ناظر عالم الغیب گفتن شرک جلی است و بطور عشق و محبت گفتن جائز است ﴿۴﴾ و پیغمبر ﷺ را مشکل کشا گفتن بایں معنی کہ از جانب خدا برائے حل مشکلات مقرر ست کذب و کفر است و بایں معنی کہ بتوسل و دعاء او مشکلات حل مے شوند صدق و جائز است۔ ﴿۵﴾

خواب کی تاویل اور ''یا رسول اللہ مجھ پر رحم کر'' کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) اگر ایک شخص اپنا خواب اس طرح بیان کرے کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ جو شخص مجھ پر بہت درود پڑھتا ہے تو ہم اس

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (پ: ۲ سورۃ البقرۃ ع: ۱۱ آیت: ۸۹)
قال اللہ تعالیٰ و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم و ما کان اللہ معذبھم و ھم یستغفرون (پ: ۹ سورۃ الانفال ع: ۸ ایت: ۳۳)
و قال اللہ تعالیٰ و کان ابوھما صالحا (پ: ۱۶ سورۃ الکھف ع: ۱ ایت: ۸۲) و قال اللہ تعالیٰ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (پ: ۶ سورۃ المائدۃ رکوع: ۱۰ آیت: ۳۵)

﴿۲﴾ قال اللہ تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (پ: ۲۴ سورۃ زمر رکوع: ۱۵ آیت: ۳)

﴿۳﴾ (و تمامہ فی رسالۃ مقالات ص ۵ و ص ۵۵ للشیخ محمد فرید دامت برکاتھم)

﴿۴﴾ قال الحصکفی کرہ قولہ بحق رسلک و انبیائک و اولیائک او بحق البیت لانہ لاحق للخلق علی الخالق تعالیٰ و قال ابن عابدین قد یقال انہ لا حق لھم و جوبا علی اللہ تعالیٰ لکن اللہ تعالیٰ جعل لھم حقاً من فضلہ او یراد بالحق الحرمۃ و العظمۃ فیکون من باب الوسیلۃ و قد قال اللہ تعالیٰ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ و قد عدّ من اداب الدعاء التوسل علی ما فی الحصن و جاء فی روایۃ اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک و بحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا و لا بطرا الحدیث (الدر المختار مع رد المحتار ص ۲۸۱ ج۵ کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی البیع)

﴿۵﴾ قال العلامۃ ابن عابدین قولہ لانہ لا حق للخلق علی الخالق قد یقال انہ لا حق لھم و جوبا علی اللہ تعالیٰ لکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ جعل لھم حقاًمن فضلہ او یراد بالحق الحرمۃ و العظمۃ فیکون من باب الوسیلۃ و قدقال اللہ تعالیٰ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ و قد عد من آداب الدعاء التوسل علی ما جاء فی الحصن الخ
(رد المحتار ص ۲۸۱ ج۵ کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی البیع)

کے فریاد کو پہنچتے ہیں تو کیا قرآن وسنت کی رو سے غیر اللہ دستگیری اور فریادرسی کر سکتے ہیں؟ (۲) اگر کوئی شخص کہہ دے کہ یا نبی اللہ مجھ پر رحم کرتو کیا غیر اللہ رحم کر سکتا ہے؟

المستفتی: شیر زمان ہولز مین کمپنی تبوک سعودی عرب ۲۲ صفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: (۱) قرآن وسنت کی رو سے غائبانہ فریادرس اور مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے خواب میں حضور ﷺ سے سنا ہوا کلام حجت نہیں ہے خواب کا وقت غفلت کا وقت ہے پس جو کلام منامی قرآن وحدیث سے متعارض ہو وہ یا مؤول ہوگا اور یا غلط ہوگا۔ والتأویل المناسب فی المنام المسطور ان اللہ تعالیٰ یغیث بجاھی و بکثرۃ صلاته علی ھذا الرجل۔

(۲) حضور ﷺ رؤف ورحیم ہیں لیکن جو رحم علم غیب کا مقتضی ہو تو اس کا ثبوت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کیا جائے گا ﴿۱﴾

بندہ کا کسب میں بااختیار ہونا

سوال: ایک آدمی پتھر یا کوئی چیز پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیز میں نے پھینکی یا اللہ تعالیٰ نے۔ دلیل میں فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر کہ ہمیں اختیار ہے اگر اختیار نہیں تو اس آیت پر عمل نہیں آتا؟ اس مسئلہ کی حقیقت واضح فرماویں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی محمد دین مسعود وزیرستان ۱۹۸۶/۳/۲

الجواب: یہ شخص جاہل ہے یہ توکل اور تعطل میں فرق نہیں کر سکتا اور خلق وکسب میں فرق نہیں کر سکتا۔ مخلوق سے نہ ہونے کا یقین اسباب پر عدم اعتماد کو کہا جاتا ہے۔ فافھم ﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ ﴿ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ﴾ (پ ۷ سورۃ الانعام رکوع: ۱۳ آیت: ۵۹) وقال اللہ تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیۃ (پ ۹ سورۃ الاعراف ع ۱۳ آیت ۱۸۸)

﴿۲﴾ قال الملا علی القاری و جمیع افعال العباد من الحرکۃ والسکون ای علی ای وجه یکون من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان کسبھم علی الحقیقۃ ای لا علی طریق المجاز فی النسبۃ و لا علی سبیل الاکراہ والغلبۃ بل باختیار ھم فی فعلھم بحسب اختلاف اھوائھم و میل انفسھم فلھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت لا کما زعمت المعتزلۃ ان العبد خالق لافعاله الاختیاریۃ من الضرب والشتم و غیر ذالک و لا کما زعمت الجبریۃ القائلون بنفی الکسب والاختیار بالکلیۃ الخ

(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۴۹ افعال العباد کسبھم و خلق اللہ تعالیٰ)

نوٹ: اور آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کسب میں مختار ہے مضطر نہیں۔

تقدیر ترک اسباب کا موجب نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقدیر کا فیصلہ اگر ازل میں ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے آدمی کے معاش کا فیصلہ فقر وغنی کی صورت میں کرتا ہے تو پھر ہم دنیا میں یہ تکالیف کیوں اٹھاتے ہیں؟ بلکہ جو کچھ ہمارے تقدیر میں ہو خود بخود پہنچ جائیگا۔ وضاحت فرما کر مطمئن کریں۔

المستفتی: حکم خان رسالپور نوشہرہ..... ۲۸رذوالحجہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: اللہ تعالیٰ نے جو کہ حکیم مطلق ہے اور بندگان پر والدین سے بھی زیادہ مہربان ہے یہ فقر اور غنی ازل میں ہوا ہے۔ لیکن اس کو ہم سے پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں اور ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ذرائع اور اسباب کو استعمال کرو تم کو وہ مقدور پہنچے گا اور ہمیں یہ اجازت نہیں دی کہ ہم ذرائع اور اسباب کے استعمال کو ترک کریں اور مقدر کے انتظار میں بیٹھیں۔

نوٹ: ایسے دقیق اور عام اذہان سے بالا مسائل میں سمعنا واطعنا کو معمول بنانا شان صحابہ ہے نہ کہ تحقیق کے پیچھے پڑنا ﴿۱﴾

تقدیر کیا ہے؟

سوال: تقدیر کی حقیقت کیا ہے اور کس طریقے سے تقدیر بدل سکتی ہے اور مقدر کی وجہ سے پھر ہم مکلف کیوں ہیں وضاحت کی جائے؟

المستفتی: میاں محمد ملاکنڈ ایجنسی..... ۱۹۷۸ء/۷/۳

الجواب: تقدیر عبارت ہے ارادہ الٰہیہ سے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا علم بکنہہ ہماری استعداد سے باہر ہے لہٰذا تقدیر کی حقیقت معلوم کرنے کے پیچھے پڑنا اضاعت وقت ہے۔ ایسے دقیق اور عام اذہان سے بالا مسائل میں سمعنا و اطعنا کہنا شان صحابہ ہے ﴿۲﴾ اور تقدیر مبرم نہیں بدلتی ہے اور تقدیر معلق بدل سکتی ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ ﴿۲﴾ عن عائشة رضي الله عنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من تكلم في شئ من القدر سئل عنه يوم القيمة و من لم يتكلم فيه لم يسئل عنه رواه ابن ماجه.

(مشكواة المصابيح ص ۲۳ ج ۱ باب الايمان بالقدر الفصل الثالث)

''تقدیراوراسباب ومحنت'' میں منافات نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ کوئی طالب علم امتحان میں فیل ہوجاتا ہے کسی تاجر کوتجارت میں نقصان ہوجاتا ہے یا کوئی کسان کھیت میں کھادنہیں ڈالتا اور حفاظت کا خیال نہیں رکھتا اور کھیت سے کم پیداوار حاصل ہوجائے تو یہ افراد کہتے ہیں کہ ہماری قسمت میں ایسا لکھا تھا ہم ہزارکوشش کرتے تقدیر کا لکھا کبھی نہیں مٹ سکتا خدا کو ایسا ہی منظور تھا اب سوال یہ ہے کیا خدا نے ان کی تقدیر میں ناکامی لکھی تھی؟ کیا ان ناکامیوں کا انحصار محنت نہ کرنے پر ہے یا مقدر یہی تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم خود مجبور ہیں محنت کرے یا نہ کرے خدا جو کچھ کرے وہی ہوگا۔

(۲) خداتعالیٰ احسن الرازقین ہے اس میں کوئی شبہ نہیں مگرانسان کورزق حاصل کرنے کے ذرائع تلاش کرنا چاہیئے یا وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائے اور کہے کہ میں کچھ نہیں کروں گا وہ رازق ہے وہ بغیر کسی تلاش ومحنت کے مجھے ضرور روزی دیا کرے گا۔

(۳) اشیاءخوردنی کی قیمتیں اوران میں اتار چڑھاؤ افرادمعاشرہ پر منحصر ہے یا یہ قیمتیں روزانہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ زمین والوں کو پہنچاتا ہے اورمہنگائی ارزانی کا وہ خوداعلان فرماتا ہے۔

المستفتی: غلام نبی ہوتی مردان......۲۱رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ

الجواب: (۱) اللہ تعالیٰ کوازل میں معلوم تھا کہ یہ شخص محنت نہیں کرے گا تو اس کیلئے ناکامی اورنقصان مقدر کیا اور بسا اوقات بغیر محنت کے اس کے لئے کامیابی لکھتا ہے کیونکہ ازل میں اللہ تعالیٰ کومعلوم تھا کہ یہ شخص نقل یا سفارش وغیرہ سب کوزیرعمل لائے گا ورنہ دلائل عقلیہ اورنقلیہ سے ثابت ہے کہ انسان مجبورمحض نہیں ہے۔

(۲) رازق کا یہ مقصد نہیں کہ انسان کوئی کسب نہ کرے جیسا کہ خالق کا یہ مطلب نہیں کہ انسان شادی نہ کرے اور اولاد مل جائے۔(۳) گرانی اورارزانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں بسا اوقات افرادمعاشرہ کی خواہش کے خلاف اتاراورچڑھاؤ ہوتا جاتا ہے قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ ھو المسعر ﴿۱﴾ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ افرادمعاشرہ کے بےاعتدالیوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے بلکہ ان کا دخل ضرورموجود ہے جیسا کہ صحت ومرض میں بےاعتدالیوں کا دخل موجود ہے۔وھو الموفق

﴿۱﴾ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال الناس یا رسول اللہ غلا السعر فسعر لنا فقال ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق و انی لأرجوا ان القی اللہ و لیس احد منکم یطالبنی بمظلمۃ فی دم و لا مال و اسنادہ علی شرط مسلم و صححہ ابن حبان والترمذی (رد المحتار ص ۲۸۳ ج۵ کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی البیع)

قاتل کے مقدر قتل پر سزا کیوں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہوتی ہے تو اگر کوئی کسی کو قتل کرے تو قاتل کو اس کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟

المستفتی: محمد قاسم متعلم دارالعلوم حقانیہ......۱۹؍رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کیا ہے کہ یہ قاتل اس شخص کو دیدہ ودانستہ ارادتاً قتل کرے گا لہٰذا اس کو اس اختیار وارادہ کے اس فعل پر سزا دی جائیگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ممتحن (طالب علم) کے متعلق مقرر کیا ہو کہ یہ ارادتاً کوشش نہ کرے گا تو اس کو ممتحن فیل کرے گا یا جیسا کہ مستفتی کا جہل اور بے علمی کی وجہ سے استفتاء کرنا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اور مفتی بھی جواب دیتا ہے۔ و هو الموفق

رسالہ معدن السرور (ازمولنا شمس الحق افغانی) بھاؤلپور کی تصدیق وتصویب

عرض: یہ رسالہ معدن السرور فتویٰ بہاؤلپور سے جو علامہ شمس الحق افغانی کا ہے مجلس اہل سنت والجماعت نے شائع کیا ہے اس لئے بندہ عالیخانہ میں عارض ہے کہ اس کی تصدیق وتصویب مع مہر کی جائے تو عین نوازش ہوگی۔

از: مجلس اہل سنت والجماعت پاکستان

الجواب: ان تمام جوابات سے ہمارا پورا اتفاق ہے حضرت مولانا شمس الحق افغانی کی رائے ہماری رائے ہے فرقہ نجدیہ اور فرقہ سلفیہ دلائل کی رو سے بدفہمی اور غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ فقط

از (حضرت مولانا مفتی) محمد فرید عفی عنہ (شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

کلمہ طیبہ میں زیادت اور شیعی عقیدہ

سوال: حضرات علماء کرام وزعماء ملت سے عرض ہے کہ نویں اور دسویں جماعت کے دینیات کے نصاب میں دو کلمے آئے ہیں (۱) لا اله الا الله محمد رسول الله ۔ رہنمائے اساتذہ ص ۱۲۷ اسلامیات جماعت نہم و دہم وزارت تعلیم حکومت پاکستان (۲) لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله وصی رسول الله و خليفة بلا فصل ۔ ایضاً ص ۱۳۶ ہر ایک کو کلمہ اسلام قرار دیا ہے اس کا کیا حکم ہے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد توصیف الرحمٰن عزیز اللہ جامع مسجد گنبد والی جہلم شہر......۱۵؍۱۲؍۱۹۷۶ء

الجواب: واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصی ہونا یا خلیفہ بلافصل ہونا افتراء ہے اور شیعوں کا غیر

ثابت دعویٰ ہے البتہ کفرنہیں ہے فسق اور بدعت ہے ﴿۱﴾ پس جس طرح زنا اور سود کے ارتکاب سے کلمہ نمبر۱ میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی البتہ وفاداری اور تابعداری میں نقصان آجاتا ہے تو اسی طرح اس مخصوص زیادتی سے بھی کلمہ نمبر ۲ میں یعنی ایمان میں خرابی لازم نہ ہوگی البتہ وفاداری اور تابعداری یعنی کمال ایمان میں نقصان حاصل ہوگا اور یہ شخص فاسق اور مبتدع ہوگا۔ پاک اور ناپاک کی ملاوٹ اور اتحاد سے پاک بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ وھو الموفق

اللہ تعالیٰ سے علم، حکمت اور قدرت کی نفی کفر ہے

سوال: (۱) لو قال احد لاحد من الذکر اوالمرء ة الله جل جلاله خلقک ذکرا بغیر علم یعنی و لم یعلم والمناسب ان یخلقک امراء ة او قال خلقک امراء ة بغیر علم والمناسب ان یخلقک ذکرا ھذا مفھوم الکلام . ماالحکم لقائل ھٰذا الکلام ؟

(۲) و لو قال احدا لدعاء الابلق شو من الله یعنی السحر والجادو اقویٰ من الله ماالحکم لقائل ھٰذا الکلام ؟

المستفتی: محمد صادق صابر ہزارہ ......۲۴ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: ھٰذا الشخص یصیر بھٰذہ الالفاظ کافرا بالله لانہ نفی عن الله تعالیٰ العلم ﴿۲﴾ وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ بکل شئی علیم الایۃ﴿۳﴾. و لانہ نفی عن الله تعالیٰ حکمۃ و ھو علیم حکیم کما قال الله تعالیٰ انک انت العلیم الحکیم الایۃ﴿۴﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین اقول نعم نقل فی البزازیۃ عن الخلاصۃ ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین و یلعنھما فھو کافر و ان کان یفضل علیاً علیھما فھو مبتدع (رد المحتار ص ۳۲۱ ج۳ مطلب مھم فی حکم سب الشیخین)

و فی الھندیۃ و ان کان یفضل علیا کرم الله تعالیٰ وجھه علی ابی بکر رضی الله عنه لا یکون کافرا الا انه مبتدع والمعتزلی مبتدع الا اذا قال باستحالۃ الرؤیۃ فحینئذ ھو کافر . خلاصه (ھندیه ص ۲۶۴ ج ۲ منھا ما یتعلق بالانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام)

﴿۲﴾ و فی الھندیۃ یکفر اذا وصف الله تعالیٰ بما لا یلیق به ..... او نسبه الی الجھل او العجز او النقص و یجوز ان یفعل الله تعالیٰ فعلا لا حکمۃ فیه الخ ۰ (عالمگیری ص ۲۵۸ ج ۲ فصل فی موجبات الکفر)

﴿۳﴾ (پ: ۱۰ سورۃ الانفال رکوع: ۶ آیت: ۷۵)

﴿۴﴾ (پ: ۱ سورۃ البقرۃ رکوع: ۵ آیت: ۳۲)

(۲) ان الله خالق كل شئى من الخير والشر و مريد كل شئى من الخير والشر وودع فى كل شئى خواص متفاوتة بعضها اقوىٰ من بعض آخر فان كان قصد هذا القائل تفاوت التاثير فلا حرج عليه وان كان قصده تنقيص كلام الله تعالىٰ فهو كافر ﴿۱﴾ فقط

"اس اسلام سے کفر اچھا ہے" کلمات کا حکم

سوال: ایک آدمی نے میاں بیوی کے درمیان اختلاف ڈالنے کی کوشش کی تھی تو بیوی نے اس کو بددعائیں شروع کیں تو شوہر نے کہا کہ بددعائیں نہیں دینا چاہیے۔ اس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔ بلکہ ہدایت کیلئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ تو بیوی نے منہ سے یہ الفاظ نکالے کہ "ایسے اسلام سے کفر اچھا ہے کفر اچھا ہے کفر اچھا ہے" تو ان الفاظ سے بیوی کافر ہوئی یا نہیں اور نکاح باقی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محبوب الرحمٰن.....۱۹۷۴ء/۲/۱۸

الجواب: بظاہر بیوی کی مراد یہ ہے کہ ایسے اسلام سے جس میں ظالم کیلئے بددعا منع ہو کفر اچھا ہے لہٰذا یہ کلمہ اگرچہ غلط ہے لیکن کفریہ نہیں پس صورت مسئولہ میں تجدید نکاح احوط ہے ضروری اور فرض نہیں۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

قبر کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے

﴿۱﴾ قال ابن عابدين و كذا لو اسنده الى امارة عادية بجعل الله تعالىٰ .... والشمس والقمر بحسبان اى سيرهما بحسبان واستدلالى بسير النجوم و حركة الافلاک على الحوادث بقضاء الله تعالىٰ و قدره و هو جائز كاستدلال الطبيب بالنبض على الصحة والمرض و لو لم يعتقد بقضاء الله تعالى او ادعى علم الغيب بنفسه يكفر . (رد المحتار ص ۳۲۵ ج ۳ مطلب فى دعوى علم الغيب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين انه لا يكفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لامكان التأويل .... اقول و على هذا ينبغى ان يكفر من شتم دين مسلم و لكن يمكن التأويل بان مراده اخلاق الرديئة ومعاملة القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغى ان لا يكفر حينئذ و اقره فى نور العين .... و اما امره بتجديد النكاح فهو لا شک فيه احتياطا خصوصا فى حق الهمج الارذال الذين يشتمون بهذه الكلمة فانهم لا يخطر على بالهم هذا المعنى الخ (رد المحتار ص ۳۱۶ ج ۳ مطلب فى حكم من شتم دين مسلم)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر کو یا قبر کے نزدیک سجدہ کرنا کیسا ہے۔ شرک ہے یا گناہ کبیرہ؟ قرآن وسنت کے رو سے جواب سے نوازیئے۔

المستفتی: مولوی نورالحق باڑہ بازار خیبر ایجنسی ......۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

الجواب: قبر کے نزدیک سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ﴿۱﴾ اور قبر کو سجدہ عبادت کرنا شرک ہے اور قبر کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے۔

والفرق بينهما فى كون الساجد معتقدا لكون المسجود له مسلطا على الساجد علما و قدرة او غير معتقد لهذا ۔ كما فى الهندية ص ۳۶۸ ج۵ من سجد للسلطان على وجه التحية او قبل الارض بين يديه لا يكفر و لاكن يأثم و ارتكابه الكبيرة و هو المختار و قال الفقيه ابوجعفر رحمه الله و ان سجد للسلطان بنية العبادة او لم تحضره النية فقد كفر كذا فى جواهر الاخلاطى ﴿۲﴾

''شریعت کو چھوڑ دو'' الفاظ کفریہ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص سے اس کی ہمشیرہ نے لڑکی کا رشتہ مانگا تو اس شخص زید نے ان شرائط پر منظور کیا کہ شادی وغیرہ شرعی طریقہ پر ہوگی۔ گانا بجانا اور ڈھول وغیرہ اس میں نہ ہوگا تو زید کے بھائیوں اور ہمشیرہ نے کہا کہ شریعت کی بات چھوڑ دو۔ شادیوں میں رسم ورواج ہی ہوا کرتے ہیں۔ جب شرائط نہ مانے تو زید نے رشتہ دوسری جگہ کر دیا جنہوں نے ان شرائط کو منظور کیا اب زید کے بھائیوں اور ہمشیرہ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ''شریعت کو چھوڑ و'' اس کا کیا حکم ہے اور ان کے نکاح کا کیا ہوگا؟

المستفتی: محمد اقبال مدرسہ کنز العلوم گجرات مظفر گڑھ...... ۱۷ رمئی ۱۹۸۳ء

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدين و تكره فى اماكن .... و مقبرة ...... لان اصل عبادة الاصنام اتخاذ قبور الصالحين مساجد و قيل لانه تشبه باليهود و عليه مشى فى الخانية و لابأس بالصلاة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلاة و ليس فيه قبر و لا نجاسة كما فى الخانية و لا قبلته الى قبر حلية ۔
(رد المحتار ص ۳۷۹ ج ۱ مطلب تكره الصلاة فى الكنيسة)

﴿۲﴾ (هنديه ص ۳۶۸ ج۵ الباب الثامن و العشرون فى ملاقات الملوک و التواضع لهم الخ)

الجواب : بشرط صدق وثبوت بالاتحریران اشخاص پرجنہوں نے شریعت کا رد کیا ہے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہیں کلمات کفر بکنے سے نہ نکاح باقی رہتا ہے اور نہ حقوق ۔ یدل علیہ ما فی الھندیة و اذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہ الحادثة کذا فقال ذالک الغیر (من برسم کار مے کنم نه بشرع) یکفر عند بعض المشائخ (ھندیة ص ۲۹۹ جلد ۲) والله اعلم﴿۱﴾

مسئلہ نور بشر، علم کلی، اختیار کل اور حاضر و ناظر کے عقائد والے کی وضاحت

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں (۱) کہ حضور ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی مگر لباساً بشر اور حقیقةً نور (۲) اس کیلئے ابتداء کائنات سے لے کر دخول نار اور دخول جنت تک کا علم کلی حاصل ہے اور وہ مختار کل اور حاضر و ناظر ہے اگر یہ عقائد غلط ہیں تو اس شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : حافظ محمد افسر گنڈی خانخیل لکی مروت......١٠رستمبر ١٩٩٠ء

الجواب : جو شخص پیغمبر ﷺ کو بشر اور سید البشر مانے اور پیغمبر ﷺ کیلئے ان تمام اشیاء کا علم مانے جو کہ شان نبی کے ساتھ مناسب ہوں وھو الاستغراق العرفی کما فی اتینٰه من کل شیٍٔ سبباً ﴿۲﴾ اوتیت من کل شئی الایة ﴿۳﴾ اور مختار کل کا یہ معنی کرے جو عربی کا معنی ہے تمام مخلوقات میں برگزیدہ اور تمام امور کے مشاہدہ سے یہ مراد ہو کہ پیغمبر ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں فنا اور مستغرق ہیں اور باذنہ تعالیٰ بعض مناسب کائنات کی طرف بھی نظر کرتے ہیں ﴿۴﴾ تو یہ شخص مشرک نہیں ہے ورنہ بصورت دیگر مشرک ہوگا ﴿۵﴾

نوٹ : ان لوگوں (بریلویوں) کو عشق رسول ﷺ میں بے اعتدالیوں نے شرک میں مبتلاء کر دیا ہے ۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عالمگیری ص ۲۷۲ جلد ۲ موجبات الکفر انواع)

﴿۲﴾ (پ: ١٦ سورة الکھف رکوع: ١ آیت: ٨٤)

﴿۳﴾ (پ: ١٩ سورة النمل رکوع: ١٧ آیت: ٢٣)

﴿۴﴾ قال الله تعالیٰ و لا یحیطون بشیٔ من علمه الا بما شاء.....الخ (پ: ٣ سورة البقرہ رکوع: ٢ آیت: ٢٥٥)

﴿۵﴾ و عنده مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و یعلم ما فی البر و البحر ط و ما تسقط من ورقة الا یعلمھا الایة (پ: ٧ سورة الانعام رکوع: ١٣ آیت: ٥٩)

''تیرے سبق پر آسمانی بجلی گرے'' الفاظ کفریہ نہیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا دس سالہ بچہ قرآن مجید ناظرہ کے ساتھ پڑھتا ہے۔ زید کی بیوی ہندہ نے غصہ میں آ کر بچے کو گالیوں کے ساتھ یہ الفاظ بھی استعمال کئے ہیں ''ستا پہ سبق دے تندر پریوزی'' یعنی تیرے سبق پر آسمانی بجلی گرے۔ تو ان الفاظ کے استعمال کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے اور کفارہ کیا ہے اور نکاح پر کچھ اثر پڑا ہے یا نہیں؟

المستفتی: متعلم جامعہ حقانیہ.....۴ر ستمبر ۱۹۸۶ء

الجواب: یہ جاہلانہ غصہ ہے اس میں کفریہ یا شرکیہ یا قسمیہ الفاظ نہیں ہیں لہٰذا کفارہ بھی لازم نہ ہوگا ﴿۱﴾

''قرآن سے جماع کیا ہوگا'' الفاظ کہنے سے لزوم کفر

سوال: ایک شخص نے یہ الفاظ بولے ہیں کہ ''اگر میں نے یہ برا کام کیا تو نعوذ باللہ قرآن کے ساتھ جماع کیا ہوگا'' پھر وہ کام صادر ہوا اب وہ آدمی روتا ہے کہ میں نے یہ کفریہ الفاظ نکالے ہیں اب مجھے کونسا عذاب دیا جائے گا اور توبہ تو کی ہے مگر اب یہ شخص کافر ہوگا یا نہ اور کفارہ دے گا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالمالک زریاب کوہاٹ.....۲۷ر شوال ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ معاملہ یمین ہے۔ مثلاً ان فعلت کذا فانا یهودی لکون جماع المصحف توهینا و کفرا ۔ پس جب اس شخص نے برا کام کیا تو حانث ہوا اور اگر اس شخص کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسی صورت میں یہ برا کام کرنے والا کافر ہو جاتا ہے تو یہ شخص کافر بھی ہوا کما فی الهندية وغیرها ﴿۲﴾ ورنہ کافر نہ ہوگا پس بہرحال یہ شخص توبہ و استغفار کرے ایمان کی تجدید کرے اور احتیاطاً کفارہ بھی دیدے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ و فی الهندية و ما كان خطأ من الالفاظ و لا يوجب الكفر فقائله مؤمن على حاله و لا يؤمر بتجديد النكاح والرجوع عن ذالك كذا فی المحيط (فتاویٰ هندیه ص ۲۸۳ ج۲ قبیل الباب العاشر فی البغاة)

﴿۲﴾ و لو قال ان فعل كذا فهو يهودی او نصرانی او مجوسی اوبریٔ من الاسلام او كافر او يعبد من دون الله او يعبد الصليب او نحو ذالك مما يكون اعتقاده كفرا فهو يمين استحسانا كذا فی البدائع حتى لو فعل ذالك الفعل يلزمه الكفارة و هل يصير كافرا اختلف المشائخ فيه قال شمس الائمة السرخسی رحمة الله عليه والمختار للفتویٰ انه ان كان عنده انه يكفر متى اتى بهذا الشرط و مع هذا اتى يصير كافرا لرضاه بالكفر ...... و ان كان عنده انه اذا اتى بهذا الشرط لا يصير كافرا لا يكفر الخ
(عالمگیری ص ۵۴ جلد ۲ الباب الثانی فيما يكون يمينا و ما لا يكون يمينا)

کافر کے خلود فی النار پر اعتراض کا جواب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس کے بارے میں کہ دوزخ کیلئے فنا ہے یا نہیں ہے اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ ایک شخص نے تمام عمر مثلاً ۶۰ سال کفر کیا، اس کو کس طرح اللہ تعالیٰ دائمی عذاب دیتا ہے۔ یہ تو ظلم ہے سزا مطابق جرم ہونی چاہیئے۔ ایک عالم نے کہا ہے کہ آخر میں کافر بھی جنت کو جائیں گے کیا یہ عقائد اہل سنت والجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: مولانا قاری عبداللہ بنوں..... ۲۲ رصفر ۱۴۰۳ھ

الجواب: اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دوزخ ہمیشہ کیلئے رہے گا اور کفار بھی اس میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے کفار کے متعلق خالدین فیها ابدا ﴿۱﴾ کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو کہ کفار کے متعلق دوزخ میں دائمی طور پر ہونے پر عبارۃً دال ہیں اور دوزخ کے دائمی ہونے پر اقتضاء دال ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فی العذاب ہم خالدون ﴿۲﴾ جو کہ دونوں مسائل پر مثل سابق کے دال ہیں اور یہ قول الٰہی کلما نضجت جلودهم. الآیه ﴿۳﴾ اس مرام پر دال ہیں کہ یہ کفار نار سے عادی نہ ہوں گے بلکہ بے شمار سال عذاب بھگتنے کے بعد بھی ان کا حال دخول اول سا ہوگا و یدل علیه ما اخرجه الطبرانی و جعل لهم الابد و ما اخرجه ایضا خلود بلا موت و ما اخرج الشیخان یا اهل النار لاموت وکذا حدیث ذبح الموت . و اما ما روی عن ابی هریرة رضی الله عنه و ابن مسعود رضی الله عنه و غیرهما " لیاتین علی جهنم زمان لیس فیها احد فقال البغوی ان ثبت فمعناه ان لا یبقی فیها احد من اهل الایمان کذا فی التفسیر المظهری ص ۵۵ ج۵ سورة هود ۔ پس یہ عقیدہ رکھنے والا عالم ضروریات دین سے منکر ہے ایسے عالم کو اہل کفر اور زیغ کا امام قرار دینا چاہیئے۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت لو ردوا لعادوا الی ما نهوا. الآیه ﴿۴﴾ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفر پر خاتمہ اس شخص کا ہوتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق

﴿۱﴾ قال العلامه محمد عبدالعزیز الفرهاری با قیتان لا تفنیان ولا یفنیٰ اهلها ای دائمتان لا یطرء ای لا یعرض علیهما عدم مستمر لا دائماً و لا زمانا یعتد به لقوله تعالیٰ فی حق الفریقین ای اهل الجنة والنار خالدین فیها ابداً ای فی الجنة او فی النار الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۲۲ الجنة حق والنار حق)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

معلوم ہے کہ اگر وہ ابدا زندہ رہے تو ابدا کافر رہے گا پس کفر بھی ابدی ہے اور سزا بھی ابدی ہے نیز حکومت جب کسی جرم پر کوئی سزا متعین کرے تو اس جرم کا اقدام اسی سزا کا التزام ہے فافهم .وهو الموفق

یارسول اللہ، یا محمد، کہنا شرک ہے یا نہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ'' یا رسول اللّٰہ یا محمد'' کہنا شرک ہے یانہیں ہے؟

المستفتی :سید ہارون علی شاہ تاروجبہ پشاور.....۲ ر رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

الجواب :جو شخص پیغمبر ﷺ کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب مانتا ہو تو وہ قرآن و احادیث، آثار اور عبارات فقہاء کی بناء پر کافر اور مشرک ہے البتہ محض نداء استلذاذا یا محبة کو کفر یا شرک کہنے والا جاہل یا متجاہل ہے نیز صلاۃ وسلام میں نداء جائز ہے جبکہ ملائکہ کے پہنچانے کے عقیدہ کی بناء پر ہو۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

غیر ارادی طور پر ذہن میں ذات باری تعالیٰ کے وجود کے بارے میں خیالات کا آنا کفر نہیں

سوال: مجھے نماز میں خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق مختلف خیالات آتے ہیں بچپن میں کسی سے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نور ہے اس لئے اکثر خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق ایک نور سی بنی ہوئی لکیر جیسا تصور ذہن میں آجاتا ہے چند مہینے قبل آسمان پر سبز، سرخ، زرد بادل جیسے لکیریں دیکھ لی تھیں اب نماز میں یہ چیز مجھے سامنے آتی ہے۔ بعض اوقات کچھ تصاویر بھی ذہن میں آتی ہیں۔ براہ کرم اس بارے میں تشفی فرمائیں کہ کفر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

المستفتی: کفایت احمد سی ٹی ٹیچر نوشہرہ زیارت کاکا صاحب.....۷/۱۰/۱۹۸۹ء

(بقیہ حاشیہ) ﴿۲﴾ (پ:۲ سورة المائده آیت:۸۰) ﴿۳﴾ (پ:۴ سورة النساء رکوع:۵ آیت:۵۱)

﴿۴﴾ (پ:۷ سورة الانعام رکوع:۸ آیت:۲۸)

﴿۱﴾ قال العلامہ مفتی اعظم الشیخ محمد فرید دامت برکاتہم، غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا پانچ قسم پر ہے۔ (۱) کہ پیغمبر وغیرہ کا کشف ہو جائے اور ندا کرے تو یہ جائز ہے (۲) اور اس عقیدے کے ساتھ کہ فرشتے اسے پہنچاتے ہیں صرف صلاۃ وسلام میں جائز ہے (۳) اور اس خیال کے ساتھ کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پہنچا دیگا موہم شرک ہے (۴) اور عشق ومحبت کی وجہ سے حاضر اور مخاطب کی طرح ندا کرنا نہ شرک ہے اور نہ موہم شرک ہے بلکہ معمول اور معروف ہے (۵) اور اعتقاد علم غیب اور علم کلی کے ساتھ شرک جلی ہے اور اہل شرک اور اہل بدع کے شعار سے اجتناب ضروری ہے (مقالات ص ۲۰ الفقیہ العصر مولانا مفتی محمد فرید مجددی)

الجواب: یہ خیالات آنا نہ شرک ہیں اور نہ گناہ ﴿۱﴾ بلکہ جس طرح مادرزاد اندھا کسی شخص کے متعلق خیالات میں مبتلا ہوا آپ بھی اس طرح مبتلا ہیں بہرحال آپ کے دماغ میں جو خیالات، تصاویر، انوار وغیرہ آتے ہیں آپ ان کے متعلق قلب میں یہ عقیدہ رکھیں کہ یہ خدا نہیں ہے۔ وھو الموفق

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک کسی نبی یا ولی کو علم غیب کلی حاصل نہیں

سوال: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی نبی یا ولی کیلئے علم غیب کلی ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرم ہوتی مردان...... ۲۵ رجولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: تفسیر مدارک میں ﴿۲﴾ سورۃ لقمان کے آخر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان مفاتیح الغیب کا علم نہ نبی رسول کو دیا گیا ہے اور نہ ملک مقرب کو تو اولیاء کرام کو علم کلی کا حاصل ہونا کہاں ثابت ہو سکے گا۔

وحی یا کشف کے ذریعہ معلومات علم غیب نہیں ہے

سوال: کتاب الایمان الفصل الاول عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ذات یوم اذ طلع ......الخ ثم قرء ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ فکیف یخفی علیہ ذالک والاقطاب السبعۃ من امۃ الشریفۃ یعلمونھا و ھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف لسید الاولین والآخرین کلمۃ العلیاء (ابریز ص ۱۰۵ .علوم خمسہ) دوسری جگہ میں ہے کیف یخفی امر الخمس علیہ والواحد من اھل التصرف من امۃ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس (ابریز ص ۱۴۱ مطبوعہ مصر) مشکوٰۃ میں ہے کہ بدر میں حضرت ﷺ نے بتادیا کہ کل یہاں فلاں

﴿۱﴾ و فی الھندیۃ من خطر بقلبہ ما یوجب الکفر ان تکلم بہ و ھو کارہ لذالک فذالک محض الایمان (عالمگیری ص ۲۸۳ ج ۲ قبیل الباب العاشر فی البغاۃ)
وقال الحصکفی فلا تصح ردۃ مجنون و معتوہ و موسوس قال ابن عابدین و لکن موسوس لہ او الیہ ای تلقی الیہ الوسوسۃ و قال اللیث الوسوسۃ حدیث النفس (الدر المختار مع ردالمختار ص ۳۱۲ ج ۳ مطلب مایشک فی انہ ردۃ لا یحکم بھا)

﴿۲﴾ قال صاحب المدارک .... عن ابی حنیفۃ لا یعلم ھذہ العلوم الخمس الا اللہ (تفسیر مدارک پ: ۲۱ سورۃ لقمان آیت: ۳۴)

شخص مرے گا یہاں فلاں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ یعنی بای ارض تموت کا علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمادیا تھا۔ اسی طرح مناقب اہل بیت میں تلد فاطمة ان شاء الله غلاماً اور عرائس البیان اور تاریخ الخلفاء میں صدیق اکبر کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو ان کی بہن کی خبر دینا جو اپنی ماں کی پیٹ میں تھی وغیرہ تو کیا ان واقعات سے ان کیلئے علم غیب ثابت نہیں ہوتا؟ پس عرض یہ ہے کہ ان دلائل سے ہم کیا جواب دینگے؟ وضاحت سے مسئلہ بیان فرمائیں۔

المستفتی: مولانا غلام یحییٰ پنڈی گھیپ ......۲؍ستمبر ۱۹۷۵ء

الجواب: جب قرآن ﴿۱﴾ اور احادیث ﴿۲﴾ اور آثار اور عبارات متکلمین اور فقہاء ﴿۳﴾ سے یہ امر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا علم کسی کو نہیں دیا ہے تو صوفیاء وغیرہم کی کتب (جو کہ محفوظ نہیں ہیں ان کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ نہیں کیا ہے) میں عبارات یا مدسوس ہونگی اور یا غلط ہونگی البتہ جزئیات کا وحی یا کشف وغیرہ ﴿۴﴾ کے ذرائع سے اطلاع دینا روایات اور واقعات سے ثابت ہے **کما اقره الخصم ایضا فقط.**

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیة
(پ: ۹ سورة الاعراف آیت: ۱۸۸)

﴿۲﴾ و عن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال مفاتیح الغیب خمس لا یعلمها الا الله و لا یعلم ما تغیض الارحام الا الله ما یعلم ما فی غدٍ الا الله و لا یعلم متی یأتی المطر الا الله و لا تدری نفس بای ارض تموت الا الله و لا یعلم متی تقوم الساعة الا الله (صحیح البخاری ص ۱۰۹۷ جلد ۲ کتاب الرد علی الجهمیه باب قول الله عالم الغیب)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و اما ما وقع لبعض الخواص کالانبیاء والاولیاء بالوحی او لالهام فهو باعلام من الله تعالیٰ فلیس مما نحن فیه .... و حاصله ان دعویٰ علم الغیب معارضة لنص القرآن فیکفر بها الا اذا اسند ذالک صریحا او دلالة الیٰ سبب من الله تعالیٰ کوحی او الهام و کذا لو اسنده الی امارة عادیة بجعل الله تعالیٰ الخ
(رد المحتار علی الدر المختار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعویٰ علم الغیب)

﴿۴﴾ و فی الخانیة رجل تزوج امرءة بغیر شهود فقال الرجل والمرأة خدائے راو یا پیغمبر مرا گواه کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ یعلم الغیب و هو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (الفتاویٰ الخانیة علی هامش الهندیة ص ۵۷۶ ج ۳ باب ما یکون کفرا من المسلم و ما لا یکون .

علم غیب لغوی انبیاء کو بقدر ضرورت دیا گیا تھا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ علم غیب رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھا یا نہیں؟

المستفتی: سراج احمد پیر پیائی نوشہرہ

الجواب: علم غیب کے دو معنی ہیں۔ ایک علم مافوق الاسباب اور یہ اصطلاحی اور شرعی معنی ہے دوسرا معنی علم ان چیزوں پر جو کہ حواس اور بداہۃ عقل سے بالاتر ہوں اور اس کو غیب لغوی کہا جاتا ہے۔ علم غیب معنی اول کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے کیونکہ ممکن کے تمام امور ذات وصفات اللہ تعالیٰ کا عطاء ہے و مالکم من نعمة فمن الله ﴿۱﴾ اور قسم ثانی انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا ہے لیکن بقدر ضرورت نہ کہ تمام اور کلی یدل علیه القرآن والاحادیث قال الله تعالیٰ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ﴿۲﴾ و قال الخضر علیه السلام فی السفینة انی اعلم جمیع الخلق فی علم الخالق کالنقرة بالنسبة الی البحر و لفظ الحدیث مسطور فی البخاری فی قصة موسیٰ علیه السلام ﴿۳﴾ فقط

جنگل میں پیدا شدہ انسان کا مکلّف بالایمان کا مسئلہ

سوال: ایک شخص جنگل میں پیدا ہوا اور وہاں پر ہی بڑا ہوا اور مر گیا۔ رشد و ہدایت کا کوئی ذریعہ اس تک نہیں پہنچا جیسا کہ افریقہ اور چین کے بعض علاقوں کی حالت ہے تو کیا یہ آدمی شرعاً ایمان اور اسلام کا مکلّف ہے؟

المستفتی: پروین شاہ 1/F ABERTECO HONG KONG ۱۹۸۶ء/۱۰/۱۲

﴿۱﴾ (پ: ۱۴ سورة النحل رکوع: ۱۲ آیت: ۵۳)

﴿۲﴾ (پ: ۹ سورةالاعراف آیت: ۱۸۸) وایضاً قال الله تعالیٰ و عنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو۔ (پ: ۷ سورة الانعام رکوع: ۱۳ آیت: ۵۹)

﴿۳﴾ حدثنا ابی بن کعب عن النبی ﷺ ...... فلما رکبا فی السفینة جاء عصفور فوقع علی حرف السفینة فنقر فی البحر نقرة او نقرتین قال له الخضر یا موسیٰ ما نقص علمی و علمک من علم الله الا مثل ما نقص هذا العصفور بمنقاره من البحر الخ (صحیح البخاری ص ۴۸۲ ج ۱ باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیه السلام)

الجواب: حضور ﷺ تا قیامت تمام نوع انسان کی طرف مبعوث ہیں و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا الآیۃ ﴿۱﴾ سے یہ جنگلی لوگ تمسک اور احتجاج نہیں کر سکتے باقی رہا اس رسول ﷺ کی تعلیمات کا پہنچنا تو ان لوگوں کو علماء وغیرہ کی وساطت سے (تعلیمات کا علم) ہوا ہے اور اگر بالفرض یہ تسلیم کیا جائے کہ بعض کو یہ تعلیمات نہیں پہنچی ہیں تو ان کو صرف ان احکام کا مکلف کیا جائے گا جو قائم مقام رسول ﷺ (عقل) سے معلوم ہو سکتے ہوں ﴿۲﴾ مثلاً اللہ تعالیٰ کا وجود وغیرہ۔ و هو الموفق

حالت نزع کا ایمان

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ حالت نزع میں مسلم کافر اور کافر مسلم ہو سکتا ہے؟ مفصل تشریح کی جائے۔

المستفتی: سیف الرحمٰن ایم، اے، بی ایڈ بونیر ۱۹۷۷ء/۹/۱۰

الجواب: نزع کے وقت ایمان لانا منظور ہے (رد المحتار ص ۲۸۹ ج۳) ﴿۳﴾ و قال رسول الله ﷺ ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر ﴿۴﴾ اور اس وقت کفر اور انکار غیر متصور ہے لانه يشاهد ما كان يومن به بالغيب۔ اور ظاہراً اگر کچھ کلمات اس سے صادر ہوں تو غلبہ حال کی وجہ سے عفو ہوں گے۔ فقط

﴿۱﴾ (پ:۱۵ سورة بنی اسرائیل رکوع:۲ آیت:۱۵)

﴿۲﴾ قال العلامه ملا على قارى والصحيح ما عليه عامة اهل العلم فان الايمان هو التصديق مطلقا فمن اخبر بخبر فصدقه صح ان يقال آمن به و آمن له و لان الصحابة كانوا يقبلون ايمان عوام الامصار التى فتحوها من العجم تحت السيف او الموافقة بعضهم بعضا و تجويز حملهم اياهم على الاستدلال لا سيما فى بعض الاحوال و هذا الخلاف فيمن نشأ شا هق الجبل ولم يتفكر فى العالم ولا فى الصانع عزوجل اصلا فاما من نشاء فى بلاد المسلمين و سبح الله تعالىٰ عند روية صنائعه فهو خارج عن حد التقليد فقد قيل لاعرابى بم عرفت الله ؟ فقال البعرة تدل على البعير واثار الاقدام تدل على المسير فهذا الايوان العلوى والمركزى السفلى الا يدلان على الصانع الخبير الخ (شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۱۴۵ ايمان المقلد جائز)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين و اما ايمان اليأس فمذهب اهل الحق انه لا ينفع عند الغرغرة و لا عند معاينة عذاب الاستصال لقوله تعالىٰ فلم يك ينفعهم ايمانهم لما رأو باسنا و لذا اجمعوا على كفر فرعون الخ (رد المحتار هامش الدرر المختار ص ۳۱۷ ج۳ مطلب توبة اليأس و ايمان اليأس)

﴿۴﴾ و عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ان الله يقبل توبه العبد مالم يغرغر رواه الترمذى و ابن ماجه (مشكواة المصابيح ص ۲۰۴ ج ۱ باب الاستغفار والتوبة الفصل الثانى)

المهند علی المفند کے مسائل اور اہل سنت والجماعت سے خروج

سوال: الحمد لولیه و الصلاة علی نبیه اما بعد فانا اصدق و اشهد ان المسائل التی اشتمل علیها المهند علی المفند هی المسائل الصحیحة و العقائد الحقة التی اجمعت علیها الامة المسلمة فی القرون السابقة و اتفقت علیها العلماء الدیوبندیة و جمیع اهل السنة و الجماعة و الذی ینکر هذه المسائل و یخالفها لا سیما مسئلة حیوٰة النبی ﷺ فهو مبتدع و خارج عن مسلک الدیوبندیة و عن مذهب اهل السنة و الجماعة و الاقتداء به لیس بصحیح اعاذنا الله منه و سائر المسلمین کافة و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین (محمد رمضان عفی عنه)

یا معشر العلماء و الفضلاء للعلوم الدینیة ما قولکم فی ما قال الشیخ محمد رمضان نعمانی فی حق المهند علی المفند هل هو صحیح و موافق للکتاب و السنة النبویة و اسلاف العلماء الدیوبندیة و الذی قال الفاضل المحقق النعمانی فی مسئلة حیاة النبی ﷺ هل هو ایضا صحیح ام لا ؟

المستفتی: قاری غلام قادر احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور...... ۲۹/جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

الجواب: المسائل التی اشتمل علی المهند هی المسائل الصحیحة لکن من اعتقد ان النبی ﷺ حی فی قبره بالحیاة الجسمانیة و الروحانیة فلا نخرجه من زمرة اهل السنة و الجماعة باختلافه فیما هو من النظریات و ان کان الحق هو مالم یقل به من الحیاة الدنیویة بعد الموت الموعود. و هو الموفق

شرک سے بچنے کیلئے عوام پر اعتقادات کا جاننا فرض عین ہے

سوال: شرک وہ گناہ ہے کہ رب کریم اسے نہیں بخشتا۔ اب جبکہ ہم ان پڑھ لوگوں سے شرک سرزد ہو جائے تو اس کا کیا حکم بنے گا جب کہ دل سے ہم مسلمان ہوں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: بابر حسین العین ابوظہبی یو، اے، ای ۱۴۰۱ھ/۷/۲

الجواب: عوام پر اعتقادات کا جاننا فرض عین ہے ﴿۱﴾ تاکہ شرک اور کفر سے بچیں۔ اعتقادات میں جاہل اور غیر جاہل کا حکم یکساں ہے۔ ﴿۲﴾ و هو الموفق

حاشیہ اگلے صفحہ پر ....

شاہ اسماعیل شہید کی کتاب ''صراط مستقیم'' کی عبارت کی تأویل

سوال: محترم جناب حضرت مفتی صاحب! شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ''صراط مستقیم'' کے صفحہ ۱۳۶ پر یہ الفاظ درج ہیں (۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے۔ سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہیں کرنا چاہیئے''

(۲) ''زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال نماز میں بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتمآب ﷺ ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بڑا ہے'' وضاحت کی جائے۔

المستفتی: نذیر میڈیکل ہال بغدادہ مردان.....۳۰ رشعبان ۱۳۹۹ھ

الجواب: محترم ایسے دقیق اور باریک مسائل پر بجز اہل اللہ کے دیگر لوگوں کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایسے مسائل اوساط الناس کیلئے متشابہات سے کم نہیں اور خواص الناس جن پر توحید اور غیرت کا غلبہ ہو ان کے مراد سے بے خبر نہیں۔ ﴿۱﴾ھو الموفق

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)﴿۱﴾قال الملا علی قاری (وما یصح الاعتقاد علیہ یجب) ای یفرض فرضا عینیا بعد مایحصل علما یقینیا (شرح فقه الاکبر ص ۱۱ لملا علی قاری)
و قال ابن عابدین قوله (واعلم ان تعلم العلم الخ) ای العلم الموصل الی الآخرة والاعم منه قال العلامی فی فصوله من فرائض الاسلام تعلم ما یحتاج الیه العبد فی اقامة دینه و اخلاص عمله لله تعالیٰ (فرض عین) رد المحتار فی صدر درالمختار ص ۳۱ ج ۱ مقدمه)

﴿۲﴾قال الملا علی قاری اما اذا تکلم بکلمة و لم یدر انها کلمة کفر ففی فتاویٰ قاضیخان حکایة خلاف من غیر ترجیح حیث قال قیل لا یکفر لعذره بالجهل وقیل یکفر ولا یعذر با لجهل. اقول والاظهر الاول الا اذا کان من قبیل ما یعلم من الدین بالضرورة فانه حینئذ یکفر و لا یعذر بالجهل (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ۱۶۵ مطلب یجب معرفة المکفرات لاجتنابها)

(حاشیہ صفحہ ہذا)﴿۱﴾قال ابن عابدین و للمحقق ابن کمال باشا فتویٰ قال فیها یعد ما ابدع فی مدحه و له مصنفات کثیرة منها فصوص حکمیة و فتوحات مکیه (للعربی) بعض مسائلها مفهوم النص والمعنی و موافق للامر الالهی والشرع النبوی و بعضها خفی عن ادراک اهل الظاهر دون اهل الکشف و الباطن و من لم یطلع علی المعنی المرام یجب علیه السکوت فی هذا المقام لقوله تعالیٰ و لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر وا لفواد کل اولئک کان عنه مسئولا (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۲۲ ج۳ مطلب فی حال الشیخ اکبر ابن عربی)

نماز میں حضورﷺ کا خیال رکھنا اور صراط مستقیم کی عبارت

سوال: کیا صراط مستقیم میں یہ عبارت موجود ہے کہ جس آدمی کو دوران نماز حضورﷺ خیال میں آتا ہے وہ ایسا ہے کہ کسی حیوان کو خیال میں لایا ہو"۔

المستفتی: حافظ عبدالرشید بغدادہ مردان......۱۸ر رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب: یہ عبارت صراط مستقیم میں نہیں پائی گئی۔البتہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضوری کا تصور اور خیال کیا جائے گا نہ کہ اغیار کا۔ کیونکہ اطراء کی وجہ سے پیغمبرﷺ کے متعلق اعتقاد الوہیت کا خطرہ مظنون ہوتا ہے اور دیگراں کا موہوم ہوتا ہے۔ و ھو الموفق

کوئی نبی، ولی، شہید اور پیر حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہے

سوال: جو شخص کسی نبی، ولی، شہید یا پیر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ ہر جگہ دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں حاضر و ناظر ہیں جب ان کو پکاریں تو ہماری پکار سنتے ہیں عالم الغیب اور مشکل کشا ہیں تو ایسے عقیدے والا آدمی بدعتی اور مشرک ہے یا صحیح عاشق رسول اور اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ بیان فرمائیں؟

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی......۸ر۷ر۲۳

الجواب: غیر اللہ کو حاضر و ناظر ماننا اور تمام مغیبات سے مطلع ماننا کفر اور شرک ہے ﴿۱﴾ و ھو الموفق

مسلک اکابرین دیوبند افراط و تفریط سے پاک ہے

سوال: ان پڑھ مولوی صاحبان جو اپنی خواہشات کے مطابق ناجائز رسومات اور بدعات کی تعلیم دیتے ہیں فساق و فجار لوگوں کی امامت کرتے ہیں۔لوگوں کو برے اعمال سے بچنے کی تبلیغ نہیں کرتے یہ مولوی صاحبان سنت رسول کو نیا دین کہتے ہیں اگر ہم صحیح مسلک بتائیں تو ہم پر بے دین اور وہابیوں کا فتویٰ لگاتے ہیں اور جاہل لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں اگر چہ ہم صرف صحیح مسلک اکابرین دیوبند کے پابند ہیں کسی افراط و تفریط کے قائل

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموٰت و الارض الغیب الا اللہ الایة

(پ: ۲۰ سورۃ النحل رکوع: ۱ آیت: ۶)

نہیں یہ ہمارا ایمان ہے اس بارے میں ہمیں جواب دیکر تشفی فرمائیں۔

المستفتی: الحاج محمد رسول، محمد رحیم بازار درہ آدم خیل ضلع کوہاٹ ۱۹۶۹ء/۱/۸

الجواب: ہمارا مسلک نہ نجدیوں کی طرح افراط کا ہے اور نہ مبتدعین کی طرح تفریط کا ہے بلکہ ہم اعتدال پر چلتے ہیں۔ جب عوام قرآن وحدیث کی تعلیم اور اہل حق کے رسائل وغیرہ کے مطالعہ میں مشغول ہوں تو ان لوگوں سے خود منحرف ہوجائیں گے اور جب عوام منحرف ہوں تو یہ ائمۃ المساجد بھی منحرف ہوں گے کیونکہ ان کا مسلک وہ ہے جس پر عوام خوش ہوں۔ فقط

قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے

سوال: کیا قیامت کے ثبوت کیلئے کسی خاص صدی کا تعین کیا گیا ہے یا نہیں۔ جبکہ بعض جہلاء کہہ رہے ہیں کہ چودھویں صدی میں قیامت برپا ہوگی۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: مثل خان خلیل تہکال پشاور..... ۱۳۹۰/۷/۷ھ

الجواب: قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اللہ کے سوا یہ علم کسی نبی، رسول اور کسی فرشتے کو نہیں دیا گیا ہے۔ ﴿۱﴾

تقدیر کے مسئلے میں سکوت بہتر ہے

سوال: جب اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے تقدیر میں یہ لکھا ہے۔ کہ وہ فلاں کو قتل کریگا۔ تو پھر وہ انسان اس پر کیوں گنہگار ہوجاتا ہے۔ اور اسے سزا کیوں دی جاتی ہے؟

المستفتی: عزیز الرحمٰن صوابی ..... ۲۵ فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: محترم سلام کے بعد واضح رہے کہ بے علم اور کم علم اشخاص کیلئے ایسے باریک مسائل

﴿۱﴾ قال الله تعالى يسئلونك عن الساعة ايان مرسٰها . فيم انت من ذكراها . الى ربك منتهٰها .

(پ: ۳۰ سورة النّٰزعٰت رکوع: ۴ آیت: ۴۲،۴۳،۴۴)

میں پڑنا بہت خطرناک ہے۔آپ کے اطمینان کیلئے اتنا کافی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کیلئے یہ لکھا ہے۔ کہ وہ اپنے اختیار اور ارادہ سے یہ گناہ وغیرہ کرے گا۔تو اس کو عذاب دیگا۔اور جس کیلئے یہ لکھا ہے کہ وہ غیر ارادی اور مجبوری سے گناہ کریگا تو اس کو عذاب نہ دیگا۔مزید اطمینان حاصل کرنے کیلئے آپ بالمشافہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ وھو الموفق

حضور ﷺ کو مختار کل، حاضر و ناظر اور عالم الغیب ماننا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو ہر چیز کا اختیار دیا گیا ہے۔اور ہر مقام میں آپ حاضر و ناظر ہیں۔اور عالم الغیب ہیں۔تو جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو۔تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مصباح اللہ مردان...... ۲۱ر جنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ شخص مشرک اور کافر ہے۔ قال اللہ تعالی لیس لک من الامر شئی .﴿۱﴾ وفی البزازیہ من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر (مجموعۃ الفتاوی ص ۳۵ جلد ۱ وفی فتاوی قاضی خان و ھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت (علی ھامش الھندیہ ص ۱۲۸ جلد ۳) والمسئلۃ من الواضحات فلا حاجۃ الی توضیح الواضحات .وھو الموفق

اللہ تعالیٰ خالق اور مخلوق کا سب ہے

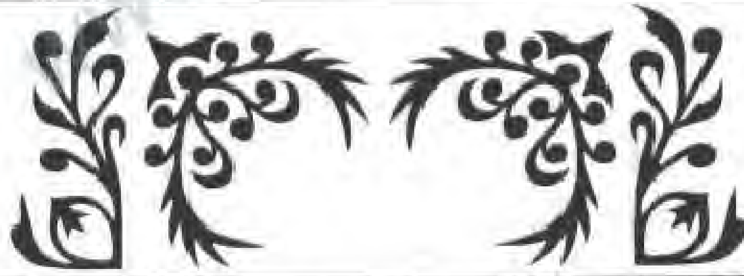
سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ . اور اللہ خود محی اور ممیت ہے۔لہٰذا قاتل کو مقتول کا قصاص نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ قتل اور مقتول کا موت تو اللہ تعالیٰ واقع کرتا ہے نیز قاتل کیلئے قیامت میں سزا بھی نہیں مانتے۔اس مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔

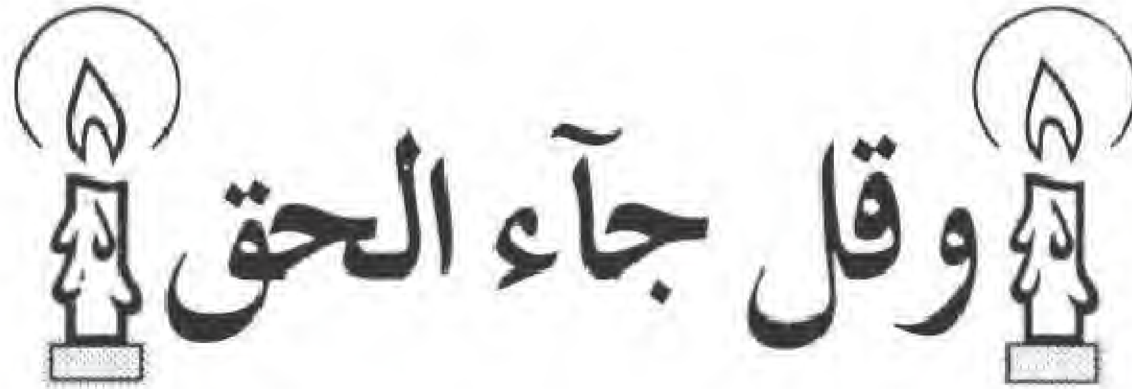
المستفتی: زاہد حسین نور کلاتھ ہاوس بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی

﴿۱﴾(پ: ۴ سورۃآل عمران رکوع: ۳ آیت: ۱۲۸)

الجواب: خلق اور کسب میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جو کتب کلام میں مسطور ہے۔ ﴿۱﴾ بہر حال موت کا خلق اور ایجاد اللہ کرتا ہے اور کسب ومباشرت اسباب قاتل کرتا ہے خلاف قانون زنجیر کھینچنے والے کو حکومت سزادیتی ہے۔ اگر چہ ریل کو کھڑا کرنے والی حکومت خود ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری (و جمیع افعال العباد من الحرکة و السکون) ای علی ای وجه یکون من الکفر والایمان والطاعة والعصیان (**کسبهم علی الحقیقة**) ای لا علی طریق المجاز فی النسبة .... (والله تعالیٰ خالقها) والحاصل ان **الفرق** بین الکسب والخلق هو ان الکسب امر لا یستقل به الکاسب والخلق امر مستقل به الخالق .... والله خلقکم و ما تعملون ای وعملکم او معمو لکم الخ (شرح الاکبر للقاری ص ۴۹ ، ۵۰ افعال العباد کسبهم و خلق الله تعالیٰ)





و زهق الباطل ط

ان الباطل کان زھوقاً



فصل

فی کلمات الکفر



فصل فی کلمات الکفر

''سارے پیرکافر ومشرک ہیں'' کے الفاظ کا حکم

سوال: ایک شخص نے بہت سے لوگوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ سارے پیر کافر ومشرک ہیں حالانکہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ مبدأ ومعاد میں لکھتے ہیں انعامات اللہ جل شانہ اور احسانات رسول ﷺ کے بعد حق پیر ومرشد کا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ وہ خود کافر ہوا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حاجی فقیر گل چارسدہ پشاور ۵/اکتوبر ۱۹۸۲ء

الجواب: شاید اس شخص کا مراد استغراق عرفی ہو۔ اور یا رسمی پیر مراد ہوں لہٰذا ایسے بے باک شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ﴿۱﴾

پیغمبر علیہ السلام کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے

سوال: ایک شخص اپنے گدھے کے پیچھے غصے کی حالت میں ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے باہر نکل آیا گدھا آگے بھاگتا تھا کسی نے اسے روک کر کہا کہ بے زبانوں کو نہ مارو اس نے کہا کہ اگر یہ پیغمبر بھی ہوتا چھوڑوں گا اور اس کو مارنے لگا پھر اس شخص کو سمجھایا گیا کہ آپ کے زبان سے خطرناک الفاظ نکلے ہوئے ہیں توبہ کرو اور کسی عالم سے پوچھ لیں مگر اب تک اس نے کسی سے نہیں پوچھا ہے تو ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مطیع الحق لوندخوڑ مردان ۱۳/صفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: پیغمبر کی توہین اور ایذاء پر راضی ہونا کفر ہے جیسا کہ توہین اور ایذا کفر ہے پس اس شخص پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اس شخص کیلئے توبہ کرنا چاہیئے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصكفي و في الدرر وغيرها اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعه . (الدر المختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبيل توبة اليأس)

﴿۲﴾ قال الحصكفي والكافر بسب نبي من الانبياء ...... لكن صرح في آخر الشفاء بان حكمه كالمرتد و مفاده قبول التوبة ...... و لفظ النتف من سب الرسول ﷺ فانه مرتد و حكمه حكم المرتد و يفعل به ما يفعل بالمرتد انتهى . (الدر المختار ص ۳۱۷، ۳۱۹ جلد ۳ مطلب مهم في حكم سباب الانبياء)

کلمہ پڑھتا ہوں لیکن اکثر اعمال پر عمل نہیں کروں گا کلمہ کفر نہیں

سوال: اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں کلمہ توحید اور رسالت لا الـٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه پڑھتا ہوں مگر بغیر کسی مجبوری کے اکثر اعمال پر عمل نہیں کروں گا تو ایسا شخص مسلمان ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد نذیر پنڈی گھیپ اٹک ...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ ایک جاہلانہ اور فاسقانہ کلام ہے اور اس سے یہ شخص کافر نہیں ہوتا ہے لعدم انکارہ عن ضروریات الدین ولعدم الاستحلال والاستخفاف. ﴿۱﴾ وھو الموفق

محتمل کلام پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا

سوال: زید کی اہلیہ کے اہل خاندان زید کے گھر آ گئے جو بے ریش اور داڑھی منڈھے تھے زید کے والدان سے بے حد گستاخانہ طور سے پیش آئے اور وجوہ بتائے کہ یہ لوگ داڑھی منڈھے اور شریعت کے مطابق نہیں۔ اس پر زید کی اہلیہ نے کہا۔ کہ اب زمانہ بدل گیا ہے جو باتیں بیس برس پہلے تھیں اب نہیں رہیں۔ اس سے مفہوم ہوا۔ کہ اہلیہ کے نزدیک شرعی احکام اب معطل ہو گئے ہیں۔ داڑھی منڈوانا بے پردہ پھرنا وغیرہ ناجائز افعال نہیں رہے تو اب احکام الٰہی کا استہزاء بے ادبی، مذاق، نفرت اور بے قدری کیسا ہے۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب ۲۶۶ جلد اول میں ہے۔ کہ جو کوئی فعل حرام کو اچھا تصور کریں۔ وہ اہل اسلام کے زمرہ سے خارج ہو جاتے ہیں اور مرتد ہو جاتے ہیں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: ایم صدیق ایف، پی، ٹی کالونی لاہور

الجواب: چونکہ زید کے اہلیہ کے ہر دو الفاظ دو مطلب کے محتمل ہیں۔ اول یہ کہ شرعی احکام ناقابل عمل، ناحق اور خلاف مصلحت ہیں دوم یہ کہ احکام شرعی باوجود حق ہونے کے متروک العمل ہیں ﴿۲﴾ تو اس احتمال کے

﴿۱﴾ قال فی الھندیة و قول الرجل لا اصلی یتحمل اربعة اوجه احدھا لا اصلی لانی صلیت والثانی لا اصلی بامرک فقد امرنی بھا من ھو خیر منک و الثالث لا اصلی فسقا مجانة فھذہ الثلاثة لیست بکفر والرابع لا اصلی اذ لیس یجب علی الصلاة و لم او مر بھا یکفر. و لو اطلق وقال لا اصلی لا یکفر لاحتمال ھذہ الوجوہ. (فتاوی ھندیه ص ۲۶۸ جلد ۲ مطلب موجبات الکفر منھا ما یتعلق بالصلوة والصوم)

﴿۲﴾ وفی الھندیة سئل الحاکم عبدالرحمن عمن قال برسم کار کنم بحکم نی ھل ھو کفر قال ان کان (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

باوجود کفر کا فتویٰ دینا کسی کا مذھب نہیں ہے قال العلامہ ابن عابدین وفی التتارخانیہ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نھایة فی العقوبة فیستدعی نھایة فی الجنایة ومع الاحتمال لا نھایة انتھی ﴿۱﴾ (ردالمحتار صفحہ ۲۸۵ جلد ۳)

''توحید باری مذاق ہے شریعت، نماز، روزہ کوئی چیز نہیں'' کلمات کفریہ ہیں

سوال: اگر ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ توحید باری تعالیٰ (معاذ اللہ) ایک مذاق ہے اور شریعت سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کی حامی ہے نماز روزہ کوئی چیز نہیں میرا ایک مستقل دین ہے جس کے قبول کرنے میں لوگوں کا مفاد ہے کیا یہ شخص کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی رحمان الدین مسجد شانگل......۱۹۷۸ء/۱۰/۹

الجواب: بشرط صدق وثبوت یہ شخص مرتد اور کافر ہے ﴿۲﴾ اور با اثر اہل اسلام کیلئے ضروری ہے کہ تائب نہ ہونے کی صورت میں اس کو مرتد کی سزا دیویں یا دلوالیں اور تمام اہل اسلام اس سے بائیکاٹ کریں۔

(بقیہ حاشیہ) مرادہ فساد الخلق و ترک الشرع واتباع الرسم لا ردالحکم لا یکفر کذا فی المحیط .(ھندیہ ص ۲۵۸ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین)

﴿۱﴾ (ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۳۱۲ جلد ۳ مطلب ما یشک فی انه ردة لا یحکم بھا)

﴿۲﴾ و فی الھندیة المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام کذا فی النھر الفائق ورکن الردة اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان .

(ھندیہ ص ۲۵۳ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین)

قال ابن عابدین و رکنھا اجراء کلمة الکفر علی اللسان ھذا با لنسبة الی الظاھر الذی یحکم به الحاکم و الا فقد تکون بدونه کما لو عرض له اعتقاد با طل او نوی ان یکفر بعد حین افادة.

(ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ باب المرتد)

و فی الھندیة سئل عن امرأة قیل لھا توحید میدانی فقالت لا ان ارادت انھا لا تحفظ التوحید الذی یقوله الصبیان فی المکتب لا یضرھا و ان ارادت انھا لا تعرف وحدانیة اللہ تعالی فلیست بمؤمنة ولا یصح نکاحھا .(ھندیہ ص ۲۵۷ جلد ۲ منھا ما یتعلق با لایمان و الاسلام)

کسی مسلمان کے دین و مذہب کو گالیاں دینا

سوال: چه فرمایند علماء دین دریں مسئله که یک مرد دیگر مرد مسلمان را دشنام و شتم دین میکند مثلا (ستا دین اوغیم ،ستا مذهب اوغیم)وعادت او این باشد در اسلام و کفر او چه حکم است. بینوا وتوجروا

المستفتی: امین جان کوچی بخشی پل پشاور...... ١٩٦٩ء/١/١٥

الجواب: کافر نہیں ہے اور خطرہ موجود ہے لہذا توبہ واستغفار کیا کرے قال العلامہ الشامی ج٣ص ٣٩٩ ثم ان مقتضی کلامهم ایضا انه لایکفر بشتم دین مسلم ای لایحکم بکفره.﴿١﴾ فقط

صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس شخص کے بارے میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ننگی گالی دے وہ مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ اگر توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیا رویہ ہونا چاہئے؟

المستفتی: صلاح الدین ناظم شبان اسلام ٹیکسلا اٹک...... ١٩٧٥ء/١٠/١٢

الجواب: چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا حرام ہے لہذا ایسا شخص باغی اور فاسق ہے مردود الشہادۃ ہے۔ کما فی رد المحتار ص ٢٩٣ ج٣ اس کو باغی جیسے توبہ پر مجبور کیا جائے گا اگر توبہ نہ کرے تو کم از کم اسکے ساتھ معاشرتی بائیکاٹ کیا جائیگا۔﴿٢﴾ وهو الموفق

﴿١﴾(ردالمحتار ص ٣١٦ جلد ٣ مطلب فی حکم من شتم دین مسلم) و قال ابن عابدین اقول و علی هذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التاویل بان مراده اخلاق الردیئة ومعاملة القبیحة لا حقیقه دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذ. (ایضاً)

﴿٢﴾ قال ابن عابدین ذکر فی شرحه علی الملتقی ایضاًانه لو علی وجه المزاح یعزر فلو بطریق الحقارة کفر لان اهانة اهل العلم کفر علی المختار فتاوی بدیعیة لکنه یشکل بما فی الخلاصة ان سب الختنین لیس بکفر اه والمراد بالختنین عثمان و علی رضی الله تعالی عنهما .(ردالمحتار ص ٢٠٣ جلد ٣ قبیل مطلب فیما لو شتم رجلاً بالفاظ معددة)وایضاً فی ردالمحتار وسب احد من الصحابة و بغضه لا یکون کفراً لکن یضلل ... وقال ابن ملک فی شرح المجمع و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق ... وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة و التابعون الخ (ردالمحتار ص ٣٢١ جلد ٣ مطلب مهم فی سب الشیخین)

احادیث کو جعلی داستانیں کہنے والا ملحد و زندیق ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو احادیث پر تنقید کرتا ہے اور صحاح ستہ کو فرضی اور جعلی داستانیں کہتا ہے ترمذی شریف کو گند یا کہتا ہے مشکواۃ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ احادیث کی کتاب نہیں اور کہتا ہے کہ اسلام اپنی اصلی شکل میں بنوامیہ کے دور تک رہا اب اس میں تحریف ہو چکی ہے سوائے قرآن کے کوئی چیز اصلی شکل پر نہیں حسنین کے صحابیت کا قائل نہیں کہتا ہے کہ اسلام میں اختلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ڈالا ہے مذکورہ شخص کا کیا حکم ہے سزا کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبداللہ نعمانی مدرسہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور ...... ۱۵ / رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت تحریر بالا یہ شخص ملحد اور زندیق ہے یہ منکر حدیث ہے اس کا ہر قسم اعزاز اور تکریم توہین دین اور کفر پروری ہے اور اس زنادقہ کے دور میں کون سزا دے گا صرف بائیکاٹ کو معمول کرنا کافی ہے۔ ﴿۱﴾

کسی نے قرآن پر حلف اٹھا یا دوسرے نے کہا میں قرآن کو نہیں مانتا ہوں تیسرے نے یہ کہا کہ میں ایسے اسلام پر جس میں حق پوشی ضروری ہو جوتا مارتا ہوں تو کیا یہ کلمات کلمات کفر ہیں ؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید حافظ قرآن امام مسجد ہے اپنی ماں کے ساتھ اختلاف ہو گیا والدہ نے قرآن اٹھا کر قسم کھائی کہ میں سچی ہوں مگر زید نے کہا کہ میں قرآن نہیں مانتا سابقہ امام عمرو نے والدہ کے ساتھ اختلاف اور یہ الفاظ کہ میں قرآن نہیں مانتا لوگوں میں مشہور کیا لوگوں نے عمرو کو کہا کہ یہ آپس کا جھگڑا ہے اسے چھوڑ دو مگر عمرو نے کہا کہ ''میں ایسے اسلام پر جس میں حق پوشی ضروری ہو جوتا مارتا ہوں'' اب زید اور عمرو کی ان الفاظ کا کیا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین المراد با لتکذیب عدم التصدیق الذی مر ای عدم الاذعان والقبول لما علم مجیئہ بہ ﷺ ضرورۃ ای علما ضروریا لایتوقف علی نظر و استدلال ولیس المراد التصریح بانہ کاذب فی کذا لان مجرد نسبۃ الکذب الیہ ﷺ کفر و ظاہر کلامہ تخصیص الکفر بجحد الضروری فقط مع ان الشرط عندنا ثبوتہ علی وجہ القطع وان لم یکن ضروریا بل قدیکون بما یکون استخفا فامن قول او فعل کما مر.
(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع)

وفی الہندیۃ قال رضی اللہ عنہ سألت صدر الاسلام جمال الدین عمن قرء حدیثا من احادیث النبی ﷺ فقال رجل ہمہ روز خلشہا خوانند قال ان اضاف ذلک الی القاری لا الی النبی ﷺ ینظر ان کان حدیثا یتعلق بالدین واحکام الشرع یکفر وان کان حدیثا لا یتعلق بہ لا یکفر.
(ہندیہ ص ۲۶۲ جلد ۲ احکام المرتدین منہا ما یتعلق بالانبیاء)

حکم ہے آیا اس سے کافر ہوئے ہیں یا نہیں؟
المستفتی: اہالیان ڈوک فیض بخش ۱۹۷۳ء/۷/۱۹

الجواب: واضح رہے کہ حافظ زید نے والدہ کی قسم پر اعتماد کرنے سے انکار کیا ہے نہ کہ قرآن کے کلام اللہ ہونے وغیرہ سے انکار کیا ہے لہٰذا حافظ زید کافر نہیں ہے البتہ عقوق والدین گناہ کبیرہ ہے جبکہ والدین ناجائز پر قائم نہ ہوں لحدیث لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق. ﴿۱﴾ اور عمر وحق فروشی اور حق پوشی سے بیزاری کرتا ہے نہ کہ اسلام سے لہٰذا یہ بھی کافر نہیں ہے جانبین کے کفر وغیرہ کے فتوے دینا غلط چیز ہے. ﴿۲﴾ وهو الموفق

مسئلہ دینیہ کے اہانت کرنے والے پر کفر کا شدید خطرہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سود کے متعلق ایک مسئلہ جس پر چند علماء کرام کے مہر دستخط ثبت ہیں جس میں آیات واحادیث کے حوالہ سے سود لینا، دینا، تحریر کرنا ایک جیسا جرم قرار دیا گیا ہے چند لوگوں کے موجودگی میں زید کو یہ فتویٰ پڑھنے کیلئے دیا گیا زید نے فتویٰ پڑھا اور پڑھنے کے بعد کہنے لگا کہ میں اس فتوی پر پیشاب کرتا ہوں اور فتوی پیش کرنے والے پر لاٹھی لیکر حملہ آور ہوا گالی گلوچ اور بدکلامی کی قرآن و حدیث کے نزدیک ایسے فرد کے متعلق حتمی فیصلہ صادر فرمایا جاوے۔
المستفتی: محمد اکرم قریشی واہ کینٹ ..... شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: اس شخص پر اہانت دین کی وجہ سے کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ﴿۳﴾ تائب نہ ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ سلام وکلام چھوڑنا ضروری ہے۔ فقط

﴿۱﴾ عن النواس بن سمعان قال قال رسول الله ﷺ لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق رواه فی شرح السنة. (مشكواة المصابيح ص ۳۲۱ جلد ۲ كتاب الامارة الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و على هذا ينبغی ان يكفر من شتم دين مسلم و لكن يمكن التأويل بان مراده اخلاق الرديئة و معاملة القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغی ان لا يكفر حينئذ. (ردالمحتار ص ۴۱۲ جلد ۳ مطلب فی حكم من شتم دين مسلم)

﴿۳﴾ قال العلامه حصكفی و فی الفتح من هزل بلفظ كفر ارتد و ان لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد. قال ابن عابدين ثم قال و الاعتبار التعظيم المنافی للاستخفاف كفر الحنفية با لفاظ كثيرة و افعال تصدر من المتهتكين لدلا لتها على الاستخفاف با لدين الخ. (الدر المختار مع ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ باب المرتد) و فی الهندية رجل عرض عليه خصمه فتوى الائمة فردها وقال چه با رنامه فتوى آورده قيل يكفر لانه رد حكم الشرع و كذا لو لم يقل شيئاً لكن القى الفتوى على الارض و قال اين چه شرع است كفر. اذا جاء احد الخصمين الى صاحبه بفتوى الائمة فقال صاحبه ليس كما أفتوا او قال لا نعمل بهذا كان عليه التعزير. (هنديه ص ۲۷۲ جلد ۲ منها ما يعلق با لعلم و العلماء)

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گستاخانہ اور ناشائستہ الفاظ کا استعمال

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو یہ الفاظ کہے: سارے کے سارے مسلمان اور علماء کرام بناوٹی اور مصنوعی مسلمان ہیں اور ان میں کوئی بھی صحیح اور عملی مسلمان نہیں اہل مجلس نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں کم از کم ظاہری طور پر سر اور داڑھیاں سنت اور شریعت کے مطابق رکھی ہوئی ہیں باوضو اور ابھی نماز عشاء سے فارغ ہوئے ہیں تو اس نے جواب میں مسخرانہ قہقہہ لگایا اور کہا کہ اسلام اور مسلمانی سر اور داڑھی میں نہیں۔سکھوں کی داڑھیاں سب سے بڑی ہوتی ہیں۔ پھر ایک شادی میں ڈھول کے خلاف امام صاحب نے ایکشن لیا، تو اس نے کہا کہ ملا نے ان کے خلاف کمکور چلایا۔ یہ ایک گستاخانہ اور حقارت آمیز ناشائستہ لفظ ہے۔جس کا معنی چمچہ، بکھیڑہ اور دھندہ ہے، شریعت میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے۔مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد گل تاج عباسی مری راولپنڈی.....۱۹۶۹ء/۶/۲۵

الجواب: چونکہ اس شخص کے کلام میں تأویل کا احتمال موجود ہے یعنی استغراق سے مراد استغراق عرفی ہے نہ حقیقی۔اور داڑھی نہ رکھنے سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا ہے اور کسی کا یہ کہنا کہ داڑھی تو سکھ لوگوں کی بھی ہوتی ہے اس پر کفر کا حکم ہم نہیں کر سکتے ہیں۔لیکن اس پر خوف کفر موجود ہے اور ایسے مشتبہ کلام سے اس پر توبہ ضروری ہے اور ترک موالات بھی اس کے ساتھ کرنا چاہیے جب تک تائب نہ ہو جائے۔فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن وفی الدرر وغیره اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعل المفتی المیل لما یمنعه فقط.﴿۱﴾

''اگرچہ حضور ﷺ کا فرمان ہو لیکن ۲۹ شعبان کا روزہ نہیں توڑونگا'' کے الفاظ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ حضور ﷺ کا فرمان ہو کہ انتیس شعبان کو روزہ نہ رکھو میں اگر کافر بھی ہو جاؤں تب بھی روزہ نہیں توڑونگا۔اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد زاہد مہتمم تعلیم القرآن بکوٹ شریف ہزارہ

الجواب: اگر یہ شخص مغلوب الحال نہ ہوا ہو تو اس پر ضروری ہے کہ ایمان اور نکاح کو تازہ کرے۔لان

﴿۱﴾ (الدر المختار ص ۲۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیاس مقبولة دون ایمان الیأس)

الرضاء بالکفر کفر ﴿۱﴾وھوالموفق

''ان کے ہاتھوں ملک میں آیا ہوا اسلامی قانون ہم نہیں مانینگے'' کے الفاظ کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمی بکر اور عمرو عالم ہیں۔ تیسرا آدمی زید کہتا ہے کہ یہ دونوں کافر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان آدمیوں کے ہاتھوں جو اسلامی قانون ملک میں آئیگا ہم نہیں مانینگے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ یہ دونوں دجال کے پیرو ہوں گے اب زید کافر ہے یا مسلمان۔ اس کیلئے کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد نور ولد محمد امین ...... مورخہ ۲/۷۲ء/۱۹/۴/۶

الجواب: اگر یہ توہین ذاتیات پرمبنی نہ ہوں ﴿۲﴾ تو یہ شخص زید کافر ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

''پیغمبر علیہ السلام بھی شرکت کی دعوت دیدے تب بھی شریک نہ ہونگا'' جاہلانہ کلام ہے

سوال: اگر ایک آدمی کو کسی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی گئی ہو اور اس نے محض عناد کی وجہ سے یہاں تک کہہ دیا کہ پیغمبروں کا آنا بند ہو گیا ہے اگر مجھے پیغمبر بھی آکر دعوت دیدے کہ فلاں مجلس میں شریک ہو جاؤ تو بھی شریک نہ ہونگا عندالشرع اس شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم

﴿۱﴾وفی الھندیہ و من یرضی بکفر نفسہ فقد کفر ومن یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف فیہ المشائخ رحمھم اللہ تعالی فی کتاب التخیر فی کلمات الکفر ..... و ان رضی بکفرہ لیقول فی اللہ ما لا یلیق بصفاتہ یکفر و علیہ الفتوی کذا فی التتار خانیہ .(ھندیہ ص ۲۵۷ جلد ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین) و فی الھندیۃ رجل اراد ان یضرب عبدہ فقال لہ رجل لا تضربہ فقال اگر محمد مصطفی گوید مزن نھلم او قال اگر از اسمان با نگ آید کہ مزن ھم بزنم یلزمہ الکفر .(ھندیہ ص ۲۶۲ جلد ۲ احکام المرتدین منھا ما یتعلق با لانبیاء)

﴿۲﴾قال ابن عابدین ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیئۃ ومعاملۃ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لا یکفر حینئذٍ .(ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل طلب توبۃ الیاس)

﴿۳﴾و فی الھندیہ و یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً او فقیھاً من غیر سبب و یکفر بقولہ لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین کذا فی البحر .(ھندیہ ص ۲۷۰ جلد ۲ منھا ما یتعلق با لعلم و العلماء)

الجواب: چونکہ دعوت صرف آرڈر اور حکم کو نہیں کہا جاتا مشورہ اور خورد و نوش کیلئے بلانے کو بھی کہا جاتا ہے لہٰذا ایسے جاہلانہ کلام سے کفر یا فسق کا فتویٰ دینا خلاف قاعدہ ہے ﴿۱﴾ فافهم فی حدیث بریرة ﴿۲﴾ وغیرہ. وھو الموفق

بت فروشی رضاء بالکفر میں داخل نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بتوں کو تلاش کرنا اور پھر ان کو فروخت کرنا کیا اس وعید میں داخل ہے یا نہ "من رضیٰ بکفر الغیر یصیر کافراً قاضیخان" یا یہ امارہ تکذیب ہے یا نہ اور اگر کوئی اس صورت میں کفر کا فتویٰ دیدے تو کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی: عطاء اللہ متعلم دار العلوم حقانیہ..... مورخہ ۱/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: بت فروشی نہ بت پرستی ہے اور نہ التزام بت پرستی ہے اور نہ اس سے بت پرستی لازم ہے (نہ لزوم بین) پس اس کو رضاء کفر قرار دینا غلط فہمی یا بدفہمی ہے ومثله اذا آجر بیتاً للمعاصی وغیرھا ﴿۳﴾ فقط

بینڈ باجہ کی وجہ سے تلاوت کو بند کرانا

سوال: ہمارے مسجد میں قبل از جمعہ تلاوت قرآن مجید کی کیسٹ لگی ہوئی تھی اس گلی میں شادی تھی جب ان کے بینڈ باجے والے آئے تو ان کے ایک آدمی نے مسجد میں گھس کر زبردستی تلاوت بند کرادی۔ اور اس کو شیطانیت سے تعبیر کیا اس شخص کے متعلق شرعی حکم کیا ہے کہ یہ کافر ہوگیا ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد سلیم جامع مسجد بلال نیشنل ٹاؤن راولپنڈی..... مورخہ ۱۴/۹/۱۹۸۶ء

﴿۱﴾ قال الحصکفی و فی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه. (الدر المختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل توبة الیأس)

﴿۲﴾ عن ابن عباس ان زوج بریرة کان عبداً یقال له مغیث کانی انظر الیه یطوف خلفها یبکی و دموعه تسیل علی لحیته فقال النبی ﷺ لعباس یا عباس الا تعجب من حب مغیث بریرة و من بغض بریرة مغیثا فقال النبی ﷺ لو راجعتیه قالت یا رسول الله ﷺ تامرنی قال انما اشفع قالت فلا حاجة لی فیه. (صحیح البخاری ص ۷۹۵ جلد ۲ باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة)

﴿۳﴾ قال العلامه حصکفی و جاز اجارة بیت بسواد الکوفة ای قراھا لا بغیرھا علی الاصح ..... لیتخذ بیت نار او کنیسة او بیعة او یباع فیه الخمر و قال لا ینبغی ذلک لانه اعانة علی المعصیة و به قالت الثلاثة زیلعی و قال ابن عابدین ھذا عنده ایضاً لان الاجارة علی منفعة ..... (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب: شاید اس شخص نے گناہ میں تخفیف کے ارادہ سے یہ اقدام کیا ہے بہر حال اس کے اس جاہلانہ کردار اور گفتار کی وجہ سے اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔﴿۱﴾ واللہ علم

فرشتہ کو گالی دینا کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص کسی کو غصہ کی حالت میں یوں کہلائے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فلاں شخص کی ماں سے شب باشی کی ہے اور یہ اس سے پیدا ہوا ہے اب وہ شخص اپنے اس بات پر مقر ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سائیں محمد عباس راولپنڈی......۲۲/رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ جاہلانہ بلکہ کافرانہ کلام ہے فرشتہ کو زنا اور اولاد کی نسبت سب ہے﴿۲﴾ اس شخص پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور نکاح کو تازہ کرے۔ فقط

حفاظ قرآن کی توہین کنندہ کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یہ الفاظ استعمال کرے کہ حفاظ کرام سب کے سب ''کونی'' ہیں۔ اس وجہ سے میں اپنے بچوں پر حفظ قرآن نہیں کرنا چاہتا۔ تا کہ ''کونی'' نہ ہو جائے اس شخص کا شرعاً کیا حکم ہے کیا حفاظ کرام کے توہین سے یہ شخص کافر نہیں ہو جاتا ہے؟

المستفتی: مولوی فتح محمد خان......۱۹۸۶ء/۷/۲

(بقیہ حاشیہ) البیت ولھذا یجب الا جر بمجرد التسلیم ولا معصیة فیه وانما المعصیة بفعل المستأجر وھو مختار فینقطع نسبته عنه فصار کبیع الجاریة ممن لا یستبر ئھا او یا تیھا من دبر و بیع الغلام من لو طی و الدلیل علیه انه لو آجره للسکنی جا ز و ھو لا بد له من عبادته فیه .اھ

(الدر المختار مع ردالمحتار ص۲۷۷ جلد۵ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع)

﴿۱﴾ قال العلامه حصکفی لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن وفی الدرر وغیر ھااذا کان فی المسئلة و جوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه . (الدر المختار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیاس)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ھو مصرح به عندنا فقالوا اذا شتم احدا من الانبیاء او الملائکة کفر وقد علمت ان الکفر بشتم الانبیاء کفر ردة فکذا لملائکة فان تاب فبھا و الا قتل .

(ردالمحتار ص ۳۲۰ جلد ۳ قبیل مطلب مھم فی حکم سب الشیخین)

الجواب: اگر اس شخص کا مراد استغراق حقیقی ہو تو یہ کفریہ کلام ہے ﴿۱﴾ اور اگر استغراق حسب العلم مراد ہو تو یہ حفظ قرآن کی توہین نہیں ہے اور جاہلانہ کلام ہے۔ فقط

رقص وغنا حلال سمجھنا کفر ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو رقص وسرود اور غناء کو حلال سمجھتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: غلام حیدر کیمل پور

الجواب: مستحل رقص وغنا کافر ہے کما فی شرح التنویر ومن یستحل الرقص قال [illegible] حاشیہ ردالمحتار ص ۴۲۵ جلد ۳ ﴿۲﴾ وھو الموفق

ذاتی عداوت کی وجہ سے امام اور قرآن کی توہین کرنے کا حکم

سوال: ایک امام مسجد تلاوت قرآن کر رہا تھا کہ ایک شخص نے کسی ذاتی عداوت کے مدنظر مولوی صاحب کی داڑھی پکڑ کر گھسیٹا اور قرآن مجید کو چاک کرکے ورقہ ورقہ کردیا اور مار پیٹ کی حالت میں آواز کی بلندی سے دو شخصوں نے آکر اس کو چھڑا دیا ایسے شخص کیلئے شریعت محمدی ﷺ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی محمد سلیمان کوہالہ کوہ مری ۲۰/رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب: نادم نہ ہونے کی صورت میں یہ شخص فاسق یقینی طور سے ہے اور اہانت قرآن کی وجہ سے کفر کا خطرہ اس پر موجود ہے ﴿۳﴾ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ وقال علیہ الصلوۃ والسلام المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ انتھی ﴿۴﴾ رواہ مسلم. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ثم قال و لاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیہ با لفاظ کثیرہ و افعال تصدر من المتھتکین لد لالتھا علی الاستخفاف بالدین او استقبا حھا کمن استقبح من آخر جعل بعض العمامۃ تحت حلقہ او احفاء شاربہ قلت و یظہر من ھذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف لانہ لو توقف علی قصدہ لما احتاج الی زیادۃ عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق.
(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع) قال العلامہ ابن البزاز الکردری لان حفظ القرآن فرض کفایۃ و تعلم ما لا بد من الفقہ فرض عین (فتاوی بزازیہ موضوع علی الھندیہ ص ۳۲۷ جلد ۶ کتاب الاستحسان)
﴿۲﴾ (الدر المختار ص ۳۲۴ جلد ۳ مطلب فی مستحل الرقص قبیل باب البغاۃ)
﴿۳﴾ قال ابن عابدین فی تحقیق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف والکعبۃ الخ (رد المحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)
﴿۴﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۲ جلد ۲ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

''علماء سکھ جیسے نظر آتے ہیں'' اور دوسرے گستاخانہ الفاظ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت والجماعت ایسے شخص کے بارے میں جو علماء دین کے شان میں گستاخانہ الفاظ کے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مجھ کو سکھ جیسے نظر آتے ہے اس شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: .... نامعلوم

الجواب: اگر یہ گستاخی بعض علماء کے ساتھ ہو اور ذاتیات کی وجہ سے ہو تو یہ فسق ہے اور اگر عام علماء کے حق میں ہو تو اس میں خوف کفر ہے ﴿۱﴾۔ فی شرح فقه الاکبر عن الخلاصة من ابغض عالماً بغیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ﴿۲﴾ انتهی۔

عالم کا امر بالمعروف میں طاقت کا استعمال اور عالم کی بے حرمتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ عالم من حیث انه عالم کو گالی دینا کیسا ہے اور عالم امر بالمعروف میں طاقت کا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور عالم کو گالی دینے سے کفر لازم ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالرحمٰن مال روڈ پشاور ۱۹۷۷ء/۱۰/۳۰

الجواب: گالی جب عالم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے ہو اور دنیوی سبب کی وجہ سے نہ ہو تو قواعد شرعیہ کی رو سے یہ شخص کافر ہوا ہے ﴿۳﴾ عالم کو امر بالمعروف زبان سے کرنا چاہیے ﴿۴﴾ ماخوذ از فتاویٰ ہندیہ و ہدایہ۔ فقط

تمام علماء کو فتنہ باز قرار دینا کفر ہے

﴿۱﴾ قال ابن نجیم و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب. (بحر الرائق ص ۱۳۳ جلد ۵ باب احکام المرتدین)

﴿۲﴾ (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۷۳ فصل فی العلم و العلماء)

﴿۳﴾ و فی الهندیة و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب و یکفر بقوله لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین. کذا فی البحر الرائق (هندیه ص ۲۷۰ جلد ۲ منها ما یتعلق بالعلم و العلماء) و فی الخانیه رجلان بینهما خصومة فقال احدهما للاخر بیا تا بعلم روبم فقال الاخر من علم چه دانم قال ابو بکر القاضی یکفر المجیب لانه استخف بالعلم. (فتاوی تتار خانیه موضوع علی هامش الهندیه ص ۵۷۵ جلد ۳ باب ما یکون کفرا من المسلم و ما لا یکون)

﴿۴﴾ فی الهندیه و لو علم باکبر رأیه انه لو امرهم بذلک قذفوه و شتموه فترکه افضل و کذلک لو علم انهم یضربونه و لا یصبر علی ذلک و یقع بینهم عداوة و یهیج منه القتال فترکه افضل ..... و یقال الامر بالمعروف بالید علی الامراء و باللسان علی العلماء و بالقلب لعوام الناس و هو اختیار الزندویستی کذا فی الظهیریة (هندیه ص ۳۵۳ جلد ۵ الباب السابع عشر فی الغناء ..... و الامر بالمعروف کتاب الکراهیة)

سوال: اگر ایک آدمی یہ کہا کرتا ہے کہ جتنے علماء ہیں سب فتنہ اور فساد بناتے ہیں ایسے الفاظ استعمال کرنے والے کیلئے اسلام کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۱۹۷۷ء/۹/۱۸

الجواب: تمام علماء کو فتنہ باز قرار دینا کفر ہے ﴿۱﴾ لانہ یستلزم بغض العلم و استخفاف العلم لزوماً بیناً وھو کفر کما فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری ص ۱۴۰ وفی الخلاصۃ من ابغض عالماً من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر قلت الظاھر انہ یکفر لا نہ اذا ابغض العالم من غیرسبب دنیوی اور اخروی فیکون بغضہ العلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من انکرہ فضلا عمن ابغضہ انتھیٰ قلت وھذا اظھر جداً عند بغض الجمیع فافھم وفیہ ایضاً ص ۱۴۱ من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی ای بصیغۃ التصغیر فیھما للتحقیر کما قید ہ بقولہ قاصداً بہ الا ستخفاف کفر انتھیٰ. ﴿۲﴾

داڑھی والے کو سکھ کہکر پکارنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص دوسرے متشرع داڑھی والے مسلمان کو جب بلاتا ہے تو سکھ سے خطاب کرتا ہے اور مذکورہ شخص داڑھی والا اس کا دوست ہے تو شریعت محمدی ﷺ میں اس کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: فیض محمد راولپنڈی

الجواب: اگر سکھ وغیرہ القاب سے بلانا اہانت داڑھی کے وجہ سے ہو تو یہ بلانے والا کافر ہے اور اگر خوش طبعی اور تشبیہ کے طور پر ہو تو فاسق ہے۔ یدل علیہ ما فی ردالمحتار ﴿۳﴾ ص ۳۹۲ جلد۳ ان ما کان دلیل الا ستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف فافھم . فقط

﴿۱﴾ و فی الھندیہ یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً او فقیھاً من غیر سبب ویکفر بقولہ لعالم ذکر الحمار فی است علمک یرید علم الدین کذا فی البحر الرائق .
(ھندیہ ص ۲۷۰ جلد ۲ منھا ما یتعلق با لعلم و العلماء)
﴿۲﴾ (شرح فقہ الاکبر لملا علی القاری ص ۱۷۳، ۱۷۴ فصل فی العلم و العلماء)
﴿۳﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

''داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہے'' الفاظ کا حکم

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین کہ نکاح کے تقریب میں نکاح خواں مولوی صاحب نے دلہن کے پاس گواہ بھیجنے کو کہاایک شخص نے کہا کہ وہ گواہ بھیجے جائیں جو دستخط کرسکیں انگوٹھے لگانے کا وقت اب نہیں رہاہے مولوی صاحب نے کہا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے شرعی گواہوں کو بھیجونگا اس شخص نے کہا کہ داڑھی والوں میں زیادہ شیطانیت ہے داڑھی والوں سے غیر داڑھی والے زیادہ پڑھے لکھے اور اچھے ہوتے ہیں اب شریعت مصطفیٰ ﷺ میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے۔ بینو اوتو جروا

المستفتی :عبدالقدوس کوہ مری راولپنڈی

الجواب: چونکہ اس شخص نے داڑھی کی براہ راست اہانت نہیں کی ہے بلکہ بعض داڑھی رکھنے والوں کی (شیطانیت کی وجہ سے) اہانت کی ہے لہٰذا ایہ آدمی کافرنہیں ہوا ہے ﴿۱﴾ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دل میں داڑھی کا وقار نہیں ہے اسی وجہ سے اس کے ایمان کو خطرہ ضرور ہے۔ ﴿۲﴾ فقط

شرعی فیصلہ سے انکار کرنا کفر ہے

سوال: اگر کسی فیصلہ میں ایک شخص شرعی فیصلہ سے انکار کرے تو کیا یہ کفر نہیں ہے وضاحت کریں؟

المستفتی :سعیداللہ مولوی صوابی.....۱۴رذی قعدہ۱۳۹۶ھ

الجواب :شرعی فیصلہ سے انکار کرنا کفر ہے البتہ قاضی اور محکم کی جہالت یا جور کی وجہ سے اباء کرنا کفر نہیں ہے ﴿۳﴾ کما فی شرح الفقہ الاکبر من قال لاخر اذهب معی الی الشرع فقال الآخر لا اذهب حتی تاتی بالبید ق ای المحضر کفر لانه عاند الشرع . ﴿۴﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التاویل بان مراده اخلاقه الردیئة ومعاملته القبیحة لاحقیقه دین الاسلام فینبغی ان لایکفر حینئذ. (ردالمحتار ص ۲۱۳ جلد ۳ قبیل مطلب توبة الیأس)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف .

(ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۳﴾ فی الهندیه ولو قال آن وقت که سیم ستدی شریعت وقاضی کجا بود یکفر ایضا ومن المتاخرین من قال ان عنی به قاضی البلدة لا یکفر . (هندیه ص ۲۷۲ جلد ۲ منها ما یتعلق با لعلم والعلماء)

﴿۴﴾ (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۷۵ فصل فی العلم والعلماء)

شریعت پر فیصلہ کیلئے تیار نہ ہونے والے کا حکم

سوال: دوآدمیوں کا آپس میں اختلاف پیدا ہو گیا ایک نے تحریری طور پر بھی اور مسجد میں بھاری اجتماع کے سامنے بھی یہ کہا کہ متنازع فیہ مسئلہ شریعت پر فیصلہ کرلو مگر مخالف شریعت پر فیصلہ کیلئے تیار نہیں اب اس کی شریعت سے فرار کے نتیجہ میں کیا پوزیشن رہ جاتی ہے کیا وہ کسی مسجد کا امام اور خطیب بن سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: اہالیان مسجد اشرفیہ اسلام آباد......۱۳/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: جو شخص شرعی فیصلہ کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو وہ اس جاہلانہ اور منافقانہ رویہ کی وجہ سے منصب شرعی (امامت وخطابت) پر فائز کرنے کا اہل نہیں ہے۔قال اللہ تبارک وتعالیٰ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباء نا (الآیۃ سورۃ مائدہ)﴿۱﴾وقال فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔النساء﴿۲﴾۔وفی الھندیہ ص۲۹۸،۲۹۹ جلد ۲ رجل قال لخصمہ اذھب معی الی الشرع او قال بالفارسیہ با من بشرع برو وقال خصمہ بیادہ بیارتا بروم بے جبر نروم یکفر لا نہ عاند الشرع وقال بعد اسطرمن بر سم کار کنم نہ بشرع یکفر ﴿۳﴾۔وفی ردالمحتار ص۲۹۲ جلد۳ وبالجملہ فقد ضم الی التصدیق بالقلب اوبالقلب واللسان فی تحقیق ایمان امور الا خلال بھا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود للصنم وکذا مخالفۃ او انکار ما اجمع علیہ الخ ﴿۴﴾ان آیات اورعبارات سے معلوم ہوا کہ فیصلہ شرعی کو تیار نہ ہونے والا اور اس کے علاوہ رسم،قانون، وغیرہ کو میلان کرنے والا کافر ہے جبکہ شرع کو نامکمل یا غیر مفید سمجھ رہا ہو۔وھو الموفق

﴿۱﴾(پ: ۷ سورۃ مائدہ رکوع: ۴ آیت: ۱۰۴)
﴿۲﴾(پ: ۵ سورۃ النساء رکوع: ۹ آیت: ۶۴)
﴿۳﴾(ھندیہ ص ۲۷۱،۲۷۲ منھا ما یتعلق با لعلم والعلماء)
﴿۴﴾(ردالمحتار ص ۳۱۰ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

خدا کو گالیاں دینے والے کے طرفداری کرنے والے بھی کافر ہیں

سوال: مسمی زید نے خدا کو گالیاں دیں اس پر اس کے بہنوئی نے اس کو پیٹا اس کے بعد اس کا دوسرا بہنوئی آیا اس نے اس پیٹنے والے کو پیٹا اور کہا کہ تو نے کیوں زید کو پیٹا ہے ایسے گالیاں تو خدا کو ہر شخص دیتا ہے اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے تھے اللہ مجھے بھوکا رکھتا ہے اس کی ایسی تیسی۔ اب شریعت میں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: شمس الدین ملتان شہر......۲۰ر جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: مسمی زید اور اس کی طرفداری کرنے والے تمام کے تمام کافر ہیں ان کے نکاحیں ختم ہوئی ہیں ان پر تجدید اسلام کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے۔ لانهم صرحوا بكفر من سب الله تعالى ﴿۱﴾ كما في شرح الفقه الاكبر ولا نه اعترض على الله تعالىٰ لفوات الماً كل كما ان الشيطان اعترض على الله تعالىٰ لفوات الجاه والخلافة. ﴿۲﴾ فقط

"خدا اور رسول کو گالیاں دینے والے کا توبہ اور تجدید ایمان قبول ہے"

سوال: زید نے گھریلو تنازعہ میں جذبات میں آ کر اچانک منہ سے خدا اور رسول خدا کے نسبت ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جس کا میں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا مگر زید نے فوراً بعد مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھکر تجدید ایمان کر دیا اور گڑگڑا کر معافی مانگی مقامی لوگوں نے خدا کے نسبت کہے ہوئے الفاظ سے توبہ قبول ہونے کی توثیق کردی مگر رسول خدا کے متعلق توبہ نہ قبول ہونے سے انکار کر دیا اور زوجہ کو مطلقہ قرار دیا ہے آپ شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: مولوی عبدالمتین ڈاگئی مردان......۱۹ر شوال ۱۴۰۵ھ

﴿۱﴾ قال الملا على قارى ان الرضا بكفر غيره انما يكون كفراً اذا كان يستجيزه ويستحسنه وقد عثر نا على رواية ابى حنيفه رحمه الله ان الرضاء بكفر الغير كفر من غير تفصيل.
(شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۱۸۰ فصل فى الكفر صريحاً و كنايةً)

﴿۲﴾ وفى الهنديه: قال ابو حفص رحمه الله تعالى من نسب الله تعالى الى الجور فقد كفر و بعد اسطر رجل قال ياخداى روزى بر من فراخ كن يا با زر كانى من رونده كن يا بر من جور مكن قال ابو نصر الدبوسى رحمه الله تعالى يصير كافراً با لله كذا فى فتاوى قاضيخان.
(هنديه ص ۲۵۹، ۲۶۰ جلد ۲ منها ما يتعلق بذات الله تعالى و صفاته)

الجواب: اللہ تعالیٰ یا رسول خدا ﷺ کو سب کرنا (گالیاں دینا) کفر اور ارتداد ہے تاہم عند اہل تحقیق اس کا توبہ بھی قبول ہے۔ کما فی الدر المختار ﴿۱﴾. پس اس سابی پر ضروری ہے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے اس میں حلالہ وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔ واللہ علم

مرتد اور کافر میں فرق اور دونوں کا توبہ واستغفار

سوال: مرتد اور کافر میں کیا فرق ہے اگر یہ ہر دو صدق دل سے توبہ واستغفار کریں تو کیا یہ آدمی دائرہ اسلام میں شامل ہو کر مسلمان ہو سکتے ہیں؟

المستفتی: روشن گل صوابی مردان ۱۹۶۹ء/۱/۱۱

الجواب: مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مذہب اسلام کو ترک کرے اور کافر وہ شخص ہے جو کہ ضروریات دین سے منکر ہو۔ ﴿۲﴾ لہٰذا ہر مرتد کافر ہوتا ہے اور ہر کافر مرتد نہیں ہوتا اور توبہ واستغفار دونوں کیلئے کافی ہیں۔ ﴿۳﴾ فقط

کافر کے موت پر کلمہ استرجاع کہنا

سوال: کیا کافر کی موت کے وقت اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: ایک بندہ خدا ... ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ کافر رشتہ دار کی موت بھی مصیبت ہے لہٰذا اس پر استرجاع مشروع ہے۔ ﴿۴﴾

﴿۱﴾ قال الحصکفی والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالی قبلت ...... لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمه کالمرتد و مفاده قبول التوبة.
(الدرالمختار ص ۳۱۷، ۳۱۹ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم ساب الانبیاء)

﴿۲﴾ قال الحصکفی باب المرتد هوالراجع عن دین الاسلام ورکنها اجراء الکفر علی اللسان ...... والکفر شرعا تکذیبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة. (الدرالمختار ص۳۰۹، ۳۱۱ جلد۳ باب المرتد)

﴿۳﴾ قال الحصکفی وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة و بعد اسطر ومفاده قبول التوبة کما لا یخفی.
(الدرالمختار ص۳۱۷، ۳۱۹ جلد۳ مطلب مهم فی حکم سباب الانبیاء)

﴿۴﴾ عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ اذا اصابت احدکم مصیبة فلیقل انا لله و انا الیه راجعون اللهم عندک احتسب مصیبتی فاجرنی فیها و ابدل بها خیرا منها. (ابو داؤد ص ۸۹ جلد ۲ باب فی الاسترجاع)

جو شخص معراج کا انکار کر بیٹھے تو انکا کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو داڑھی رکھنے والوں کو منافق کہتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو معراج خواب میں ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کرنا سنت ابوجہل ہے حضرت اویس قرنی جاہل تھے حضور ﷺ کو آسمان پر بلانے کی کیا ضرورت تھی خدا ہر جگہ موجود ہے نماز پڑھانے والے کانوں سے بہرے ہیں وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ صدر کیمل پور

الجواب: بشرط صدق مستفتی یہ شخص کافر ہے فی الھندیہ ومن انکر المعراج ینظر ان انکر الاسراء من مکۃ الیٰ بیت المقدس فھو کافر وان انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر ﴿۱﴾ ص ۸۸ جلد ۱ والبحر ص ۳۴۹ جلد ۱ ﴿۲﴾ فقط (یعنی ہندیہ میں ہے کہ منکر معراج کے بارے میں دیکھا جائیگا اگر وہ اسراء من مکہ الی البیت المقدس کا انکار کر رہا تھا تو کافر ہوگا اور اگر بیت المقدس سے آسمانوں تک جانے سے انکار کر رہا تھا، تو کافر نہ ہوگا)

دہری کا عذاب قبر پر اعتراض

سوال: یہاں ہمارے علاقے میں ایک دہری کمیونسٹ ذیل قسم کے خرافات پھیلا رہا ہے۔

(۱) کہ مسلمان موت ایک دفعہ مانتے ہیں یا دو دفعہ؟ اگر ایک دفعہ مانتے ہیں تو ایک موت تو عالم دنیا میں ہے اور آپ کے نظریئے کے مطابق تو قبر میں سوال جواب ہے تو وہ حیات کیسی ہے۔ روح کا عود ہے یا نہیں۔ حیات مکمل ہے یا نہیں اگر جواب نفی میں ہے تو سوال کرنا کیسے درست ہوا اور اگر حیات مکمل ہے۔ تو پھر مرنا دو دفعہ ہوا اگر پھر موت نہیں تو زندہ قبر میں بیٹھا ہوگا وغیرہ وغیرہ اور یہ کہتا ہے کہ اگر مجرم میت کو عذاب ہو رہا ہے تو دو ڈھائی گز قبر میں یہ بڑے بڑے گرز وغیرہ کیسے سما سکتے ہیں؟

﴿۱﴾ ھندیہ ص ۸۴ جلد ۱ (الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیرہ)
﴿۲﴾ (بحر الرائق ص ۳۴۹ جلد ۱ باب الامامۃ)

المستفتی: حاجی غلام محمد تورورسک بونیر سوات.....۲۹رشوال ۱۴۰۴ھ

الجواب: واضح رہے کہ موت دنیوی کے بعد عام مردہ گان کے ارواح زندہ ہوتے ہیں اور اجساد میں ایک نوع حیات رکھی جاتی ہے۔﴿۱﴾ پس روح یا جسم کو ثواب یا عذاب کا مسئلہ نیز دیگر مسائل خود بخود حل ہوئے اور چونکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے، نیز قبر کی کیفیات کے ادراک سے بندہ عاجز ہے،اور یہ مارنے اور بٹھانے وغیرہ تعبیرات افہام وتفہیم کے واسطے ہیں لہٰذا ان کو اجمالاً ماننا اور تفصیل کا علم اللہ تعالیٰ کو سپرد کرنا ضروری ہے۔فقط

حجیت حدیث کا منکر کافر ہے

سوال: منکر حدیث کا کیا حکم ہے وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالرحیم طوروی مردان

الجواب: حجیت حدیث کا منکر کافر ہے﴿۲﴾ البتہ کسی حدیث کو اصول مسلمہ کے ماتحت ترک کرنا معروف اور متعامل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سنت ثابتہ کو مٹانے والا اور بدعت سیئہ کو جاری کرنے والا مبتدع اور ملحد ہے۔

کفریہ عقائد رکھنے والے، اس کے معاون اور کتب ضبطگی کا حکم

سوال: ایک شخص اعلانیہ وتحریری طور پر مندرجہ ذیل عقائد رکھتا ہے(۱) کہ حضورﷺ کا جسمانی معراج ایک تاریخی افسانہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے کے نمونہ پر تراشا گیا ہے حضرت جبریل علیہ السلام کا کوئی وجود نہیں قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور نبی اکرمﷺ کی ملی جلی زبان میں ہے جس کے اصول اور ضوابط دائمی وابدی نہیں وحی کا انداز شاعرانہ تخیل ہے حضورﷺ اگر گھوم پھر کر تاریخی واقعات معلوم نہ کرتے تو قرآنی واقعات کو قطعانہ

﴿۱﴾ قال العلامه قاری و اعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالی یخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر ما یتألم او یتلذذ ، و لکن اختلفوا فی انه اهل یعاد الروح الیه؟ والمنقول عن ابی حنیفه رحمه الله التوقف الا ان کلامه هنا یدل علی اعادة الروح اذ جواب الملکین فعل اختیاری فلا یتصور بدون الروح وقیل قدیتصور الا تری ان النائم یخرج روحه ویکون روحه متصلاً بجسده حتی یتألم فی المنام ویتنعم ؟ وقد روی عنه علیه الصلواة والسلام انه سئل کیف یوجع اللحم فی القبور ولم یکن فیه الروح فقال ﷺ کما یوجع سنک و لیس فیه الروح الخ(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۰۱ ضغطة القبر وعذابه حق)

﴿۲﴾ قال الله تعالی و ما ینطق عن الهوی . ان هو الا وحی یوحی .الایة . وفی الهندیه من قرأ حدیثا من احادیث النبی ﷺ فقال رجل همه روز خلشها خواند قال ان اضاف ذلک الی القاری لا الی النبی ﷺ ینظر ان کان حدیثا یتعلق با لدین واحکام الشرع یکفر . (هندیه ص ۲۶۶ جلد ۲ منها ما یتعلق بالانبیاء علیهم الصلاة والسلام)

سمجھ سکتے حضورﷺ کا اسم مبارک لکھتے وقت احترام ضروری نہیں انگریزی میں سینکڑوں مرتبہ اسم گرامی ذکر کرے مگر ایک بار بھی (the holy) یا بعد از نام پاک (peace be upon him) لکھنے کی تکلیف نہ اٹھائیے منکرین ختم نبوت کے مسلمان ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے۔

(۲) ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔ جو ایسے افراد کو قومی خزانہ سے بہت مالی امداد دے کر ناپاک عقائد کی فروغ واشاعت کیلئے باقاعدہ ایک منظم ادارہ بنادے جس سے عملی معاونت ثابت ہو اور اس کی خرافات یعنی مطبوعات کی ضبطگی سے گریز کرے منکرین ختم نبوت کی پشت پناہی کرے اور عقائد مرزائیت کی تشہیر کیلئے قومی بجٹ سے لاکھوں روپیہ زرمبادلہ عطاء کرے عائلی قوانین اور خاندانی منصوبہ بندی کے ذریعہ فحاشی و بداخلاقی کے فروغ کا سامان مہیا کرے۔

(۳) عقائد مذکورہ کی تشہیر وفروغ کیلئے اگر کوئی کتاب کسی زبان میں شائع کی گئی ہو تو اس کے بارے میں دین پاک کا فیصلہ کیا ہے؟ اس بارے میں فتویٰ صادر فرماویں۔

المستفتی: رانا ظفر اللہ ڈاکخانہ الجامہ ضلع ساہیوال ۱۹۶۹ء/۱/۹

الجواب: (۱) چونکہ یہ شخص ضروریات دین سے منکر ہے ﴿۱﴾ لہٰذا یہ شخص بلاشک وشبہ کافر ہے۔

(۲) ایسے فرد اور افراد مداہن یا منافق یا زندیق ہیں۔ (۳) ایسی کتاب کو ضبط نہ کرنا کفر پروری ہے۔ فقط

داڑھی کی توہین کرنے والا کافر ہے

سوال: داڑھی کی توہین اور بےعزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ اور گالی گلوچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: سید محمد پنڈ بیگوال اسلام آباد..... ۲۳/شوال ۱۴۰۱ھ

الجواب: داڑھی کی توہین اور بےعزتی کرنے والا کافر ہے سنت انبیاء سے استہزاء نیز استقباح سنت کی وجہ سے آدمی کافر بن جاتا ہے لما فی ردالمحتار ص ۳۹۲ جلد ۳ او استقباحها کمن استقبح من آخر ......الی ان قال ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف ﴿۲﴾ اور گالی گلوچ کرنے والا فاسق وفاجر ہے لحدیث سباب المسلم فسوق ﴿۳﴾. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصكفي والكفر شرعاً تكذيبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدين ضرورة .
(الدرالمختار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۳﴾ عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر متفق عليه .
(مشکواة المصابیح ص ۴۱۱ جلد ۲ باب حفظ اللسان والغيبة و الشتم الفصل الاول)

اذان اور مؤذن کی توہین کا حکم

سوال: ایک آدمی مسجد میں اذان پڑھ رہا تھا تو ایک عورت نے کہا کہ بکرا بول رہا ہے لہٰذا اس کیلئے شرعی حکم صادر فرمائیں۔

المستفتی: خلیل الرحمٰن ہزارہ

الجواب: اذان شعائر دین سے ہے اس سے استہزا کفر ہے ﴿۱﴾ جب کہ غیر شعائر سے استہزاء کفر نہیں ہے مقصود قباحت آواز ہو تو فسق ہے۔ ﴿۲﴾ یدل علی الاول مافی ردالمحتار ص ۲۸۴ جلد ۳ او استقباحها کمن استقبح من آخر جعل بعض العمامة تحت حلقه او احفاء شاربه ﴿۳﴾ اه وما الثانی فلقوله تعالیٰ لایسخر قوم من قوم الآیه۔ ﴿۴﴾

منکر فقہ اور منکر اجتہاد کا حکم

سوال: منکر فقہ کا کیا حکم ہے؟ بعض حضرات اس کو کافر اور مرتد اور بعض مسلمان کہتے ہیں لہٰذا ان کے بارے میں وضاحت کے ساتھ شرعی حکم واضح کریں تا کہ لوگ حقیقت پر واقف ہو جائیں۔

المستفتی: مراد الحق ناصر پورہ پشاور ۱۳/رجب ۱۴۰۱ھ

الجواب: منکر فقہ سے مراد اگر غیر مقلد ہو تو یہ انکار کفر نہیں ہے البتہ اہل تقلید کی امامت کا اہل نہیں ہے اور اگر اس سے مراد منکر اجتہاد اور ائمہ کرام کا توہین کنندہ ہو تو بظاہر اس کو مسلمان کہنا درست اور زیبا نہیں ہے۔ ﴿۵﴾

اذان کی دعا میں ''وارزقنا شفاعته'' نہ کہنے والا کافر نہیں ہے

سوال: بعض لوگ اذان کے بعد والی دعا میں "وارزقنا شفاعته" کو بدعت حسنہ تصور کر کے یہ کہتے ہیں کہ ان

﴿۱﴾ وفی الهندیه فی التخیر موذن اذن فقال رجل این بانگ غوغا است یکفر ان قال علی وجه الانکار۔ (هندیه ص ۲۶۹ جلد ۲ منها ما یتعلق با لصلواة والصوم)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم و یکفر بالاستهزاء با لاذان لابالموذن۔ (بحرالرائق ص ۱۲۲ جلد ۵ احکام المرتدین)

﴿۳﴾ ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۴﴾ قال الله تعالی لا یسخر قوم من قوم۔(پ: ۲۶ سورة الحجرات رکوع: ۱۳ آیت: ۱۱)

﴿۵﴾ وفی الهندیه رجل قال قیاس ابی حنیفة رحمه الله تعالی حق نیسبت یکفر کذافی التتارخانیه۔ (عالمگیری ص ۲۷۱ جلد ۲ موجبات الکفر منها ما یتعلق بالعلم والعلماء)

الفاظ کو دعا سے کاٹنے والا حضور ﷺ کی درجات اور شفاعت کا منکر ہوتا ہے لہٰذا اس سے آدمی کافر ہوجاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: فضل واحد سالارزی باجوڑ......۲۳ رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: یہ جاہلانہ کلام ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

ختم قرآن پر مولویوں کو کچھ دیکر ان کو کافر کہنے والے پر خود کفر کا خطرہ ہے

سوال: (۱) ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے قبر پختہ کر کے ختم قرآن کیلئے مولوی صاحبان کو بلوایا اور بعد از ختم ان کو کچھ رقم دے دی کیا یہ اجرت لینا جائز ہے؟

(۲) میں نے ان مولویوں کو کہا کہ تم نے حرام کھایا یہ ناجائز ہے جواباً ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ حلال ہے ہم کھائیں گے تم کوئی ملا نہیں۔ میں نے جواباً کہا کہ حرام کو حلال کہنا کفر ہے آپ لوگوں پر بیویاں طلاق ہوگئی ہیں کیا یہ مولوی صاحبان اس حکم میں آگئے یا نہیں۔

(۳) میں نے ان مولوی صاحبان کو کہا کہ تمھارے پیچھے نماز نہیں ہوتی. بینوا توجروا

المستفتی: محمد یونس خٹک ضلع وتحصیل مردان ساولڈھیر......۲۶ رشوال ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) اس نوعیت کے ختم پر اجرت لینا دینا مختلف فیہ ہے اور فتاویٰ ہندیہ میں جواز کو اصح قرار دیا گیا ہے

حیث ذکر فیها واختلفوا فی الاستیجار علی قراءة القرآن علی القبر مدة معلومة قال بعضهم لا یجوز وقال بعضهم یجوز وهو المختار وکذا فی السراج الوهاج ﴿۲﴾ الهندیه ص ۴۶۱ جلد ۴) البتہ ہمارے اکابر محرم کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۲) یہ طعام یا روپے اولاً ہدیہ ہیں اور حلال ہیں اور اگر ان کا اجرت لینا ناجائز تسلیم کیا جائے تو یہ حرام قطعی نہیں ہے کہ اس کا مستحل کافر ہوجائے ﴿۳﴾ ایسے بے علم آدمی پر ایسے فتویٰ دینے میں خود کافر ہونے کا خطرہ ہے۔

(۳) اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یہ شخص بدعتی نہیں ہے البتہ سلفیہ لوگ مبتدعین ہیں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ یہ الفاظ دعا سے کاٹنے پر کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ یہ الفاظ دعا میں شامل کرنے سے کوئی قباحت لازم آتی ہے۔ یہ شریعت سے متصادم نہیں ہیں۔ اور نہ ان الفاظ کو کاٹنے والے پر شفاعت کے منکر کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ویسے ہی شفاعت کا انکار کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ لما قال العلامه ابن نجیم ولا تجوز الصلاة خلف من ینکر شفاعة النبی ﷺ او ینکر الکرام الکاتبین او ینکر الرؤیة لانه کافر. (بحر الرائق ص ۳۴۹ جلد ۱ باب الامامة.) (از مرتب)

﴿۲﴾ فتاوی هندیه ص ۴۴۹ جلد مطلب الاستئجار علی الطاعات)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین تنبیه، فی البحر والاصل من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیره کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والا فلا. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۱۱ جلد ۳ مطلب فی منکر الاجماع باب المرتد)

بزرگوں کے باتوں میں غلو کرنا

سوال: جناب مفتی صاحب! بعض لوگ بزرگوں کی باتوں میں غلو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر کہ اللہ اللہ گوید اللہ شود تعالیٰ اللہ۔ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: رحمن الدین عفی عنہ ہائی سکول شیرینگل دیر بالا ......۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: اس شخص کا یہ کلام جاہلانہ اور مشرکانہ کلام ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کلام سے واپس ہو جائے اور اصرار نہ کرے اور مقابل کیلئے چاہیے کہ افہام وتفہیم کرے۔ وھو الموفق

یا محمد لکھنا نہ مطلوب شرعی ہے نہ ممنوع شرعی

سوال: یا اللہ کے ساتھ یا محمد لکھنے کے متعلق کیا حکم ہے کیا ''یا'' حرف ندا حاضر وناظر کیلئے ہے کہ محمد ﷺ کے ساتھ لکھنا ممنوع ہے اس لکھنے کی وضاحت کی جائے۔؟

المستفتی: ہدایت خان بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی......۱۱ نومبر ۱۹۷۴ء

الجواب: یا اللہ کے ساتھ یا محمد لکھنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی البتہ غیر اللہ کو حاضر وناظر ماننا یا عالم الغیب جاننا کفر جلی ہے اور اس لحاظ سے موہم الفاظ سے اجتناب مطلوب شرعی ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

نداء لغیر اللہ ''یا حق چار یار''

سوال: ماقولکم اھل العلم رحمکم اللہ تبارک وتعالیٰ فی رجل اصابتہ مصیبۃ فاستغاث من الخلفاء الراشدین ونا داھم حیث قال ''یا حق چاریار ''فھل تجوز ھذہ الاستغاثۃ والنداء علی عقیدۃ انھم من عباداللہ الافضلین ویعلمھم اللہ تعالیٰ رجلا مصابانادیاثم ینصرونہ بامداد اللہ تبارک وتعالیٰ ایاھم فی ازالۃ النوائب ودفع المصائب لان التاثیر للہ العزیز الغالب وما ھٰؤلآء اولو االکراما ۃ الا کامل الا وسائل المواھب حل المتاعب وسائر

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد فرید مفتی اعظم پاکستان: غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا پانچ قسم پر ہیں۔(۱) کہ نبی وغیرہ کا کشف ہو جائے اور ندا کرے یہ جائز ہے۔(۲) اس عقیدے کے ساتھ کہ فرشتے اس کو پہنچاتے ہیں صرف صلاۃ وسلام میں جائز ہے۔(۳) اور اس خیال کے ساتھ کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پہنچادیں موہم شرک ہے۔(۴) عشق ومحبت کی وجہ سے حاضر اور مخاطب کی طرح نہ شرک ہے اور نہ موہم شرک۔ بلکہ معمول اور معروف ہے۔(۵) اعتقاد علم غیب اور علم کلی کے ساتھ شرک جلی ہے۔ اور شعار اہل شرک اور اہل بدع سے اجتناب ضروری ہے۔(مقالات ص ۲۰ غیر اللہ کو غائبانہ ندا کرنا)(از مرتب)

المشاکل کما ورد الشرع بالنداء لاولی الکرامات فی الفلاۃ حین اصابتہ نائبۃ من النائباۃ عباد اللہ اعینونی ام لا بل انما ھذا اشراک باللہ وما ورد من النداء فی الصلاۃ امر منصوصی فی مورد خاص للرجال الاقارب بالغیب او الملئکۃ فلا سبیل للقیاس فلا یتعدی غیرہ من حادثات الناس فلیفد ناسائر الکرام نظرھم اللہ العلام کما نصروا اللہ تعالیٰ بالرد علی الواقعین فی ورطاۃ البدعاۃ والضلالاۃ والاثام مستدلین بما رأو فی الاجواف للوصول الی الاھداف مؤولین لصحاح الاحادیث ونصوص مجید الکتاب بالجواب الصریح الصواب وحرررد الجواب تحت الاسطار لیکون داعیا لدعاء برکاتھم فی حیاتھم ومما تھم مرور الدھور والاعصار والسلام علیکم وعلی من لدیکم یا ھُوَ لآءِ الاحرار.

المستفتی: مولوی خلیل اللہ باغ کیمپ نمبر ۴ تحصیل مسلم باغ ضلع ژوب...... ۱۹۸۶ء/۹/۷

الجواب: النداء الی غیر اللہ اذا کان علی وجہ اعتقاد انہ یعلم الغیب ویقدر علی النفع والاضرار فشرک جلی. بخلاف نداء التشھد علی اعتقاد ان الملائکۃ یبلغون الصلاۃ والسلام وبخلاف عباداللہ اعینونی فانہ لم یثبت عند اھل الفن وعلی تقدیر الثبوت ارید منھم الکاتبون دون الارواح ودون الجن ودون رجال الغیب فان الاخیر من الاوھام والاولین من المحتملات لکن الاحتمال لا یدفع الشرک کما عند النکاح باشھاد اللہ ورسولہ﴿۱﴾ فافھم. وللبسط موضع آخر. وھوالموفق

پنجتن پاک کا پانچ بتوں سے تشبیہ دینا

سوال: ایک خطیب نے اپنے تقریر کے دوران پنج تن پاک جن سے مراد حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہیں کی پانچ بتوں سے تشبیہ دی جن کے نام انگلیوں پر شمار کئے کہ وداً، سواعا، یغوث، یعوق، نسراً۔ کیا ان کلمات سے یہ خطیب مرتد نہیں بن گیا ہے؟ کیا ایسا شخص امامت کا اہل ہے؟ جواب سے نوازا جائے۔

﴿۱﴾ رجل تزوج امرأۃ بشھادۃ اللہ ورسولہ کان باطلاً لقولہ ﷺ لا نکاح الا بشھود وکل نکاح یکون بشھادۃ اللہ وبعضھم جعلوا ذلک کفراً لانہ یعتقد ان الرسول ﷺ یعلم الغیب وھو کفر.
(فتاویٰ تتار خانیہ موضوع علی الھندیہ ص ۳۳۴ جلد ۱ فصل فی شرائط النکاح)

المستفتی: محمد اصغر خان صاحب......۱۹۷۲ء/۹/۲

الجواب: اگر اس خطیب صاحب نے یہ کہا ہو۔ کہ شیعہ لوگوں نے ان پنجتن پاک کو معبود بنایا ہے جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر جو کہ صالحین تھے۔ (برواہ البخاری) اور یا انبیاء تھے۔ (رواہ ابن کثیر فی تفسیرہ) کو معبود بنایا تھا تو اس میں کوئی نفاق یا ارتداد یا بطلان عمل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

زلیخا کے بارے میں توہین آمیز کلمات کے استعمال کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص زلیخا کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کرے کہ وہ زانیہ اور فاحشہ عورت تھی تو اس شخص کا کیا حکم ہے کیا ان الفاظ سے وہ کافر نہیں بن جاتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: قاری بشیر احمد واپڈا اکیڈمی تربیلہ پروجیکٹ ہزارہ......۱۹ ررمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ قرآن وحدیث میں امرءۃ العزیز کے متعلق نہ یہ بیان موجود ہے کہ اس کا نام زلیخا تھا اور نہ یہ ذکر موجود ہے کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی نکاح میں آئی تھی لہذا محض اسرائیلیات کی وجہ سے ایسے بے دین اور فحاش شخص کو ہم اسلام سے خارج نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ غلبہ حال کی وجہ سے حلت وحرمت سے ذہن خالی ہو گیا ہو۔ وھو الموفق

کسی غیر نبی پر نبوت، رسالت، ظل نبوت، بروزی نبوت غیر تشریعی اور مجازی نبوت کا اطلاق کرنا

سوال: لفظ نبوت یا نبی کسی غیر نبی پر استعمال کرنا شرعاً کیسا ہے اور ظل نبوت، بروزی نبوت، غیر تشریعی نبوت، مجازی نبوت وغیرہ اصطلاحات کو غیر میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: صوفی انور خالد جھنگ......رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ اطلاقات ناجائز ہیں البتہ رسالت اور رسول کے متعلق کچھ توسع وارد ہے لیکن سد باب فتنہ کیلئے تضییق ضروری ہے۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ حصکفی واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن.
(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبۃالیاس باب المرتد)

﴿۲﴾ قال العلامہ حصکفی واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف و لو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ قبیل مطلب توبۃالیاس باب المرتد)

﴿۳﴾ قال العلامہ سید احمد الطحطاوی فی ھذا لمقام ان تقول امنت باللہ و بجمیع ما جاء من عند اللہ علی ما ارادالله تعالی بہ و بجمیع الانبیاء والرسل حتی لا یعتقد نبیہ من لیس نبیا او عکسہ (الطحطاوی علی المراقی ص ۶ خطبہ)

کسی عالم کے بارے میں کہنا "کہ شیطان بھی عالم تھا"

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو کسی عالم کے بارے میں کہے کہ شیطان بھی عالم تھا اس نے بھی علم کیا ہے۔ کیا یہ کہنا درست ہے دوسرا یہ کہ کیا شیطان فرشتوں کا استاد تھا۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: قاضی حبیب السلام پیر سباق نوشہرہ......۴رذی قعدہ ۱۴۰۵ھ

الجواب: شیطان عارف تھا عابد تھا طاؤس الملائکہ تھا لیکن فرشتوں کا استاد نہ تھا ﴿۱﴾ کتب معتبرہ میں یہ نہیں پایا گیا ہے پس جو عالم یا عارف بے عمل ہو متکبر ہو اس کے متعلق یہ نسبت قابل اعتراض نہیں ہے ورنہ قابل اعتراض ہوگا۔ وھو الموفق

مہدیت کا دعویٰ کرنے والے شخص کا حکم

سوال: ایک شخص قوم آرائیں نے آج کل امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کھلم کھلا شارع عام وغیرہ پر اعلان کرتا ہے میرے روبرو بھی یہی دعویٰ کیا ہے ایسے شخص کا شریعت محمدی ﷺ میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی تاج محمود ضلع مظفر گڑھ لیہ کروڑ......۲۷/۷/۱۹۷۰ء

الجواب: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی کا نام محمد ہوگا اور والد کا نام عبداللہ ہوگا اور سید آل رسول ہوگا۔ اور بادشاہ ہوگا۔ (ھذہ الروایات فی الترمذی وابی داؤد) ﴿۲﴾ اور شاید کہ اس شخص میں ان علامات سے ایک بھی موجود نہ ہو۔ لہذا ایسے پاگل شخص سے اغماض کرنا چاہیے تاوقتیکہ فتنہ تک نوبت نہ پہنچی ہو۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ عمادالدین ابن کثیر کان من اشد ھم ای اشد الملائکۃ اجتھادًا و اکثر ھم علماً، کان من اشراف الملائکۃ من ذوالاجنحۃ الاربعۃ کان من اشرف الملائکۃ و اکرمھم قبیلۃً و کان خازنا علی الجنان کان لہ سلطان السماء الدنیا و کان لہ سلطان الارض وکان یسوس ما بین السماء والارض فعصی فمسخہ اللہ شیطاناً رجیما کان ابلیس رئیس ملائکۃ سماء الدنیا. (تفسیر ابن کثیر ص۷۵ جلد ۱ سجود الملائکۃ لادم)

﴿۲﴾ عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذھب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی. (جامع الترمذی ص۴۶ جلد ۲ باب ما جاء فی المھدی ابواب الفتن) عن عبداللہ عن النبی ﷺ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم قال زائدۃ لطوّل اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی زاد فی حدیث فطر یملأ الارض قسطًا و عدلاً کما ملئت ظلماً وجوزًا وقال فی حدیث سفیان لا تذھب اولا تنقضی الدنیا حتی یملک العرب رجل من اھل بیتی یواطئی اسمہ اسمی قال ابوداؤد لفظ عمر و ابی بکر بمعنی سفیان. (سنن ابی داؤد ص ۲۳۹ جلد ۲ باب فی ذکر المھدی کتاب الفتن)

پیغمبران بیایئندهم (شفاعت) تسلیم نه کنم" کلمات کا حکم

سوال: چه فرمائند علماء دین دریں مسئله که سه چار نفر سفید ریش ویک عالم بطور جرگه پیش شخصے از جانب آخر که درمیان هر دو قدرے رنجش بود آمده بودند. برائے عذرومعذرت که اورامعاف کن مابطور جرگه نزد تو آمدیم. او در جواب گفت که شما تو شما هستید اگر پیغمبران علیهم السلام بیائند هم تسلم نه کنم (العیاذ بالله)پس ازروئے شرع شریف آں شخصے بایں لفظ بے ادبی گفتن مسلمان مانده یانه. وازاسلام بیرون شده است یا نه. ویا کدام تعزیر برائے او لازم است. بینواوتوجروا

المستفتی: عبداللہ نادان شہید نوشہرہ پشاور...... ۱۹۶۹ء/۹/۸

الجواب: عدم تسلیم مشورت وشفاعت پیغبر علیه الصلاة والسلام نه کفر ست ونه گناه ست بلکه جائز است بدلیل حدیث صحیح رواه البخاری قال النبی ﷺ(بریره رضی الله عنها)لوراجعتیه فقالت یا رسول الله تامرنی قال انما اشفع قالت لا حاجة لی فیه﴿۱﴾. (بحواله مشکواة باب خیار الامة)فقط

نوٹ: ایں حکم دروقت اراده عدم اهانت ست ورنه تجدید ایمان ونکاح بعد از توبه لازم است.

عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنا ارتداد اور سنت رسول کی توہین کفر ہے

سوال: ایک شخص نے گواہاں کے روبرو کہا(۱) کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھتا ہے۔(۲)انبیاء علیہم السلام تمام گندے نطفے سے ہیں۔(نعوذ باللہ)(۳)مسلمان جو ختنہ کراتے ہیں وہ امریکہ اور برطانیہ کے ڈاکٹروں کے خیال میں صحیح نہیں اس لئے یہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس سے پیشاب کے جراثیم جاتے ہیں۔ بیماری

﴿۱﴾ عن ابن عباس ان زوج بریرة کان عبداً یقال له مغیث کانی انظر الیه یطوف خلفها یبکی ودموعه تسیل علی لحیته فقال النبی ﷺ لعباس یا عباس الا تعجب من حب مغیث بریرة و من بغض بریرة مغیثافقال النبی ﷺ لو راجعتیه قالت یا رسول الله ﷺ تأمرنی قال انما اشفع قالت فلا حاجةلی فیه. (صحیح البخاری ص ۷۹۵ جلد ۲ باب خیار الامة تحت العبد کتاب الطلاق)

پھیلتی ہے اور اسی وجہ سے مسلمان بیمار ہوتے ہیں کیا یہ سنت رسول کی توہین نہیں ہے؟

المستفتی: مولوی عزیز الرحمن صاحب خطیب پنڈی...... ۲۹رذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: یہ شخص مرتد اور سابی ہے اصرار کی صورت میں حکومت اس کو سزائے موت دے گا کیونکہ عرف عام کے بنا پر کسی پیغمبر کا کلمہ پڑھنا اس کی ملت کو اپنانے کا اعلان ہے اور مذہب اسلام کو چھوڑ کر نصاریٰ کا مذہب مختار کرنا ارتداد ہے نیز بعض حقائق بلاشک وشبہ استخفاف ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا استخفاف کفر ہے مثلاً اگر جج یا بڑے افسر وغیرہ کو کوئی کہے کہ تیرے والد نے اپنا آلہ تناسل تیری والدہ کی فلاں جگہ...... ﴿۱﴾ نیز جب غیر مشہور سنت کی تخفیف کفر ہے تو ختنہ جیسی سنت جو کہ شعائر دین سے ہے کس طرح کفر نہ ہوگا۔ کما فی العالمگیری ص ۲۶۵ جلد ۲ (منهاما يتعلق بالانبياء عليهم الصلاة والسلام) ولو قال اين چه رسم است سبلت بست كردن ودستار بزير كلو اور دن (ترجمه بالعربيه: ما هذه العادة تقصير الشارب وارخاء الطيلسان تحت الرقبة) فان قال ذلک علی سبيل الطعن فی سنة رسول الله ﷺ فقد كفر كذا فی المحيط.

سوشلسٹ آدمی سے ترک موالات ضروری ہے

سوال: جو شخص سوشلزم کا حامی ہو تو اس کے ساتھ ترک موالات جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: واضح رہے کہ سوشلزم معیشت اسلامی سے متصادم ہے ان میں عملی طور سے توافق ناممکن ہے پس جو شخص سوشلزم پر یقین رکھتا ہو تو وہ درحقیقت اسلامی نظام کے موجب ترقی ہونے پر یقین نہیں رکھتا ہے ایسے شخص کے ساتھ ترک موالات جائز بلکہ عندالقدرت ضروری ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ فی الهنديه من لم يقر ببعض الانبياء عليهم الصلاة والسلام او لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر .... سئل عمن ينسب الى الانبياء الفواحش كعزمهم على الزنى ونحوه الذی يقوله الحشوية فی يوسف عليه السلام قال يكفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم.
(هنديه ص ۲۶۳ جلد ۲ منها ما يتعلق با لانبياء عليهم الصلاة والسلام)

﴿۲﴾ عن ابی امامه قال قال رسول الله ﷺ من احب لله و ابغض لله و اعطى لله و منع لله فقد استكمل الايمان رواه ابوداؤد و الترمذی. (مشكواة المصابيح ص ۱۴ جلد ۱ كتاب الايمان)

نظام اسلام کوفرسودہ کہنے کا حکم اور بے دین آدمی سے سیاسی جوڑتوڑ

سوال: اگر کوئی مسلمان اور صاحب عقل وہوش آدمی اعلان کرے کہ اسلامی نظام فرسودہ ہے تو اسلامی شریعت کی رو سے اس پر کونسی حد لگ سکتی ہے۔ نیز بے دین سیاسی پارٹی یا ایسے آدمی سے سیاسی تعاون اور سیاسی جوڑتوڑ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر عبدالمنان ایم بی بی ایس جنرل ہسپتال سمندری......۱۹۷۲ء/۱۱/۱۶

الجواب: اللہ تعالیٰ نے اسلامی نظام کو رحمت ،نعمت اور موجب فلاح وترقی قرار دیا ہے لہٰذا اس کو فرسودہ نظام اور موجب تنزل کہنا کذب اور استخفاف ہے اور یہ قائل مرتد واجب القتل ہے اور سیاسی جوڑتوڑ جب حقیقی حربیوں کے ساتھ جائز ہے تو حکمی حربیوں کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز ہوگا ﴿۱﴾. یدل علی کونه مرتداً ما فی ردالمحتار ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف ﴿۲﴾. وھو الموفق

روسی ایجنٹ اور دہری قسم کے لوگوں کا حکم

سوال: ہمارے علاقے میں بعض دھری قسم کے لوگ روس کے ایجنٹ اور تنخواہ دار ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ان کے ساتھ بائیکاٹ جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ہم نے ان کو سمجھانے کی بہت کوشش کی ہے۔

المستفتی: صوفی اسماعیل وزیرستان......۱۴۰۴/۵/۳ھ

الجواب: بشرط صدق وثبوت ان لوگوں سے روسیوں جیسا سلوک ،مقاتلہ اور ترک موالات ضروری ہیں.
قال الله تعالیٰ ومن یتولھم منکم فانه منھم (سورۃ مائدہ) ﴿۳﴾. وھو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدین(قوله و مفاده جواز الاستعانة با لکافر عند الحاجة)ذکر فی الفتح ان فی سنده ضعفا وان جماعةقالوا لا یجوز لحدیث مسلم انه علیه السلام خرج الی بدر فلحقه رجل مشرک فقال ارجع فلن استعین بمشرک الحدیث وروی رجلان ثم قال وقال الشافعی رده علیه الصلاة والسلام المشرک والمشرکین کان فی غزوۃ بدر ثم انه علیه الصلاة والسلام استعان فی غزوۃ خیبر بیھود من بنی قینقاع و فی غزوۃ حنین بصفوان بن امیه و ھو مشرک فا لردان کان لاجل مخیرًا بین الاستعانة وعدمھا الخ (ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۳ مطلب فی الاستعانة بمشرک)

﴿۲﴾ ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۳۱۱ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

﴿۳﴾(پ: ۶ سورۃ مائدہ ع: ۱۲ آیت : ۵۰)

سوشلزم کے معتقد کا حکم

سوال: سوشلزم کا معتقد کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: احسان الدین مظہر شمسی خان ضلع ڈیرہ کنڈ ڈویژن

الجواب: جس شخص کے نزدیک سوشلزم موجب ترقی اور نظام اسلام موجب تنزل ہو فرسودہ نظام ہو تو اس شخص نے اپنے آپ کو خود اسلام سے خارج کیا ہے علماء اس کو کس طرح مسلمان کہیں گے۔ ﴿۱﴾ البتہ جس شخص نے خوف طمع قومیت کی وجہ سے معاونت کی ہے تو وہ منافق ہے کافر نہیں ہے۔ وھو الموفق

سوشلزم کے بارے میں ۱۱۵ علماء کا فتویٰ

سوال: بخدمت جناب شیخ الحدیث مولانا صاحب اور جناب مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک عرض یہ ہے کہ ہم نے جنگ اخبار کراچی میں سوشلزم کے خلاف ایک سو پندرہ (۱۱۵) علمائے کرام کا فتویٰ دیکھا۔ جس میں سوشلزم اور اس کے حامیوں کو کافر قرار دیا گیا ہے ان کے ساتھ تعاون اور چندہ دینا ہدم اسلام کے مترادف قرار دیا ہے لہٰذا عرض یہ ہے کہ اس فتویٰ کے متعلق آپ صاحبان کی رائے کیا ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد نذیر خان کھنڈ ڈیرہ دیرملا کنڈ ڈویژن ۱۳۸۹ھ

الجواب: سوشلزم کفر ہے اور کفار کا ایجاد شدہ ہے البتہ اگر کوئی شخص اس کی ایسی تشریح کرے جو کہ اصول اسلام سے متصادم نہ ہو تو اس کو کفر نہ کہا جائے گا۔ ﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال العلامہ علی قاری و کذا لو قال ھذا زمان الکفر لا زمان کسب الاسلام ای کفر ان اراد انہ ینبغی فی ھذا ازمان کسب الکفر لا کسب الاسلام . بخلاف ما اذا اراد ان ھذا زمان غلبة اھل الکفر و الجھل و ضعف کسب الاسلام والعلم .(شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۱۸۱ فصل فی الکفر صریحا و کنایة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین الکفر شئی عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایة انہ لا یکفر و فی الخلاصة وغیرھا اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن با لمسلم زاد فی البزازیة الا اذا صرح بارادة موجب الکفر فلا ینفعہ التاویل وفی التتارخانیہ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نھایة فی العقوبة فیستدعی نھایة فی الجنایة و مع الاحتمال لا نھایةو الذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایة ضعیفة فعلی ھذا فا کثر الفاظ التکفیر المذ کورة لایفتی با لتکفیر فیھا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئی منھا . کلام البحر با ختصار .
(ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۳۱۲ جلد ۳ مطلب ما یشک فی انہ ردة لا یحکم بھا)

اصول اسلام سے غیر متصادم مشرح سوشلزم کو کفر نہ کہا جائیگا

سوال: سوشلزم کے بارے میں ۱۱۳ علماء کرام نے جو کفر کا فتویٰ دیا ہے جناب مولانا مفتی محمود صاحب اکثر اپنے تقاریر میں فرماتے ہیں کہ فتویٰ دینے والوں میں سے ۱۱۰ کو تو ہم عالم ہی تسلیم نہیں کرتے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تین کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم کس قول پر عمل کریں اور کس پر نہ کریں؟

المستفتی: طارق محمود مشن ہسپتال ٹیکسلا...... ۷/ر جون ۱۹۷۰ء

الجواب: سوشلزم کفار کا ایجاد کردہ نظام ہے لہٰذا اس کا خلاف اسلام ہونا اور کفر ہونا ایک واضح حقیقت ہے لیکن اگر کوئی شخص سوشلزم کی ایسی تشریح کرے جو کہ اصول اسلام سے متصادم نہ ہو تو اس کو کفر نہ کہا جائے گا۔ ﴿۱﴾ فقط

اسلام اور سوشلزم متضاد نظام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام اور سوشلزم کے درمیان تضاد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو توافق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: سیف الرحمٰن پشاور یونیورسٹی...... ۱۹۶۹ء/۲/۹

الجواب: جو علماء صاحب بصیرت ہیں ان کے نزدیک اسلام اور سوشلزم میں ایسا تضاد ہے۔ ﴿۲﴾ جس کا رفع کرنا عملی طور سے ناممکن ہے اگر چہ زبانی طور سے آسان ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ حصکفی واعلم انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان ذلک روایة ضعیفة کما حرره فی البحر و عزاه فی الاشباه الی الصغری وفی الدرر وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لو نیته ذلک فمسلم و الا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳ باب المرتد قبیل مطلب توبة الیاس مقبوله)

﴿۲﴾ (۱) اسلام اور سوشلزم کے تضاد کا مختصر خاکہ

اشتراکیت اور سوشلزم کا تصور بنیادی طور پر مادہ پرستانہ تصور ہے۔ اسکے مقابلے میں اسلام کا تصور مادہ پرستی سے بغاوت اور طریقہ الہامی اپناتا ہے (۲) اشتراکیت مادہ کی قدامت وانکار باری تعالیٰ پر مبنی ہے جبکہ اسلام وجود باری تعالیٰ قدامت باری تعالیٰ اور توحید باری تعالیٰ پر مبنی ہے۔ (۳) اشتراکیت کوئی مستقل اصول یا اقدار واخلاق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ بھی طبقاتی پیداوار ہے۔ اسکے مقابلے میں اسلام اخلاقی نقطہ نظر پر نظر کرتا ہے۔ (۴) اشتراکیت اچھے بھلے کی تمیز کیلئے عقل معیار بناتی ہے۔ اور اسلام اچھے برے کی تمیز کیلئے شریعت کو معیار بناتا ہے۔ کیونکہ عقل بہر حال ماحول واحوال سے متأثر ہوتی ہے۔ (۵) اشتراکیت نے فرد کو اجتماع ومعاشرے کا ایسا جزو بنایا۔ کہ اسکی انفرادی حیثیت ختم ہوگئی۔ اور اسلام انفرادی اور اجتماعی دونوں کی فکری تبدیلی سے اجتماعی تبدیلی لاتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سوشلزم زندہ باد اور شریعت مردہ باد کے نعرے کا حکم

سوال: سوشلزم زندہ باد کے نعرے لگانے والوں اور علماء پر سب وشتم کرنے والوں تیز شریعت مردہ باد کے نعرے لگانے والوں کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ثناء اللہ جان کتوزئی پشاور

الجواب: جن سے شریعت مردہ باد کا نعرہ ثابت ہو تیز جن کے نزدیک شریعت فرسودہ اور نا قابل ترقی نظام ہو تو وہ بلاشک وشبہ خارج از اسلام ہیں تو ہین شریعت کفر ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)(۶) اشتراکیت جبر وقوت اور خون ریز انقلاب پر یقین رکھتی ہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اجتماع کی تبدیلی سے فرد خود بخود بدل جاتا ہے۔ اور اسلام انسان کی اصلاح کیلئے ابتداء عمل وعقیدہ کی درستگی ضروری قرار دیتا ہے۔ اور افراد کی فکری تبدیلی سے اجتماعی تبدیلی لاتا ہے۔ (۷) اشتراکیت ریاست وقانون کو آلہ ظلم واستحصال کہتے ہیں۔ جبکہ اسلام اجتماعی زندگی کیلئے ریاست وقانون کو ضروری مانتا ہے۔ اور دونوں کو اسلام کے تابع کرتا ہے۔ (۸) اشتراکیت میں نہ معاشرتی مساوات ہے۔ اور نہ معاشرتی جمہوریت اسکے مقابلے میں اسلام حقیقی ومعاشرتی مساوات وحقوق کی حفاظت، فرائض کی ادائیگی کا درس دیتا ہے۔ (۹) اشتراکیت میں طبقاتی تصادم ایک اہم حقیقت ہے۔ جبکہ اسلام مؤدت، محبت، اخوت، مساوات، عفت وعصمت، تعاون باہمی، اجتماعی تحفظ اور اجتماعی تکافل وتضامن کا درس دیتا ہے۔ جو کہ بناء ہوامر بالمعروف ونہی عن المنکر پر۔ (۱۰) اشتراکیت وسائل پیداوار کو ریاست کی تحویل میں لیتی ہے۔ اس میں جبر کا تصور ہے۔ ایک طبقے کا مکمل استحصال ہے۔ اور حکمران طبقہ اس کی آمریت واستحصال کا بدترین نمونہ ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام انفرادی ملکیت کا حق دیتا ہے۔ آزادی کی جدوجہد وصرف وخرچ کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن شریعت کے حدود میں تاکہ اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد پائمال نہ ہوں۔ (۱۱) اشتراکیت اختلاف درجات سے انکار کرتی ہے۔ اور اسی بنیاد پر انسان جہد وعمل کا وہ محرک جو معاشرے کی ارتقاء کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس پر جمود وتعطل طاری کرتا ہے۔ جبکہ اسلام حق معیشت علی السویہ سب کو دیتا ہے۔ لیکن اختلاف مدارج کے ہوتے ہوئے احتکار وامتناز سے انکار کرتا ہے۔ یہ چند ظاہری تضادات جو احقر کا حاصل مطالعہ ہیں۔ اس پر اکابرین نے پرمغز کتابیں لکھی ہیں۔ ان کو مطالعہ کیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ

آن خدا نانے دھد جانے دھد............این خدا نانے دھد جانے برد (از مرتب محمد وہاب منگلوری)

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف لانه لو توقف علی قصده لما احتاج الی زیادة عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۱۱۳ جلد ۳ قبیل مطلب فی منکر الاجماع)

سوشلزم کے حامیوں سے معاشرتی مقاطعہ ضروری ہے

سوال: اگرایک شخص پیپلز پارٹی میں ہو۔اوراس کاعقیدہ یہ ہوکہ اسلام دین حق ہےاور قانون اسلامی سے بھی منکر نہ ہولیکن پارٹی کے وجہ سے بھٹو کے ساتھ ہو۔اور سوشلزم کو اچھا بھی نہیں مانتا ہو۔تو کیا یہ شخص کافر ہے یا مسلمان،اور ایسے شخص کیساتھ تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد رکاز الدین دیر.....۱۹۷۷ء/۹/۵

الجواب: واضح رہے۔کہ سوشلزم کا قرآن اور اسلام کے معاشی نظام سے متصادم نظام ہے پس اس کو موجب ترقی ماننے والا اور اسلام کو ناساز گار زمانہ ماننے والا کافر ہے۔﴿۱﴾ اور جس شخص کا یہ عقیدہ نہ ہو۔اور اس پارٹی میں داخل ہوتو یہ شخص اہل باطل کی معاونت اور اہل حق کی مخالفت کی وجہ سے منافق ہے کافر نہیں ہے اور اہل اسلام پر ضروری ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں سے معاشرتی بائیکاٹ کریں۔وھو الموفق

خط وکتابت کے ذریعہ مرزائیت کا ثبوت

سوال: زید کافی عرصہ ربوہ میں رہ کر مرزائیوں سے تعلقات قائم کئے ہوئے ہیں ملازمت بھی کی ہے اور مرزائیوں کے ساتھ خط وکتابت میں یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ مرزائی ہے مثلاً اس نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے خط میں یہ کہا ہے کہ اگر میں مرجاؤں تو میری قبر ربوہ میں ہوگی۔اور مرزائیوں کی طرف سے تصدیق بھی ہوچکی ہے۔کہ تمھارے بھائی کی رکنیت فارم موصول ہوچکی ہےاور خوشی کا اظہار کیا ہےاور ساتھ ہی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ کو احمدیت سے منور فرماویں اور وہ تاٴویل کرتا ہے کہ ان خطوط میں احمدیت سے مراد محمدیت ہےتو ان حالات اور تاٴویل کے پیش نظر کیا اس شخص کی احمدیت میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر عبدالجلیل کرم ایجنسی.....۲۰/جنوری ۱۹۷۵ء

﴿۱﴾قال العلامہ علی قاری و کذا لو قال هذا زمان الکفر لا زمان کسب الاسلام ای کفر ان اراد انه ینبغی فی هذا الزمان کسب الکفر لا کسب الاسلام . بخلاف ما اذ اراد ان هذا زمان غلبة اهل الکفر و الجهل و ضعف کسب الاسلام و العلم .

(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۱۸۱ فصل فی الکفر صریحاً و کنایة)

الجواب: اگر اس شخص نے توبہ نہ کی ہو تو اس کو احمدی اور مرزائی کہا جائیگا۔ البتہ توبہ اور برأت کے بعد اس کو مرزائی کہنا ناجائز اور حرام ہوگا۔ فقط

رفع عیسیٰ الی السماء کا منکر کافر ہے

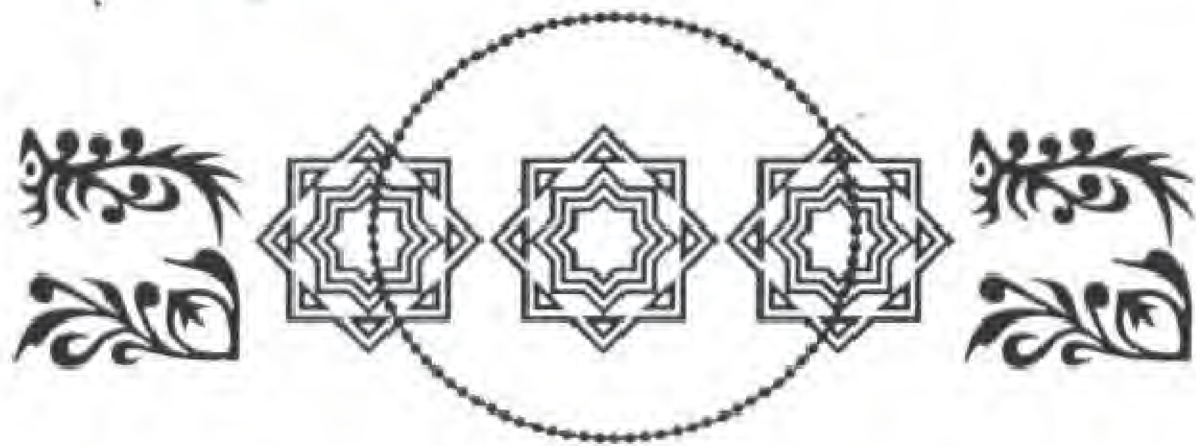
سوال: جو شخص یہ کہتا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اب دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے۔ اور بل رفعه الله کا یہ معنیٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بلند کئے ہیں تو ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟

المستفتی: عبدالحکیم راہی راولپنڈی...... ۱۵ ررمضان ۱۴۰۴ھ

الجواب: یہ شخص مرتد اور کافر ہے۔ اس کے پیچھے اقتداء باطل ہے۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

﴿ ۱ ﴾ قال العلامه ملاعلی قاری و خروج الدجال و یأجوج و ماجوج و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسیٰ علیه السلام من السماء کما قال الله تعالیٰ و انه ای عیسیٰ لعلم للساعة ای علامة القیامة و قال الله تعالیٰ و ان من اهل الکتب الا لیؤ منن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰ علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة .... حق کائن ای ثابت و امر قویم .

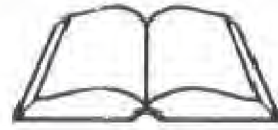
(شرح فقه الاکبر ص ۱۳۶ خروج الدجال و سائر اشراط الساعة حق)



اَلآ ان حزب اللّٰه

هم المفلحون ہ





کتاب الفرق

باب

فی الفرق الباطلہ





کتاب الفرق

باب فی الفرق الباطله

موجودہ دور کے عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جولائی ۱۹۷۹ء کو ایک عیسائی رسالہ ''کلام حق'' گجرانوالہ سے شائع ہوا تھا۔ کہ خداوند مسیح پر کلام کے نزول کا مسئلہ مسیحیوں کے ایمان میں شامل نہیں ہے۔ مسیحی ہرگز نہیں مانتے کہ آپ پر کوئی انجیل یا کلام نازل ہوا تھا۔ نیز یہ کہ مسیحیوں کا دعویٰ یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ خداوند مسیح پر انجیل ارامی، یونانی یا کسی زبان میں نازل ہوئی۔ ہے یہ سوال غلط ہے۔ وکلف اے سنگھ بحوالہ کلام حق جولائی ۱۹۷۹ء ص۱۲۔ سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ دور کے عیسائی اہل کتاب ہونگے یا نہیں؟

المستفتی: اسلامی مشن سنت نگر لاہور......یکم ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں بلکہ موجودہ زمانے کے اکثر عیسائی اہل کتاب نہیں ہیں کیونکہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والتسلیم کے زمانے میں ان کے جو غلط عقائد تھے یہ موجودہ عیسائی ان سے بھی منحرف ہیں اور اپنی طرف سے جب وہ کتاب کے سرے سے منکر ہیں تو اہل کتاب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فقط

ذکری فرقہ کی خودساختہ خانہ کعبہ کا انہدام ضروری ہے

سوال: غیر مسلم فرقہ ذکریوں نے توہین وانکار رسالت ختم الانبیاء علیہ السلام، انکار صلاۃ خمسہ کے علاوہ کوہ مراد پر ایک مصنوعی کعبہ اور حوض کوثر کا اختراع کیا ہے اس مصنوعی کعبہ کا گرانا حکومت پاکستان یا مسلمانوں پر فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ اگر چہ حکومت یہ کام نہیں کرتی۔ وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن دارالعلوم ٹنڈو الہ یار حیدرآباد سندھ......۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: مسلمانوں کی یہ پاکستانی حکومت یہ مستحسن اقدام نہیں کرتی ہے۔ اور اگر اہل اسلام ان کے

انہدام کا ارادہ کریں۔تو مسلمانوں کی حکومت مرتدین اور کفار کے ساتھ ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ اسلامی حکومت قائم کریں۔کہ کعبہ یمانیہ کی طرح اس کعبہ کو منہدم کرے اور یا انہدام کنندہ گان کی اعانت کرے۔

موجودہ دور کے شیعہ کافر ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس بارے میں کہ وہ کونسے عقائد ہیں۔جنکی وجہ سے شیعہ کی تکفیر کی جاتی ہے اور کیا جملہ شیعہ کافر ہیں یا جن کے عقائد کفریہ ہوں۔اور جو شیعہ تقیہ کے بنا پر عقائد کفریہ سے منکر ہوں۔ان کے ساتھ مجالست ومناکحت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مزمل حسین تحصیل وضلع خوشاب......۱۹۹۰ء/۱۲/۲

الجواب: چونکہ موجودہ دور کے شیعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءۃ سے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بداء اور قرآن پاک میں کمی بیشی اور امامت کی نبوت پر فضیلت کلاً یابعضاً کے قائل ہیں لہٰذا ان کے کافر ہونے میں شک نہیں ہے ﴿۱﴾ اور جو لوگ ضروریات دین سے منکر نہ ہوں تو کافر نہیں ہوتے۔ایسے شیعوں کیساتھ نکاح حرام ہے۔ واللہ اعلم۔

اہل تشیع کافر ہیں یا مسلمان؟اور شیعی عورت سے نکاح

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ قوم کافر ہیں یا مسلمان؟اور کیا سنی مسلمان کا شیعی عورت یا شیعی کا سنی عورت سے نکاح جائز ہے؟

المستفتی: جہاں دوران کرک کوہاٹ......۲۱رشوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: پاکستانی شیعہ اکثری طور سے کافر ہیں کیونکہ یہ ضروریات دین مثلاً نبوت محمد ﷺ،صحبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ،براءۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انکاری ہیں اور چونکہ یہ لوگ باوجود دعویٰ اسلام کے ان ضروریات سے منکر ہیں لہٰذا اس کفر کی وجہ سے ان سے مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے۔البتہ چونکہ یہ لوگ اہل کتاب سے اہون ہیں۔

﴿۱﴾ قال ابن عابدین نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشه رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ۔ (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب فی حکم سب الشیخین)

لہٰذا شیعہ عورت سے مسلمان کا نکاح ظاہراً جائز ہے۔ ﴿۱﴾ فليراجع الى رد المحتار ص ۳۹۸ جلد ۳ . فقط

شیعوں کا حکم اور بہتر (۷۲) فرقے

سوال: (۱) شیعوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۲) بہتر فرقوں سے کیا مراد ہے؟ بینوا وتوجروا۔

المستفتی: عبدالخالق امان کوٹ منگورہ سوات

الجواب: (۱) کفر کا دارومدار ضروریات دین سے انکار پر ہے۔ پس جو شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ یا پیغمبر مانتے ہوں یا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قاذف ہوں یا کسی امام کیلئے علم کلی ثابت کرتے ہوں۔ تو وہ کافر ہیں۔ ورنہ مبتدع اور فاسق ہیں۔ ﴿۲﴾ (۲) بہتر فرقوں کے متعلق واضح رہے کہ یہ فرقے مدعی اسلام لوگوں میں بنیں گے ﴿۳﴾ اور بنے ہیں اور یہ ظاہر یہ عدد مستقبل قریب میں مراد ہے اگرچہ مطلق بھی درست ہے کیونکہ یہ فرق باعتبار عقائد کے ہیں بعض دیگر بعض سے عقائد میں جدا نہیں ہیں۔ فافهم . وهو الموفق

فرقہ اثناعشریہ اور انکار ختم نبوت

سوال: شیعہ حضرات کا مشہور فرقہ جو ائمہ اثناعشریہ کو آنحضرت ﷺ کی طرح مأمور من اللہ، مفترض الطاعۃ اور معصوم مانتے ہیں اور اسے اپنا بنیادی عقیدہ سمجھتے ہیں اور اصول دین کہتے ہیں۔ تو کیا اس عقیدہ کی وجہ سے جعفری اثناعشریہ حضرات ختم نبوت کے منکر ہیں یا نہیں اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی المسوی شرح موطاء

﴿۱﴾ قال ابن عابدين على انهم ليسوا بادنى حالاً من اهل الكتٰب بل هم مقرون با شرف الكتب الخ
(ردالمحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فى المحركات مطلب مهم فى وطء السرارى اللاتى ......)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و بهذا ظهر ان الرافضى ان كان ممن يعتقد الالوهية فى على او ان جبريل غلط فى الوحى او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيدة الصديقه فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين با لضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل عليا او يسب الصحابه فانه مبتدع لا كافر الخ
(ردالمحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فى المحرمات مطلب مهم فى وطء السرارى اللاتى ......)

﴿۳﴾ عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ ليأتين على امتى كما اتى على بنى اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانيه لكان فى امتى من يصنع ذلك و ان بنى اسرائيل تفرقت على ثنتين و سبعين ملة و تفترق امتى على ثلث و سبعين ملة كلهم فى النار الا ملة واحدة قالوا من هى يا رسول الله ﷺ قال ماانا عليه و اصحابى رواه الترمذى و فى رواية احمد و ابى داؤد عن معاوية ثنتان و سبعون فى النار وواحدة فى الجنة وهى الجماعة و انه سيخرج فى امتى اقوام تتجارىٰ بهم تلك الا هواء كما يتجارىٰ الكلب لصاحبه لا يبقىٰ منه عرق ولا مفصل الا دخله .
(مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتب والسنة)

مطبوعہ دہلی جلد دوم ص ۱۱۰ بھی پیش نظر رہے " من قال ان النبی ﷺ خاتم النبوة ولکن معنی هذا الکلام انہ لا یجوز ان یسمی بعده احد بالنبی واما معنی النبوة وهو کون الانسان مبعوثا من اللہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب فیما یری فهو موجود فی الائمہ بعده فذالک هو الزندیق وقد اتفق جماهیر المتأخرین من الحنفیة والشافعیة علی قتل من یجری هذه المجری .

المستفتی: امیر زادہ خان سواتی جامعہ انوار القرآن آدم ٹاون نارتھ کراچی ...... ۱۸ مئی ۱۹۸۳ء

الجواب: یہ فرقہ اپنے کفر اور انکار ختم نبوت کو تاویلات بعیدہ سے چھپاتے ہیں یہ زنادقہ ہیں ۔ والزندیق هو هذا عند اهل التحقیق. کما فی ردالمحتار ص ۴۱۰ جلد ۳ .﴿۱﴾

کتاب" استخلاف یزید" کا مصنف شیعہ پرور ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے کتاب میں یہ باتیں لکھی ہوں (۱) رحمت خداوندی نے دستگیری کی ۔ امت صدیق اکبر کی بیعت پر متفق ہوگئی ۔ اگر بالفرض ان پر امت متفق نہ ہوتی ۔ اور بیعت خلافت کیلئے وہ تلوار اٹھاتے تو وہ بھی یقیناً ملوکیت ہوتی ۔ (استخلاف یزید ص ۵۳۴) (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں " اگر بالفرض ایسا ہوتا ۔ یعنی شیعان علی ان کی نافرمانیاں کرتے ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شان میں کوئی کمی نہ ہوتی ۔ اور قوم کی شقاوت اور بدنصیبی ہوتی ۔ کہ اس نے امام برحق خلیفہ راشد کے اطاعت سے سرتابی کی ہے ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ اگر قوم کی بدعنوانیوں سے تنگ آکر پکار اٹھتے ہیں کہ ربی انی لا املک الا نفسی و اخی تو بتایئے کہ ان کے نبوت میں کونسا فرق آیا . (استخلاف یزید ص ۵۲۹) (۳) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں " دوسری چیز جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کو خلافت کے بانچ سے ہٹادیا ہے وہ بیت المال ہے ...... حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ

﴿۱﴾ قال ابن عابدین الذندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری ...... واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبار هم فیہ ابطان الکفر والا عتراف بنبوة نبینا ﷺ علی مافی شرح المقاصد لکن القیدالثانی فی الزندیق الاسلامی بخلاف غیره الخ

(ردالمحتار ص ۳۲۴ جلد ۳ کتاب المرتد مطلب الفرق بین الزندیق والمنافق والدهری)

میں یعنی عہد حکومت میں بیت المال خلفائے راشدین کے طریقہ پر نہ تھا'' (حوالہ بالا ص ۲۳۴)
(۴) ''حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کے حکام میں اکل اموال اور قتل نفس کی ایسی ناگوار صورتیں بھی ہیں جنہیں عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ باطل اور ناحق قرار دیتے ہیں'' ص ۲۳۷۔ (۵) محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پورے ذخیرہ حدیث میں ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ ص ۱۱۸۔ کیا اس طرح کا شخص اہلسنۃ ہوسکتا ہے اور اہلسنت کے امامت کا حقدار ہے؟

المستفتی: مولانا عبدالسلام جامعہ اشاعۃ القرآن حضرو اٹک ...... ۲۳ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ مؤلف شیعہ پرور معلوم ہوتا ہے اس نے غیر مستند تاریخی روایات کی وجہ سے مسلمہ اصول عدالت صحابہ رضی اللہ عنہم ﴿۱﴾ کو نظر انداز کیا ہے اور مستند روایات حدیثیہ کو اتباع ہوئی کی وجہ سے خود ساختہ قرار دیا ہے پس ایسا نیم شیعہ یا شیعہ پرور شخص اہلسنۃ والجماعت کی امامت اور خطابت کا اہل نہیں ہے۔ وھو الموفق

شیعہ لوگوں کے اموال چوری کرنا

سوال: یہاں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اموال اہل تشیع بسرقۃ لینا جائز ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے یہ فتویٰ دارالعلوم حقانیہ سے لیا ہے لیکن ان کے ساتھ کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے اور شیعہ کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے درمیان ہم اور آپ لوگوں کے معاہدہ ہے برائے مہربانی مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: چونکہ شیعہ لوگ بعض اسلام میں داخل ہیں اور بعض اسلام سے خارج ہیں لیکن حربی نہیں ہیں لہٰذا ان کا مال لینا ناجائز ہے قال رسول اللہ ﷺ **لا یحل مال امرءٍ مسلم الا عن طیب قلبه** ﴿۲﴾ انتھی۔ اور ذمی اور مصالح اور مستأمن کے مال کو غصباً لینا غدر اور حرام ہے۔ بے شک اگر حربی محض ہوں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و سب احد من الصحابة وبغضه لا یکون کفراً لکن یضلل ...... و قال ابن ملک فی شرح المجمع و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق ...... وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة والتابعون الخ (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم سب الشیخین)
﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۲۵۵ جلد ۱ باب الغصب والعاریة)
﴿۳﴾ قال ابن عابدین والغصب فی دارالحرب سبب یفید الملک لانه استیلاء علی مال مباحٍ غیر معصومٍ فصار کالا دانة . (ردالمحتار ص ۲۷۱ جلد ۳ باب المستأمن)

ایک شیعی کے چند سوالات کے جوابات

سوال: میرے ایک شیعی دوست نے مجھ سے چند سوالات کئے ہیں اس کے جوابات اگر دیئے جائیں۔ تو مطمئن ہونیکے ساتھ ساتھ مشکور رہونگا۔ سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے دوسرے صاحبان اپنے آپ کو کس طرح خلیفہ قرار پائے؟

(۲) مشاورت میں علی رضی اللہ عنہ کے مقابل کس طرح دوسرے صاحبان اپنے آپ کو علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے خلافت کے اہل سمجھتے تھے؟ (۳) غدیر خم کے خطبہ میں رسالتمآب ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شان میں یہ فرمایا۔ کہ علی رضی اللہ عنہ کو مجھ سے ایسی محبت ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں" اس کے باوجود علی رضی اللہ عنہ دوسروں کے ہم پلہ قرار دیئے جارہے ہیں۔ (۴) علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ادنیٰ روایات کو کیوں لیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے طریقہ عبادت ہر دو فرقوں میں مختلف ہے یہاں جب میں نے ادنیٰ واعلیٰ کی تشریح چاہی تو ہمارے دوست نے کہا۔ کہ حدیث کے معاملے میں غلام پر کیوں اعتماد کیا جائے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد وغیرہ سے کیوں نہ پوچھا جائے؟

المستفتی: نصیر احمد صدیقی جدہ سعودی عرب...... ۱۹۸۵ء/۶/۳۰

الجواب: (۱) (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جن کا اعتماد ہو۔ وہ یہ سوال غلط اور بے فائدہ قرار دیتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ انتخاب لڑنے کیلئے کھڑے تھے۔ اور نہ کسی اکثریت نے ان کو نامزد کیا تھا۔

(۳) غدیر خم کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ رواہ احمد۔ ﴿۱﴾ اور لفظ "مولی" کے متعدد معانی ہیں و منھا المحبوب و ھو المراد ھھنا دون الامامۃ والا لاشار الانصار الی امامتہ دون کون الامام منھم ولصار علی امیراً فی حیاتہ لعدم التقیید بما بعد الموت ولما امر رسول اللہ ﷺ با لکتاب حیث قال رسول اللہ ﷺ فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا ویأبی اللہ والمومنون الا ابا بکر (رواہ مسلم) ﴿۲﴾ وحدیث الاترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی ﴿۳﴾ معناہ التسلیہ عند التخلف من تبوک.

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۶۳ جلد ۲ باب مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)
﴿۲﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۵۵ جلد ۲ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)
﴿۳﴾ مشکواۃ المصابیح ص ۵۶۳ جلد ۲ باب مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

(۴) دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلیل کو ادنیٰ قرار دینا ﴿۱﴾ جہالت اور الحاد ہے۔

نوٹ: ان سوالات کے متعلق اردو اور عربی میں بہت سے تالیفات موجود ہیں ان کو اہل تشیع سے مناظرے کرنے والوں سے طلب کریں۔

فرقہ آغا خانیہ بلاشک وشبہ کافر اور خارج از اسلام ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ آغا خانی فرقہ آغا خان فاؤنڈیشن تنظیم کے نام سے تعمیر کے نام پر مختلف مقامات میں کثیر رقوم خرچ کر رہی ہے جس کی وجہ سے ضعیف مسلمانوں کے عقائد خراب اور آغا خانیت سے متاثر ہو رہے ہیں تو کیا مسلمانوں کیلئے اس میں شمولیت، ملازمت اور مالی فوائد حاصل کرنا جائز ہیں اس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کے خلاف سیاسی ومذہبی برتری حاصل کرنا اور آغا خانیت کی پرچار کرنا ہے تفصیلی جواب سے نوازا جائے؟

المستفتی: قاری سعید الرحمٰن گلگت......۱۹ / اکتوبر ۱۹۸۳ء

الجواب: فرقہ آغا خانیہ ضروریات دین سے انکار کی وجہ سے بلاشک وشبہ کافر اور خارج از اسلام ہیں ﴿۲﴾ ان سے موالات (دوستانہ تعلقات) حرام منصوصی ہے۔ لقولہ تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیٔ الا ان تتقوا منهم تقاة. الآیہ ﴿۳﴾ یہ فرقے اقلیت ہونے کی وجہ سے اور مذہبی دلائل سے محروم ہونے کی وجہ سے نہ سیاسی تحریک کی ہمت رکھتے تھے۔ اور نہ اپنی کفریات کی دعوت دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں یہ فرقے اپنی کثرت زر کو دیکھ کر تنظیموں کے داموں میں بے علم اور کم علم لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں اور اسی مکر وفریب سے سیاسی عروج اور دعوت میں کامیابی کا ارادہ رکھتے ہیں پس اسی بنا پر ان کے تنظیموں میں کوئی حصہ لینا اسلام دشمنی اور مداہنت ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ (عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی، فاوحی الی یامحمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئی مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی قال وقال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم. رواه رزین. (مشکوٰة المصابیح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجیم والکفر شرعاً تکذیب محمد صلی اللہ علیه وسلم فی شئی مما یثبت عنه ادعاؤه ضرورة. (البحر الرائق ص ۱۱۹، ج ۵، باب احکام المرتدین)

﴿۳﴾ (پ: ۳ سوره آل عمران ع: ۱۱ آیت: ۲۸)

﴿۴﴾ قال اللہ تعالی یا ایها الذین آمنو لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاء کم من الحق. الایه (پ: ۲۸ سورة الممتحنة ع: ۱ آیت: ۱)

فرقہ اسماعیلیہ آغاخانیہ کے کفریات

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک فرقہ ہے جسے اسماعیلیہ کہا جاتا ہے جو کہ پرنس کریم آغا خان کے متبعین ہیں یہ لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں باوجود اس کے کہ ان کے عقائد مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اہل سنت کی مخالفت کرتے ہوئے مسجد کی جگہ (جماعت خانہ) کے نام پر معبد بنائے رکھے ہیں جہاں اپنی وضع کردہ مخصوص عبادات کرتے ہیں۔

(۲) عام مسلمانوں کی طرح نماز نہیں پڑھتے اور جو بھی پڑھتے ہیں وہ صبح وعصر ومغرب تک محدود رہتی ہیں۔

(۳) ابھی تک ان میں سے کسی ایک کا بھی حج بیت اللہ کرنا ثابت نہیں۔

(۴) زکواۃ اسلامی اصولوں کے مطابق ادا نہیں کرتے بلکہ ہر مہینہ امیر وغریب سے زکاتی کے نام چندہ جمع کر کے کسی خاص وقت پر بمبئی جو کہ آغا خان کا آبائی شہر ہے بھیجتے ہیں۔

(۵) روزہ کے پابند نہیں یعنی نہیں رکھتے، براہ کرم ان سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

المستفتی: (مولانا) عبید اللہ چترالی (شہید) متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۸/۶/۱۹۷۲ء

الجواب: فرقہ آغاخانیہ میں بہت سے کفریات موجود ہیں مثلاً آغا خان کی تصویر کی پرستش کرنا اور آغا خان میں خدائی کا حلول ماننا وغیرہ جو کہ مستفتی نے ذکر نہیں کئے ہیں لہٰذا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ﴿۱﴾ مزید وضاحت کیلئے بوادر النوادر ص ۳۷ تا ۱۴۱ ج جلد ۲ کا مطالعہ کیا جائے۔ فقط

﴿۱﴾ قال الحصکفی و ینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینه و بین المسلم فی کل شئی و علیه فیمنع من القعود حال قیام المسلم عنده بحرویحرم تعظیمه و تکره مصافحته و لا یبدأ بسلام الا لحاجة و لا یزاد فی الجواب علی و علیک و یضیق علیه فی المرور و یجعل علی داره علامة وقال ابن عابدین و ان تعظیماً له فإن کان یمیل قلبه الی الاسلام فلا بأس به.

(الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۰۰ جلد ۳ مطلب فی تمیز اهل الذمة فی الملبس)

آغاخان فاؤنڈیشن سے مالی تعاون لینا حرام ہے

سوال : کیافرماتے ہیں علماءدین کہ ہمارے علاقہ چترال میں اسماعیلیہ لوگ رہتے ہیں جونماز،روزہ،زکواۃ اورحج کے منکر ہیں آغاخان کوپیش نما سمجھتے ہیں آج کل انہوں نے ایک فاؤنڈیشن قائم کررکھا ہے جوپلوں،سڑکوں ،راستوں اورپانی ٹیوب ویل وغیرہ کی تعمیرکرتے ہیں کیاان سے یہ رقم لیناجائز ہے؟

المستفتی: قاضی عبدالرؤف،مولاناعبدالحلیم وغیرہ باشندگان چترال......۱۸/۲/۱۹۸۶ء

الجواب : واضح رہے کہ آغاخانیوں وغیرہ سے یہ تعاؤن حاصل کرناحرام ہے یہ عوام کے تاثر،مداھنت اورطرفداری کاکامیاب حربہ ہے۔﴿۱﴾

لاہوری جماعت کفرواسلام کے درمیان معلق نہیں کافرہیں

سوال : کیافرماتے ہیں علماءدین دریں مسئلہ کہ جس شخص کایہ عقیدہ ہوکہ مرزائیوں کی لاہوری جماعت کفرواسلام کے درمیان معلق ہے یہ نہ ایک مدعی نبوت سے بالکل برأت ہی ظاہرکرتی ہے کہ اس کے افرادکومسلمان قراردیاجاسکے۔نہ اس کی نبوت کاصاف اقرارہی کرتے ہیں کہ اس کی تکفیرکی جاسکے ایسے شخص کے متعلق شریعت کی رو سے کیافیصلہ ہے؟

المستفتی:عبدالکریم پتافی ڈیرہ اسماعیل خان......۲/رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب: چونکہ تمام لاہوری جماعت کاعقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجارکابیٹاہےاوربغیرباپ کے پیدانہیں ہواہے(صرح به محمد علی لاهوری فی تفسیر بیان القرآن ص ۳۱۳ جلد ۱) یہ ایک متواتر،قطعی الثبوت اورقطعی الدلالۃ حقیقت﴿۲﴾ سے انکارہے جوکہ بلاشک وشبہ کفرہے﴿۳﴾ فی الدر المختار ص ۶۸۴ جلد ۳ المراد بالتکذیب عدم التصدیق الذی مر انتهی پس ان کوکفراوراسلام

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من الله فی شئی الا ان تتقوا منهم تقاه . الایة

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ قالت ربی انی یکون لی ولد و لم یمسسنی بشر • قال کذلک الله یخلق ما یشاء .الایه
(پ : ۳ سورة ال عمران : ع : ۱۳ آیت : ۴۷)

﴿۳﴾ قال الحصکفی (الکفر) شرعاً تکذیبه ﷺ فی شئی مما جاء به من الدین ضرورة قال ابن عابدین قوله تکذیبه ﷺ الخ المراد بالتکذیب عدم التصدیق الذی مر ای عدم الاذعان والقبول لما علم مجیٔه به ﷺ ضرورة ای علماً ضروریا لا یتوقف علی نظر و استدلال . (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۱۱ جلد ۳ باب المرتد مطلب فی منکر الاجماع)

کے درمیان معلق سمجھنا بلاشک وشبہ اعتزال ہے بلکہ اس شخص پر خوف کفر موجود ہے کیونکہ ضروریات دین سے منکر کا کفر امر اجماعی ہے اور یہ شخص اور جماعت اس سے منکر کو کافر نہیں سمجھتا ہے اور اجماع سے مخالفت کرتا ہے ولنعم ماقال العلامة الخيالي ان التأويل فى ماثبت بالضرورة لا يدفع الكفرا و كما قال فليراجع اور جن اکابر نے لاہوری جماعت کو کافر نہیں کہا ہے اور ان کو کافر نہ کہنے والے کو مسلمان کہا ہے تو شاید اس وقت ان کو لاہوری جماعت کے متعلق یہ تحقیق نہ پہنچی تھی۔ کہ یہ جماعت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ پر قائل ہیں ورنہ یہ اکابر ضرور اس حکم سے رجوع کرتے۔ فقط

فقیہ النفس مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

مرزا قادیانی کو کافر انہ عقائد کے باوجود کافر نہ سمجھنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بوجہ دعویٰ نبوت حقیقی وغیرہ پوری ملت اسلامیہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے اگر کوئی شخص یا جماعت غلام احمد قادیانی کو کافر نہ سمجھے بلکہ مسیح موعود، مہدی معہود، مامور من اللہ، ملہم، مجدد، محدث، امام زمان، ظل بروزی طور پر جزوی نبی مانتا ہو اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا قائل نہ ہو بلکہ وفات مسیح کا قائل ہو جیسا کہ لاہوری پارٹی کا عقیدہ ہے تو اس شخص یا جماعت کا کیا حکم ہے، اگر مندرجہ بالا عقائد کے بنا پر اگر وہ شخص یا جماعت کافر اور خارج از اسلام ہے۔ تو اگر کوئی شخص یا جماعت مندرجہ بالا عقائد رکھنے والے شخص یا جماعت کو کافر نہ سمجھے، تو اسی بنا پر کافر کو کافر نہ کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: پیر مبارک شاہ ناظم جمعیۃ العلماء اسلام مردان...... ۱۹۶۹ء/۹/۷

الجواب: کافر کو مجدد ماننا اور اس کے کفریات کو تجدید دین ماننا بلاشک وشبہ کفر ہے۔ لہٰذا لاہوری پارٹی کے کافر ہونے میں کسی مسلمان کو تردد نہ کرنا چاہیئے۔ لاہوری پارٹی حیات عیسیٰ علیہ السلام سے منکر ہیں۔ اور تمام معجزات میں تحریفات کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا مانتے ہیں۔

ملاحظہ ہو بیان القران مصنفہ محمد علی لاہوری۔ [۱] تو باوجود اس کے جو شخص یا جماعت ان کو کافر نہ مانیں تو

[۱] (تفسیر بیان القران لمحمد علی لاهوری ص ۳۱۳ جلد ۱)

وہ اسلام سے خارج ہیں۔ ﴿۱﴾ اس کے پیچھے اقتداء کرنا، اس کے ساتھ نکاح کرنا، اس پر جنازہ پڑھنا غیر مشروع ہیں۔ والدلیل علی مامر انہم انکروا مما ثبت بالضرورۃ وبالاجماع و ھو کفر و عدم تکفیر الکافر یستلزم استحسان کفرہ لزوماً بیناً وھوا یضاً کفر . فقط

مرزا قادیانی کے ساتھ ''علیہ اللعنت'' کہنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ''بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت بھیجنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں جن کا نام لیکر اللہ جل شانہ اور رسول اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونیکی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں۔ اس عبارت کے پیش نظر مرزا قادیانی کو کافر وملعون وعلیہ اللعنت کہنا جائز ہے؟

المستفتی: شاہ گئی نہاک درہ ضلع دیر.....۲۳ر جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ کیلئے دور ہونا ہوتا ہے جس کا لازمی معنی خلود فی النار ہے اور اس سزا کا مستحق وہ شخص ہوتا ہے جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اور ہم ماسوائے ان اشخاص کے جن کے متعلق اللہ اور رسول ﷺ نے کافر ہونے کی خبر دی ہو جیسے ابلیس فرعون ابولہب وغیرہ اور کسی کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے ﴿۲﴾ کہ ان کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے یا نہیں مختصر یہ کہ ہم منصوص کفار کے متعلق یہ فیصلہ کر سکتے ہیں جو کہ عنداللہ کافر ہیں اور اصولی کافر کے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے جو کہ عندالشرع کافر ہیں بسا اوقات ایک شخص عندالشرع کافر ہوتا ہے لیکن عنداللہ وہ تائب ہو کر مرا ہوتا ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ملعون عندالشرع اور کافر عندالشرع کا اعتقاد رکھیں گے لیکن کافر اور ملعون عنداللہ کا فیصلہ نہ کرینگے۔

﴿۱﴾ قال العلامہ ابن البزاز الکردری ان شاتمہ کافر و حکمہ القتل و من شک فی عذابہ و کفرہ کفر قال اللہ تعالیٰ فیہ ملعو نین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا سنۃ اللہ . الایہ.
(الفتاویٰ البزازیہ ص ۳۲۲ جلد ۲ موضوع علی ہامش الہندیہ الثانی فیما یکون کفراً من المسلم)

﴿۲﴾ قال ابن البزاز الکردری اللعن علی الشخص وان کان فاسقا لا یجوز بخلاف اللعن علی الجنس کقولہ تعالیٰ ان لعنۃ اللہ علی الظالمین و قولہ علیہ السلام لعن اللہ فی الخمر عشرۃ الخ
(فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ص ۳۴۴ جلد ۲ الحادی عشر فیما یکون خطاء)

مرزائی لوگ اہل کتاب نہیں مرتد ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماءدین کہ مرزائی اہل کتاب کہلا سکتے ہیں اور مرزائی عورت ایک عیسائی عورت کی سی حیثیت رکھتی ہیں؟ پھر جب کہ ایک مرزائی عورت گونگی ہے۔اوراس صورت میں وہ مذہبی عقائد کو سمجھ بھی نہیں سکتی۔اس صورت میں نکاح ہوسکتا ہے؟ المستفتی: نامعلوم......۲۲/۸/۱۹۹۸ء

الجواب: مرزائی لوگ مرتد ہیں، نہ اہل کتاب ہیں اور نہ اہل اسلام ہیں مرتد کے ساتھ نکاح درست نہیں ہےخواہ مرد ہو یا عورت۔ ﴿۱﴾ اور گونگی سے بذریعہ اشارات کے معلومات ہوسکتی ہیں اور اگر اشارات سے معلومات نہ ہوسکتی ہوں۔تو اس کو مرزائی کہنا غلط ہے۔صرف نسب کی وجہ سے مذہب متعین نہیں ہوسکتا ہے۔
والمسئلة من الواضحات فلا حاجة الى نقل العبارات . وهو الموفق

غلط فہمی کی وجہ سے قادیانی کو مسلمان کہنے والے کا حکم

سوال: ایک شخص اگر غلط فہمی کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو اعلیٰ مسلمان کہا کرے۔اور کہہ دے کہ اس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ من صلیٰ صلواتنا و استقبل قبلتنا الخ پھر اس سے سوشل وسماجی بائیکاٹ کیا گیا اور عقیدہ بالا سے رجوع کرلیا تو کیا یہ تجدید نکاح کرے گا یانہ؟ اور یہ اعلان کرے گا یانہ؟
المستفتی: قاری یوسف ڈھانال سنگھ شیخوپورہ

الجواب: چونکہ یہ شخص غلط فہمی کی وجہ سے مرزا کو مسلمان قرار دینے والا تھا لہٰذا اس پر تجدید نکاح ضروری نہیں ہے اگر چہ بہتر اور احوط ہے۔ ﴿۲﴾ البتہ اگر اس نے اس عقیدہ کا اظہار علی الاعلان کیا ہو۔تو براءت بھی علی الاعلان کرے گا. ان سر فسراً وان جهر فجهراً . وهوالموفق

مرزائیوں سے تعلقات رکھنا ممنوع ہیں

﴿۱﴾قال العلامه ابن نجيم ولا ينكح مرتد او مرتدة احداً...... ولامر تده لا يتزوج المرتدة مسلم ولا كافر ولا مرتد . (بحرالرائق ص ۲۰۹ جلد ۳باب نكاح الكافر)
﴿۲﴾ قال العلامه ابن البزاز الكردرى وما كان فى كونه كفراً اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح والتوبة احتياطا وما كان خطاء لايؤ مر الا بالا ستغفار والرجوع عنه .
(فتاویٰ بزازيه ص ۳۲۲ جلد ۲ موضوع على هامش الهنديه مقدمه فيما يكون كفراً من المسلم و مالا)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ فرقہ مرزائیت کا کفر وارتداد عقلاً ونقلاً نیمروز کی طرح روشن اور واضح ہو چکا ہے تو اس صورت میں اہل اسلام کے فرقے مرزائیت کے ساتھ حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے کس حد تک ان کے ساتھ معاملات و برتاؤ کر سکتے ہیں مرزائیوں کی دعوتیں ان کے ساتھ کھانا پینا، کاروبار، لین دین حتیٰ کہ ان کیساتھ نشست و برخاست وغیرہ مسائل پر روشنی ڈال کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبدالعزیز علوی ملتان ۱۹۷۸ء/۷/۲۲

الجواب: چونکہ مرزائی لوگ صاحب منعہ ہیں پاکستان کی فوج اور پولیس ان کی مدافعت کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں لہٰذا ان لوگوں پر مستأمن یا ذمی کے احکام جاری ہونگے یعنی ان سے نکاح اور مدارات کے متعلق اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا اگرچہ بذات خود ممنوع نہیں ہیں لیکن عوارض خارجہ کی وجہ سے ممنوع ہیں۔﴿۱﴾ یہ لوگ اہل اسلام کے اکھاڑنے کے مواقع کو تلاش کر رہے ہیں۔ و هو الموفق

مرزائیوں کے قادیانی اور لاہوری دونوں گروپ کافر ہیں

سوال: (۱) ایک شخص مرزائیوں کو کافر نہیں کہتا۔ اس کی یا اس کی ہمنواؤں کی حمایت یا انکی اقتداء میں نماز کا کیا حکم ہے؟ (۲) ایک شخص مرزائیوں کے قادیانی گروہ کو کافر کہتا ہے مگر لاہوری گروہ کو کافر نہیں کہتا۔ اسکی اقتداء میں نماز کا کیا حکم ہے۔ اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد حمزہ پرنس گارڈن کراچی نمبر۱

الجواب: (۱) اس شخص پر کفر کا شدید خطرہ ہے﴿۲﴾ اس کے پیچھے اقتداء نہ کرنا ضروری ہے (۲) اس پر بھی کفر کا شدید خطرہ ہے ایسا سیاسی اتحاد کرنا جس میں مرزائیوں کو اکثریت میں داخل کرنے کا حیلہ موجود ہو الحاد اور زندقہ ہے۔﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ قال الحصكفي و ينبغي ان يلازم الصغار فيما يكون بينه وبين المسلم في كل شئي و عليه فيمنع من القعود حال قيام المسلم عنده بحر و يحرم تعظيمه و تكره مصافحته ولا يبدأ بسلام الا لحاجة ولا يزاد في الجواب علي و عليك و يضيق عليه في المرور و يجعل على داره علامة وقال ابن عابدين وان تعظيما له فان كان ليميل قلبه الى الاسلام فلابأس به . (الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۳۰۰ جلد ۳ مطلب في تميز اهل الذمة في الملبس)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن البزاز الكردري الجاهل اذا تكلم بكلمة ولم يدرك انها كفر قال بعضهم يكفر و قيل لا الىٰ ان قال الارتداد لانه معنى يتفرد المرتد ... ان شاتمه كافر و حكمه القتل ومن شك في عذابه و كفره كفر قال الله تعالىٰ فيه ملعونين اينما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتيلا سنة الله . الاية (فتاوىٰ بزازيه على هامش الهنديه ص ۳۲۱ ، ۳۲۲ جلد ۲ فيما يكون كفرا من المسلم وما لايكون) .

﴿۳﴾ (يدل عليه ما في رد المحتار ص ۳۲۴ مطلب في الفرق بين الزنديق و المنافق والدهري و الملحد)

مرزاغلام احمد قادیانی کافر ہے

سوال: مسٹر غلام احمد قادیانی کافر ہے یا نہ۔ نیز اگر کافر ہے تو کس بنا پر۔ اگر کوئی اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد یا مسلمان مانے۔ تو وہ کافر ہے یا نہ؟ مرزا کو کافر نہ ماننے والے کی جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ عام مسلمانوں کے مقبرہ میں ایسے شخص کا دفن کرنا جائز ہے یا نہ؟ اور تعزیت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ملک نعمت اللہ خان سکنہ کرکلہ بنوں......۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب: مرزا غلام احمد آنجہانی دعویٰ نبوت وغیرہ کی وجہ سے کافر ہے مرزا غلام احمد کے مکتوبات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اس نے بہت سے ضروریات دین سے انکار اور دین میں تحریف کی ہے۔ لہٰذا اس کو مسلمان یا مجدد اعتقاد کرنا (باوجود اس کے کفریات پر عمل کے) کفر ہے۔ ﴿۱﴾ اور اس پر جنازہ نہ پڑھنا ضروری ہے۔ ﴿۲﴾ اور اس کے مسلمان رشتہ دار کے پاس تعزیت کیلئے جانا جائز ہے ﴿۳﴾ اور اس کو مقابر مسلمین میں دفن نہ کرنا ضروری ہے ﴿۴﴾ یدل علیه ما فی الهندیة ص ۱۶۷ جلد ۱ و فی تعزیة الکافر با لمسلم احسن الله عزاک و غفر لمیتک و فی تعزیة الکافر بالکافر اخلف الله علیک و فی شرح الکبیر ص ۵۰۲ مات للمسم قریب کافر لیس له ولی من الکفار یغسله غسل الثوب النجس و یلفه فی خرقة ویحفر له حفر ة و یلقیه فیها من غیر مراعاة السنة ...... هذا کله اذا لم یکن کفره بالا ارتداد اما لو کان مرتداً یلقیه فی حفرة کا لکلب دفعاً لا ذی جیفته عن الناس من غیر غسل ولا تکفین ولا یدفعه الی اهل الدین الذی انتقل الیه . ﴿۵﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قوله و تمامه فی الدرر حیث قال نقلاً عن البزازیه وقال ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون ان شاتمه کافر و حکمه القتل ومن شک فی عذابه و کفره کفر ...... المراد بها ما قبل التوبة . (ردالمحتار ص ۳۱۷ جلد ۳ مطلب فی حکم ساب الانبیاء)

﴿۲﴾ فی الهندیه الصلوة علی الجنازة ...... و شرطها اسلام المیت و طهارته. (هندیه ص ۱۶۲ جلد ۱ الفصل الخامس فی الصلوة علی المیت)

﴿۳﴾ (هندیه ص ۱۶۷ جلد ۱ قبیل الفصل السابع فی الشهید)

﴿۴﴾ ویکره ان یدخل الکافر فی قبر قرابته المسلم لیدفنه بحرالرائق ص ۱۹۱ جلد ۲ فصل السلطان احق بصلاته)

﴿۵﴾ (غنیة المستملی ص ۵۵۵ مسائل متفرقه)

قادیانی پر لعنت بھیجنا

سوال: کسی مجلس میں مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟

المستفتی: فقیر محمد خان ...... یو، کے لندن

الجواب: چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی عند اہل الشرع یعنی قانونی اور اصولی کافر ہے منصوصی کافر نہیں۔ لہٰذا منصوصی کفار جیسا لعنت اس پر نہ کہا جائیگا۔ البتہ بطور تکفیر اور تذلیل لعنت بھیجنا منع نہ ہوگا۔ ﴿۱﴾ فقط

قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کے بارے میں ماہنامہ الحق کا سوالنامہ

سوال نامہ: (۱) آئینی فیصلہ کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

(۲) کیا اس فیصلہ کے بعد ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے؟

(۳) ملک و بیرون ملک قادیانی فتنہ کے سیاسی اور دینی اثرات کیا ہیں؟

(۴) ایسے مہلک اثرات کے تعاقب کا طریقہ کار اور لائحہ عمل کیا ہوسکتا ہے؟

المستفتی: .... ایڈیٹر ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

الجواب: (۱) قومی اسمبلی کے قادیانی فیصلہ سے ان کا خارج از اسلام ہونا تمام عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ پر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا اس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور مجبوراً وہ اب اپنے ارادوں میں

﴿۱﴾ قال العلامہ محمد عبدالعزیز الفرھاری ان اللعن ثلثة اقسام احدھا اللعن با لوصف العام الوارد فی الشرع نحو لعن الله الكفار و اليهود و هذا جائز حتى انه قد صح في بعض الصغائر كقوله عليه الصلوٰة والسلام لعن الله الواشمات والمستوشمات ...... ثانيها اللعن على الشخص المعين الذى صح موته على الكفر باخبار الشارع كفرعون و ابى جهل و ابليس و هو جائز ثالثها على شخص لم يعلم موته على الكفر و هو لا يجوز سواء كان حيا او ميتا و كان بحسب الظاهر مؤمنا او كافر الجواز ان يوفق الله سبحانه الكافر للاسلام الخ

(النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۳۲ اللعن على يزيد خلاف التحقيق)

ترمیم کریں گے، اس فیصلہ سے ان کی تبلیغ واشاعت اور عوام کو پھسلانے کے ہتھکنڈے کافی حد تک بیکار اور ختم ہو جائیں گے۔

(۲) یہ مسئلہ اگرچہ کاغذی طور پر تو حل ہو گیا ہے لیکن عملی طور پر ابھی تک حل طلب ہے۔ کیونکہ قادیانیوں نے ابھی تک اسے تسلیم نہیں کیا۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکومت سے اس فیصلے کو عملاً نافذ کرائیں ورنہ دنیا اور آخرت میں انتقام کے خطرات درپیش ہیں۔

(۳) (۴) قادیانیوں کے اثرات ختم کرنے کیلئے مناسب یہ ہے کہ اس فیصلہ کی ہر زبان اور ہر حکومت میں اشاعت کی جائے، اور ہر مسلمان حکومت ان کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے اور اسلامی ممالک کے مشترکہ وفود غیر مسلم حکومتوں کو خبردار کریں اور انہیں مسلمانوں سے جداگانہ حقوق دینے کا مطالبہ کریں۔ وھو الموفق

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم او صیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعة وان کان عبداً حبشیاً فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیرا فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا و عضوا علیھا با لنواجذ و ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة ۔ ❁ الحدیث ❁


باب
فی الفرق الاسلامیہ

باب فی الفرق الاسلامیه

حزب اللہ پارٹی کے دونوں بھائی ملحد ہیں

سوال: ایک شخص ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اپنے کتاب ''توحید خالص'' پہلی قسط میں لکھتے ہیں۔ ''پھر یہ حلول کا عقیدہ ابن سبا کے ماننے والوں نصریہ کیسانیہ قرامطہ اور باطنیہ سے ہوتا ہوا صوفیا کے اندر داخل ہوگیا۔ اور یہاں پہنچ کر وہ اصلی برگ لایا الخ ص۳۴۔ اور اس کتاب کے ص۸۵ پر لکھا ہے۔ کہ دوسری صدی سے لیکر چودھویں صدی تک صوفیاء کرام نے لکھ کر کہا ہے۔ کہ'' یہ سارے حضرات جن کا ذکر کیا گیا۔ دین الحاد کے علمبردار تھے۔ اور آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے۔ وہ انہی حضرات کا ایجاد کردہ دین ہے۔'' پھر ص۱۱۲ پر لکھتا ہے۔ کہ'' آج تک کوئی صوفی ایسا نہیں گزرا۔ جو الحادی نہ ہو۔'' تو اسطرح باتیں لکھنے اور کہنے والے کا کیا حکم ہے۔ اور ان کی پارٹی حزب اللہ میں شمولیت وغیرہ کیسی ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالمقدس جلبئی صوابی ...۵ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ

الجواب: حزب اللہ پارٹی کے دونوں سربراہ ڈاکٹر عثمانی اور پروفیسر کمال ملحد ہیں۔ ﴿۱﴾ عوام اور نیم علم لوگوں کو علماء راسخین سے بدظن کرنا ان لوگوں کا شیوہ ہے۔ نیز دینی مرکز پر حملے بھی کر رہے ہیں۔ ان کے اس رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کمیونسٹوں اور دہریوں کے ایجنٹ ہیں۔ تمام اہل اسلام پر ضروری ہے۔ کہ ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کی جو تشریحات کی ہیں۔ اس کو ان ملحدین کی تشریح کی وجہ سے متروک نہ کریں ﴿۲﴾ ولا حول ولا قوة الا با لله .

﴿۱﴾ قال ابن عابدين والملحد و هو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر من الحد فى الدين حاد و عدل الخ (رد المحتار ص ۳۲۴ جلد ۳ مطلب الفرق بين الزنديق و المنافق والدهرى و الملحد)

﴿۲﴾ عن عمران بن حصين قال قال رسول الله ﷺ خير امتى قرنى ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم ان بعدهم قوما يشهدون ولا يستشهدون و يخونون ولا يؤتمنون و ينذرون ولا يفون و يظهر فيهم السمن و فى رواية و يحلفون ولا يستحلفون متفق عليه و فى رواية لمسلم عن ابى هريرة ثم يخلف قوم يحبون السمانة . (مشكواة المصابيح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة الفصل الاول)

حزب اللہ ایک گمراہ پارٹی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آجکل ایک خاص گروہ حزب اللہ نامی علماء دیوبند اور بڑے بڑے اکابر علماء کو کافر اور مشرک کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ان لوگوں کے متعلق آپ صاحبان کا کیا خیال ہے ؟

المستفتی: دین محمد نیو سلطان روڈ آدم جی نگر کراچی...... ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

الجواب: حزب اللہ پارٹی ایک گمراہ پارٹی ہے۔ ﴿۱﴾ یہ لوگ چاہتے ہیں۔کہ خیر القرون ﴿۲﴾ کے ائمہ اربعہ نے وحی کی جو تشریح کی ہے۔اس کو چھوڑ کر شر القرون کے ایک ڈاکٹر اور پروفیسر کی تشریح کو اپنائیں۔جبکہ یہ بے دینی اور بد دینی ہے۔فقط

اس دور کے اہل حدیث اہل بخاری ہیں اہل حدیث نہیں

سوال: ہمارے علاقہ بالاکوٹ میں جماعت اہل حدیث والوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔اب اختلافی چیزیں سامنے آ گئی ہیں۔مثلاً رفع الیدین امین بالجھر فاتحہ خلف الامام وغیرہ۔اہل حدیث لوگ بخاری شریف اور مسلم شریف کے احادیث اور حوالے دیتے ہیں۔جبکہ ہمارے مقامی علماء کوئی حدیث پیش کرنے کے پوزیشن میں نہیں ہیں۔لھذا آپ صاحبان احادیث اور کتابوں کے حوالے لکھ کر روانہ کریں۔تاکہ انکا جواب ہو سکے۔

المستفتی: عبد الغفور کاغان روڈ بالاکوٹ...... ۹/۸/۱۹۷۸ء

الجواب: محترم المقام۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد واضح رہے۔کہ رفع الیدین وغیرہ مسائل فیصلہ شدہ مسائل ہیں۔آپ علم دین حاصل کر کے ان مخالفین کو رام کریں۔یا کسی مناظر کو پنڈی یا گوجرانوالہ سے بلا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و قال ابن ملک فی شرح المجمع و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة والتابعون لان هذه الاشیاء تدل علی قصور عقله و قلة مروأته ومن لم یمتنع عن مثلها الخ (رد المختار ص ۳۲۱ جلد ۲ مطلب مهم فی حکم سب الشیخین)

﴿۲﴾ عن عمر قال قال رسول الله ﷺ اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل الخ الحدیث (مشکوٰة المصابیح ص ۵۵۴ جلد ۲ باب مناقب الصحابة الفصل الثانی)

کر انہیں خاموش کریں۔صرف فتاویٰ اور رسالوں سے مقابلہ کرنا ایک دشوار کام ہے۔موجودہ زمانہ کے اہل حدیث اہل حدیث نہیں ہیں۔اہل بخاری ہیں۔ان کا رام کرنا معمولی کام ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

مسلک اہل حدیث اختیار کرنا اور اہل حدیث کی اقتداء

سوال : ایک حنفی کیلئے جو نہ علم قرآن رکھتا ہے۔اور نہ علم حدیث بلا دلیل حنفیت چھوڑنا اور مسلک اہل حدیث اختیار کرنا کیا حکم رکھتا ہے۔(۲) ایسے اہل حدیث جو مسلک حنفی پر جرح قدح کرتے ہیں۔کیا ان کے پیچھے حنفی کی اقتداء درست ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد اقبال ڈینٹل ٹیکنیشن تربت ۲۷ ؍رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب :(۱) ائمہ اربعہ جو خیر القرون کے لوگ تھے۔﴿۲﴾ قرآن اور حدیث کی وضاحت اور تشریح کرنے والے ہیں۔تو ان کی وضاحت اور تشریح چھوڑنے والا اور شوکانی وغیرہ کی تشریح قبول کرنے والا یا اہل ہوی ہے۔اور یا بہت بڑا نج ہے۔(۲) جو اہل حدیث (جو در حقیقت اہل ہوی یا اہل بخاری ہیں۔) ائمہ اربعہ میں سے کسی کو گالیاں دیتے ہوں۔تو ان کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہئے۔﴿۳﴾

﴿۱﴾ قال الشیخ العلامہ مفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتھم ۔ناواقف لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔کہ اہل حدیث قال اللہ اور قال الرسول پر عمل کرتے ہیں اور مقلدین قال ابوحنیفہ اور قال الشافعی پر عمل کرتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے ہر امام نے یہ تصریح کی ہے کہ حجت قرآن اور حدیث ہے۔اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں رائے لینے کا شدید رد کیا ہے۔یہ ائمہ وحی کے باعتبار عبارت ،اشارت ،دلالت اور اقتضاء کے شارحین ہیں شارعین نہیں ہیں یہ ہمارے اساتذہ ہیں ارباب نہیں ہیں۔مشترک اور مجمل کا مراد ظاہر کرتے ہیں تعارض دفع کرتے ہیں اور جو حکم ظاہر اوحی میں موجود نہ ہو تو اس کا استنباط کرتے ہیں اور ان امور کو اہل حدیث بھی محتاج ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ یہ لوگ ایک مثال پیش کریں جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رائے کی وجہ سے حدیث کو ترک کیا ہو بعض لوگوں کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احادیث بخاری ومسلم میں نہیں ہیں۔اور اہل حدیث کے احادیث مسلم وبخاری میں ہیں جو اصح الکتب ہیں اور پھر بخاری شریف اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔لیکن یہ خیال اصول کے خلاف ہے کیونکہ حجت حدیث ثابتہ ہے۔نہ صرف بخاری شریف۔ہم اہل حدیث ہیں نہ اہل بخاری بے شک امام بخاری بڑا امام ہے امیر المومنین فی الحدیث ہے۔اور صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب ہے۔لیکن یہ بات نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔اور نہ خیر القرون میں کسی نے کہا ہے بلکہ شر القرون کے بعض ائمہ نے کہا ہے تو اہل حدیث سے تعجب ہے کہ اس مقولہ پر اعتماد کرتے ہیں یہ اہل حدیث کے ساتھ مناسب نہیں۔ہمارے مقلدین کے ساتھ مناسب ہے (وتمامہ فی المقالات ص ۱۳۳ تتمہ لمفتی اعظم شیخ الحدیث مفتی محمد فرید دامت برکاتھم) (ازمرتب)

﴿۲﴾ عن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال :خیر الناس قرنی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بریلوی کافر ہے یا نہیں

سوال: بریلوی فرقہ کا کیا حکم ہے۔ کافر ہے یا نہیں؟

المستفتی: جاوید احمد چوک یادگار پشاور

الجواب: یہ بریلوی فرقہ کافر نہیں ہے۔ البتہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی بشریت سے منکر ہو۔ ﴿۱﴾ یا غیر اللہ کیلئے تسلط غیبی اور علم کلی مانتا ہو۔ ﴿۲﴾ تو وہ کافر ہے۔ وهو الموفق

فرقہ مودودیہ اور پنجپیریہ میں فرق اور امامت

سوال: ما الفرق بين الفرقة المودودية والپنجپيرية في الاعتقادات والاعمال . هل يجوز الاقتداء خلفهم وترويج عقائدهم ؟

المستفتی: عبد اللہ متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۸۵ء/۳/۴

الجواب: الفرقة المودوديةمتهمون بانكار عصمة الانبياء وعدالة الصحابة والتقليد الشخصي والتصوف المعروف. ﴿۳﴾ بخلاف الفرقة السلفيه فافهم فانهم ينكرون التوسل بالصالحين

(بقیہ حاشیہ) ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم اقوام تسبق شهادة احدهم يمينه و يمينه شهادته. (مختصر صحیح البخاری ص ۲۵۹ جلد ۲ کتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن عابدين و مما يزيد ذلك وضوحا ما صرحوا به في كتبهم متونا و شروحا من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف ... وقال ابن ملك في شرح المجمع وترد شهادة من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق وقال الزيلعي او يظهرسب السلف يعني الصالحين منهم و هم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله و قلة مروته الخ (ردالمختار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حكم سب الشيخين)

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی فلو قال شخص أومن برسالة محمد ﷺ الى جميع الخلق لكن لا ادری هل هو من البشر اومن الملائكة او من الجن اولا ادری هل هو من العرب او العجم فلا شك فی كفره لتكذيبه القران و جحده ما تلقته قرون الاسلام خلفا عن سلف و صار معلوما بالضرورة عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذلك خلافا فان جحده بعد ذلك حكمنا ه بكفره انتهى (روح المعانی ص ۱۷۸ جلد ۳ سورة آل عمران آیت : ۱۶۴)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين والذی يدعی ان له صاحبا من الجن يخبره عما سيكون والكل مذموم شرعا محكوم عليهم و على مصدقهم بالكفر و فی البزازيه يكفر بادعاء علم الغيب و فی التتار خانيه يكفر لقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر عن اخبار الجن اياى واما ما وقع لبعض الخواص كالانبياء والاولياء بالوحی او الالهام فهو باعلام من الله تعالى فليس مما نحن فيه وحاصله ان دعوى علم الغيب معارضة لنص القران فيكفر بها الا اذا استند ذلك صريحا او دلالة الى سبب من الله تعالى كوحی او الهام (ردالمحتار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعوى علم الغيب) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وغیر ذالک .فمن وجداماما صحیح الا عتقا دغیر ملحد فلیقتد به و الا فالا قتداء با هل البد ع الغیر المکفر ة یصح ﴿۱﴾ و لا ینبغی ان یجعلو هم ائمة المسا جد ، و هو المو فق

فرقہ پنجپیر یہ کےعقائدفرقہ سلفیہ نجدیہ کےعقائد ہیں

سوال: جناب مفتی صاحب بعض علماء اپنے آپ کوحقانیہ اوردیوبند کےطرف نسبت کر کےحقانی اور دیوبندی کہتے ہیں۔اورپھروہابی اور پنجپیری عقائد کےتحت پابند ہوتے ہیں۔سوات،دیراورکوہستان میں ایسے افراد بہت ہیں۔ان لوگوں کےمتعلق ہمیں فتوی دیجئے۔کہ پنجپیری لوگ کیسے ہیں؟

المستفتی :عبدالرحیم طوروی یارحسین مردان ...... یکم رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب:فرقہ پنجپیر یہ کےعقائدفرقہ سلفیہ نجدیہ کےعقائد ہیں۔اورمزید برین آنکہ اپنے مزعومات کےاثبات کیلئےقرآن اوراحادیث میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں۔جن کومن وجہ تحریف سے مسمی کرنا بلاشک غلط نہیں ہے۔فقط

پنجپیری لوگ، سلفی اورمتشدد ہیں

سوال: آج کل ایک فرقہ ہے۔جسے پنجپیری کہتے ہیں۔شریعت کےروسے یہ لوگ کیسے ہیں؟

المستفتی :ارشدعلی پڑانگ چارسدہ ۱۹۹۰،۳،۱۵

(بقیہ حاشیہ) ﴿۳﴾ اس پراکابرعلماءامت نےمختلف کتابیں لکھی ہیں۔ فلیراجع الیها .
(۱)فتنہ مودودیت للشیخ محمدزکریامہاجرمدنی (۲)صراط مستقیم للشیخ لدھیانوی
(۳)مودودی خمینی بھائی بھائی۔ (۴)علماءحق کی مودودی سےناراضگی کےاسباب۔ للشیخ احمدعلی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔
(۵)صراط مستقیم ،بسبیل المومنین للشیخ عبدالسلام توشہروی۔(۶) مودودی مذھب للقاضی مظہرحسین چکوال
(۷) مودودی عقائداوردستور للشیخ حسین احمدمدنی شیخ الحدیث بدارالعلوم دیوبند
(۸)حضرت امیرمعاویہ اورتاریخی حقائق بجواب خلافت ملوکیت (محمدتقی عثمانی)

﴿۱﴾ قال الحصکفی و یکفر ہ تنزیها امامة عبد ...... و مبتد ع ای صاحب بدعة و هی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعا ندة بل بنو ع شبهة .
(رد المختار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

الجواب: یہ سلفی لوگ فروعی مسائل ﴿۱﴾ کی وجہ سے اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں۔ان کی متشددانہ رویہ سے اجتناب ضروری ہے۔

پنجپیری لوگوں سے ترجمہ پڑھنا کیسا ہے

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک حاجی صاحب نے اپنے گاؤں کے ایک عالم سے لفظاً قرآن مجید اول سے آخر تک پڑھا ہے۔بعد ازاں حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث مولانا عبدالہادی صاحب شاہ منصوری کیساتھ ترجمہ قرآن مجید کیا ہے۔اور کچھ کتابیں بھی دارالعلوم سے پڑھی ہیں بعد ازاں اس نے پنجپیر میں ترجمہ قرآن مجید کیا۔اب صرف پنجپیر کا معتقد ہے۔اور اپنے گاؤں کے قرآنی استاذ اور حضرت مولانا شیخ التفسیر والحدیث جناب عبدالہادی صاحب اور اسی طرح دارالعلوم حقانیہ کے استاذوں اور مدرسین کا نہایت بے ادب وعیب گو یا وبدگو یا ہے۔تو علماء حق کا ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔اور مسجد میں اپنے قرآنی استاذ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے۔اور اسے بدعتی کہتا ہے۔دوسرے طرف اکیلے نماز پڑھتا ہے۔

(۲) پنجپیر کے معتقدین اور متعلقین سے ترجمہ کرنا اور سیکھنا سننا کیسا ہے۔

المستفتی: جملہ ساکنان اضاخیل بالانوشہرہ.....۱۹۶۹ء/۲/۶

الجواب: یہ شخص فرقہ سلفیہ نجدیہ کا عقیدہ رکھتا ہے۔اور اپنے مخصوص شیخ کی طرح عقوق کے جرم میں مبتلا ہے۔اور جماعت ترک کرنا فسق اور نفاق ہے۔﴿۲﴾ (۲) چونکہ یہ لوگ اپنے نجدیت کے اثبات کیلئے بعید بعید معنی کلام الٰہی کے کرتے ہیں۔جو کہ من وجہ تحریف ہے۔لہٰذا ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔

ور ہما از جہان شود معدوم۔کس نہ آید بزیر سایہ بوم۔فقط

﴿۱﴾ کالدعاء بعد السنة والدعاء بعد الجنازة وحيلة الاسقاط ، والتوسل با الذوات الفاضله والاعمال الصالحه و زيارة القبور ، والاجرة على ختم القران وطعام اهل الميت وغيرها كما يفهم من كتبهم

﴿۲﴾ قال ابن عابدين قوله نظام الالفة بتحصيل التعاهد با للقاء فی اوقات الصلوات بين الجيران الى ان قال قوله قال الزاهدی ارادوا با لتاكيد (الجماعة)الوجوب اخذاً من استدلالهم با لاخبار الواردة بالوعيد الشديد بترک الجماعة و فی النهر عن المفيد الجماعة واجبة وسنة لوجوبها با لسنة .

(ردالمحتار ص ۴۰۸ جلد ۱ مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد باب الامامة)

ایک وہابی مولانا کے تقریر کی وضاحت

سوال : آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ آجکل وہابیوں کی ناگفتہ بہ الفاظ لاؤڈ سپیکروں پر نشر ہورہے ہیں جن کی وجہ سے ہمارا علاقہ نہایت پریشان ہے ہمارے ہاں مولانا کے تقریر کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) حضور ﷺ لوگوں کو گالیاں دیتے تھے۔ العیاذ باللہ یعنی حضور ﷺ کو گالی کی نسبت کی ہے۔ (۲) وظللنا علیکم الغمام و انزلنا علیکم المن و السلوی کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ "جتنے تفاسیر نے تیار بٹیروں بھنے ہوئے کا ترجمہ کیا ہے وہ سب غلط ہے جھوٹ بولتے ہیں خدا اتنا فارغ نہیں کہ وہ لوگوں کو تیار کھانا دیں نہ وہ فارغ تھا۔" (۳) جمعہ کی رات سورۃ ملک پڑھنا عمل صالح نہیں ہے۔ اور وہ اسماعیل یقینی طور دوزخ جائیگا۔ (۴) اپنے آپ کو وہابیوں اور اصحاب کا نسبت کرتے ہیں اور غیر وہابیوں کو مشرک کہتے ہیں۔ (۵) ہروہ عمل جس کو رسول اللہ ﷺ نے پاس نہیں کیا ہو اس کا بدلہ نہیں ملے گا۔ آیا ایسا شخص اسلام سے خارج تصور نہ کیا جائے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟

المستفتی: ابابیان تہکال پشاور

الجواب : (۱) پیغمبر علیہ السلام نے مسلمانوں کو گالیاں دینے سے منع فرمایا ہے۔ حیث قال سباب المسلم فسوق ﴿۱﴾ اور کافر کا سب غرض صحیح کے بناء پر جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لاتطع کل حلاف مھین ھماز مشآء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم. ﴿۲﴾ (۲) بھنے ہوئے بٹیر کا نازل ہونا غیر تحقیقی بات ہے لھذا اس سے انکار کرنے والا شخص مسلمان ہے۔ (۳) اس کی یہ بات کہ یقیناً دوزخ جائے گا۔ یقیناً غلط ہے۔ خاص شخص کے متعلق ہو یا عام ہو۔ اور سورۃ الملک کا لیلۃ الجمعۃ سے تخصیص کرنا فقہاء کے اصول سے مخالف ہے۔ ﴿۳﴾ (۴) یہ غلو ہے جو حرام اور بدعت ہے۔ ﴿۴﴾ (۵) ٹھیک اور درست ہے۔ ﴿۵﴾ اور ہروہ عمل جس کو وہابیوں اور نجدیوں نے پاس نہ کیا ہوگا ثواب نہ ملے گا غلط ہے۔ فقط جو اہل حدیث اس معہود شخص جیسے غالی ہیں تو ان کے پیچھے اقتداء مکروہ ہے۔

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۴۱۱ جلد ۲ باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم)
﴿۲﴾ (پ ۲۹ سورۃ قلم رکوع ۱ آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲)
﴿۳﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر اللہ تعالیٰ اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشی دون شی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد الشرع به (بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العدین)
﴿۴﴾ عن ابی ذر انه سمع النبی ﷺ یقول لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک (صحیح البخاری ص ۸۹۳ جلد ۲ باب ماینهی من السباب واللعن)
﴿۵﴾ عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد. متفق علیه (مشکواۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ایرانی شیعہ اور نجدی لوگ

سوال : ہمارے ہاں ایک پاکستانی ہے۔ جن کا تعلق پنج پیری گروہ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام ایرانی مشرک اور کافر ہیں کیا ہم انہیں مشرک اور کافر کہہ سکتے ہیں؟

المستفتی: ضیاء الرحمن اصفہان جمہوری اسلامی ایران　۲۶ر جون ۱۹۸۴ء

الجواب : نہ تمام ایرانی لوگ شیعہ ہیں اور نہ تمام مشرک۔ اور نہ تمام شیعہ کفار اور مشرکین ہیں۔ ﴿۱﴾ البتہ نجدی لوگ تمام کے تمام متشدد ہیں۔ وھو الموفق

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کہتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی حنبلی مذہب والے تھے اور وہ پکے مسلمان تھے ہاں اس کے مزاج میں جلال ضرور تھا جبکہ بکر کہتا ہے کہ وہ ضال اور گمراہ تھا تو اس کے متعلق وضاحت چاہیے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟

المستفتی: شاہ محمد مدرسہ فیض العلوم ضلع پشین بلوچستان......۲۲ر جولائی ۱۹۸۴ء

الجواب : محمد بن عبدالوہاب اور اس کے اتباع مسلمان ہیں ضروریات دین سے منکر نہیں ہیں۔ البتہ اشداء علی الابرار والرحماء بالکفار کی رویہ سے خوارج سے شمار کئے گئے ہیں۔ اور یہ لوگ بعض اصول اور فروع میں متفرد ہیں حنابلہ سے بھی مخالف ہیں ﴿۲﴾ کمایدل علیه کلام الذهبی فی حق اما مهم ابن تیمیه۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابة فانه مبتدع لا کافر. الخ (رد المحتار ص ۳۱۴ جلد ۲ فصل فی المحرمات مطلب مهم فی وطء السراری اللاتی ......)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین الظاهر من کلام الاختیار وغیره ان البغاة اعم فا المراد بالبغاتها یشمل الفریقین و لذا فسرفی البدائع البغاة بالخوارج لبیان انهم منهم وان کان البغاة اعم وهذا الی ان قال ابن عابدین فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجدوتغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابله لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اهل السنة و قتل علمائهم حتیٰ کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم و ظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین و مأتین و الف (ردالمحتار ص ۳۳۹ جلد ۳ مطلب فی اتباع عبدالوهاب الخوارج فی زماننا باب البغاة)

﴿۳﴾ (والتفصیل فی التذکرة للذهبی)

وہابیوں کا مذہب وغیرہ اور مذاہب حقہ کی تعداد

سوال: آیا بر وہابیان اطلاق کفر مے شود یا نہ؟ (۲) ایں چیست کہ وہابی کدام مالی را کہ برائے مردم مے دہد از خاطر ازینکہ قلادۂ حنفیہ را از گردن مردم بکشد آیا خوردن ایں مال حلال است یا نہ؟ (۳) عبدالوہاب نجدی مقلد کدام مذہب باشد (۴) مذاہب حق کل ہم چیندن است ایا غیر ازیں مذاہب اربعہ کدام مذہب غیر است کہ تقلید آں واجب باشد یا نہ؟

المستفتی: مجاہد عبدالرحمٰن حنفی افغانستان ...... ۵ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) وہابی بے ادب باایمان است کافر نیست (۲) اخذ ایں مال خلاف غیرت است حرام نیست (۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی مدعی مذهب امام احمد بن حنبل است۔ لیکن در بعض اصول وفروع متفرد است ﴿۱﴾ (۴) اہل سنت والجماعت پنج فرقہا اند متبعین ائمہ اربعہ واہل حدیث غیر غالی. وهو الموفق

وہابی لوگ بے ادب باایمان ہیں

سوال: وہابیوں کا کیا عقیدہ ہے۔ اور کس کے مقلد ہیں ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فصیح الرحمٰن پی پشاور ...... ۹/ اکتوبر ۱۹۸۷ء

الجواب: وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہ کے اتباع (متبعین) کو کہا جاتا ہے یہ لوگ توسل شرعی، زیارۃ القبور کیلئے سفر، کرامت بعد الممات وغیرہ حقائق سے منکر ہیں یہ لوگ بے ادب باایمان ہیں ان کے پیچھے بلاضرورت اقتداء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿۲﴾ و اللہ اعلم بالصواب

﴿۱﴾ قال ابن عابدین فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذهب الحنابله لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون و استباحوا بذلک قتل اهل السنة و قتل علمائهم الخ

(ردالمحتار ص ۳۳۹ جلد ۳ باب البغاة مطلب اتباع عبد الوهاب الخوارج)

﴿۲﴾ قال الحصکفی و یکره امامة عبد واعرابی و فاسق و اعمی و مبتدع وکل من کان من قبلتنا لا یکفر بها حتی الخوارج قال ابن عابدین اراد بهم من خرج عن معتقد اهل الحق۔

(الدر المختار و ردالمحتار ص ۴۱۴، ۴۱۵ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

نجدی اور بریلوی افراط وتفریط میں مبتلاء ہیں

نوٹ: ایک مفصل استفتاء جس میں نجدیوں اور بریلویوں کے افراط وتفریط کا ذکر تھا کہیں گم ہو کر تلاش کے باوجود نہیں ملا جس کے جواب میں حضرت مفتی اعظم مرشد عالم نے یہ چند سطور جواب لکھا تھا۔

الجواب: ہم نہ بریلویت کے حامی ہیں اور نہ نجدیت کے داعی ہیں افراط وتفریط دونوں سے بیزار ہیں ﴿۱﴾ آپ ان قصص معجزہ اور کرامت وغیرہ کو روانہ کریں تا کہ ہم فتویٰ دینے پر مقتدر ہوں۔فقط

وہابیوں اور سلفیوں کے انسداد کا فیصلہ درست اور مشروع ہے

سوال: ہمارے علاقہ شمالی وزیرستان کے تمام کے تمام لوگ حنفی اور دیوبندی مسلک رکھتے ہیں اب بعض عربی ممالک سے بذریعہ بعض مہاجرین کنڑ افغانستان بہت بڑی رقم وصول کی جاتی ہے۔اور اس رقم سے وہابیت اور سلفیت کی اشاعت کی جاتی ہے۔حالانکہ خیموں اور شامیانوں میں مدارس بنائے جارہے ہیں اور آئندہ کیلئے ترقی کا ارادہ رکھتے ہیں تو مقامی علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ اس فتنہ کا بروقت انسداد کیا جائے تا کہ عوام فساد اور خانہ جنگی سے محفوظ رہیں تو کیا یہ فیصلہ اور اقدام درست اور مشروع ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا حاجی محمد صاحب وعلماء شمالی وزیرستان ۔۔۔ ۱۹۸۶ء/۱۱/۱۶

الجواب: الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی اما بعد! پس آپ کی یہ پیش بندی اور حفظ ما تقدم درست بلکہ قابل صد آفرین ہے۔کیونکہ یہ فرقہ سلفیہ وہابیہ خیر القرون کے کسی امام پر اعتماد نہیں کرتا۔اور ائمہ نے قرآن وحدیث کی جو تشریح کی ہے یہ فرقہ ناواقف لوگوں کو اس تشریح پر بدظن کرتا ہے اور اپنی تشریح کی طرف دعوت دیتا ہے یہ فرقہ تقلید شخصی کو شرک کہتا ہے اور ائمہ دین کو ارباب من دون اللہ کہتے ہیں اور ناواقف لوگوں کا یہ ذہن بناتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ رائے کو حدیث پر مقدم رکھتے تھے حالانکہ تقلید شخصی کی مشروعیت قرآن و حدیث اور تعامل خیر القرون سے ثابت ہے۔اور ہر دور کے خواص کا سواد اعظم مفسرین، محدثین، شارحین

﴿۱﴾ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ الامر ثلثة امر بین رشده فاتبعه و امر بین غیه فاجتنبه و امر اختلف فیه فکله الی الله عزوجل رواه احمد.
(مشکواۃ المصابیح ص ۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب و السنة الفصل الثانی)

حدیث، فقہا، ارباب تصوف تقلید شخصی کے پابند رہے ہیں۔ اور ان میں سے بالخصوص احناف تمام ائمہ مجتہدین کو برحق مانتے ہیں اور دیگر ائمہ کے مقلدین کو اپنی طرح مسلمان سمجھتے ہیں اور کسی امام کی توہین اور شتم کو جائز نہیں سمجھتے اور جن مسائل میں صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم مختلف رہے ہیں مثلاً قراءۃ خلف الامام، رفع الیدین، جھرا آمین وغیرہ۔ تو ان میں جانبین کے دلائل کو ذکر کر کے بعد میں قول راجح کو دلائل سے متعین کرتے ہیں اور قول مرجوح کے قائلین پر نہ طنز کرتے ہیں اور نہ ان کو اپنی رائے کی طرف دعوت دیتے ہیں بہ خلاف طائفہ سلفیہ کے رویہ کے۔

تو جن بلاد کی اکثریت یا تمام باشندہ گان احناف ہوں۔ اور غیرت و مذہبی حمیت سے بھرپور ہوں۔ تو ایسے بلاد میں اس طائفہ سلفیہ وہابیہ کی پشت پناہی کرنا اور ان کو مدارس وغیرہ کیلئے جگہ دینا ائمہ دین کی توہین میں ناجائز تعاون اور عوام کی تباہی اور بدخواہی ہے۔ کیونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ فرقہ سلفیہ وہابیہ سب وشتم اور تشدد سے منع نہیں ہوتے۔ تو لازمی طور پر مشت وگریباں ہونے تک نوبت پہنچے گی۔ اور کمیونزم کے محاربہ کی جگہ اہل اسلام کے درمیان محاربہ برپا ہوگا اور چونکہ طائفہ سلفیہ وہابیہ چند مسائل کے علاوہ مزید علم سے عاری ہیں تو لازماً عام لوگ اسلام پر بدظن ہونگے اور کہینگے کہ اسلام کسطرح مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں تو ہمارے تمام مسائل کا حل نہیں ہے۔

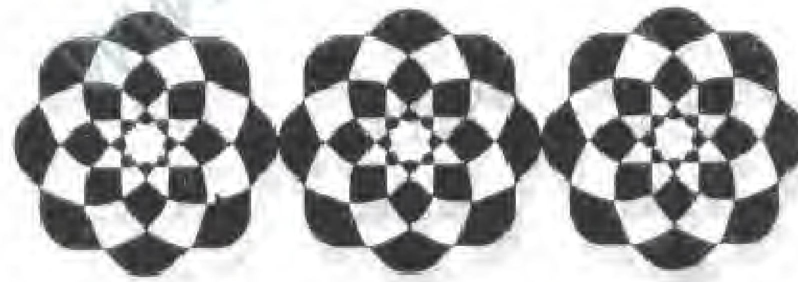
تو ان مفاسد کی بنا پر اس طائفہ سلفیہ وہابیہ کو ٹھکانہ دینا حرام ہے کیونکہ مفاسد کا ذریعہ خراب ہوتا ہے۔ تمام بااثر مسلمانوں پر لازم ہے۔ کہ اس فتنہ کا بروقت انسداد کریں اور قابل صد افسوس بات یہ ہے۔ کہ بعض عرب ممالک نے تبلیغی جماعت کو اس مصلحت کے بناء پر خلاف قانون قرار دیا ہے چونکہ تبلیغی جماعت میں وقت لگانے سے لوگوں میں دینی شعور پیدا ہوتا ہے۔ اور بے دینی وفسق وفجور کا مقابلہ شروع ہوتا ہے۔ تو ایسا نہ ہو کہ ارباب اقتدار اس سے متاثر ہوں۔ تو مذہب حنفیہ احناف کے نزدیک بہت اہم اور واجب الحفظ ہے۔ تو وہ کس طرح اس طائفہ کے مفاسد کو نظرانداز کرینگے۔ وھو الموفق



فصل

فی ما یتعلق

با لجماعت التبلیغیة



ولتكن منكم امة يدعون الى
الخير يأ مرون با لمعروف
وينهون عن المنكر ط
واولئک هم المفلحون ه



فصل ما یتعلق بالجماعة التبلیغیه

تبلیغی جماعت اور عام آدمی کی تبلیغ کا حکم اور تبلیغی جماعت کی مخالفت

سوال: (۱) تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے؟ (۲) عام امی آدمی تبلیغ کرسکتا ہے یا نہیں؟ (۳) تبلیغی جماعت کی مخالفت کس طرح ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی خیر گل ارباب گڑھی چارسدہ ...... ۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ ہجری

الجواب: (۱) تبلیغی جماعت ایک نیک، باثر اور فعال جماعت ہے اور اسلام کی خدمت میں سارے لوگوں سے پیش پیش ہیں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تبلیغی محنت کا عکس ان لوگوں میں نمایاں ہے۔
(۲) عام امی شخص تبلیغ کا اہل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ مگر اصلاحی پروگرام میں حصہ لینے کا نہایت محتاج ہے۔
(۳) یہ مخالفت دین دشمنی ہے البتہ جو غلو میں مبتلا ہیں ان کی اصلاح ضروری ہے۔ ﴿۲﴾

تبلیغی جماعت دیوبندی مسلک رکھتی ہے

سوال: (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت میں وہابی اور پنجپیری لوگ بہت ہیں لہٰذا ان کے ساتھ نہ نکلا کرو کیا یہ کہنے والا گنہگار ہے یا نہیں؟ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ بے علم آدمی کے بیان سے وہ خود اور سننے والا سب کافر ہو جاتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ (۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تبلیغ میں ایک روپیہ کا ثواب سات لاکھ اور ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ بالکل بے سند ہے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: فضل واحد سالارزئی باجوڑ ...... ۲۳ رمضان ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ وفی الهندیه الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولها العلم لان الجاهل لا یحسن الامر بالمعروف الخ (فتاوی الهندیه ص ۳۵۳ جلد ۵ کتاب الکراهیه الباب السابع عشر)
﴿۲﴾ عن جریر بن عبدالله البجلی رضی الله عنه قال بایعت رسول الله ﷺ علی اقام الصلاة وایتاء الزکاة والنصح لکل مسلم. (صحیح البخاری ص ۱۳ جلد ۱ کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ الدین النصیحة)

الجواب: (۱) چونکہ رائے ونڈ میں دعا بعد السنن اور حیلہ اسقاط معمول نہیں ہے لہٰذا عوام اس پر بدگمانی کرتے ہیں ورنہ یہ جماعت دیوبندی مسلک رکھتا ہے۔ (۲) یہ کذب افتراء اور جاہلانہ کلام ہے۔ (۳) یہ ثواب دو حدیث کے ملانے کی رو سے مجاہدین، حجاج، متعلمین، مبلغین تمام کیلئے ثابت ہے۔ ﴿۱﴾ اس ثواب کا کسی گروہ کے ساتھ خاص کرنا تحریف معنوی ہے۔ وھو الموفق

رائے ونڈ اور تبلیغی جماعت کے اکابرین پر اعتراض کرنا

سوال: کیا رائے ونڈ جانا جائز ہے اور تبلیغی جماعت کے علماء پر اعتراض کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ہدایت خان ملاکنڈ ایجنسی ۱۴/صفر ۱۴۰۵ھ

الجواب: رائے ونڈ جانا جائز ہے اور تبلیغی جماعت کے اکابر اولیاء اللہ ہیں ان پر اعتراض برائے اعتراض، اعتراض کنندہ گان کیلئے زیبا نہیں ہے۔

تبلیغ دین فرض ہے یا مستحب اور فضیلت وثواب کی تخصیص

سوال: (۱) مروجہ تبلیغی سلسلہ محمد الیاس صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے کہ تبلیغ دین فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔ اگر مستحب ہو تو جو اصحاب فرض، واجب، سنت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ (۲) اگر مستحب ہو تو اتنا اہتمام کہ غریب مسلمانوں کا اجتماع رائے ونڈ مقام کی حاضری کعبہ شریفہ کی حاضری سے بہتر درجہ دینا شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے؟ (۳) تبلیغ میں ایک نماز ادا کرنا کروڑوں نمازوں کی ادائیگی سے بہتر ہے نیز تبلیغ میں جانے پر ایک درہم خرچ کرنا لاکھوں روپوں کی خیرات کرنے سے بہتر سمجھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

بینوا وتوجروا وھوالمصوب

المستفتی: مولوی امیر حکم شاہ بنوں......۲۳/ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ

الجواب: (۱) واضح رہے کہ تبلیغ دین فرض کفایہ ہے اور اصلاح نفس (فضائل سے تحلیہ اور رزائل

﴿۱﴾ (اماالاول رواہ ابن ماجہ ص ۱۹۸ باب من جھز غازیا والثانی رواہ ابوداؤد ص ۳۳۸ جلد ۲ فی باب تضعیف الذکر فی سبیل اللہ)

سے تخلیہ) فرض ہے (کما اشیر الیہ فی رد المحتار ص ۴۰ ج ۱) ﴿۱﴾ اور بظاہر اس جماعت کا مقصود اصلی امر ثانی معلوم ہوتا ہے البتہ اس مقصود کیلئے غربت اور سفر اختیار کرنا مستحب ہے۔ لان قطع العلائق و ترک المالوفات یمدان فی حصول تلک المقصود۔

(۲) فرق مراتب ضروری ہے قال القاضی الپانی پتی گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔

(۳) چونکہ فی سبیل اللہ کا لفظ ان کیلئے بھی شامل ہے لہٰذا ان مزایدت میں کوئی استبعاد نہیں ہے البتہ اس کی تخصیص اسی جماعت سے کرنا کما ھو زعم عوامھم غلط فہمی یا بدفہمی ہے۔ فقط

تبلیغی جماعت کا شب جمعہ کی تخصیص اور رائے ونڈ کو حج پر فوقیت دینا

سوال: (۱) تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے اور کیا انچاس کروڑ والی حدیث ہے یا نہیں ہے؟

(۲) شب جمعہ منعقد کرنا وغیرہ کا کیا حکم ہے جبکہ حدیث میں آیا ہے لا تختصوا لیلة الجمعة لصیام الخ

(۳) بعض تبلیغی رائے ونڈ جانے کو حج پر فوقیت دیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: مولوی غلام محمد کوہستانی ضلع دیر ...... یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: (۱) تبلیغی جماعت ایک نیک فعال اور باا ثر جماعت ہے اور فی سبیل اللہ والوں کے حق میں یہ ثواب مختلف احادیث سے ثابت ہے ہاں ان فضائل کا صرف اسی جماعت کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) یہ مکانی یا زمانی تعین اگر بطور تخویل ہو تو جائز ہے ورنہ بصورت دیگر بدعت ہوگا والاصل فیہ ما رواہ البخاری عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قولہ وعلم القلب ای علم الاخلاق وھو علم یعرف بہ انواع الفضائل وکیفیة اکتسابھا وانواع الرزائل وکیفیة اجتنابھا اہ ح وھو معطوف علی الفقہ لاعلی التبحر لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والریاء فرض عین ومثلھا غیرھا من آفات النفوس کالکبر والشح والحقد والغش والغضب والعداوة والبغضاء الخ۔ (ردالمحتار ص ۴۲ جلد ۱ مطلب فرض العین افضل من فرض الکفایة مقدمہ)

﴿۲﴾ عن ابن مسعود قال کان النبی ﷺ یتخولنا بالموعظة فی الایام کراھة السآمة علینا۔
(صحیح البخاری ص ۱۶ جلد ۱ ماکان النبی ﷺ یتخولھم بالموعظة والعلم۔ کتاب العلم)
وفی تحقیق تجرید البخاری یتخولنا ای یتعھدنا والمعنی انہ کان یراعی الاوقات فی تذکیرنا ولا یفعل ذلک کل یوم لئلا نمل (التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح ص ۳۹ جلد ۱ رقم حدیث: ۶۲) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) رائے ونڈ جانے کو حج وغیرہ پر مزیت دینا غلطی ہے یہ تبلیغی جماعت کی نہیں بلکہ بعض بے علم افراد کی بے اعتدالیاں ہیں کیونکہ حاجی، معتمر، مجاہد، معلم، متعلم وغیرہ بھی فی سبیل اللہ میں خارج ہوئے ہیں۔ (یعنی نکلے ہوئے ہیں)

الغرض یہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دینی دعوت چلانے والے ہیں اور اس میں وقت لگانا بہتر کام ہے کیونکہ بعض افراد کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے تمام جماعت کو غلط قرار دینا غلطی ہے۔ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کی تنظیمی ہیئت اور فضائل وغیرہ کو اس جماعت میں منحصر کرنا

سوال: (۱) بعض تبلیغی حضرات سے سنا گیا ہے کہ بستر لیکر چلے لگانا یہ ترتیب حضور علیہ السلام کی ہے اور اس ترتیب کے علاوہ لوگوں کو دین پر لانا مشکل ہے کیا یہ درست ہے اور بدعت تو نہیں ہے؟

(۲) آیات جہاد وفضائل جہاد کو تبلیغ کیلئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۳) انچاس کروڑ ثواب اللہ کے راستے میں نکلنے والے کیلئے کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالرشید اورکزئی ایجنسی کوہاٹ ...... ۷/ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: (۱) اگر یہ ہیئت خیر القرون میں ہوتی تو حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو اس جماعت کا بانی کہنا غلط ہوتا درحقیقت یہ تنظیمی ہیئت خیر القرون سے بذاتہ ثابت نہیں لیکن باصلہ وبدلیلہ ثابت ہے بدعت سیئہ نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ (۲) ان آیات کا تبلیغی جماعت میں منحصر کرنا تحریف معنوی ہے البتہ ان میں اس جماعت کا مندرج کرنا درست ہے۔ (۳) یہ ثواب ہر اس شخص کیلئے جو اللہ جل جلالہ کے راستہ میں نکلے خواہ مجاہد ہو یا حاجی،

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وعن عکرمة ان ابن عباس قال حدّث الناس کل جمعة مرة فان ابیت فمرتین فان اکثرت فثلث مرات ولا تمل الناس هذالقرآن الخ الحدیث (مشکواة المصابیح ص ۳۶ جلد ۱ کتاب العلم) وعن شقیق کان عبدالله ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا اباعبد الرحمن لوددت انک ذکرتنا فی کل یوم قال اما انه یمنعنی من ذلک انی اکره ان املکم وانی اتخولکم بالموعظة کما کان رسول الله ﷺ یتخولنا بها مخافة السامة علینا متفق علیه. (مشکواة المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ کتاب العلم)

﴿۱﴾ قال ابن عابدین بدعة محرمة والا فقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدرالاول. الخ

(ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

طالب علم ہو یا مبلغ وغیر ذالک .و هو الموفق

تبلیغی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک دوورقہ پمفلٹ کا جواب

ســـــوال : ''موجودہ تبلیغی جماعت کے غلط عقیدوں کا بیان'' کے عنوان سے ایک دوورقہ مضمون پمفلٹ کی شکل میں جاری ہوا ہے جس میں تبلیغی جماعت کو جبر یہ وغیرہ ثابت کیا ہے جس کوایک پیر صاحب نے شائع کیا ہے اور تبلیغی جماعت کو بے دین اور گمراہ کہا ہے۔ مضمون ساتھ ہے اس کے متعلق وضاحت فرمائیے۔

المستفتی : نامعلوم...... یکم رذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: تبلیغی جماعت، جماعت صالحہ ناجیہ ہے نہ کہ جبر یہ۔ یہ معترض الله خالق كل شئى ﴿۱﴾ و ما تشاء ون الا ان يشآء الله ﴿۲﴾ نصوص میں غورنہیں کرتا اس نے غلط فہمی یا بدفہمی کی وجہ سے ''مخلوق سے توڑ اور اللہ سے جوڑ'' کو جبر قرار دیا ہے موجودہ دور کے رسمی مدعی پیروں کے خانقاہوں کی بہ نسبت اس جماعت میں وقت دینے سے زودتر اصلاح ہوتی ہے اس جماعت میں وقت دینے سے نماز کی صحت کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور ضحک وقہقہہ سے فساد نماز کی لعنت وذلت سے وقایت (حفاظت) حاصل ہوتی ہے۔ و هو الموفق

تبلیغی جماعت میں وقت دینے والوں کیلئے شرائط وآداب

پس تبلیغی جماعت میں وقت دینے والوں کیلئے ان امور مندرجہ ذیل کی رعایت ضروری ہے تاکہ اعتراضات کا خاتمہ ہوجائے۔

(۱)......عالم مدرس دوران تعلیم میں زیادہ وقت نہ دیوے۔

(۲)......متعلم دوران تعلیم میں وقت نہ دیوے۔

(۳)......مفلس عیالدار جس نے عیال کے نفقہ کا باقاعدہ انتظام نہ کیا ہو وقت نہ دیوے۔

(۴)......متأہل (شادی شدہ) اہلیہ کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا زیادہ وقت نہ دیوے۔

﴿۱﴾(پارہ : ۲۴ سورۃ الزمر آیت : ۶۲)

﴿۲﴾(پارہ : ۲۹ سورۃ الدھر آیت : ۳۰)

(۵)...... جن کے والدین محتاج ہوں وقت نہ دیویں البتہ ان مذکورہ بالا حضرات کیلئے شب جمعہ وغیرہ، مختصر پروگراموں پر اکتفاء کرنا چاہیئے۔

(۶)...... ان چلوں وغیرہ کو مسنون اور مشروع نہ مانے اور اس خاص نظام کو معمول صحابہ نہ مانے۔

(۷)...... فی سبیل اللہ کے احکام اور فضائل کو تبلیغ میں منحصر نہ سمجھے جہاد، حج تعلیم، سیاست کو بھی اس میں داخل سمجھے۔

(۸)...... تبلیغ، سیاست، تدریس، خطابت، مناظرہ وغیرہ خدمات کو تقسیم کار سمجھ کر کسی ایک سے بے اعتنائی نہ کرے۔

(۹)...... جماعت کے مخیر حضرات صرف وقت دینے پر اکتفاء نہ کریں بلکہ ہر مناسب جگہ مقامی اہل اسلام کیلئے منظم طور سے درس و تدریس کا انتظام کریں۔

(۱۰)...... ترہیب و ترغیب کے علاوہ جن امور کا علم فرض عین ہو یعنی (۱)...... وہ تمام اعتقادات جو کہ دارومدار ایمان ہیں (۲)...... وہ عبادات جو کہ فرض عین ہوں مثلاً نماز روزہ اور غنی کیلئے زکواۃ، حج (۳)...... وہ معاملہ جس کو ذریعہ معاش بنایا ہو۔ (۴)...... اور تمام نیک اور بداخلاق اور ان کے علامات اور تحصیل و ازالہ کے معالجات۔۔ جماعت میں ان کا نہایت اہتمام رکھا جائے۔ و لاحول و لا قوة الا باللہ

مرشد عالم فقیہ العصر حضرت مفتی اعظم مولانا (مفتی محمد فرید عفی عنہ) دامت برکاتہم
شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مفتی اعظم صاحب کے مضمون ہدایات پر علامہ شمس الحق افغانی کی تقریظ

الجواب: بعد از سلام مسنون آنکہ میں مریض اور صاحب فراش ہوں۔ تبلیغی جماعت اپنے نیک اور دینی آثار کے اعتبار سے بہترین جماعت ہے اور اصلاح کیلئے موثر ترین ذریعہ ہے اور اصل تبلیغ عوام ایسا فریضہ ہے جو قدیم دور صحابہ سے چلا آیا ہے باقی انتظامی امور ایسے ہیں کہ اصل تبلیغ کے حق میں موجب قدح نہیں۔ سلف کے زمانہ میں دینی تعلیم مساجد میں جاری رہی نہ مدارس کھلے، نہ رجسٹر حاضری تھا نہ امتحان داخلہ نہ امتحان سہ ماہی، شش ماہی، سالانہ لیکن اس کے بعد مدارس قائم ہوئے نصاب مرتب ہوئے، رجسٹر حاضری طلبہ اور امتحانات کا

سلسلہ جاری ہوا کسی عالم ربانی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اس دور الحاد اور بے دینی میں تبلیغی جماعت کی کوشش چراغ ہدایت ہے البتہ آپ نے جو دس تجاویز پیش کئے ہیں اکابرین تبلیغ کو چاہیئے کہ ان کوملحوظ رکھیں تا کہ کل اسلامی شعبے حقوق تعلیم اسلامی کیلئے جو بنیادِ تبلیغ ہے وقت مل سکے اور ارباب تبلیغ انحصار کے فتنہ سے بچ جائیں۔ وہ یہ نہ سمجھیں کہ سارا دین صرف تبلیغی فضائل میں منحصر ہے عقائد، اخلاق، احکام فقہیہ، معاملات اور احکام معاشرہ سب کا علم حاصل کر کے اس کی بھی تبلیغ کی جائے لیکن ان خامیوں کی وجہ سے جاری کردہ تبلیغ کا سلسلہ بند کرنا اور اس پر اعتراضات کا نتیجہ اس آخری دینی مشعل کو بجھانا ہے اور ظلمت دینی کو تقویت پہنچانا ہے۔ تبلیغ میں شامل ہو کر ان خامیوں کی اصلاح کی جائے۔

فقط والسلام

حضرت العلامہ مولانا (شمس الحق افغانی) صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸ رمحرم الحرام ۱۳۹۶ھ

انچاس کروڑ کی ضرب، مروجہ طریقہ تبلیغ اور جہاد و تعلیم کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان دین متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱)..... تبلیغی جماعت والے اللہ کی راہ (تبلیغ) میں نکل کر ایک نماز کی ادائیگی کا اجر وثواب انچاس کروڑ بتلاتے ہیں کیا قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے براہ کرم تعین حدیث فرمادیجئے یہ سنا ہے کہ بعض احادیث کی ضرب سے یہ تعداد حاصل ہوتی ہے کیا یہ ضرب دینا درست ہے؟

(۲)..... اگر ضرب دینا درست ہو جائے تو پھر اگر ایک شخص مسواک استعمال کر کے گھر کے بجائے مسجد میں نماز با جماعت ادا کرے تو مسواک سے ستر گنا اجر بڑھ گیا اور مسجد میں جماعت کے ساتھ ادائیگی کا ۲۵ گنا اجر بڑھ گیا تو ۷۰×۲۵ ہوا جس کا حاصل تقریباً سترہ لاکھ پچاس ہزار بنتا ہے اور اگر رمضان میں ادا کرے تو ایک فرض ادا کرنا ستر فرض کی ادائیگی کے برابر ہے تو حاصل ضرب ایک کروڑ بائیس لاکھ پچاس ہزار بنے تو اب اگر یہ شخص یہ تعبیر ادا

کرے کہ رمضان کے مہینہ میں مسواک استعمال کر کے جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی پر ایک کروڑ بائیس لاکھ پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا نیز مذکورہ بالا قیودات کو سامنے رکھ کر نماز بیت اللہ میں ادا کرے تو اور بڑھے گا۔ تو کیا اسی طرح کے ضرب وغیرہ کا سلسلہ درست ہوگا؟

(۳)...... مروجہ مخصوص کیفیت والی خروج فی سبیل اللہ کہاں تک درست ہے مدارس کے طلباء فی سبیل اللہ کے زمرے میں داخل ہیں یا نہیں۔

(۴)...... جہاد افغانستان کا کیا حکم ہے۔ افغانستان اور کشمیر کے جہاد عملی میں شرکت اور خروج فی سبیل اللہ مروجہ میں افضل کونسا ہے؟

(۵)...... نیز یہ لوگ چلہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ قرآنی چلہ و واعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ و اتممنا ھا بعشرۃ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ سے مراد اعتکاف اور بوریہ بستر لیکر چلنے کا نام چلہ ہے......۔ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ غنی الرحمٰن جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر۵...... ۱۹۹۰ء/۱۱/۲۲

الجواب: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد پس اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نمازی ہونے والے شخص کے متعلق ایک نماز کا ثواب انچاس کروڑ ہونا حدیث سے ثابت ہے قال رسول اللہ ﷺ و من غزا بنفسہ فی سبیل اللہ و انفق فی وجھہ ذالک فلہ بکل درھم سبعمائۃ دراھم رواہ ابن ماجہ ﴿۱﴾ و قال رسول اللہ ﷺ ان الصلاۃ والصیام والذکر یضاعف علی النفقۃ فی سبیل اللہ عزو جل بسبعمائۃ ضعف رواہ ابوداؤد فی باب تضعیف الذکر فی سبیل اللہ. ﴿۲﴾

(۷۰۰×۷۰۰۰۰۰=۴۹۰۰۰۰۰۰۰)

اس حدیث کی عبارت میں اگرچہ نمازی کا ذکر ہوا ہے لیکن حدیث کی دلالت سے یہ ثواب ہر اس شخص کیلئے ثابت ہے جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت دین کرے مثلاً معلم، متعلم، مجاہد، مبلغ وغیرہ

(۲)...... اور جب مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا ہے تو جب یہ نماز با جماعت ہو اور اس کے وضوء

﴿۱﴾ (سنن ابن ماجہ ص ۱۹۸ باب من جھز غازیاً)
﴿۲﴾ (سنن ابی داؤد ص ۳۴۳ جلد ۱ کتاب الجھاد باب تضعیف الذکر فی سبیل اللّٰہ)

میں مسواک استعمال کیا گیا ہوتو اس نماز کے ثواب کا ستر ہ کروڑ پچاس گنا ہونے میں کیا استبعاد ہے و ھکذا
(۱۰۰۰۰۰ × ۲۵ = ۲۵۰۰۰۰۰ × ۷۰ = ۱۷۵۰۰۰۰۰۰)

(۳)...... تعلیم اور تبلیغ بذات خود فرائض منصوصہ ہیں اور ان کا ان مدارس کی شکل میں اور مراکز اور جماعات کی شکل میں کرنا بدعات مستحدثہ مستحسنہ ہیں ﴿۱﴾ اور مصالح وقت ہیں اور خروج فی سبیل اللہ دونوں کو شامل ہیں۔ اور خروج فی سبیل اللہ کو کسی ایک کے ساتھ مخصوص کرنا تحریف اور جہالت ہے۔

(۴)...... افغانستان کا جہاد جہاد شرعی ہے لیکن علم بنسبت جہاد کے زیادہ اہم ہے اسی وجہ سے فقہاء فرماتے ہیں کہ فقیہ مفتی وغیرہ جہاد کیلئے نہیں جائیں گے ﴿۲﴾ اور عمل اور اصلاحی پروگرام بہ نسبت علم کے مفضول ہیں و لھذا قالوا العلم قبل العمل اور اسی وجہ سے ان مصلحین کا استثنا نہیں کیا گیا ہے۔

(۵)...... یہ چلّے وغیرہ اصلاحی پروگرام ہیں معالجات ہیں ان میں ضروری ہے کہ نصوص سے متصادم نہ ہوں۔
کما اشیر الیہ فی حدیث مسلم اعرضوا علی رقاکم الحدیث ﴿۳﴾ وھو الموفق

تبلیغی جماعت میں جان و مال لگانا اور اس کو برا کہنے والے کا حکم

سوال: موجودہ دور میں تبلیغ کے نام سے جو اصلاح نفس وامت کا کام ہو رہا ہے جس کا مرکز مدرسہ عربیہ رائے ونڈ پاکستان میں ہے اور وہاں سے اندرون و بیرون ملک جماعتیں جاتی ہیں اس کام میں مال اور جان لگانا کیسا ہے نیز اس کو برا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: ڈاکٹر مہربان شاہ پبی نوشہرہ پشاور ... ۲۰ رشوال ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾قال ابن عابدین بدعة محرمة والا فقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اھل الفرق الضالة وتعلم النحو المفھم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول الخ (ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

﴿۲﴾قال الحصکفی وعالم لیس فی البلدة افقہ منہ فلیس لہ الغزو خوف ضیاعھم سراجیہ
(الدر المختار ص ۲۴۲ جلد ۳ کتاب الجهاد)

﴿۳﴾(مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

الجواب: موجودہ زمانے میں تبلیغی جماعت موثر کام کررہی ہے ایک نیک اور بااثر جماعت ہے اس میں مال و جان لگانا عبادت ہے اس کو برا کہنے والا ناواقف معلوم ہوتا ہے البتہ بعض افراد کی خامیوں پر انکار کرنا شان مسلم ہے ﴿۱﴾ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنا دین دشمنی ہے

سوال: تبلیغی جماعت والوں کی اور تبلیغ کرنیوالوں کی مخالفت کیسی ہے جبکہ تبلیغ ایک نیک کام ہے جس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد مسکین کیملپور اٹک

الجواب: تبلیغی جماعت ایک نیک، بااثر اور فعال جماعت ہے اور زندقہ کے دور میں اس جماعت کی مخالفت کرنا اسلام دشمنی ہے اور تمام مسلمانوں کیلئے اس میں تعاون کرنا چاہئے البتہ بعض افراد کی خامیوں پر انکار کرنا شان مسلم ہے۔ ﴿۲﴾ و ھو الموفق

تبلیغی نصاب کا دیوبندی اور بریلوی اختلافی مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے

سوال: تبلیغی نصاب کا مسجد بلال میں روزانہ درس ہوتا ہے امام مسجد اور دیگر چند آدمیوں نے اس کو بند کردیا امام مسجد کا بیان ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اور پڑھنے والا دونوں میرے عقیدے کے مطابق گستاخان رسول ﷺ ہیں اس لئے اس کتاب کا مسجد میں رکھنا ناجائز ہے چونکہ مسجد ہذا میں بریلوی مکتب فکر کے نمازی کثیر تعداد میں ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی شک ہو تو کسی مفتی دین سے رجوع کریں۔

﴿۱﴾ عن جریر بن عبد الله البجلی رضی الله عنه قال انی اتیت رسول الله ﷺ قلت ابایعک علی الاسلام فشرط علیّ والنصح لکل مسلم فبایعته علی هذا. (صحیح البخاری کتاب الایمان ص ۱۳ جلد ۱ باب قول النبی ﷺ الدین النصیحة)

﴿۲﴾ عن انس بن مالک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انصر اخاک ظالماً اومظلوماً قال یارسول الله ﷺ هذا ننصره مظلوماً فکیف ننصره ظالماً؟ قال تأخذ فوق یدیه.

(صحیح البخاری (تجرید) کتاب المظالم ص ۳۴۴ جلد ۱ باب اعن اخاک ظالما اومظلوماً)

المستفتی: علم دین، محمد صدیق وغیرہ بلال مسجد کمال آباد راولپنڈی ۱۴/۱۰/۱۹۷۵ء

الجواب: اس کتاب (تبلیغی نصاب) کا مصنف عالم باعمل اہل سنت والجماعت سے ہے اس کتاب کا بریلوی اور دیوبندی افکار (اختلافی مسائل) سے کوئی تعلق نہیں ہے اس میں متفقہ مسائل ہیں لہٰذا اس کتاب کے درس سے منع کرنے والا مناع للخیر ہے خطیب صاحب کیلئے ضروری ہے کہ اس متعصبانہ فیصلہ سے واپس ہوجائے۔ وھو الموفق

تبلیغی جماعت کے بعض لوگوں کی سیاست وغیرہ سے لاتعلقی جماعتی ہدایات سے مخالفت ہے

سوال: تبلیغی جماعت کا کیا حکم ہے بعض چیزیں ان کی خلاف شرع معلوم ہوتی ہیں مثلاً نفل اور مستحب عمل کو فرائض کا درجہ دینا جوان کے ساتھ کام نہ کرے ان سے خوب نفرت، سیاست سے خوب لاتعلقی وغیرہ وغیرہ۔

المستفتی: عبداللہ دکی لورالائی بلوچستان ..... ۱۲ رمضان ۱۳۹۵ھ

الجواب: تبلیغی جماعت بذات خود نیک اور باثر جماعت ہے ان کا نصب العین اصلاحی اور تعمیری ہے البتہ اس جماعت میں ایسے افراد بھی ہیں جو جہل کی وجہ سے امور مندرجہ سوال کے مرتکب ہیں جو کہ جماعت کی ہدایات سے سراسر مخالف ہیں پس اگر آپ ان کی اصلاح چاہتے ہیں تو ان کے اکابر اور سربراہوں کو مطلع کریں جماعت پر اعتراض نہ کریں اس زندقہ اور الحاد کے دور میں ایسے لوگ غنیمت ہیں۔ وھو الموفق

تقسیم کار کے طور سے خدمت دین کرنا غنیمت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ امام مسجد عشاء کے بعد سیرت رسول ﷺ اور فضائل بیان کررہا ہے لیکن امام صاحب کی تبلیغی جماعت سے نفرت ہے جس کی چند مجبوریاں اور وجوہات ہیں اور تبلیغی جماعت کا ایک شخص امام صاحب کا مخالف ہے اور اتنا عناد رکھتا ہے کہ مولوی صاحب کی زبانی اللہ اور رسول کی تعریف بھی نہیں سننا چاہتا اور سامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرکے گاندھی اور نہرو کا تذکرہ چھیڑتا ہے عام رواج کے مطابق یہ شخص

ایک اور پکا مسلمان ہے شریعت کی رو سے اس شخص پر کیا جرم عائد ہوتا ہے؟

المستفتی عبدالرحمن راولپنڈی

الجواب: پیغمبر علیہ السلام کی وفات کے بعد جب تقسیم کار کے طور سے خدمت دین کیا جائے تو غنیمت ہے لہذا تبلیغ دین کرنے والوں کیلئے ضروری ہے کہ مدرسین واعظین، مناظرین وغیرہ پر اعتراض نہ کریں اور مدرسین وغیرہ کیلئے ضروری ہے کہ تبلیغی جماعت پر اعتراض نہ کریں بشرطیکہ اعتدال کے اندر اندر ہوں ورنہ اگر کوئی شخص اس رویہ سے واپس نہ ہو تو وہی شخص مناع للخیر ہے۔ وھو الموفق

اصلاح ظاہر و باطن بذریعہ بیعت صالحین و تبلیغی جماعت کا درجہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل تبلیغی جماعت کے نام سے کچھ اصولوں پر بعض مسلمان گھر گھر جا کر مسلمانوں سے ملتے ہیں اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور ﷺ کے طریقے ہمارے اندر بھی آ جائیں اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے اندر آ جائیں کیا اس کی کوئی اہمیت ہے؟

المستفتی محمد اسماعیل کمال خیل کوہاٹ ... ۱۵ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: باقاعدہ علم دین کے حاصل کرنے کا درجہ بہت بلند ہے [۱] اس درجہ کے بعد اصلاح ظاہر و باطن بذریعہ بیعت صالحین اور بذریعہ شرکت جماعت تبلیغی کا درجہ ہے اور یہ نہایت فعال اور با اثر جماعت ہے۔ و ھو الموفق

موجودہ تبلیغ کا درجہ اور بغیر اجازت والدین اور مقروض کا تبلیغ کیلئے جانا

---

[۱] قال الحصکفی واعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر ما یحتاج لدینہ .قال ابن عابدین وفی تبیین المحارم لاشک فی فرضیة علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة علیه الخ
(الدر المختار مع ردالمحتار ص ۳۲ جلد ۱ مطلب فی فرض الکفایة وفرض عین مقدمه)قال ابن عابدین وفی البزازیه طلب العلم والفقه اذا صحت النیة افضل من جمیع اعمال البر و کذا الاشتغال بزیادة العلم اذا صحت النیة لانه اعم نفعا الخ
(ردالمحتار ص ۲۹۹ جلد۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة)

سوال:(۱) آج کل تبلیغ فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ وغیرہ

(۲)......کیا مروجہ تبلیغ بغیر اجازت والدین درست ہے یا نہیں؟

(۳)......مقروض کو پہلے قرض ادا کرنا چاہیئے یا تبلیغ کیلئے جانا چاہیئے؟

المستفتی:مولانا محمد زرین ٹل ضلع کوہاٹ......۱۹۸۶ء/۲/۹

الجواب:(۱)......حقیقی تبلیغ غالبا فرض کفایہ ہوتا ہے اور بعض اوقات میں فرض عین ہو جاتا ہے اور یہ عوامی تبلیغ جو درحقیقت ایک اصلاحی پروگرام ہے بدعت حسنہ ﴿۱﴾ اور مستحب ہے مثل ترتیب التعلیم فی المدارس الاسلامیۃ و مثل التزکیۃ فی خانقاهات الصوفیۃ .

(۲)......اگر والدین اس بیٹے کی خدمت یا کمائی کے محتاج نہ ہوں تو والدین کی اجازت کے بغیر بھی اس جماعت میں وقت دینا جائز ہے الا اذا کان امرد صبیح الوجه و نظیره الخروج لحصول العلم صرح به محمد فی سیر الکبیر .﴿۲﴾

(۳)......قرض خواہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد جا سکتا ہے۔﴿۳﴾

نوجوان لڑکوں کا تبلیغی جماعت میں بغیر والدین کے جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نوجوان بے ریش لڑکوں کا تبلیغی

﴿۱﴾ قال ابن عابدین صاحب بدعة ای محرمة والافقد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجد الخ(ردالمحتار ص ۴۱۴جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

﴿۲﴾ فی الهندیه رجل خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیه فلا بأس به ولم یکن هذا عقوقا قیل هذا اذا کان ملتحیافان کان امر دصبیح الوجه فلابیه ان یمنعه من ذلک الخروج .وایضاً فی الهندیه قال محمد رحمة الله علیه فی السیر الکبیر اذا ارادالرجل ان یسافر الی غیر الجهاد لتجارة اوحج او عمرة وکره ذلک ابواه فان کان یخاف الضیعة علیهما بان کانا معسرین ونفقتهما علیه وما له لا یفی بالزاد والراحلة ونفقتهما فانه لایخرج بغیر اذنهما الخ(هندیه ص ۳۶۵جلد ۵ کتاب الکراهیه الباب السادس والعشرون)

﴿۳﴾وفی البزازیة وان علیه دین لایخرج الی الغزو بلاادائه وان لم یکن له مال لایخرج الاباذن الدائن .
(فتاویٰ بزازیه موضوع علی الهندیه ص ۳۱۰جلد۶ الحظر والاباحة)

جماعت میں والدین کے بغیر جانا کیسا ہے؟

المستفتی: شاہ جہان کالو خان صوابی ۱۹۸۸ء/۹/۲۸

الجواب: جبکہ لڑکا بے ریش اور مشتہی ہو تو تبلیغی جماعت میں بغیر والدین کے جانا جائز نہیں ہے اور جب مشتہی نہ ہو اور والدین اس کے نفقہ اور خدمت کیلئے محتاج نہ ہوں تو جائز ہے ونظیرہ فی الھندایہ عن السیر الکبیر ﴿۱﴾ فقط

بچوں وغیرہ کو بلا نفقہ چھوڑ کر تبلیغ میں جانا

سوال: بندہ بال بچہ دار ہے کئی بچے زیر تعلیم بھی ہیں میں اپنے وطن بلوچستان چند دنوں کیلئے گیا تو تبلیغ والوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلہ کیلئے چلو کیا تبلیغ والوں کا یہ کہنا درست ہے؟ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ تبلیغ والوں کے چکر میں مت پڑو دوسرے نے کہا کہ ان کے ساتھ وقت لگایا کرو۔ آپ حضرات اس مسئلہ کو حل فرمائیں!

المستفتی: وزیر محمد شیر شاہ کراچی......۲۳/ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: تبلیغی جماعت نیک اور فعال جماعت ہے عوام کی اصلاح کیلئے بہت مفید ہے ہاں چونکہ آپ کے اولاد وغیرہ کا نفقہ آپ پر لازم ہے تو آپ مقامی مختصر اجتماعات، شب جمعہ وغیرہ میں حصہ لیا کریں۔ آپ کیلئے ان بچوں وغیرہ کو بلا نفقہ چھوڑ کر وقت دینا ناجائز اور حرام ہے ﴿۲﴾ یہ توکل نہیں بلکہ دین سے ناواقفیت ہے۔ فقط

﴿۱﴾ قال فی الھندیہ وقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی السیر الکبیر اذا اراد الرجل ان یسافر الی غیر الجھاد لتجارۃ او حج اوعمرۃ وکرہ ذلک ابواہ فان کان یخاف الضیعۃ علیھما بان کانا معسرین و نفقتھما علیہ و مالہ لایفی بالزاد والراحلۃ و نفقتھما فانہ لایخرج بغیر اذنھما الخ ....وجل خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیہ فلاباس بہ ولم یکن ھذا عقوقا قیل ھذا اذا کان ملتحیا فان کان امرد صبیح الوجہ فلا بیہ ان یمنعہ من ذلک الخروج
(ھندیہ ص ۳۶۵، ۳۶۶ جلد ۵ کتاب الکراھیہ الباب السادس والعشرون)

﴿۲﴾ لما فی الھندیہ قال محمدؒ فی الیسر الکبیر اذا اراد الرجل ان یسافر الی غیر الجھا دلتجارۃ او حج اوعمرۃ وکرہ ذلک ابواہ فان کان یخاف الضیعہ علیھما بان کانا معسرین نفقتھما علیہ وما لہ لایفی الخ
(ھندیہ ص ۳۶۵ جلد ۵ کتاب الکراھیۃ الباب السادس والعشرون)

علماء اور صوفیاء کو اپنے کام سے فارغ کر کے تبلیغ میں لے جانا خروج از اعتدال ہے

سوال : آج کل ایک جماعت نکل آئی ہے جسے تبلیغی جماعت کہتے ہیں یہ لوگ صوفیاء اور علماء کرام کو بھی دعوت دیتے ہیں حالانکہ علماء اور صوفیاء ہزاروں لوگوں کیلئے باعث علم ورشد بنتے ہیں تو علماء اور صوفیاء کو اپنے ان عظیم خدمات سے فارغ اور چھٹی کر کے تبلیغ میں لے جانا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا. جواب فارسی میں دیا جائے۔

المستفتی : نامعلوم افغانی افغانستان ۱۸/شوال ۱۴۱۰ھ

الجواب : اصلاح نفس بغیر از علم وبغیر از صحبت صالحین حاصل نمے شود ﴿۱﴾ وبہ ہر حال وقت دادن در تبلیغی جماعت برائے حصول قوت عملی نسخہ موثرہ است ۔لیکن از وجہ کم علمی وحرمان صحبت صالحین در تحریف وخروج از اعتدال قریب الوقوع اند. و هو الموفق

تبلیغی جماعت اور جہاد اکبر

سوال :(۱) تبلیغ والے کہتے ہیں کہ ایک روپے کا اجر سات لاکھ اور ایک نماز انچاس کروڑ پر تبلیغی جماعت کے ساتھ چلنے پر اجر ملتا ہے اور حوالہ حدیث ابن ماجه اور ابو داؤد شریف کا دیتے ہیں ۔(۲) اور بعض علماء کہتے ہیں کہ سات سو کا اجر مجاهد بالمال کیلئے ہے اور سات لاکھ انچاس کروڑ کا اجر مجاهد بالنفس کے ساتھ مختص ہے یہ باتیں کیسی ہیں؟

المستفتی : مولوی عبدالقادر خاں ضلع دیر......۱۵/رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

الجواب : فی سبیل الله حج، تعلیم، تبلیغ تمام کو شامل ہے اور چونکہ جهاد بالاسنان جهاد مع النفس کا فرع ہے لہٰذا اس کو جہاد اکبر کہا جاتا ہے کہ وہ ناقابل انقطاع ہے۔ تبلیغی اور صوفی حضرات پر ضروری ہے کہ اولاً جهاد اصغر قتال مع الکفار کریں اور اس سے فراغت کے بعد جہاد اکبر (تبلیغ، ذکر) میں مصروف ہوں

﴿۱﴾ قال ابن عابدین الطریقة هی السیرة المختصة بالسالکین الی الله تعالیٰ من قطع المنازل والترقی فی المقامات ... والعلم هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع ومنه فعلی وهو مالا یؤخذ من الغیر وانفعالی ما اخذ من الغیر .(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۲۲ جلد ۳ مطلب فی حال الشیخ الاکبر)

عملاً بهٰذه المقاله (نوٹ) هٰذه المقاله قال العسقلانی انها من کلام ابراهیم بن عبله و قال العراقی رواه البیهقی عن جابر مرفوعا باسناد ضعیف کما فی موضوعات کبیر. ﴿۱﴾ و هو الموفق

تبلیغی جماعت کے نام لکھوانے کا نیا طریقہ مصلحت وقتی ہے

سوال : تبلیغی جماعت ایک نیا طریقہ اختیار کر چکے ہیں اور وہ یہ کہ لوگوں کو بعد از وعظ نام لکھوانے پر مجبور کرتے ہیں لہٰذا اس کا شرعی حکم کیا ہے اور ان کے اس طریق دعوت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : عبدالستار عیدک وزیرستان ...... ۷/رجب ۱۴۰۲ ہجری

الجواب : اس طریقہ خاصہ سے دعوت دینا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے البتہ مصلحت وقتی ہے اور ایک اصلاحی پروگرام ہے ﴿۲﴾ جو کہ برائے خواص وعوام مفید ہے۔ و هو الموفق

مسجد حرام میں نماز کا ثواب تبلیغ کے ثواب کے لاکھ گنا ہے

سوال : (۱)...... بعض تبلیغی جماعت والے کہتے ہیں کہ تبلیغ میں نماز کا ثواب بیت اللہ میں نماز پڑھنے سے زیادہ ہے۔ (۲)...... اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک تبلیغی کا درجہ پچاس صحابہ سے افضل ہے۔

المستفتی : نامعلوم

الجواب : (۱)...... تبلیغ میں جو ثواب نماز ہے مسجد حرام میں اس کا لاکھ گنا ثواب ہے کیونکہ حاجی اور معتمر فی سبیل اللہ بھی ہوتا ہے اور اس پر مستزاد بیت اللہ شریف کا ثواب بھی ہے۔

(۲)...... ایسے افراد کی وجہ سے جماعت بدنام ہے ان کے متعلق اکابرین تبلیغ کو مطلع کریں۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ حدیث : رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قالوا وما الجهاد الاکبر ؟ قال جهاد القلب .قال العسقلانی فی تسدید القوس هو مشهور علی الالسنة وهو من کلام ابراهیم بن عبله فی ,,الکنی ،،للنسائی قلت ذکر الحدیث فی الاحیاء ونسبه العراقی الی البیهقی من جابر وقال هذا اسناد فیه ضعف .وروی الخطیب...... قالوا وما الجهاد الاکبر ؟قال مجاهدة العبد هواه .

(الموضوعات الکبیر للسیوطی ص۱۲۷ حرف الراء رقم حدیث : ۴۸۰)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول .

(ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

مستورات کا محارم کے ساتھ تبلیغ کیلئے گھروں سے نکلنا جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شریعت میں عورتوں کیلئے تبلیغ میں گھر سے نکلنا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد انور شاہ گدا خیل کوہاٹ.....۱۹۸۹ء/۱۱/۲۷

الجواب: چونکہ موجودہ زمانہ میں عوام بلکہ خواص کے گھروں میں اصلاحی نظام کالعدم ہے لہٰذا اس زمانہ میں اصلاح اور حصول علم دین کیلئے عورتوں کا گھروں سے نکلنا جو باشرائط اور باقاعدہ ہو قابل تحسین امر ہے یدل علیه ما رواه الامام البخاری فی صحیحه ص ۲۰ ج ۱ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال النساء للنبی ﷺ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدهن یوما لقیهن فیه فوعظهن و امرهن الحدیث ﴿۱﴾ پس جب ان کو بیان کنندہ بھی عورت ہو تو بطریق اولیٰ قابل تحسین ہوگا البتہ جب فتنہ کا خوف ہو تو خاوند یا محرم کی موجودگی ضروری ہوگی کما عند السفر الشرعی لحدیث ورد بذالک رواه البخاری وغیره ﴿۲﴾

نوٹ: عورتوں کا مردوں کی مجالس میں حاضر ہونا حسب تصریح فقہاء ممنوع ہے ﴿۳﴾ والله اعلم بالصواب۔

عورتوں کا تبلیغ میں جانے کی بجائے گھروں پر اصلاح کا کام احوط ہے

سوال: اس زمانے میں تبلیغ کیلئے عورتوں کا اپنے گھروں سے دوسرے گھروں کو تبلیغ کے واسطے جانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ صحابہ کے زمانہ میں اس طرح کا کام ہوا ہے یا نہیں اور ایسا فعل کہ خواتین شوہروں کے

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۲۰ جلد ۱ کتاب العلم باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم)

﴿۲﴾ عن ابی سعید رضی الله عنه وقد غزا مع النبی ﷺ ثنتی عشرة غزوة قال اربع سمعتهن من رسول الله ﷺ فاعجبتنی وانقننی ان لاتسافر امرأة مسیرة یومین لیس معها زوجها او ذو محرم الخ الحدیث
(صحیح البخاری ص ۲۵۰ جلد ۱ ابواب العمرة باب حج النساء)

﴿۳﴾ قال الحصکفی ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزاً لیلاً علی المذهب المفتیٰ به لفساد الزمان.
(الدرالمختار ص ۴۱۸ جلد ۱ قبیل مطلب هل الاساءة دون الکراهة او افحش منها باب الامامة)

ساتھ دوسرے شہروں کو تبلیغی اجتماع کیلئے تین دنوں کیلئے جاویں اور وہاں تین دن اجتماع میں گذارتے ہیں اور اسے یہ ذریعہ فلاح کہتے ہیں لہٰذا شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: حافظ شیر دار علی شاہ چوک بازار بنوں.....۲۶/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: عورتوں کے واسطے خاوندوں یا محارم کے ساتھ تبلیغ میں وقت دینا نہ مطلوب اور نہ ممنوع ہے البتہ احوط یہ ہے کہ یہ ازواج اور محارم ان عورتوں کی اصلاح کا انتظام گھروں پر ہی کریں تاکہ حقوق الازواج کی پائمالی کی دقت نہ آنے دیویں جیسا کہ حقوق الزوجات کی پائمالی کا جریمہ دین کی صورت میں رائج اور شائع ہے۔ و هو الموفق

بے دین ماحول والی عورتوں کیلئے رفاقت محرم میں تبلیغ کے ساتھ جانا ضروری ہے

سوال: کیا شریعت میں تبلیغ کیلئے مستورات کی جماعت نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ماسٹر رضاء اللہ ضلع مردان.....۱۷/شعبان ۱۴۱۰ھ

الجواب: جن گھروں میں بے دینی کا ماحول ہو تو ان گھروں کی مستورات کیلئے ضروری ہے کہ خاوند یا محرم کی رفاقت میں باقاعدہ اور باشرائط ﴿۱﴾ ایسے اصلاحی مجالس کو حاضر ہوں۔

نماز کے فوراً بعد تبلیغی نصاب پڑھنے سے لوگوں کی پابندی لازم نہیں آتی

سوال: ہماری مسجد کا امام تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ نماز عصر کے بعد نماز جماعت کے بعد فوراً تبلیغی نصاب بیان کرتا ہے اور لوگ پابند ہو کر دعا مانگنے کی خاطر اپنے ضروری کاموں کو نظر انداز کر کے مجبور ہو کر بیٹھے رہتے ہیں کوئی دوکاندار ہوتا ہے کوئی بیمار اور مریض تو کیا امام کا یہ فعل ممنوع نہیں ہے؟

﴿۱﴾ قال الشیخ الفهامه فرید العلماء محمد فرید دامت فیوضهم هل یجوز خروجهن فی الجماعة التبلیغیة اختلف فیه العلماء قال بعضهم لا یجوز لهن الخروج کما لم یجز لهن الخروج الی المساجد سواء اذن لهن الازواج اولم یاذنوا .لعدم رعایتهن الشرائط من الاجتناب عن التعطر ولباس الزینة.والاجتناب عن اختلاط الرجال عند الدخول والخروج وهو واضح وعلیه الفتویٰ .والامر ان صلاة الجماعة اهم من التبلیغ المروج المستحدثة فی عهدنا وقال بعضهم یجوزلهن الخروج اذاکان باذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزینة والتعطر واختلاط الرجال فما دامت النساء راعت هذه الشرائط فلاضیر فیه لانه خروج للعلم باذن الزوج وهو جائز کما فی الخانیة وقال علیه الصلاة والسلام طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة رواه ابو حنیفة رحمة الله علیه قلت وفی عهدنا کثر الفساد والجهل عن الدین (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

المستفتی: حاجی سید اسماعیل اٹک......۱۹۸۳ء/۸/۱۷

الجواب: دعا کرنا اور تبلیغی نصاب سننا بہتر امور ہیں مگر امور واجب نہیں ہیں پس جن لوگوں کو ضرورت ہو وہ دعا کر کے چلے جائیں بغیر دعا کے بھی چل سکتے ہیں دو تین آدمیوں کی وجہ سے تمام لوگوں کو کار خیر سے محروم کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط

حضور ﷺ کی وفات کے بعد تبلیغ کا فریضہ امت پر عائد ہوا

سوال: ہمارے علاقے میں تبلیغی جماعت والے آتے جاتے ہیں تو ان کے مخالف ایک شخص نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو تبلیغ کا کام بھی ختم ہو گیا کیونکہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے البتہ صرف تذکیر باقی ہے جو علماء کا کام ہے اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالاحد افغانستان......۱۵/شعبان ۱۴۰۵ھ

الجواب: حضور ﷺ کی وفات کے بعد امت پر تبلیغ کا فریضہ عائد ہوا ہے ﴿۱﴾ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ﴿۲﴾ میں اتمام دین کا تذکرہ ہے یہ تذکرہ نہیں کہ تمام امت کو مکمل دین کا علم حاصل ہوا ہے اور کوئی فرد جاہل نہیں رہا ہے۔ فافہم

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) فی العوام وفی نساء الخواص فاذا انسد ابواب الفساد برعایة الشرائط المارة فای شئی یمنع من الخروج فیها . والحال ان هذالخروج خروج للعلم والزوج جاهل او لایهتم لتعلم نساء ه.قال قاضی خان فی فصل حقوق الزوجیة واذا ارادت المرأة ان تخرج الی مجلس العلم بغیراذن الزوج لم یکن لها ذلک فان وقعت لها نازلة فسألت زوجها وهو عالم فاخبرها بذلک لیس لها ان تخرج بغیر اذنه وان کان الزوج جاهلاوسأل عالما عن ذلک فکذلک وان امتنع الزوج عن السوال کان لها ان تخرج بغیر اذنه لان طلب العلم فی مایحتاج الیه فرض علی مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان لم یقع لهانازلة وارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتتعلم مسائل الصلواة والوضوء فان کان الزوج یحفظ تلک المسائل ویذکرلها ذلک لیس لها ان تخرج بغیر اذنه فان کان الزوج لایحفظ المسائل فالاولیٰ له ان یأذن لها بالخروج فان لم یأذن فلاشئ علیه ولا یسع لها ان تخرج بغیر اذنه مالم یقع لها نازلة انتهیٰ ما فی قاضی خان وبالجملة ان الخروج لطلب العلم جائز باذن الزوج لاسیما اذاکان بمرافقته والخروج عند النازلة جائز بلا اذن الزوج .
(منهاج السنن شرح جامع السنن للترمذی ص ۱۷۰ جلد۵ باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب)

﴿۱﴾قال الله تعالیٰ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر .(پارہ: ۴ سورة ال عمران رکوع :۲ آیت: ۱۰۴)
وقال الله تعالی کنتم خیر امة اخرجت للناس(پارہ :۴ سورة ال عمران رکوع :۳ آیت: ۱۱۰)

﴿۲﴾(پارہ: ۶ سورة المائدة رکوع :۵ آیت:۳)

قال رسول الله ﷺ ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يأخذ الشاذة والقاصية والناحية واياكم والشعاب وعليكم با لجماعة والعامة - (الحديث)

فصل

فی ما یتعلق

با لفرقة المودودية

فصل ما يتعلق با لفر قة المو دو دية

مودودی کتابوں کا مطالعہ دل کوظلمت سے بھرتا ہے

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) کہ جماعت اسلامی جومودودی صاحب کی جماعت ہے ان کی کتابوں کو پڑھنا چاہیے یانہیں؟ اوران پرعمل کرنا چاہیے یانہیں؟ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ جماعت دیوبندیوں کےخلاف ہےتو وہ باتیں کونسی ہیں جو ہمارے خلاف ہیں؟

(۲) مودودی صاحب کا مسلک کیا ہے وہ عالم ہے یا مقلد یاغیر مقلد۔ ان کی کتابوں کا مطالعہ کیسا ہے جائز ہے یا نا جائز؟ مودودی مسلک اورعقیدہ والوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یانہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حافظ سید احمد شاہ پارہوتی مردان......۱۶رجون ۱۹۷۰ء

الجواب: مودودی صاحب نے دیوبندیوں بلکہ تمام اہل سنت والجماعت کے مسلک سے مخالفت کی ہے۔ مثلاً تارک الحج کوخوارج کی طرح کافر بولنا۔ ایمان اورکفر کے درمیان معتزلہ کی طرح واسطہ پرقائل ہونا۔ ضروریات دین سے منکرین پرکفر کے اطلاق سے گریز کرنا۔ خوارج کی طرح شان صحابہ میں لطیف گستاخیاں کرنا۔ انبیاءعلیہم السلام کے متعلق زبان درازی کرنا۔ گندہ معاشرے میں شرعی سزا (حدود) کوظلم کہنا۔ تقلید شخصی کوگناہ سمجھنا۔ جبکہ خیرالقرون کے ائمہ کیلئے ہو۔ ورنہ اپنے لئے مقتداء ہونا حال اورزبان قال سے درست سمجھتا ہے۔ تمام یااکثر علماءدین پرتنقید کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

(۲) مودودی صاحب شرالقرون کا برخود غلط غیر مقلد ہے۔ اس کے کتابوں کا مطالعہ دل کوظلمت سے بھرتا ہے۔ مودودی صاحب کافرنہیں ہے لیکن اس پرکفر کا خطرہ ہے اوراہل ہوئی اور مبتدع ضرور ہے۔ لہٰذا اس کےاوراس کے ہم خیال افراد کے پیچھے اقتداءنہ کرنا ضروری ہے اس کے بجائے کسی صحیح العقیدہ کے پیچھے اقتداءکرنا ضروری ہے۔ (۱) فقط

---

(۱) نوٹ: اکابرعلماءامت نے مودودی صاحب کے اکثرلغزشات پرگرفت کی ہےاور مستقل رسالوں اورکتابوں کے ذریعے اس فتنے کا سد باب کیا ہے۔ ملاحظہ ہوچند مندرجہ ذیل کتابیں۔ (۱) مودودی عقائداوردستور۔ مولانا حسین احمد مدنی (۲) فتنہ مودودیت۔ مولانا الحاج محمد ذکریا مہاجر مدنی کاندھلوی (۳) حق پرست علماء کے مودودی سے ناراضگی کے اسباب۔ علامہ شیخ التفسیر احمد علی لاہوری (۴) حضرت امیر معاویہ اورتاریخی حقائق بجواب خلافت وملوکیت۔ مولانا مفتی تقی عثمانی (۵) مودودیت، رافضیت وغیرھم

خلافت وملوکیت اور اسلام سے انحراف کا جذبہ

سوال: السلام علیکم: مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے غنیمت میں سے ۵ لاکھ روپے مروان کو دیدئے ص ۱۰۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خروج علی الخلیفہ اجتہادی غلطی نہیں تھی۔ بلکہ بالعمد کیا تھا۔ اس کو اجتہادی غلطی نہیں کہا جا سکتا ہے ص ۳۴۳ سستا ایڈیشن ص ۴۔ دور ملوکیت (بعد امیر معاویہ) کے تمام مسلمان بادشاہ حلال وحرام کا امتیاز نہیں کرتے تھے۔ص ۱۷۳۔ ان عبارات نے ہمارے اندر اسلام سے انحراف کا جذبہ پیدا کر دیا ہے نعوذ باللہ کیا ایسا فی الواقع ہوتا رہا ہے براہ کرم ان شکوک ووساوس کی مدافعت کی جائے تاکہ ہم دوسرے لوگوں کو بھی تسلی دے سکیں۔

المستفتی: محمد عظیم چلاس گلگت ایجنسی...... ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب: خلافت وملوکیت کے پڑھنے سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بدظنی پیدا ہونا لازم وغیر منفک ہے۔ یعنی بےعلم اور ناواقف اشخاص کیلئے۔ لہذا اس کے مطالعہ سے اجتناب ضروری ہے۔ اور اس میں جو خرافات مودودی صاحب نے لکھی ہیں ان کا جواب تفصیلی البلاغ میں مطالعہ کریں۔ ﴿۱﴾ فقط

مودودی صاحب کا منشور اور حدود کے بارے میں جسارت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ملک پاکستان میں جماعت اسلامی قانون اسلام جاری کرنے کی دعویدار ہے۔ لیکن اس جماعت کے سربراہ ابوالاعلیٰ مودودی کے نظریات تفہیمات ص ۲۸۰، ۲۸۱ جلد ۲ سے واضح ہوتے ہیں کہ جس علاقے میں فحاشی عریانی معاشی ناہمواریاں عام ہوں وہاں حد زنا، حد سرقہ، حد قذف وغیرہ جاری کرنا ظلم ہے۔ ان کے منشور میں بھی کہیں قرآنی سزاؤں کے جاری کرنے کا ذکر نہیں۔ البتہ منشور ص ۱۵ قانونی اصلاحات کے عنوان کے تحت دفعہ ۶ میں یہ تحریر ہے۔ کہ زنا، شراب، عریانی، فحاشی وغیرہ کو روکنے

﴿۱﴾ خلافت وملوکیت کے جواب میں ان مضامین کا ایک مستقل کتاب اب شائع ہو چکا ہے اس کو مطالعہ کر کے خود بخود فتنۂ مودودیت آشکارا ہو جائیگا۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت امیر معاویہ اور تاریخی حقائق بجواب خلافت وملوکیت تالیف جسٹس شریعت کورٹ مفتی محمد تقی عثمانی کراچی۔ (وہاب)

کیلئے بلا تاخیر قوانین بنائے جائینگے۔ گویا یہ جماعت قرآنی حدود کو تعزیرات کی صف میں لا کر قرآنی سزاؤں میں اصلاح و ترمیم کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس جماعت میں شرکت اسکی امداد وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: سید حامد علی لیاقت پور رحیم یار خان ١٩٧٠ء/٤/٨

الجواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کی طرف سے بے حیائی پر پابندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی [illegible]ت کرتی ہے لیکن حکومت کسی کو بے حیائی پر مجبور نہیں کرتی ہے۔ ہر شخص اپنے اختیار اور مرضی سے بے حیائی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان پیدا کیا ہے۔ اور اسکو اغواء کی قدرت دی ہے لیکن وہ کسی کو مجبور نہیں کرسکتا ہے۔ ہر شخص اپنے اختیار اور مرضی سے اس کے دام میں آتا ہے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ کا گمراہوں کو دنیا یا آخرت میں عذاب دینا عدل ہے ظلم نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ گمراہی کے اسباب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے تو بعینہٖ اسی طرح حکومت کا حدود جاری کرنا عدل و انصاف ہوگا۔ کیونکہ حکومت کسی کو مجبور نہیں کرتی ہے کہ تم بے حیائی کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب احبار (یہود کے علماء) کی طرح حدود کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں۔ بعض مصالح وقت کی وجہ سے اور وہ اپنے زعم فاسد میں اسلام کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مثال اس بڑھیا جیسی ہے۔ جس نے شاہی باز کو اپنے غلط شفقت کی وجہ سے بے کار کیا تھا۔ لہٰذا مودودی صاحب اور اس کے ہم خیالوں پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ان کے ساتھ شرکت اور تعاون سے روکنا ہر مسلمان کیلئے از حد ضروری ہے۔ ﴿١﴾

مولانا مودودی صاحب کا آئین اور قادیانیوں کیلئے عقیدہ ختم نبوت میں نقب

سوال: محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتکم۔ سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے۔ کہ حال ہی میں جماعت اسلامی کا ترمیمی آئین شائع کیا ہوا نظر سے گزرا۔ اس کے شق نمبر ١١ کی عبارت کہ ''جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں اور اسکی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ ان کو مسلمان تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں۔ کہ پاکستان کے غیر مسلم اکثریت میں ہیں۔'' ظاہر ہے کہ روئے سخن کلام مرزائی فرقہ کی طرف ہے اور اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہے کہ

﴿١﴾ قال الله تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (پ: ٦ سورۃ المائدہ رکوع: ١ آیت: ٢)

مرزائی اس وجہ سے کافر ہے کہ وہ غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور اگر قادیانی کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر کہنا ترک کر دیں۔ تو نہ ان کو کافر و مرتد کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ ان کو اقلیت قرار دئے جانے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک نیا فتنہ اور نئے عقیدہ کی ایجاد نظر آتی ہے۔ جو پہلی بار اخبارات کے ذریعہ عام مسلمانوں کے ذہنوں میں ڈالی گئی ہے۔ کہ عام مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی ہمت گر جائے۔ اس لئے چند امور غور طلب ہیں۔ (۱) کیا اسلام کے دائرے میں رہنے کیلئے ہر مسلمان کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا ایمان اور عقیدہ ہو۔ کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس کو نبی ماننے والا غیر مشروط طور پر کافر ہیں۔

(۲) اگر ایک آدمی ایسا عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی ﷺ کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والے کافر نہیں تو جب تک وہ اپنے نبی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر نہ سمجھیں۔ تو ایسا آدمی خود حضور ﷺ کے نبوت پر ایمان رکھتا ہے یا نہیں؟

(۳) ایک فریق دوسرے فریق کو کافر کہہ دیں تو کیا دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ پہلے فریق کو کافر کہے۔ اسی بناء پر کہ پہلے فریق نے اس کو کافر کہا ہے؟

المستفتی: عبدالحی لیفٹ بینک بیراج کالونی حیدرآباد سندھ ۲۲ ر ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: مودودی صاحب نے لاہوریوں کے متعلق صراحتاً لکھا تھا۔ کہ یہ فرقہ کافر نہیں ہے اور ابھی قادیانیوں کے متعلق اشارہ واضح کرتا ہے کہ یہ فرقہ کافر نہیں ہے تو مودودی صاحب پر تعجب ہے۔ کہ ضروریات اور قطعیات سے انکار کرنے والے اس کے نزدیک کافر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب کفر کے مفہوم اور مطلب کو نہیں جانتے۔ ورنہ یہ غلط اور غیر محتاط اقدامات نہ کرتے۔ بلا شک وشبہ خاتم النبیین کے بعد نئے نبی کا ماننے والا غیر مشروط طور سے کافر ہے۔ (۲) ایسا شخص عنقریب کافر ہونے والا ہے۔ اس پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔ (۳) ضروریات دین سے انکار کرنے والوں کو کافر کہا جائیگا۔ ﴿۱﴾ خواہ اس نے کسی کی تکفیر کی ہو یا نہ کی ہو۔ فقط

شیخ الحدیث مفتی اعظم فقیہ العصر (محمد فرید عفی عنہ) دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مودودی صاحب اجماع امت سے اعراض کرنے والے ہیں

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجیم والکفر شرعا تکذیب محمد ﷺ فی شئی مما ثبت عنه ادعاءه ضرورة (البحر الرائق ص ۱۱۹ جلد ۵ باب احکام المرتدین)

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مودودی صاحب کے بارے میں کہ ان کے متعلق ۱۱۳ علماء کا فتویٰ موضع پکھلی کے خطیب صاحب نے پڑھایا۔ علاوہ ازیں مولانا نصیرالدین غورغشتوی صاحب کا فتویٰ محرف قرآن ارشادات نصیری کے نام سے بازار میں موجود ہے۔ تو اتنے بڑے اکابر علماء کے فتووں کی روشنی میں آپ صاحبان کی کیا رائے ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالرحیم طوروی صوابی مردان...... رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

الجواب: مودودی صاحب پر کفر کا شدید ترین خطرہ ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے توالد کا دلیل قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہے قال اللہ تعالیٰ **لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا .الایۃ** ﴿۱﴾ اور تمام کے تمام لاہوریوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے۔ (**صرح بہ محمد علی لاهوری فی تفسیر بیان القران ص ۳۱۳ جلد ۱**) اور فرقہ لاہوری مودودی صاحب کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ تو جب ایک قطعی امر سے منکر مودودی صاحب کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ تو مودودی صاحب اجماع امت سے اعراض کرنے والے ہیں اور ضروریات دین سے اعراض کرنے والے ہیں کیونکہ جس طرح توحید اور رسالت ضروریات دین سے ہیں اسی طرح ضروریات سے منکر کا کفر اور کافر ہونا بھی ضروریات دین سے ہے۔ (**وما نقل عن بعض الاکابر فمحمول علی انه لم یبلغه تفصیل عقائدهم**) **فقط**

فقیہ النفس مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث وشیخ طریقت دارالعلوم حقانیہ

مودودی صاحب کے متعلق فتویٰ پر دوبارہ استفسار

سوال: محترمی ومکرمی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں آپ کا ایک دیرینہ عقیدتمند ہوں اعلاء کلمۃ الحق اور اشاعت دین کیلئے آپ کی مساعی قابل تعریف ہیں اس پرفتن دور میں آپ کی خاموشی اور مبنی براحتیاط پالیسی بھی آپ کی عظمت پر دلیل ہے۔ مگر ایک بات جو ان سطور کے لکھنے کی باعث بنی ہے وہ دارالعلوم حقانیہ کے صدر مرکزی دارالافتاء کا ایک غیر محتاط فتویٰ ہے جو کل رات ہی میری نظر سے گزرا۔ مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ مودودی صاحب پر کفر کا شدید خطرہ ہے اور وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ وہ لاہوری فرقہ کو کافر تسلیم

﴿۱﴾ (پ: ۱۶ سورۃ المریم رکوع: ۴ آیت: ۱۹)

نہیں کرتے اور اسی طرح وہ ضروریات دین اور اجماع امت سے اعراض کر رہے ہیں ملاحظہ ہو فتویٰ نمبر ۴۸۸۳ مفتی صاحب کو مولانا مودودی صاحب کی جس عبارت سے یہ علم ہوا ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر نہیں کہتے تو وہاں بصراحت یہ بھی انہوں نے لکھا ہے کہ وہ انہیں مسلمان بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ کفر اور اسلام کے درمیان معلق ہیں۔ پھر نہ معلوم مفتی صاحب کی نگاہ خط کے اس حصہ پر کیوں نہ پڑی۔ کہ لاہوری فرقہ مولانا مودودی صاحب کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہیں شاید اس وجہ سے کہ پھر مفتی صاحب کو جولانی قلم کا موقع ہاتھ نہ لگتا۔ اور نہ عوام کو ان کے خلاف مشتعل کیا جاسکتا تھا زیادہ سے زیادہ ان کی عبارت پر جو علمی اعتراض کیا جا سکتا تھا تو یہی کہ مودودی صاحب کفر اور اسلام کے درمیان واسطے کے قائل ہیں۔ مگر مفتی صاحب نے یہ کہہ کر کہ وہ لاہوریوں کو کافر نہیں سمجھتے۔ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ لاہوری فرقہ کو مودودی صاحب مسلمان سمجھتا ہے حالانکہ یہ **توجیه القائل بما لا یرضیٰ قائله** کے علاوہ افتراء اور بہتان کے ضمن میں آتا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے مودودی صاحب کو ایک خط لکھا تھا جس کا جواب بھی انہوں نے دیا ہے جو ارسال خدمت ہے جس سے بھی جناب مفتی صاحب کے غیر محتاط روش پر روشنی پڑتی ہے بہر حال آئندہ کیلئے اس طرح غیر محتاط فتوے سے گریز کرنا چاہیئے۔ جواب کیلئے منتظر ہوں۔

نیاز مند: عبدالعزیز مظاہری محلّہ پیر مبارک شاہ کوہاٹ شہر

مودودی صاحب کے خط کا متن

محترمی و مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا خط ملا۔ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے معاملے میں ہم اسی اصول کے قائل ہیں جسے علماء کرام زبان سے تو بہت کہتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے یعنی اگر سو میں ننانوے دلائل کسی کی تکفیر کی ہوں اور ایک دلیل ایسی ہو جن کی بناء پر تکفیر سے اجتناب کیا جا سکے تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے لاہوری اپنا عقیدہ خود جو بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ مرزا غلام محمد نے سرے سے نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا تھا کوئی شک نہیں کہ ہمارے نزدیک مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہے لیکن ہمیں یا کسی کو بھی یہ کہنے کا کیا حق ہے کہ لاہوریوں کا عقیدہ وہ نہیں ہے جو کہتے ہیں بلکہ وہ ہے جو ہم ان کا عقیدہ قرار دیں جب وہ اسے مدعی نبوت قرار نہیں دیتے تو اسے مجدد یا مہدی کہنے کی بناء پر ہم ان کی تکفیر نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ان کو منافق کہتے ہیں کیونکہ جس شخص کا دعوائے

نبوت صریح تحریری خط میں موجود ہےاوراس کے ماننے والے اٹھانوے فیصد آدمی اس کی تقریروں سے یہی سمجھتے ہیں۔ وہ مدعی نبوت تھااور عام قارئین بھی ان تحریروں کے یہی معنی سمجھتے ہیں اس کے متعلق ان کا یہ کہنا کہ وہ مدعی نبوت تھااور پھر اسے مجدداور مہدی قرار دے کراس کی تصدیق کرناان کی اس قول کی صداقت کواس حد تک مشتبہ بنا دیتا ہے کہ ہم ان کے متعلق یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اس کے دعوائے نبوت کا انکار کرنے میں منافقت برت رہے ہیں تاہم منافق اور کافر میں جو اصولی فرق ہےاسے ہم ساقط نہیں کر سکتے۔ جو شخص کسی موجب کفر قول سے برأت ظاہر کریں اسکی تکفیر بھی نہیں کی جاسکتی اور اگر قرائن یہ بتار ہے ہوں۔ کہ اس کا یہ اظہار برأت دراصل احتیالی ہےتو اسے مومن بھی نہیں کہا جا سکتا۔ یہی منافق کا مقام ہےقرآن میں منافق انہی لوگوں کو کہا گیا ہے۔ جس کے اندر ایمان نہ ہومگر اظہار سے اپنے کفر کو چھپاتے ہوں۔

(یہ جواب میری ہدایات کے مطابق ہے) دستخط: غلام علی

دستخط: ابوالاعلیٰ فقط معاون خصوصی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

حضرت مفتی صاحب کی جانب سے تفصیلی جواب

الجواب محترم المقام: السلام علیکم۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب (مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ کا شکایت نامہ جواب دینے کیلئے دیدیا۔ آپ نے مودودی صاحب کے بارے میں میرے فتویٰ کو غیر محتاط قرار دیا ہےاس لئے آپ اور دوسرے ایسے حضرات کے اطمینان کیلئے جومودودی صاحب سے متاثر ہیں اوران کو زبان حال سے ہر غلطی سے معصوم سمجھتے ہیں یہ چند سطور لکھتا ہوں کہ آپ اس پر نظر انصاف سے غور فرمادینگے اس میں شک نہیں کہ مودودی صاحب ایک صاحب قلم شخص ہیں بظاہر ان کے سینہ میں اسلام کا درد محسوس ہوتا ہے مگر صرف اتنی بات کواقتداء اور حقانیت کا معیار سمجھنا سطحیت ہے۔ اور ارشاد نبوی ﷺ **ان اللــه ليؤيـد هذا الدين بالرجل الفاجر** ﴿۱﴾ کو نظر انداز کرنا ہےایک ایسا شخص جو احکام ومسائل میں جمہور سلف کی رائے چھوڑ کر شاذ اور مرجوح اقوال کو مذہب بنا تا ہواوران تحریرات سے سلف صالحین سے بدظنی اور علماء حق پر بے اعتمادی پیدا ہوتی

﴿۱﴾ (صحيح البخاری ص ۶۰۴ جلد ۲ کتاب المغازی باب غزوۃ خيبر)

ہو دینی مسائل اور معتقدات میں مقتداء بنانے کا مستحق نہیں اور اس کی دینی جہت اور اسلامی درد کی مثال اس بڑھیا جیسی ہے جس نے شاہی باز کو از راہ محبت بے دست و پا بنا دیا تھا۔

مرزائیوں کے متعلق علماء کا فتویٰ: ۔آپ کو یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام محقق اور محتاط علماء کا یہ حتمی فیصلہ ہے۔ کہ مرزائی فرقہ خواہ مرزا علیہ ما علیہ کو نبی مانے یا مجدد، تمام کے تمام کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ قطعیات بلکہ ضروریات دین سے انکار کرتے ہیں اور ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اگر چہ اس کے پاس کوئی تأویل ہو. یدل علیه کلام الخیالی فی مسئلة استحلال المعصیة . ﴿۱﴾

فقہاء و متکلمین کے عبارات: ۔مزید اطمینان کیلئے فقہاء و متکلمین کے بعض عبارات اہل علم کیلئے درج کرتا ہوں۔

(۱) اعلـم ان اصـل الـکـفـر هو التكذيب المعتمد لشئی من کتب الله المعلومة و لا حد من رسلـه علیهم الصلوٰة و السلام او لشئی مما جاء به اذا کان ذلک الامر المکذب به معلو ماً بالضرورة من الدين و لا خلاف ان هذا القدر كفر و من صدر عنه فهو کافر .

(اکفار الملحدین للعلامة انور شاه الکشمیری ص ۶۵)

ترجمہ: کفر کی حقیقت یہ ہے کہ جان بوجھ کر اللہ کے کتابوں یا اس کے کسی رسول یا ان کے لائے ہوئے دین کے کسی حصہ کو جھٹلایا جائے جبکہ اس چیز کا ضروریات دین میں سے ہونا معلوم اور ثابت ہو۔ اور اس میں اختلاف نہیں۔ کہ اتنی بات کفر ہے۔ اور جس سے صادر ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

(۲) والكفر فی الشرع انکار ماعلم با لضرورة مجئی الرسول به . (تفسیر بیضاوی للقاضی)

ترجمہ: کفر اصطلاح شرع میں کسی ایسی چیز سے انکار کرنا ہے جس کا بیان کرنا یقینی طور پر پیغمبر ﷺ سے ثابت ہو چکا ہو۔

(۳) المراد بالتكذيب عدم التصديق الذی مر . (ردالمحتار ص ۲۹۲ جلد ۳)

ترجمہ: تکذیب کا مطلب کسی چیز کی تصدیق نہ کرنا ہے۔

﴿۱﴾ قال العلامه خیالی قوله لما اجمع علیه السلف لا یقال لا اجماع مع مخالفة الحسن لانا نقول النفاق کفر مضمر .قال العلامه عبد الحکیم السیالکوتی فی حاشیة فا ن النفاق کفر مضمر داخل فی مطلق الکفر فیکون نفی المنزلة بین الکفر مطلق والا یمان مجمعاً علیه . (الخیالی علی شرح العقائد النسفیه مطبع مجتبائی دهلی ص ۱۲۳)

(۴) الكفر لغة الستر و شرعاً تكذيب محمد ﷺ في شئي مما يثبت عنه ادعاء ه ضرورة .

(بحر الرائق ص ۱۱۹ جلد ۵)

ترجمہ: کفر کا لغوی معنی چھپانا اور شرعی معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی چیز میں تکذیب کرنا جس کا بیان کرنا حتمی طور پر حضور ﷺ سے ثابت ہو چکا ہو۔

(۵) قال العلامه آلوسی واما ساداتنا الحنفية رضی الله عنهم فلم يشتر طوا فی الاکفار سوی القطع بثبوت ذلک الامر الذی تعلق به الانكار لابلوغ العلم حد الضرورة .

(تفسير روح المعانی ص ۱۴۷ جلد ۱)

(۶) و فی المسامرة واما ما ثبت قطعاً ولم يبلغ حد الضرورة فظاهر كلام الحنفية الاكفار بجحده لانهم لم يشترطوا فی الاكفار سوی القطع لابلوغ العلم به حدالضرورة انتهیٰ مختصراً . (مسامره ص ۳۲۰)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قطعیات خصوصاً ضروریات سے انکار کرنے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔

<u>لاہوری مرزائیوں کا ضروریات دین سے انکار</u>:۔ لاہوری فرقہ اگر چہ مرزا قادیانی کو پیغمبر نہیں مانتا ہے۔ لیکن جس طرح ختم نبوت ضروریات دین سے ہے اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے ولادت اور انبیاء علیہم السلام سے خوارق کا صدور قطعیات اور ضروریات سے ہے۔ اور امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور سلفاً خلفاً منقول ہوتا رہا ہے۔ اور یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ کے ولادت سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کا بیٹا ہے جو کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ان کے زعم فاسد میں) کا خاوند ہے۔ محمد علی لاہوری جو کہ اس فرقے کا مقتداء ہے۔ اس نے اپنے تفسیر بیان القرآن ص ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵ جلد ۱ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور اس تمام فرقے کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں انی يكون لی غلام ولم يمسسنی بشر و لم اک بغيا . الاية ﴿۱﴾ اور اس کلام

﴿۱﴾ (پ:۱۶ سورۃالمریم رکوع: ۴ آیت: ۱۹)

الہی میں جو کہ متواتر ہے اور قطعی الثبوت ہے۔ اور قطعی طور سے بغیر جماع کے ولادت پر دلالت کرتا ہے تو ایسے حکم سے انکار کرنے والا کس طرح کافر نہ ہوگا۔ نیز اس مرزائی مقتداء نے جہاں خوارق کا ذکر آیا ہے تو اس نے تحریفات اور تأویلات کر کے انکو عادیات میں داخل کرنے کے ملحدانہ کوشش کر کے قرآن اور لغت عربی سے تلاعب کیا ہے۔ مثلاً اضرب بعصاک الحجر. ﴿۱﴾ کا مطلب یہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنے جماعت کو یہاں سے ایک خاص پہاڑ کو منتقل کرو۔ تو وہاں موسیٰ علیہ السلام نے بارہ چشمے پائے۔ اور تمام قبائل وہاں خیمہ زن ہوئے۔ (تفسیر بیان القرآن ص ۶۰ جلد ۱)

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام کرنے کا تجربہ اور عادت کی بناء پر تردید کی ہے۔ (ایضاً ص ۱۲۱۳ جلد ۲) وص ۳۱۳ جلد ۱ "مادلھم علی موتہ الا دابۃ الارض" میں دابۃ الارض سے سلیمان علیہ السلام کا بیٹا مراد لیا ہے۔ اور جنات سے مراد بعض اجنبی قبائل ہیں۔ ص ۱۵۳۶ جلد ۳۔ اور "منطق الطیر" سے مراد طیور کے ذریعہ سے خبر رسانی ہے۔ ص ۱۴۰۹ جلد ۳۔ اور اسی طرح بے شمار تحریفات کئے ہیں تو باوجود اس کے ضروریات اور قطعیات سے انکار کے ان لوگوں کے کافر ہونے میں توقف کرنا کس طرح درست ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کی تکفیر بھی امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

<u>مودودی صاحب کے نزدیک کفر اور اسلام کا مدار</u>۔ جبکہ مودودی صاحب فرقہ مرزائی کو مجدد مانتی ہے۔ یہ بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ متواترات اور اجماعیات سے انکار کرنے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔ مودودی صاحب ترجمان القرآن جلد: ۵۶ عدد: ۶ منصب رسالت ص ۱۲۲، ۱۲۳ میں "ایمان اور کفر کا مدار" عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ "احادیث کے موجودہ مجموعوں سے جن سنتوں کی شواہد ملتی ہیں ان کی دو بڑی قسمیں ہیں ایک قسم کی سنتیں وہ ہیں۔ جن کی سنت ہونے پر امت شروع سے آج تک متفق رہی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ متواتر سنتیں ہیں اور امت کا ان پر اجماع ہے۔ ان میں سے کسی کو ماننے سے جو شخص بھی انکار کرے گا وہ اسی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا جس طرح قرآن کی کسی آیت سے انکار کرے وہ کافر خارج از اسلام ہوگا" اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مودودی صاحب کے نزدیک کفر اور اسلام کا دارومدار اجماعیات اور متواترات کے انکار اور عدم

﴿۱﴾ (پ: ۱ سورۃ البقرہ رکوع: ۷ آیت: ۶۰)

انکار پر ہے پس جو شخص اجماعیات اور متواترات سے انکار کرے وہ کافر اور خارج اسلام ہوگا۔ کیونکہ مودودی صاحب کے نزدیک یہ اسلام وکفر کا مدار ہے نہ کہ اسلام اور خروج از اسلام کا۔ لہذا کفر اور خروج از اسلام مودودی صاحب کے نزدیک متلازم ہونگے۔ نیز مودودی صاحب نے تصریح کی ہے کہ اجماعیات اور متواترات سے انکار کرنے والوں کا اور قرآن سے انکار کرنے والوں کا حکم یکساں ہے۔ تو جس طرح قرآن سے منکر کافر خارج از اسلام ہے تو اسی طرح متواترات اور اجماعیات سے انکار کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا۔

<u>مودودی صاحب کا عجیب مذہب</u>:۔ لیکن مودودی صاحب پر تعجب ہے کہ وہ اس فرقہ کو کفر اور اسلام کے درمیان معلق سمجھتے ہیں اور کفر اور ایمان کے درمیان واسطہ کے قائل ہو جاتے ہیں جو کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور کبھی اس نرمی کے مقابلہ میں اس لئے سخت ہو جاتے ہیں کہ مرتکب الکبیرہ تارک الحج کو کافر سمجھتے ہیں جو کہ خوارج کا مذہب ہے حیرت ہوتی ہے کہ مودودی صاحب کا یہ تذبذب مذاہب سے بے خبری کی وجہ سے ہے یا کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے ہے اور یا مودودی صاحب ان مبتدعین کے ہم مشرب ہیں اس وجہ سے اہل السنۃ والجماعت کے مذہب کی کوئی پروانہیں کرتے۔ یا ان سے لاعلمی کی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے۔

<u>مودودی صاحب کا عذر گناہ</u>:۔ مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ لاہوری مرزائیوں کی تکفیر کے مقابلے میں ہم اسی اصول کے قائل ہیں جسے علماء کرام زبان سے تو بہت کہتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ یعنی اگر سو میں سے ننانوے دلائل کسی کی تکفیر کے ہوں اور ایک ہی دلیل ایسی ہو جس کے بنا پر تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے تو اس اعتذار کے متعلق عرض ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک علماء کیلئے فقہاء کی تقلید یعنی ان پر اعتماد بدترین گناہ ہے۔ تو خود کیوں تحقیق کو چھوڑ کر تقلید کے گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

<u>لطیفہ</u>:۔ اہل زیغ وغیرہ کا اولین دام تزویر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اعتماد یافتہ علماء اور ائمہ پر بے اعتماد کرتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو ان کی تقلید سے متنفر کر دیں کیونکہ جب تک ان ائمہ کے ساتھ اعتماد اور تقلید کا تعلق ہوگا۔ تو اہل زیغ ان کے ورغلانے سے مایوس ہوتے ہیں۔ اور ان اہل زیغ کی یہ انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ تمام لوگ ان پر اعتماد کریں اور ان کے مقلد بن جائیں۔ اب تقلید اور اعتماد نہ شرک ہوتا ہے اور نہ بدعت وگناہ۔ فاعتبروا یااهل الابصار

<u>احتمالات کفر وایمان میں فقہاء کے کلام کا مطلب</u> :۔ نیز عرض ہے کہ مودودی صاحب نے احتمالات کے بارے میں جولکھا ہےتو انہوں نے یہ مسئلہ نہیں سمجھا ہےفقہاء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے۔

اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لمايمنعه . قال العلامه ابن عابدين الشامي قوله اى احتمالات لما مر في عبارة البحر عن التتارخانيه انه لايكفر بالمحتمل . ﴿۱﴾ (ردالمحتار ص ۳۹۹ جلد ۳) قال ايضاً زاد في البزازية الا اذا صرح بارادة موجب الكفر .﴿۲﴾ (ص ۳۹۳ جلد ۳) و هكذا في الهنديه ص ۳۰۹ جلد ۲ ﴿۳﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک محتمل کلام جس میں ۹۹ احتمالات کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہوتو اس احتمال کی وجہ سے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اس شخص کا احتمال (ممکن ہے) یہی مراد ہو۔مگر جب یہ شخص موجب کفر کے مراد ہونے پر تصریح کرے۔تو بے شک اس وقت کفر کا فتویٰ دیا جائیگا۔اوراس میں شک نہیں کہ لاہوری مرزائی کفریات کے مراد ہونے پہ اصرار کرتے ہیں ۔اور اس کی اشاعت بھی کرتے ہیں تو مودودی صاحب کا اعتذارایک بارد اعتذار ہے جو کہ ثقہ عالم کے نزدیک قابل سماعت نہیں۔

<u>مودودی صاحب کے حیلہ کی حقیقت</u> :۔مودودی صاحب لاہوری مرزائیوں کو منافق کہتے ہیں۔تو ہم مودودی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا منافق سے منافق عملی مراد ہے یا منافق اعتقادی ۔اگر آپ کا مراد منافق عملی ہوتو آپ کا فتویٰ کہ لاہوری اسلام سے خارج ہیں غلط ہوا۔ کیونکہ منافق عملی تو اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اس کا عقیدہ تو درست ہو لیکن اس میں منافق جیسے اعمال اور اخلاق پائے جاتے ہوں۔اگر آپ کا مراد منافق اعتقادی ہو۔تو یہ دو وجوہات کی بنا پر غلط ہے اول یہ کہ منافق اعتقادی تو بلا شک وشبہ کافر اور اشد کافر ہےتو آپ لاہوریوں پر کفر کے فتویٰ سے کیوں اجتناب کرتے ہیں ۔ دوم یہ کہ منافق اعتقادی تو اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ اندرون سے کافر ہوتا ہے لیکن ظاہر میں اسلام کے معتقدات اور نظریات کا اقرار اور تسلیم کرتا ہے اور لاہوریوں کا یہ رویہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے کفری

﴿۱﴾ (الدر المختار مع رد المحتار ص ۲۱۶ جلد ۳ قبيل مطلب توبة اليأس باب المرتد)
﴿۲﴾ (ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد ۳ قبيل مطلب في ان الكفار خمسة اصناف وما يشترط في اسلامهم باب المرتد)
﴿۳﴾ (في الهنديه اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه كذا في الخلاصه في البزازيه الا اذا صرح بارادة توجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ . (فتاوىٰ عالمگيريه ص ۲۸۳ جلد ۲ قبيل الباب العاشر في البغاة)

عقائد کو مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوسف نجار کے بیٹے ہونے کو علانیہ اشاعت کرتے ہیں یہ لوگ اپنے کفریات کو پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں اور اگر آپکا کفر کے فتویٰ سے اجتناب اس وجہ سے ہو کہ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں تو کیا آپ کو مرزا کو نبی ماننے والوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی یا الٰہ ماننے والوں کے کفر میں بھی کوئی توقف ہوگا خلاصہ یہ کہ آپ کا یہ حیلہ اہل تحقیق کے نزدیک نا قابل التفات ہے۔

مودودی صاحب کی بے احتیاطی اور ہماری احتیاط:۔ اس سے معلوم ہوا کہ مودودی صاحب نے فتویٰ دینے میں بہت بے احتیاطی کی ہے اس سے تمام علماء پر بے اعتمادی اور بے احتیاطی کا تو ہم پیدا ہوتا ہے جس دیوار آہنی سے انہوں نے ان یاجوج و ماجوج کو مسدود کیا تھا اسکے ہدم کرنے اور اس میں سوراخ کرنے کیلئے وہ ساعی ہے۔ برخلاف اس کے کہ ہمارے فتویٰ میں بہت احتیاط موجود ہے کیونکہ میں نے یہ لکھا ہے کہ ضروریات سے انکار کرنا کفر ہے۔ اور جس طرح توحید، رسالت، حشر وغیرہ ضروریات دین سے ہیں اس طرح ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے اور اس کا کافر سمجھنا ضروریات دین سے ہے۔ اس پر تمام امت مسلمہ کا اجماع اور تعامل رہا ہے لیکن مودودی صاحب نے اس اجماعی اور متواتر اور واضح حقیقت سے کھلم کھلا مخالفت کی ہے۔ اور اس قبیح مخالفت کے دو وجوہات ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ مودودی صاحب کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ لاہوری گروپ ضروریات دین سے انکار کرتے ہیں دوم یہ کہ مودودی صاحب کے نزدیک ضروریات دین سے انکار کرنے والا کافر نہیں ہوجاتا ہے۔ تو وجہ اول کے احتمال کی وجہ سے ہم نے کفر کا فتویٰ نہ دیا۔ اور چونکہ وجہ ثانی کے مراد ہونے کا خطرہ اور خوف مودودی صاحب کے عادت سے بعید نہیں۔ لہٰذا ہم نے احتیاط کی وجہ سے خوف کفر کا فتویٰ دیا۔ اور کفر کے فتویٰ سے اجتناب کیا۔ اور اپنے اکابر مثلاً مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سے مخالفت نہ کی جن کے نزدیک لاہوری کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ لیکن ان کو کافر نہ کہنے والے کو اس تأویل اور شبہ کی وجہ سے حتمی طور سے کافر نہیں کہتے ہیں۔

مودودی صاحب سے متاثرہ لوگوں کی مداہنت:۔ آپ لوگوں کا عجیب رویہ ہے کہ مودودی صاحب کے تفردات اور لغزشات پر کوئی مؤاخذہ اور انکار نہیں کرسکتے ہیں بلکہ تعصب میں آکر مودودی صاحب کے متعلق مداہنت کرتے ہیں اور اگر کوئی اہل حق مودودی صاحب کی گرفت کرے۔ تو خاموشی کی جگہ آپ جانب مقابل بن جاتے ہیں وهم لهم جند محضرون کا مصداق بن جاتے ہیں۔ اور زبان سے یہ کہتے ہیں کہ ہم مودودی صاحب کے ساتھ

صرف سیاسی مسائل میں شریک ہیں۔ آپ لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ مودودی صاحب کے ہر بات کو مستحسن نہ سمجھیں۔اور مودودی صاحب کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس غلط فتویٰ سے رجوع کریں ورنہ اس پر کفر کا خطرہ موجود ہے۔

پیر طریقت فقیہ النفس مفتی اعظم مولانا (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ ۱۸رذیقعدہ ۱۳۸۹ھ

مودودی اور اسکے اتباع کافر نہیں البتہ الحاد میں مبتلا ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین (۱) بعض لوگ مودودی کو کافر، مرتد اور زندیق کہتے ہیں تو براہ کرم ایک آدمی پر کفر کا فتویٰ چسپاں کرنا کہاں تک درست ہے مفسرین اور محدثین نے تو کفر ہونے میں بہت احتیاط کیا ہے؟ (۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی والوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے ان کے ساتھ غمی وشادی، قربانی وغیرہ کرنا حرام اور مکروہ ہے۔ یہ کہاں تک درست ہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محبوب علی صوابی...... ۱۶رربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب: (۱) کفر کا دارومدار ضروریات دین سے انکار کرنے پر ہے اور چونکہ مودودی صاحب ضروریات دین سے منکر نہیں ہیں لہٰذا وہ کافر نہیں ہے۔ البتہ بعض بے احتیاطیوں اور گستاخیوں کیوجہ سے ان پر کفر کا خطرہ موجود ہے۔ (۲) مودودی صاحب اور اس کے ہم خیال لوگوں کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہیے کسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے اقتداء کرنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ اگر چہ کفر میں داخل نہیں ہوئے ہیں لیکن الحاد میں ضرور مبتلا ہیں۔

مودودی لغزشات اور انکا اقتداء

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مودودی نے خلافت وملوکیت میں جو کچھ تحریر کیا ہے کیا وہ صحیح ہے یا محض الزامات ہیں؟ اور نیز صحابہ، انبیاء، تابعین، صالحین حتیٰ کہ اکابرین دیوبند تک کے لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے کیا وہ صحیح ہیں یا الزامات؟ اگر یہ باتیں واقعی مودودی صاحب نے لکھی ہوں تو پھر ان لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنا، نکاح اور ان کے پیچھے نماز وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن پشاوری...... ۱۹۷۰ء/۴/۱۱

الجواب: مودودی صاحب کے زعمی تحقیقات تمام کے تمام لغزشات ہیں جو کہ اکابر علماء نے تحریر اور تقریر کے

ذریعے واضح کی ہیں۔مودودی صاحب کی یہ عادت ہے۔کہ شاہراہ کو چھوڑ کر شواذ کو مذہب بنا تا ہے۔مودودی صاحب اپنے لئے زبان حال سے عصمت ثابت کرتا ہے۔لیکن معصومین پر طعن کو جائز رکھتا ہے مودودی صاحب کے مصنفات کا تاثر سلف پر بے اعتمادی اور صرف اس پر اعتماد ہے خلافت وملوکیت کا تاثر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم پر بدظن ہونا ہے۔جس سے وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔اور دوسروں کو بھی تباہ کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ مودودی صاحب پر کفر کا خطرہ ہے اور بلاشک ضال اور مضل ہے اس کے پیچھے اور اس کے ہم خیال لوگوں کے پیچھے اقتداء نہ کرنا چاہیئے۔فقط

مودودی لغزشات افتراء نہیں کتابوں میں موجود ہیں

سوال : جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی صاحب پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں کیا وہ باحوالہ اور صحیح ہیں اور اس جماعت کی رکنیت کیسی ہے؟

المستفتی :مولانا نورالرحمٰن لانڈھی کراچی نمبر ۲۲

الجواب :مودودی صاحب کے تصنیفات کی طرف مراجعت کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الزامات صحیح ہیں۔ان میں کوئی افتراء نہیں ہے۔بے شک بلاحوالہ الزامات ناقابل تسلیم ہیں۔اور چونکہ مودودی صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے منحرف ہے لہٰذا اتباع مودودی صاحب اور مداہنت وغیرہا شنائع رکن ہونے کے لازم وملازم ہیں۔لہٰذا اس سے احتراز ضروری ہے۔

نوٹ: آپ جس الزام وغیرہ کے متعلق وضاحت چاہتے ہیں تو تعین کے بعد تعمیل حکم کیا جائیگا۔﴿۱﴾

مودودیت اور ان کے کتابوں کا مطالعہ

سوال: کیا مودودی کافر ہے اور مودودی کے بعض متبعین جو عقیدہ مودودیت نہیں رکھتے مگر ان کیلئے اشاعت اور کوشش کرتے ہوں تو ایسے آدمیوں کا کیا حکم ہے؟اور مودودی کتابوں کا مطالعہ ہمارے لئے کیسا ہے؟

المستفتی :محمد اسلم چمن بلوچستان

﴿۱﴾ نوٹ :اب مودودی جماعت جو کتابیں شائع کرتی ہیں تو یا تو بعض کتابوں سے وہ قابل اعتراض باتیں نکالی ہیں۔اور یا جدید ایڈیشنوں میں صفحات میں ردوبدل کیا ہے۔لہٰذا جن علماء نے مودودی لغزشات پر گرفت کی ہے اور صفحات وغیرہ ذکر کئے ہیں تو جدید ایڈیشنوں کی وجہ سے عام قاری کو اس کا ملنا مشکل ہے۔لہٰذا یا تو پرانے ایڈیشنز ملاحظہ کئے جائیں۔اور یا کسی صحیح ایڈیشن کرنے والے عالم سے رجوع کیا جائے۔تاکہ حوالہ پانے میں آسانی ہو۔(از مرتب)

الجواب: مودودی صاحب اہل ہوئی ہے لیکن کافر نہیں ہے کیونکہ ضروریات دین سے منکر نہیں ہے۔ لیکن تکثیر سواد اور جدید تعلیم یافتہ طبقے پر قبضہ کرنے کیلئے دین میں تجدید اور تحریف کا شکار ہوا ہے۔ اور ان کے متبعین جو یہ عقائد نہیں رکھتے ہوں۔ اہل ہوئی تو نہیں لیکن مداہن ضرور ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ مودودی صاحب کے تفردات پر نہ خود گرفت کر سکتے ہیں اور نہ دوسروں کے گرفت کو برداشت کر سکتے ہیں بلکہ الٹا مقابل بن جاتے ہیں۔ اور دین سے ناواقف اور غیر راسخ مسلمان اشخاص کیلئے مودودی صاحب کے کتب کا مطالعہ مضر ہے۔ فقط

مودودی کے خلاف فتوے اصولی ہیں جذباتی نہیں

سوال: بعض لوگ یہ افواہ پھیلا رہے ہیں۔ کہ مولانا احمد علی لاہوری کا مودودی صاحب کے خلاف فتویٰ تحقیق پر مبنی نہ تھا اور مولانا شیخ الحدیث عبدالحق صاحب اپنے فتوے سے دستبردار ہو چکے ہیں۔ تو علماء دیوبند نے مودودی کے خلاف جو فتوے دئے تھے تو کیا یہ فتوے وقتی تھے یا شریعت کے روشنی میں اصولی تھے؟

المستفتی: مولانا عزیز الرحمن فاضل دیوبند ڈھکی چارسدہ...... ۲۸ رشعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ افواہ غلط ہے۔ ان اکابر کے فتوے اصولی تھے وقتی اور جذباتی نہیں تھے ہم مودودی صاحب اور ان کے تفردات سے بیزار ہیں۔ ﴿۱﴾

مودودی صاحب کی تقلید اور اجتہاد کی وضاحت

سوال: محترم فخر الاماثل والاقران قدوۃ السالکین والعارفین شیخ الحدیث صاحب مدظلہ در عهد حاضره بعض مودودی را مجتهد گویند! سوال آنکه مودودی واقعةً مجتهد است و در عهد حاضره قابل صحیح اجتهاد سلف موزون فرماید یا نه؟ مودودی مقلد است یا غیر مقلد؟

المستفتی: رحمٰن الدین تالاش ضلع دیر

الجواب: مولانا مودودی نہ ائمہ اربعہ کا مقلد ہے اور نہ اہل حدیث کے مسلک کے ساتھ موافق ہے۔ بلکہ وہ ایک چھٹے مذہب کا مالک ہے۔ اور مودودی صاحب ممیزین کے رتبہ کو نہیں پہنچا ہے۔ تو مجتہد کس طرح ہو جائیگا۔ فقط

﴿۱﴾ مودودی صاحب کے تفردات ان کے کتابوں میں موجود ہیں اور جن اکابر نے ان کے لغزشات پر گرفت کی ہے۔ آخری دم تک اس پر قائم رہے جبکہ مودودی صاحب بھی آخری دم تک ان پر قائم تھے اور جماعت مودودی بھی ابھی تک اسی پر قائم ہے۔ لہٰذا ان کے ضال اور مضل ہوتے میں کوئی شک نہیں۔ (از مرتب)

قال الله تعالیٰ

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ط

الایة


قرآن کریم
کتاب العلم

كتاب العلم

عورتوں کو کتابت سکھانا اور حدیث نہی بالکتابت کی تشریح

ســـوال: ہمارے گاؤں میں پرائمری گرلز سکول قائم ہوئی ہے۔ جسکی مخالفت میں ایک مولوی صاحب نے ایک میت کے تدفین کے بعد حسب معمول قبرستان میں تقریر کرتے ہوئے ایک حدیث (بلاحوالہ کتاب و راوی) سنائی۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمائی۔ کہ عورتوں کو فلاں فلاں ہنر سکھلاؤ۔ مگر کتابت مت سکھلاؤ۔ و لا تعلمو هن الكتابة آیا یہ حدیث موجود ہے؟ علاوہ ازیں عورتوں کو کتابت سکھلانا کیسا ہے؟

المستفتی: فضل اکبر جلسی صوابی مردان ۱۹۶۹ء/۲/۱۳

الجواب: حدیث لا تعلمو هن الكتابة کو ابن مردویہ اور بیہقی نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور جس حدیث میں اجازت مذکور ہے۔ یعنی علمی حفصة رقية النملة كما علمتها الكتابة اخرجه ابوداؤد والحاكم یه ابو داؤد وغیرہ میں منقول ہے۔ چونکہ یہ حدیثین بظاہر متعارض ہیں۔ اسی وجہ سے بعض علماء کراہیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لا نہ محرم اور حدیث اجازت کو نساء سلف یا امہات المومنین کے ساتھ مخصوص ہونے پر محمول کرتے ہیں۔ جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں یہ توجیہات نقل کئے ہیں ﴿۱﴾ لیکن مولانا عبدالحئی صاحب نے جواز کی طرف میلان کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نہی کی حدیث ضعیف ہے۔ اور دیگر محدثین نے اس کے رواۃ میں ضعفاء اور وضاعین رواۃ ظاہر کئے ہیں۔ ﴿۲﴾ لہٰذا اجازت کی حدیث

﴿۱﴾ قال العلامه علی بن سلطان محمد القاری (الا تعلمين هذه رقية النملة لما علميتها الكتابه) قال الخطابي فيه دليل على انه تعلم النساء الكتابة غير مكروه قلت يحتمل ان يكون جائزا للسلف دون الخلف لفساد النسوان في هذا الزمان (مرقاة المفاتيح شرح مشكواة ص ۳۶۴ جلد ۸ باب الطب و الرقى)

﴿۲﴾ لا تعلمو هن الكتابة قال ابن الجوزى هذا الحديث لا يصح عن رسول الله ﷺ و قد ذكره ابو عبدالله النيشا بورى فى صحيحه و العجب كيف خفى عليه امره. قال ابو حاكم ابن حبان كان محمد ابراهيم الشامى (راوى الحديث) يضع الحديث على الشاميين لا يحل الرواية عنه الا عند الاعتبار احاديث لا اصول لها من كلام رسول الله ﷺ لا يحل الا احتجاج به (الموضوعات لابن الجوزى ص ۲۶۹ جلد ۲ باب تعليم النساء)

معمول ہوگی۔اور نہی کی حدیث معمول نہ ہوگی۔علاوہ یہ کہ بہت سی عورتیں جو کہ اکابر فقہاء کی بیویاں تھیں۔ان سے کتابت ثابت ہے۔مزید تفصیل کیلئے مجموعۃ الفتاوی صفحہ (۱۰۷ تا ۱۱۴) تک ملاحظہ کریں۔لہٰذا تعلیم کتابت جائز ہے۔بشرطیکہ مفاسد پر مشتمل نہ ہو مثلاً بے پردگی' بے حیائی' ورنہ احتراز ضروری ہے۔

فقہی مسائل میں شامی (ردالمحتار) کا مقام

سوال: شامی ردالمحتار کی پوزیشن کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: جاوید احمد چوک یادگار پشاور

الجواب: شامی (ردالمحتار) فقہی مسائل میں نہایت معتمد کتاب ہے۔اسکا نہ ماننے والا جاہل یا متجاہل ہے۔اور مطلق فقہ نہ ماننے والا کافر ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

فرض عین علم حاصل کرنے کے بعد والدین کی خدمت کرے

سوال: جس آدمی نے فرض علم حاصل نہیں کیا ہے۔مگر علم حاصل کرنے لگ گیا ہے۔اور والدین اسکے ضعیف ہوں۔اور ان کی خدمت کیلئے کوئی نہ ہو۔اور یہ آدمی نفس وخواہش پر بھی کنٹرول نہیں رکھتا، تو یہ شخص کیا کرے؟

المستفتی: عبدالرحمان جامع مسجد مکیہ فقیر آباد پشاور ... ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: ایسا طالب علم مقدار فرض عین علم حاصل کرے۔﴿۲﴾ اور اسکے بعد خدمت والدین اور انتظام شادی کرے (ماخوز از ھندیه صفحه ۴۰۱ جلد۵)۔ وھو الموفق

موجودہ دور میں تعلیم نسواں کا حکم

سوال: موجودہ زمانے میں تعلیم نسواں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن اور حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

المستفتی: مولوی سیال محمد صاحب تھانہ ملاکنڈ ایجنسی ... ۱۹۷۸/۷/۳۰

﴿۱﴾ فی الھندیه رجل قال قیاس ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ حق نیست یکفر کذافی التتار خانیه (عالمگیری صفحه ۲۷۱ جلد ۲ موجبات الکفر منها ما یتعلق بالعلم والعلماء)

﴿۲﴾ وفی الھندیه ولو خرج الی التعلم ان کان قدر علی التعلم وحفظ العیال فالجمع بینهما افضل ولو حصل مقدار مالا بدمنه مال الی القیام بامر العیال ولا یخرج الی التعلم ان خاف علی ولده کذافی التتار خانیه ناقلاعن الینابیع (فتاوی عالمگیری صفحه ۳۶۶ جلد ۵ الباب السادس والعشرون کتاب الکراھیة)

الجواب: تعلیم نسواں بذاتِ خود جائز ہے۔ البتہ اگر مفاسد کے تحقق متعین یا مظنون ہوں تو ناجائز ہوگی۔ کماھو الاصل فی کل مباح. ﴿۱﴾ وھو الموفق

لڑکیوں کیلئے سکول وکالج میں تعلیم ممنوعات ومفاسد کے لزوم کی وجہ سے ممنوع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ موجودہ وقت میں لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنا شرعی لحاظ سے جائز ہے یا ناجائز؟ ایک شخص کہتا ہے، کہ لڑکیوں کیلئے تعلیم حاصل کرنا حرام ہے۔ اس بارے میں ہمیں جواب سے نوازیں؟

المستفتی: نور محمد مدینہ کلاتھ ہاؤس لنڈی کوتل......۱۳ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: لڑکیوں کیلئے سکول اور کالج میں تعلیم حاصل کرنا بذاتِ خود ممنوع نہیں ہے۔ بذاتِ خود ممنوع بے پردگی، اختلاط اور آزادی جیسے امور ہیں۔ نیز اصول شرعیہ کے بناء پر وہ امر بھی ممنوع شمار ہوتا ہے۔ جو کہ دیگر ممنوعات کا ذریعہ ہو۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

عورتوں کیلئے مفاسد خارجیہ کی وجہ سے خط وکتابت سیکھنا ناجائز ہے

سوال: جناب مفتی صاحب کیا عورتوں کو خط وکتابت سکھانا اور ان کی لکھائی جائز ہے یا ناجائز؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: گل محمد خان کوٹ ادو مظفر گڑھ......۱۵ اگست ۱۹۸۴ء

الجواب: عورتوں کیلئے خط وکتابت سیکھنا جائز ہے۔ لان حدیث الا باحۃ صحیح وحدیث النھی لا یقاومہ۔ البتہ بسا اوقات ایک مباح چیز مفاسد خارجیہ کی وجہ سے حرام ہوجاتی ہے۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ وفی الخانیہ والاصل فی الاشیاء الاباحۃ وان علم انہ مغصوب بعینہ لا یحل ان یا کل لانہ علم بالحرمۃ.
(فتاویٰ تتارخانیہ۔ موضوع علی ھامش الھندیہ صفحہ ۳۰۰ جلد ۳ کتاب الحظر والاباحۃ)

﴿۲﴾ وفی الھندیہ ان کان الاصل الا باحۃ ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراھۃ للتحریم والا فالکراھۃ للتنزیہ و نظیرہ سور البقرۃ الجلالہ و سباع الطیر ھکذا فی خزانۃ الفتاوی.
(عالمگیری صفحہ ۳۰۸ جلد ۵ کتاب الکراھیۃ)

﴿۳﴾ وفی الھندیہ وان کان الاصل الاباحۃ ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فالکراھۃ للتحریم والا فالکراھۃ للتنزیہ.
(عالمگیری صفحہ ۳۰۸ جلد ۵ کتاب الکراھیۃ)

دینی تعلیم کیلئے بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ تعلیم دین کیلئے کوئی عورت بغیر محرم اور خاوند کے دور دراز مقامات پر اقامت کر سکتی ہے جبکہ ایک محفوظ مقام ہو، مگر اس وجہ سے اس کو دور دراز سفر میں بغیر محرم کے آنا جانا پڑتا ہے۔ کیا وہ اس صورت کے باعث دینی تعلیم کو موقوف کر دیں، یا کہ دینی تعلیم حاصل کرے؟

المستفتی: احسان الٰہی ریٹائرڈ ایڈیٹر دہلی گیٹ ملتان شہر ۲۲/۳/۱۹۷۶ء

الجواب: صورت مسؤلہ میں انسب اور احوط یہ ہے کہ آپ بیوی اور بچی کو اپنے پاس رکھ کر بہشتی زیور اور تعلیم الاسلام پڑھائیں، تاکہ بغیر محرم اور خاوند کے ممنوع سفر سے رہائی حاصل ہو۔ باقی یہ بھی جائز ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹی ایک محفوظ مکان میں ہوں اور آپ ان کے پاس کبھی کبھی آتے جاتے ہوں۔ اور یہ کیلئے سفر نہ کرتے ہوں۔ ﴿۱﴾ فقط

دینی اور دنیوی تعلیم میں بے علم والدین کا حکم نہ ماننے کا حکم

سوال: محترم مفتی صاحب! میں درجہ دوم درس نظامی کا طالب علم ہوں۔ والد کا اصرار ہے کہ میں ڈسپنسر کورس (طب) کا پیشہ اختیار کروں۔ اور خارجی طور پر دینی کتب کا مطالعہ جاری رکھوں۔ اور حال یہ ہے کہ طب کے اس ٹریننگ کے دوران میرے ساتھ خواتین (نرس) بھی بیٹھی ہوں گی۔ آیا میں والد کا حکم مانوں یا اپنا علم دین جاری رکھوں؟

المستفتی: ضیاء الاسلام متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۶/اکتوبر ۱۹۸۳ء

﴿۱﴾ وفي المنهاج السنن والروايات الحديثية تدل ان جواز خروجهن مشروط بشرائط منها كونها تفلات كما في رواية ابي داؤد ومنها عدم الاختلاط بالرجال عند الدخول والخروج لحديث لو تركنا هذا الباب للنساء .رواه ابوداؤد ولحديث كان رسول الله ﷺ اذا سلم مكث قليلا وكانوا يرون ان ذلك كما ينفذ النساء قبل الرجال...... واشارت عائشة الي المنع عند عدم مراعاتهن الشرائط .في حديث ابي داؤد عنها لو ادرك رسول الله ﷺ مااحدث النساء لمنعهن المسجد ولذا كلما زادت تها ونهن في مراعاة هذه الشرائط شددالعلماء في امر حضورهذا المساجد حتى افتوا بعدم خروجهن بالليل ولا بالنهار سواء كن شواب او عجائز لان لكل ساقطة لاقطة

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۰۲، ۱۰۳ جلد۳ باب في خروج النساء الي المساجد)

الجواب: غیر دیندار بے علم والد کا ماننا زیر غور ہوتا ہے۔ بہرحال اس والد کا حکم مسطور نہ ماننا مستقبل قریب اور بعید دونوں کیلئے بے حد مفید ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

سوال نامہ برائے لازمی دینی علوم

سوال: (۱) انفرادی زندگی کے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟ ''الف'' عقائد ''ب'' عبادات ''ج'' حقوق العباد ''د'' شعائر آداب اسلامی ''ہ'' تربیت اخلاق وتزکیہ نفس۔

(۲) اجتماعی زندگی سے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟

''الف'' تنظیم معاشرہ ''ب'' تنظیم معیشت ''ج'' تنظیم اور ریاست۔

(۳) بین الاقوامی زندگی سے متعلق علم دین کا فرض حصہ کیا ہے؟

''الف'' داعیانہ تقاضے (ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر) ''ب'' غلبہ دین **(لیظهره علی الدین کله)**

(۴) کیا مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان مذکورہ بالا امور میں اتفاق ہے؟

(۵) ''الف'' کیا تدریس کتب کا طریقہ ہی ضروری ہے یا وعظ وتلقین بھی کفایت کر سکتے ہیں؟ ''ب'' کیا عربی زبان کی واقفیت ضروری ہے؟ ''ج'' تربیت اخلاق اور تزکیہ نفس کیلئے موجودہ دور میں آپ کیا طریقہ تجویز فرماتے ہیں؟ مطلوبہ امور کی وضاحت فرما کر ہماری رہنمائی فرماویں۔

المستفتی: پروفیسر سید محمد سلیم مہتمم شاہ ولی اللہ کالج منصورہ لاہور۔۔۔۔۔۔ ۱۹۷۲ء/۳/۱۸

الجواب: (۱) ''الف'' اہل سنت والجماعت کے تمام اعتقادات کا علم فرض عین ہے۔

''ب'' طہارت، نماز اور روزہ کا علم فرض عین ہے۔ اور زکواة، حج کا علم صاحب استطاعت پر فرض عین ہے۔

''ج'' جس معاملہ میں (مثلاً تزوج، تجارت، زراعت، ملازمت وغیرہ) داخل ہونے کا ارادہ ہو، تو اس کا علم فرض عین ہے ''د'' بقدر ضرورت ان کا علم فرض عین ہے۔ ''ہ'' اخلاص، ریا، حسد، عجب وغیرہ آفات نفسانی کی پہچان اور ان کے

﴿۱﴾ فی الهندیه رجل خرج فی طلب العلم بغیر اذن والدیه فلا بأس به ولم یکن هذا عقوقاً (فتاوی عالمگیری ص ۳۶۶ جلد ۵ کتاب الکراهیة الباب السادس والعشرون)

اسباب اور معالجات کا علم فرض عین ہے اور اسی طرح اخلاق کا حکم ہے۔ بے شک اس میں تبحر مندوب ہے۔ ﴿۱﴾

(۲)،(۳) اجتماعی زندگی کے متعلق سوالات کا جواب یہ ہے کہ ان کا علم فرض کفایہ ہے۔ اور یہی جواب بین الاقوامی زندگی کے متعلق سوالات کا بھی ہے۔ ﴿۲﴾

(۴) ہاں لیکن بعض فرقوں کا اختلاف بھی ہے۔

(۵) علم ضروری ہے خواہ تدریس کے طریقے سے ہو یا وعظ و تلقین کی شکل میں ہو۔

''ب'' فرض کفایہ ہے۔ ﴿۳﴾ ''ج'' قرآن اور حدیث کا علم حاصل کیا جائے اور اس پر یقین حاصل کیا جائے۔ اعتماد سے یا استدلال سے۔ اور اس یقین کے ذریعہ خوف خدا حاصل کیا جائے۔ تو اس کے بعد ہر قسم تخلیہ اور تحلیہ آسان ہوگا۔ خصوصاً جبکہ تعلیم دہندگان حامل شریعت اور عامل شریعت ہوں۔ ﴿۴﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين واعلم ان تعلم العلم الخ اى العلم الموصل الى الاخرة او الا عم منه قال العلامى فى فصوله من فرائض الاسلام تعلم ما يحتاج اليه العبد فى اقامه دينه واخلاص عمله لله تعالىٰ ومعاشرة عباده وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوٴ والغسل والصلاة والصوم وعلم الذكواة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات فى سائر المعاملات وكذا اهل الحرف وكل من اشتغل بشئ يفرض عليه علمه وحكمه ليمتنع عن الحرام فيه اه. وفى تبيين المحارم لاشك فى فرضية علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحة العمل موقوفة عليه وعلم الحلال والحرام وعلم الريا لان العابد محروم من ثواب عمله بالرياء وعلم الحسد والعجب اذهما ياكلان العمل كما تأكل النار الحطب وعلم ...... قوله وهو التبحر فى الفقه (مندوب) اى التوسع فيه والا طلاع على غوامضه وكذا غيره من العلوم الشرعية والاتها.

(رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۱،۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين قوله وفرض كفاية ...... والعلم باعمارهم واصول الصناعات والفلاحة كالحياكة والسياسة والحجامة. (رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين قال فى تبيين المحارم واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يستغنى عنه قوام امور الدنيا كالطب والحساب والنحو واللغة والكلام ...... والمعانى والبديع والبيان ...... وكل هذه الة لعلم التفسير والحديث.

(ردالمحتار على الدرالمختار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

﴿۴﴾ قال ابن عابدين وعلم القلب اى علم الاخلاق وهو علم يعرف به انواع الفضائل وكيفية اكتسابها وانواع الرذائل وكيفية اجتنابها وهو معطوف على الفقه لا على التبحر لما علمت من ان علم الاخلاص والعجب والحسد والرياء فرض عين ومثلها غيرها من افات النفوس كالكبر والشح والحقد الخ.

(رد المحتار على الدرالمختار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

دینی تعلیم، تبلیغ، جہاد اور اذن والدین

سوال: میں نے آٹھویں جماعت کا امتحان اس سال دیا ہے، میں جہاد بھی کرتا ہوں، لیکن والدین منع کرتے ہیں۔ اب سکول کے داخلے شروع ہیں والدین کہتے ہیں کہ سکول پڑھو، اور افسر بن جاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ میں دینی تعلیم حاصل کرتا ہوں۔ کہ عالم بن جاؤں۔ نیز میں تبلیغ میں بھی وقت لگانا چاہتا ہوں، لیکن والدین اجازت نہیں دیتے اب میں حیران ہوں، کہ والدین کی بات مانوں یا نہ مانوں؟ براہ مہربانی اولین فرصت میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: احمد زمان دتہ خیل ضلع بنوں ۱۹۹۰ء/۹/۳

الجواب: آپ سکول میں داخلہ لیویں اور مناسب تعلیم کے بعد جائز ملازمت کی کوشش کریں۔ اور فارغ اوقات میں علماء سے فقہ، قرآن، حدیث پڑھا کریں۔ اور ایام تعطیل میں جہاد اور تبلیغ کیلئے جایا کریں۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

لڑکیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دلوانا عوارض خارجیہ کی بناپر حرام ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لڑکیوں کو اعلیٰ درجہ کا تعلیم دلوانا کیسا ہے۔ آیا شریعت میں لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دینا جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: حکیم عبدالرزاق نعمانی دواخانہ اٹک شہر......۱۹۸۹ء/۲/۵

الجواب: لڑکیوں کو اعلیٰ دنیوی تعلیم دینا بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے۔ البتہ عوارض خارجیہ (اختلاط) بے پردگی وغیرہ کے بناپر حرام ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهنديه ولو خرج الى التعلم ان كان قدر على التعليم وحفظ العيال فالجمع بينهما افضل ولو حصل مقدار مالا بد منه مال الى القيام بامر العيال ولا يخرج الى التعلم ان خاف على ولده كذا في التتار خانيه ناقلاً عن الينا بيع .

(هنديه ص ۳۶۶ جلد۵ الباب السادس والعشرون كتاب الكراهية)

﴿۲﴾ وفي الهنديه ان كان الاصل الاباحة ينظر الى العارض فان غلب على الظن وجود المحرم فالكراهة للتحريم والا فالكراهة للتنزيه.

(عالمگیری ص ۳۰۸ جلد۵ كتاب الكراهية)

لڑکیوں کوانگریزی یااردو تعلیم غیر اسلامی تہذیب سے مہذب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے

سوال: کیالڑکیوں کوانگریزی یااردو تعلیم دلوانا جائز ہے یانہیں؟

المستفتی : مولوی عمر حیات دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی..... ۲۵ ررمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: کسی زبان کی تعلیم بذات خود ممنوع نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ البتہ عوارض خارجیہ یعنی بے پردگی اور غیر اسلامی تہذیب سے مہذب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوگی۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

علم نجوم حرام اور جواز کے دلائل بے اصل ہیں

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا آدمی جو کتاب دیکھ کر لوگوں کے احوال خواہ ماضی ہو یا مستقبل ہو بتلاتے ہیں۔اور علم غیب کی باتیں کرتا ہے۔اور جواز کیلئے یہ دلیل بیان کرتا ہے۔کہ یہ علم نجوم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے۔تو کیا یہ علم جائز ہے اور اس شخص کی امامت جائز ہے؟

المستفتی :ثمر خان کوہاٹ.....۲۔۱۹۷۲ء ر۶ ر۲۷

الجواب: اگر یہ شخص غیب دانی کا مدعی ہو،تو کافر ہے۔ ﴿۳﴾ ورنہ فاسق ہے اور علم نجوم وغیرہ کی تعلیم وتعلم حرام ہے۔ فی الدر المختار ص ۴۱، ۴۰ جلد ۱ وحراما وهو علم الفلسفة والشعبذة والتنجيم والرمل الخ . ﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي الهنديه ان كان الاصل الاباحة ينظر الى العارض فان غلب على الظن وجود المحرم فالكراهة للتحريم والا فالكراهة للتنزيه .

(هنديه ص ۳۰۸ جلد ۵ كتاب الكراهية)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين وفي فتاویٰ ابن حجر ما كان منه على طريق الفلاسفة حرام لانه يؤدي الى مفاسد كاعتقاد قدم العالم ونحوه وحرمته مشابهة لحرمة التنجيم من حيث افضاء كل الى المفسدة .

(رد المحتار على الدر المختار ص ۳۳ جلد ۱ مقدمه)

﴿۳﴾ قال الامام فخر الدين حسن ابن منصور المشهور بقاضی خان ومن ادعى علم الغيب كان كافراً .

(فتاویٰ قاضی خان موضوع على هامش الهنديه ص ۵۷۶ جلد ۳ باب ما يكون كفراً من المسلم وما لايكون)

﴿۴﴾ (الدر المختار على هامش رد المحتار ص ۳۲ جلد ۱ مقدمه)

لفظ ''ملا'' کی تحقیق اور حکم

سوال: عام لوگ علماء کرام کو بدون ادب لفظ ''ملا'' سے پکارتے ہیں۔ لفظ ''ملا'' کی تشریح اور معنی کیا ہے۔ بے ادبی اور تحقیر کے طور پر یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: لفظ ''ملا'' عزت اور احترام کا لفظ ہے۔ اس کا معنی عمدہ دانشمند اور عمدہ لکھنے والا ہے۔ ﴿١﴾ یہ لفظ جب تحقیر کے طور سے نہ ہو تو جائز ہے ﴿٢﴾ ورنہ ناجائز۔ فقط

علم نجوم حرام اور بغیر وحی کے اس پر عمل کرنا توہم پرستی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علم نجوم کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اس کا حاصل کرنا اور اشتغال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز تو کن شرائط کے ساتھ جائز ہے؟

المستفتی: نامعلوم ۱۹۷۸ء/۷/۲۷

الجواب: علم تنجیم حرام ہے، کما فی شرح التنویر وحراما وهو علم الفلسفة والشعبذة والتنجيم. (هامش رد المحتار ص ٣٠ جلد ١ ﴿٣﴾) بغیر وحی کے اس پر عمل کرنا توہم پرستی ہے۔ ﴿٤﴾ وهو الموفق

﴿١﴾ لفظ ملا من الملأ اى اشراف القوم ومنه الملأ الاعلىٰ اى العالم الارواح ومن الاملأ اى الكتابة النفيسة .ومن الملأ اى مملوء من العلم .ومن ملاء ه على الامر اى نصره على الامر هكذا فى كتب اللغات (والمنجد عربى اردو).

﴿٢﴾ وفى الهنديه اذا قال لفقيه اى دانشمندک او قال اى علويک لا يكفر ان لم يكن قصده الاستخفاف بالدين. (هنديه ص ٢٧١ جلد ٢ ما يتعلق بالعلم والعلماء الباب التاسع فى احكام المرتدين)

﴿٣﴾ (الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ٣٢ جلد ١ مطلب فى التنجيم والرمل مقدمه)

﴿٤﴾ قال ابن عابدين ان علم النجوم فى نفسه حسن غير مذموم اذ هو قسمان حسابى و انه حق و قد نطق به الكتاب قال الله تعالىٰ الشمس و القمر بحسبان اى سيرها بحساب و استدلالى بسير النجوم و حركة الافلاک على الحوادث بقضاء الله تعالى و قدره و هو جائز كاستدلال الطبيب بالنبض من الصحة و المرض و لو لم يعتقد بقضاء الله او ادعى الغيب بنفسه يكفر ثم تعلم مقدار ما يعرف به مواقيت الصلاة والقبلة لا بأس به ،تعلموا من النجوم ما تهتدوا به فى البر والبحر ثم امسكوا وانما زجر عنه من ثلاثة اوجه احدها انه مضر باكثر الخلق فانه اذا القى اليهم ان هذه الآثار تحدث عقيب سير الكواكب وقع فى نفوسهم انها المؤثرة الخ .(ردالمحتار ص ٣٣ جلد ١ مطلب فى التنجيم والرمل مقدمه ردالمحتار)

بے پردگی، اختلاط مردان اور پارٹیوں میں شرکت کی وجہ سے زنانہ تعلیم جائز نہیں

سوال: ہمارے علاقے میں گورنمنٹ نے ایک زنانہ پرائمری سکول کی منظوری دی ہے۔ چند علماء نے اختلاف کیا۔ کہ زنانہ سکول فحاشی اور بے دینی کا ذریعہ ہے۔ دوسری طرف چند علماء کرام اس کے خلاف کہتے ہیں کہ زنانہ تعلیم ضروری ہے۔ ملک کے اکثر بڑے جامعات میں مدارس البنات قائم ہیں۔ براہ کرم شرعی حکم سے روشناس فرمائیں، کیونکہ آپ صاحبان کا فیصلہ یہاں معتبر مانا جاتا ہے۔

المستفتی: عزیز الرحمٰن پی، پی، ایم، پی، او۔ ناورخیل لکی مروت بنوں ۲۹ر شوال ۱۴۰۶ھ

الجواب: جب بے پردگی اور اختلاط مردان اور پارٹیوں میں شرکت وغیرہ مفاسد کی انسداد ہو جائے۔ تو قابل اعتراض نہیں ہے ﴿۱﴾ (ورنہ ناجائز ہے) ﴿۲﴾ وهو الموفق

لفظ خدا کہنے پر جو قرآن میں نہیں ہے دس نیکیاں نہیں ملتیں

سوال: لفظ خدا جو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے۔ تو کیا اس کے کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں یا نہیں یا صرف اللہ کہنے پر نیکیاں ملتی ہیں؟

المستفتی: مہران سائیکل سٹور محراب پور ۱۳ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: تلاوت کرنے کے وقت قرآن کے حرف پر بنا بر حدیث دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ﴿۳﴾ اگر چہ فرعون اور ابلیس کے حروف ہوں، اور جو لفظ قرآن میں نہ ہو تو اس پر نیکیاں کس طرح مل سکیں گی۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ وفي المنهاج السنن والروايات الحديثية تدل ان جواز خروجهن مشروط بشرائط منها كونها تفلات كما في رواية ابي داؤد ومنها عدم الاختلاط بالرجال عند الدخول والخروج لحديث لو تركنا هذا الباب للنساء رواه ابو داؤد ولحديث كان رسول الله ﷺ اذا سلم مكث قليلا وكانوا يرون ان ذلك كيما ينفذ النساء قبل الرجال واشارات عائشة الى المنع عند عدم مراعاتهن الشرائط الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۰۲ جلد ۳ باب في خروج النساء الى المساجد)

﴿۲﴾ وفي الهنديه وان كان الاصل الاباحة ينظر الى العارض فان غلب على الظن وجود المحرم فالكراهة للتحريم والا فالكراهة للتنزيه. (عالمگیری ص ۳۰۸ جلد ۵ كتاب الكراهية)

﴿۳﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثالها لا اقول الٓمٓ حرف الف حرف ولام حرف وميم حرف. رواه الترمذي والدارمي وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح غريب اسنادا (مشكواة المصابيح ص ۱۸۶ جلد ۱ كتاب فضائل القرآن)

لفظ "خدا" کا اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا لفظ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل مادہ خود آئی ہے یعنی موجود بذاته غير المحتاج في الوجود الى غيره۔ علم النحو کے مشہور رسالہ ہاشمیہ میں ہے و خدا علم لذاته تعالى بالفارسية جائز الاطلاق عليه تعالى باجماع العلماء رحمهم الله تعالى بحيث لا يجوز اطلاقه على غيره تعالى باى وجه كان اى لا بالاضافة و لا بدونها ۔ اور نبراس شرح عقائد میں ہے و اذا ورد الشرع با طلاق اسم بلغة اخرى كاسم خدا بالفارسية (النبراس ص ۱۴۲ صفات الله تعالى) (مرتب)

جادو کے ذریعہ تخریب کار لائق تعزیر ہے

سوال: جادو کے ذریعہ کسی کو پاگل بنانے ،میاں بیوی کے درمیان اختلاف واقع کرا کر طلاق کرنے ،رشتوں کو توڑنے والے کاروباروں کو جادو کے ذریعے ختم کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی :نور زمان شاہ تلہ گنگ پنجاب ...۱۳/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب :اگر کسی شخص کے متعلق ان تخریبی امور کا ارتکاب ثبوت شرعی سے ثابت ہو تو ایسا شخص لائق تعزیر ہے۔حکومت اس کو مار پیٹ سے لیکر قتل تک تعزیر دے سکتا ہے۔(ماخوذ از شامی) ﴿۱﴾ وھو الموفق

جمع عظیم سے صاحب ہدایہ کا مراد

سوال: صاحب ہدایہ کے جمع عظیم کے متعلق مجھے اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔اس کی وضاحت فرماویں۔

المستفتی :مولوی عبدالمجید جنگل خیل کوہاٹ

الجواب :مراد صاحب الهداية جمع عظيم يقع العلم الشرعي بخبرهم وهو مفوض الى رأى الامام من غير تقدير ﴿۲﴾ كما صرح به في سائر المعتبرات فلا حاجة الى تضعيف كلام الهداية .وهو الموفق

جادو کرنے والے کیلئے شرعی حکم

سوال :ہمارے علاقے میں ایک آدمی نے جادو کے ذریعہ سارے گاؤں کو پریشان کر دیا ہے۔اور ہر آدمی جادو سے خوفزدہ ہے۔وہ لوگوں کو دھمکیاں بھی دیتے ہیں۔اور شہادت بھی موجود ہے۔شریعت میں ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟

المستفتی :محمد اشرف کلندکوٹ راولپنڈی ...۲۶/رجب ۱۳۹۰ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدين ان الذى يقطع يد الرجل اويدخل السكين فى جوفه ان كان سحرا قتل والا عوقب ... وحرام ليفرق به بين المرأة وزوجها ... فاذا ثبت اضراره بسحره ولو بغير مكفر يقتل دفعاً لشره كالخناق وقطاع الطريق .

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۳،۳۴ جلد ۱ مقدمه)

﴿۲﴾ (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ص ۱۰۰ جلد ۲ كتاب الصوم)

الجواب: اگر یہ آدمی جادو کے ذریعہ سے لوگوں کو ضرر پہنچاتا ہو۔ اور اعتراف یا شہادت سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہو، تو (حکومت وقت کیلئے) اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ فی الدر المختار والکافر بسبب اعتقاد السحر لا توبة له ولو امرأة فی الاصح لسعیها فی الارض بالفساد ذکره الزیلعی. ﴿۱﴾ (باب المرتد) فقط

فال نامہ، علم نجوم، علم جفر کا حکم

سوال: (۱) فال نامہ دیکھنا، دکھانا اور آئندہ حالات معلوم کرنا کرانا اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

(۲) علم نجوم کے ذریعے ہندسوں میں جوابجد وغیرہ کے حساب سے مریض کا نام حاصل کر کے ضرب، تفریق وغیرہ سے مرض وغیرہ کا معلوم کرنا وغیرہ کیسا ہے؟

المستفتی: مولوی گل نورشاہ کلکوٹ دیر کوہستان ...... ۲۵ر شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: (۱) یہ مروجہ فال نکالنا اور نکلوانا حرام ہیں۔ کما فسر به ان تستقسموا بالازلام. ﴿۲﴾

(۲) علم نجوم اور علم جفر دونوں حرام ہیں۔ کما فی الدر المختار والتنجیم والرمل وفی هذا القسم علم الحرف (مقدمه شامی). ﴿۳﴾ فقط

مسئلہ توسل پر مباہلہ

سوال: مباہلہ کے شروط کیا ہیں اور کن صورتوں میں مباہلہ جائز ہے۔ کیا مسئلہ توسل پر مباہلہ جائز ہے؟

المستفتی: نامعلوم ۱۹۷۵ء/۱۰/۱۱

﴿۱﴾ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۳۲۳ جلد ۳ مطلب فی الساحر والزندیق باب المرتد)

﴿۲﴾ قال العلامه آلوسی ان الاستقسام الذی کان یفعله اهل الجاهلیه حرام بلا شبهة کما هو نص الکتاب وان حرمته ناشئة من سوء الاعتقاد وانه لا یخلو عن تشاؤم ولیس بتفاول محض. وان مثل ذلک لیس من الدخول فی علم الغیب اصلا بل هو من باب الدخول فی الظن الخ.

(تفسیر روح المعانی ص ۸۸ جلد ۴ سورة المائدة آیت: ۳)

﴿۳﴾ قال الحصکفی وحراماً .... والتنجیم والرمل قال ابن عابدین هو علم بضروب اشکال من الخطوط النقط بقواعد معلومة تخرج حروفا تجمع ویستخرج جمله داله علی عواقب الامور وقد علمت انه حرام قطعاً.

(الدر المختار مع رد المحتار ص ۳۳ جلد ۱ مقدمه)

الجواب: جو مسائل مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔ ان میں مباہلہ نہیں کرنا چاہئے۔ ان میں حق عند اللہ ہمیں نامعلوم ہے۔ ہر ایک کے حق عند اللہ ہونے کا احتمال موجود ہے۔ اور چونکہ توسل بالصالحین میں اہل سنت والجماعت کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ اس اختلاف کا سنگ بنیاد فرقہ سلفیہ (ابن تیمیہ وغیرہ) نے رکھا ہے۔ لہٰذا اس میں مباہلہ کرنا خلاف قاعدہ نہ ہوگا۔ ﴿۱﴾ البتہ اہل باطل کے ساتھ مباہلہ کرنے کے وقت حق و باطل کی معرفت کا دارو مدار دلائل پر ہوگا نہ کہ ہلاکت وعدم ہلاکت پر۔ وھو الموفق

"مسئلة البیر جحط" کی وضاحت اور کنز الدقائق سے کوئی مسئلہ

سوال: کنز الدقائق سے کوئی مسئلہ لکھ دیں، نیز "مسئلة البیر جحط" کا مطلب اور وضاحت فرماویں۔

المستفتی: نامعلوم ۱۹۷۸ء/۹/۱

الجواب: کنز الدقائق میں لکھا ہے، کہ جو لڑکا مادر زاد مختون ہو۔ تو اس کا ختنہ نہ کیا جائے گا۔ اور مسئلة البیر جحط کا مطلب یہ ہے کہ جو جب ڈھول نکالنے کیلئے کنویں میں غوطہ لگائے، تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی اور کنواں دونوں ناپاک ہیں۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں بر حال خود ہیں، اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پاک ہیں۔ ﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال العلامه آلوسی وذهب النواصب الی ان المباهلة جائزة لاظهار الحق الی الیوم الاانه یمنع فیها ان یحضر الاولاد والنساء، وزعموا رفعهم الله تعالیٰ لاقدراً، وحطهم ولاحط عنهم وزراً ان ماوقع منه ﷺ کان لمجرد الزام الخصم وتبکیته، وانه لایدل علی فضل اولئک الکرام علی نبینا وعلیهم افضل الصلاة واکمل السلام. وانت تعلم ان هذا الزعم ضرب من الهزیان واثر من مس الشیطان.

ولیس یصح فی الاذهان شئ   اذا احتاج النهار الی دلیل

(تفسیر روح المعانی ص۳۰۳ جلد۳ سورة ال عمران آیت: ۶۱)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجیم ومسئلة البئر جحط ای ضابط حکم مسئلة البئر جحط وصورتها جنب انغمس فی البئر للدلو او للتبرد ولانجاسة علی بدنه فعند ابی حنیفة الرجل والماء نجسان وعند ابی یوسف الرجل جنب علی حاله والماء مطهر علی حاله وعند محمد الرجل طاهر والماء طاهر طهور. فالجیم من النجس ...... والحاء من الحال ...... والطاء من الطاهر.

(البحر الرائق ص ۹۷ جلد۱ کتاب الطهارة)

سحر یا جنات کا اثر معلوم کرنے کیلئے عامل کے پاس جانا موجب کفر نہیں

سوال: زید،عمر کے متعلق یہ کہتا ہے۔کہ چھ ماہ پہلے تیرا یہ عقیدہ تھا، کہ عامل یعنی کاہن غیب دان ہے۔اب عام مجالس اور جلسوں میں یہی کہتا ہے کہ عمر کا غیب دانی کا عقیدہ تھا۔ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے۔کہ مسلمان رہا یا نہیں اور نکاح باقی ہے یا نہیں؟ایک شخص فریب ودغابازی کر کے فتویٰ حاصل کرتا ہے،کہ فلاں شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ کاہن یعنی عامل غیب دان ہوتے ہیں۔اوران سے تعویذات وغیرہ لئے ہیں۔توایسے فتویٰ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟اوراگروہ(عمر)واقعی عامل کے ہاں گیا ہو،اور مریض کا وجہ مرض معلوم کیا ہو۔تو پھر کیا بنے گا؟

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۱ء/۱۲/۲۰

الجواب: چونکہ علیم بذات الصدور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔لہٰذا کسی کے متعلق یہ جزم کرنا کہ اس کا یہ عقیدہ ہے،غیب دانی کا دعویٰ ہے۔البتہ اقوال وغیرہا ذرائع سے کسی کا عقیدہ متعین کرنا درست ہے۔اور چونکہ صورت متنازع فیہا میں ایک شخص عامل کے پاس حاضر ہوا ہے۔تاکہ امارات کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ اس بیمار پر سحر ہوا ہے،یا جن کا اثر ہے،یا اور کوئی مرض ہے۔لہٰذا اس شخص پر کفر کا فتویٰ دینا بے اصل اور غلط ہے۔حالانکہ یہ شخص غیب دانی کے عقیدہ سے بے زاری ظاہر کرتا ہے۔نیز غیب دانی کا عقیدہ اگر ثابت ہو جائے تو اس کا نکاح ابتداء امر سے غیر صحیح ہوگا۔تو نکاح کا ختم ہونا بے معنی ہوگا۔پس خلاصہ یہ ہے کہ ایسے محتمل ﴿۱﴾ اور مبہم امر کی وجہ سے کفر کا فتویٰ درست نہیں ہے۔فقط

عورتوں کے مدارس میں درس دینا

سوال: عورتوں کے مدرسوں میں درس دینا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حافظ نوراحمد الدین مردان......۱۹۸۶ء/۱/۲۸

الجواب: اس نازک دور میں اس صنف نازک کو درس دینا فتنہ سے خالی نہیں۔الا ماشذ وندر.وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الحصكفي اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعه (الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۳۱۲ جلد۳ باب المرتد).

کشف القبور کا علم غیر اختیاری امر ہے

سوال: کشف القبور کونسا علم ہے۔ اور کیا یہ سیکھا، یا سکھایا جاتا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہو تو کہاں اور کس سے سیکھا جائے گا۔ اگر اس کا سیکھنا سکھانا جائز ہے، تو کیا یہ علم غیب کے مترادف نہیں ہے؟ جبکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ پس قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب دیکر ذہنی پریشانی سے نجات دلا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی: نامعلوم

الجواب: کشف القبور حق ہے۔ ﴿۱﴾ احادیث اور آثار اور علم الکلام میں اس کا تذکرہ ہوا ہے۔ البتہ یہ ایک غیر اختیاری امر ہے۔ اس وجہ سے اس میں تعلیم جاری نہیں ہوتی ہے۔ نیز یہ ظنی امر ہے۔ اس کو علم الغیب بولنا غلط فہمی اور ناواقفی ہے۔ وھو الموفق

تبلیغ دین کی نیت سے انگریزی سکولوں میں بچوں کو پڑھانا اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے

سوال: انگلش میڈیم سکول (جو اکثر انگریزوں کی مشنری ادارے ہیں) جس میں انگریزی سیکھنے کا بہتر انتظام کے ساتھ ساتھ گرمیوں میں نیکر جو گھٹنوں سے چار انگلی اوپر، سردیوں میں کوٹ پتلون، ٹائی اور ننگے سر جانا بچوں پر لازم ہے۔ دوپہر کی روٹی بچوں پر سکول میں مخصوص طریقے سے کھلانا وغیرہ ہوتا ہے۔ ایسے سکولوں میں اپنا بچہ نیک نیت سے داخل کرنا تاکہ بچہ انگریزی اچھی طرح سیکھ کر انگریزی میں انگریزوں کو تبلیغ دین کر سکے۔ اور یہ اور بات ہے۔ کہ بچہ بڑا ہو جائے اور قابو سے نکل کر انگریزی طبیعت پر زندگی گزارنا شروع کرے، تو اس نیک نیت سے یہ کام کرنا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: گل احمد، سید احمد بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی..... ۱۹۶۹ء

الجواب: اسلام کا تبلیغ وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کو اسلام کے متعلق کافی معلومات ہوں۔ اور ان پر

قال الملا علی قاری و هذا الحدیث مثل قوله علیه الصلواة والسلام لو علمتم ما اعلم بضحکتم و لبکیتم کثیرا . و فیه ان الکشف بحسب الطاقة ومن کوشف بمالا یسعه یطیح و یهلک (مرقاة المفاتیح شرح مشکواة ص ۳۴۲ جلد ۱ کتاب الایمان)

اس شخص کا یقین محکم ہو، اور اس کے مخالف کیلئے قلب میں کافی نفرت موجود ہو، اور تجربہ سے یہ ثابت ہے، کہ جب ایک بچہ ایسے ماحول میں تربیت حاصل کرے، تو نہ اس کے پاس اسلامی معلومات ہوتے ہیں، اور نہ وہ یقین کا مالک ہوتا ہے۔ اور نہ اس کے دل میں انگریزوں سے نفرت ہوتی ہے۔ بلکہ ان سے متأثر ہوتا ہے۔ تو اس پر خود انگریز اور کافر بننے کا خطرہ ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ یہ اسلام کا مبلغ بنے۔ اس ارادہ سے بچوں کو داخل کرنے والا اپنے فسق وفجور پر پردہ ڈالتا ہے۔ ورنہ وہ داخلہ اس ارادہ سے کرتا ہے کہ عمدہ ملازمت ملے۔

(اللهم اعذنا من تسويدات الشياطين) وهو الموفق

سکول کے ریاضی میں سود کے سوالات پڑھانا

سوال: سکولوں میں ریاضی کے نصاب میں سود کے سوالات بھی شامل ہیں۔ جو طلباء کو سکھانا پڑتا ہے۔ تو کیا اس کا پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالحمید ایس، وی چودھواں، ڈیرہ اسماعیل خان ..... دسمبر ۱۹۶۹ء

الجواب: اگر نوکری کی بقاء اس پر موقوف نہ ہو، تو نہ سکھائے۔ ورنہ سکھلا کر یہ روزمرہ کہہ دیا کرے کہ اس حساب سے سود میں کام لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی قرض ادا کرتے وقت جس جگہ کہ اس کی شرط یا عرف نہ ہو، خوشی سے کہدے کہ میں تمہارے احسان کے عوض احسان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ فیصدی اس قدر کے حساب سے تم کو ہدیہ کردوں، اس کو اس سے کام لینا جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۶۶ جلد ۴) **وهو الموفق**

عالم کیلئے ضروری کتب خانہ

سوال: ایک عالم دین کیلئے کم از کم حدیث فقہ اور فتویٰ میں کونسی کتابیں ضروری ہیں، کہ اس کے ساتھ ہوں؟

المستفتی: مثل زادہ ترلاندی ضلع مردان ..... ۲۴ ر صفر ۱۳۸۹ء

الجواب: کم از کم مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف، ﴿۱﴾ ہدایہ اور سراجی۔

﴿۱﴾ قال الامام ولى الله الدهلوى بل يكفى من علم الكتاب ان يكون قد ضبط تفسير المدارك او الجلالين او غيرهما .... ومن السنة ان يكون قدضبط وحقق مثل كتاب المصابيح وعرف معانيه وشرح غريبه واعراب مشكله وتأويل معضله على راى الفقهاء.

(القول الجميل للامام ولى الله الدهلوى ص ۲۰)

لڑکیوں کی تعلیم پر استدلال حدیث اور موجودہ تعلیمی ادارے

سوال: موجودہ زمانے میں گرلز سکولوں اور کالجوں میں غیر مخلوط جو تعلیم دی جاتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ بعض خواص اس تعلیم کے قائل اور عامل بھی ہیں۔ اور ابوداؤد شریف کے ایک حدیث سے استدلال کر رہے ہیں۔ غالباً اس کے الفاظ کچھ یوں ہوں گے، الفلانية علمت عائشة رضى الله عنها۔ آپ کی نظروں سے یہ روایت مخفی نہ ہوگی فی الحال مجھے مستحضر نہیں ہے۔ تو کیا اس روایت سے استدلال موجودہ تعلیم نسواں پر درست ہے؟ امید ہے کہ تعلیم نسواں کے موجودہ طریق کار اور اس کے مالها وما عليها آثار وسنن کی روشنی میں جواب سے مطمئن فرمائیں گے۔

المستفتی: میاں خلیل گل فاضل خیر المدارس، زیارت کا کا صاحب...... ۲۴؍ جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: واضح رہے کہ حدیث علمي حفصة رقية النملة كما علمتها الكتاب (رواه ابوداؤد والحاكم صححه) بظاهر حديث لا تعلموهن الكتابة (رواه البيهقى فى شعب الايمان) سے معارض ہے۔ فقال بعض الناس ان الحكم هى الحرمة والجواز مخصوص بالازواج المطهرات وقيل ان المحرم ضعيف ضعفه السيوطى والجواز غير مخصوص بالازواج المطهرات لان الخصائص لايثبت بالاحتمال وهو المختار عند العلامة اللكهنوى ويؤيده على ورودالا نكار على من كن تعلمنها كما لا يخفى على من راجع الى مجموعة الفتاوى ص ۱۱۰، ۱۱۱ جلد ۱ فالراجح هو جواز تعلم الكتابة والاصل ان كل مباح يتدرع به الى الحرام جزما او حزما فيكون حراماً .والتجربة شاهدة على فساد دينهن فى تلك المجامع الا ما شذ وندر وبالجمله ان تعلم الكتابة وغيرها للنساء جائز لكن لا فى تلك المجامع الجامعة للفسادات المشاهدة. ﴿۱﴾ فقط

﴿۱﴾ ترجمہ: تو بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا حکم حرمت کا ہے۔ اور جواز ازواج مطہرات سے مخصوص ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ منع والی حدیث ضعیف ہے، جس کو علامہ سیوطی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور جواز کا حکم ازواج مطہرات سے مخصوص نہیں ہے۔ کیونکہ خصوصیات احتمال سے ثابت نہیں ہوتے۔ اور علامہ عبدالحی لکھنوی کے نزدیک یہی مختار ہے۔ پس تعلیم کتابت کا جواز راجح ہے اور اس میں اصل یہ ہے کہ ہر مباح جو حرام کو جزماً یا حزماً کرتا ہو تو وہ حرام ہوتا ہے۔ اور موجودہ کالجوں اور سکولوں میں ان کی دین کے فساد پر تجربہ شاہد ہے، الا ما شذ وندر۔ پس خلاصہ یہ کہ کتابت وغیرہ کی تعلیم عورتوں کیلئے جائز ہے لیکن موجودہ تعلیمی اداروں میں فسادات کے مشاہدہ کی وجہ سے جائز نہیں۔ (وہاب)

شاگرد کو قرآن سنانے سے شاگرد استاد نہیں بن سکتا

سوال: ایک استاد حافظ قرآن اپنے شاگرد کو بوجہ اپنے شک نکالنے کے قرآن پاک سناتا ہے۔ کیا اس استاد پر اس شاگرد کے حقوق وغیرہ مثل استاد کے لازم ہوتے ہیں، یا نہیں؟ نیز اگر استاد اس شاگرد کے ادب کا لحاظ کرے۔ تو اس کی تعلیمی حالت خراب ہو جاتی ہے، تو اس صورت کا حل کیا ہے؟

المستفتی: قاری محمد خان اچھڑیاں ...... ۱۰ر دسمبر ۷۴ ۱۹ء

الجواب: اس نوعیت کے سنانے سے استادی شاگردی ثابت نہیں ہوتی ہے۔ کما فی مراجعة جبرئيل عليه السلام مع النبی ﷺ فی رمضان.

لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ

سوال: (۱) اگر زنانہ سکولوں میں اس لئے تعلیم حاصل کریں تاکہ ڈاکٹر یا نرس بن جائیں، کیونکہ عورتوں کی معالجہ میں ان کی خدمت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

(۲) اگر عورت اسلئے تعلیم حاصل کریں، تاکہ گھر کا ماحول درست رکھا کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ مڈل یا میٹرک کرے، مگر تعلیم کو ذریعہ معاش نہ بنائے۔ تو ایسا کرنا کسطرح ہے؟

(۳) سکول کو جو لڑکیاں آتی جاتی ہیں، اور اسلام پردے کا حکم دیتا ہے۔ تو اس صورت کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

(۴) اگر ایک شخص اپنے گھر میں بہن بیٹیوں کو پڑھایا کریں، جسمیں دینیات، جغرافیہ، حساب، انگریزی، تاریخ وغیرہ ہوں، تو کیا اسلام میں اس کی ممانعت ہوگی؟ (۵) ہماری ایک لڑکی نے سکول میں مڈل پاس کیا ہے، اب گھر میں، بخاری، مسلم، قرآن مجید مترجم کا شوق سے مطالعہ کر رہی ہے۔ اور دیگران کو بھی تعلیم دیتی ہے اور گھر کا کام کاج بھی کرتی ہے۔ تو ایسی تعلیم جس میں انگریزی کا بھی دخل ہو، کیسا ہے؟ (۶) اگر کوئی لڑکی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم بھی جاری رکھے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟ (۷) ہمیں دراصل انگریزوں سے نفرت ہے، یا انگریزی سے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: توکل خان پاڑہ چنار...... ۱۹۷۵ء/۱/۳۰

الجواب: محترم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ عورتوں کیلئے تعلیم حاصل کرنا یا ڈاکٹر بننا وغیرہ بذات خود نا جائز نہیں ہے۔ البتہ ان میں بے پردگی، بے باکی، بے دینی وغیرہ مفاسد کی وجہ سے ان کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ پس اگر گھر وغیرہ میں انگریزی وغیرہ کے پڑھائی کا انتظام ہو سکے۔ تو اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ اور جو لڑکی سکول میں تعلیم انگریزی وغیرہ کی حاصل کرے۔ اور ان مذکورہ بالا مفاسد سے بچے، تو جزوی طور سے اسکو جائز کہا جائے گا۔ درحقیقت اسلام کفار کی تہذیب اپنانے کا مخالف ہے۔ تعلیم و تعلم سے مخالف نہیں ہے۔

تبلیغ تا روز قیامت کیا جائے گا

سوال: زید کہتا ہے۔ کہ تبلیغ ہر مسلمان پر اور بالخصوص اوامر و نواہی میں ضروری ہے۔ اور بکر کہتا ہے کہ اب تبلیغ کا فریضہ ساقط ہے۔ کیونکہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی خصوصیت تھی۔ امت پر یہ ذمہ داری نہیں ہے۔ تو اس میں کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ مہمند ایجنسی...... ۳۰ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: بلغوا عني ولو آية ﴿۱﴾ وغیرہ نصوص کے بنا پر تبلیغ تا روز قیامت باقی ہے۔ فقط

وہابیت، پنج پیریت اور مودودیت کے حامل شخص کو استاد بنانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ وہابی، پنج پیری اور مودودی عقائد رکھنے والے شخص کو استاد بنانا کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عبداللہ مدرسہ منبع العلوم میرانشاہ...... ۱۶/ صفر ۱۴۰۹ھ

الجواب: ان سے دنیاوی تعلق رکھنا ممنوع نہیں ہے۔ البتہ انکو استاد بنانا فتنہ سے خالی نہیں ہیں۔ ﴿۲﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (رواہ البخاری (مشکواۃ المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ کتاب العلم)

﴿۲﴾ قال الامام شاہ ولی اللہ الدهلوی: ان لا یصحب جهال الصوفية ولا جهال (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)المتعبدين ولا المتقشفة من الفقهاء ولا الظاهرية من المحدثين ولا الغلاة من اصحاب المعقول والكلام بل يكون عالماً صوفيا زاهداً في الدنيا دائم التوجه الى الله منصبغاً بالاحوال العلية راغبافي السنة متتبعاً لحديث رسول الله ﷺ واثار الصحابة طالباً لشرحها و بيانها من كلام الفقهاء المحققين المآئلين الى الحديث عن النظر و اصحاب العقائد الماخوذة من السنة الناظرين في الدليل العقلي تبرعاً .الخ

(القول الجميل ص ۱۵۸ اداب العالم الربانی)

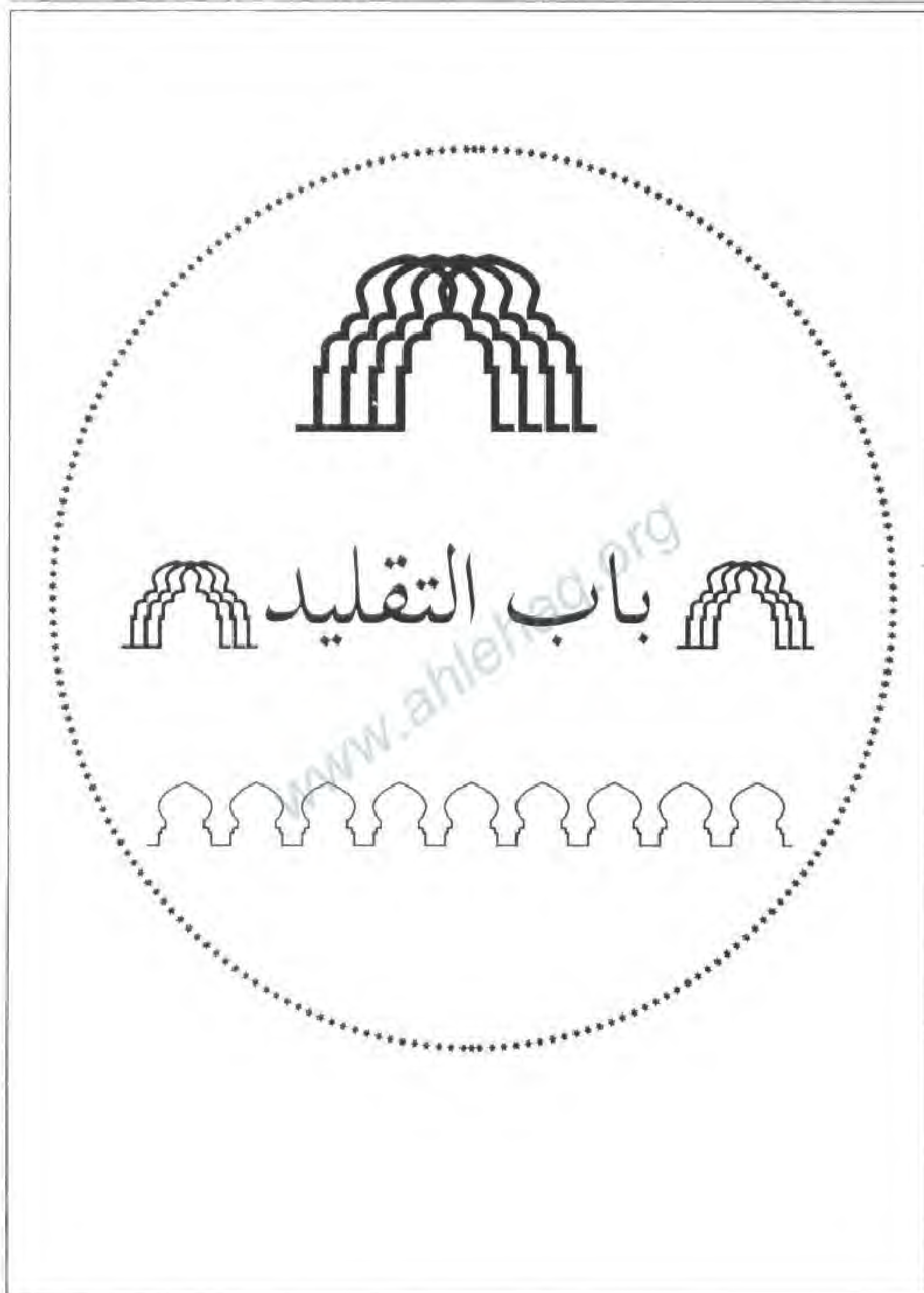
قال اللّٰه تعالیٰ

ولو ردوه الی الرسول

والیٰ اولی الامر منهم

لعلمه الذین یستنبطونه

منهم ط الایة


باب التقليد

باب التقلید

عقیدہ اہلسنت والجماعت کا رکھنا ضروری ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عقیدہ اہلسنت والجماعت کے موافق رکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟ یا کہ عقیدہ جو بھی ہو جواب سے نوازیں؟

المستفتی : قائم دین ڈھوک زمان میانوالی ۔۔۔۔۔ ۱۹۷۸ء/۷/۲۳

الجواب: عقیدہ اہلسنت والجماعت کا رکھنا ضروری ہے ﴿۱﴾ البتہ فرقہ سلفیہ کی تشددات سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ابن تیمیہ، ابن قیم، محمد بن عبدالوہاب جو کہ فرقہ سلفیہ کے سربراہ ہیں کے تفردات سے اہل سنت والجماعت نفرت کرتے ہیں۔

صرف اہل سنت والجماعت کا مذہب حق ہے

سوال : کیا دنیا میں صرف اہل سنت والجماعت کا مذہب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں قابل قبول ہے یا اور کوئی مذہب بھی ہے۔ وہابی مذہب اور حنفی مذہب کی پوری طور پر وضاحت فرما کر مشکور فرماویں۔

المستفتی : ۔۔۔۔۔ نامعلوم

الجواب: حق صرف یہ ایک مذہب ہے۔ یعنی اہل سنت والجماعت **و هم متبعوا الائمة الاربعة و اهل الحديث الغير الغلاة**. اور وہ وہابی لوگ جو محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں خوارج میں داخل ہیں اور مبتدع ہیں ﴿۲﴾ (شامی ص ۳۳۹ جلد ۳ باب البغاۃ) اور جو اہل حدیث غلاۃ ہیں تقلید کو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ ائمہ کو اصنام اور ارباب کہتے ہیں تو وہ بھی مبتدع ہیں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ عن العرباض بن ساريه قال صلى بنا رسول الله ﷺ ۔۔۔۔ فقال ۔۔۔۔ فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور ۔۔۔۔ الخ الحديث . وعن عبدالله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ وتفترق امتى على ثلث وسبعين ملة كلهم فى النار الاملة واحدة قالوا من هى يارسول الله قال ما انا عليه واصحابى . وفى رواية احمد وابى داؤد عن معاوية ثنتان وسبعون فى النار وواحدة فى الجنة وهى الجماعة وانه سيخرج فى امتى اقوام تتجارى بهم تلك الاهواء كما يتجارى الكلب بصاحبه لايبقى منه عرق ولا مفصل الادخله (مشكوٰة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مقلد کا دوسرے امام کی رائے پر چلنا

سوال : اگر کوئی شخص کسی ایک امام کی تقلید کرے تو اس کیلئے دوسرے امام کی رائے پر چلنے کا جواز ہے یا نہیں؟

المستفتی: سیف الرحمن پشاور یونیورسٹی ۱۹۶۹ء/۲/۹

الجواب: فقہائے کرام نے لکھا ہے۔ کہ جو شخص مقلد شخصی نہ ہو۔ اور مقلدین اور ائمہ کو برا نہ کہتا ہو تو یہ غیر مقلد غیر غالی اہل سنت والجماعت میں داخل ہے اور یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اتباع ہوئی کی وجہ سے دوسرے امام کا متبع ہونا نا جائز ہے۔ اور آسان حکم کے اتباع کے بناپر مختلف فیہ ہے۔ اور اہل (اہل اجتہاد) کیلئے قوت دلیل نیز ضرورت کے وقت بلاتقلید جائز ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

تقلید واجب لغیرہ ہے

سوال :(۱) فخر الاماثل والاقران قدوة السالکین والعارفین جناب شیخ الحدیث صاحب مد ظلہ چہ میفر مایند آن حضرات در بارہ شخصے کہ از مذاہب اربعہ ہر یکے کہ بطبعیت او موافق باشد معمول گرداند

(بقیہ حاشیہ) کانوا ینتحلون مذهب الحنابلہ لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستبا حوابذلک قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتیٰ کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین ...... وحکم الخوارج عند جمهور الفقهاء والمحدثین حکم البغاة وذهب بعض المحدثین الیٰ کفرهم قال ابن المنذر ولااعلم احداً وافق اهل الحدیث علی تکفیرهم ...... ذکر فی المحیط ان بعض الفقهاء لا یکفر احداً من اهل البدع الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۳۹ جلد ۳ مطلب فی اتباع عبدالوهاب الخوارج فی زماننا باب المرتد)

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ولوان رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له کان محموداً ما جوراً اما انتقال غیره من غیر دلیل بل لما یرغب من غرض الدنیا وشهوتها فهو المذموم والا ثم المستوجب للتادیب والتعزیر لا رتکابه المنکر فی الدین واستخفافه بدینه ومذهبه ...... وفی اخر التحریر للمحقق ابن الهمام مسئلة لا یرجع فیما قلد فیه ای عمل به اتفاقا وهل یقلد غیره فی غیر المختار نعم للقطع بانهم کانوا یستفتون مرة واحدة و مرة غیره غیر ملتزمین مفتیا واحداً فلو التزم مذهبا معینا کابی حنیفة والشافعی فقیل یلزم لاوقیل مثل من لم یلتزم وهو الغالب علی الظن لعدم مایوجبه شرعاً ...... لیس للعامی ان یتحول من مذهب الی مذهب ویستوی فیه الحنفی والشافعی.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب فی ما اذاارتحل الی غیر مذهبه)

وازعلوم وفنون کلیۃ ماہر نبود یا بود؟ (۲) آنحضرت در بارہ تقلید دلائل از کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ تحریر فرمائے کہ تقلید را درجہ وجوب است یا سنت یا استحباب یا نہ برائے شخص خواہ عالم باشد یا جاہل؟ بینوا و توجروا

المستفتی: مولوی رحمان الدین شمسی خان تالاش دیر پایئں

الجواب: (۱) برائے اہل (اہل اجتہاد) جائز است ورنہ در اتباع ہوی داخل است۔ ﴿۱﴾

(۲) قال الله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. ﴿۲﴾ واطلاق الکتاب یشمل السوال عن الواحد فی الکل کما لا یابی عن شمول السوال عن الغیر المعین و یدل علی الجواز وقوع ذلک فی خیر القرون من غیر نکیر ثم هو واجب لغیره وان کان مستحباً فی نفسه. ﴿۳﴾

ضرورت کے وقت غیر مذہب ومسلک پر فتویٰ دینا

سوال: الی حضرت العالیة المحترم شیخ الحدیث مفتی صاحب دامت برکاتهم.

اما بعد هل یجوز لنا ان نفتی علی مذهب غیر امامنا ابا حنیفة ام لا ؟ وان جاز ففی ای موضع یجوز و فی ای موضع لا یجوز ؟ فقط والسلام

المستفتی: سید صفوۃ اللہ بلوچستانی متعلم حقانیہ اکوڑہ خٹک

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ولو کان رجلاً بریٔ من مذهبه باجتهاد وضح له کان محموداً ماجوراً اما انتقال غیره من غیر دلیل بل لما یرغب من عرض الدنیا و شهوتها فهوا لمذموم الاٰثم المستوجب للتادیب والتعزیر لارتکابه المنکر فی الدین و استخفافه بدینه و مذهبه الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۰۹ جلد ۳ قبیل مطلب العامی لامذهب له)

﴿۲﴾ (پ: ۱۴ سورة النحل رکوع: ۱۲ آیت: ۴۳)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین عن الفتاوی النسفیة الثبات علی مذهب ابی حنیفة خیر واولیٰ قال وهذه الکلمة اقرب الی الالفة قال شارحه المحقق ابن امیر حاج بل الدلیل الشرعی اقتضی العمل بقول المجتهد وتقلیده فیه فیما احتاج الیه وهو فاسئلوا اهل الذکر والسوال انما یتحقق عند طلب حکم الحادثة المعینة فاذاثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به واما التزامه فلم یثبت من السمع اعتباره ملزماً الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب فیما اذا ارتحل الی غیر مذهبه باب التعزیر)

الجواب: قلت بتو فیقہ نعم جاز الافتاء والقضاء بمذھب الغیر عند الضرورۃ﴿۱﴾ قال العلامۃ الشامی فی ردالمحتار ص ۲۳۹ جلد ۴ و فی جامع الفصو لین قد اضطرب آراء ھم و بیانھم فی مسائل الحکم للغائب و علیہ و لم یصف و لم ینقل عنھم اصل قوی ظاھر یبنی علیہ الفروع بلا اضطراب ولا اشکال فا لظاھر عندی ان یتأمل فی الوقائع و یحتا ط ویلا حظ الحرج والضرورات فیفتی بحسبھا جوازاً و فسادا (الی ان قال) دفعا للحرج والضرورات و صیانۃ للحقو ق عن الضیا ع مع انہ مجتھد فیہ ذھب الیہ الائمۃ الثلثۃ الخ و فی المجلد الثالث ص ۴۵۲﴿۲﴾ عن القھستانی لو افتی بہ (مذھب احمد) و فی موضع الضرورۃ لا بأس بہ علی ما اظن . فقط

مذاہب اربعہ کا حصر امر تکوینی ہے تشریعی نہیں

سوال: نرجوا منکم ان ترسلوا الینا دلیل حصر المذاھب الاربعۃ و اثبات الطرق الاربعۃ و تقلید ھا وغیرھا رد اعلی غیر المقلدین و سائر فرق الضالین و المضلین .

المستفتی: مولوی عماد الدین حرکت انقلاب اسلامی افغانستان ۷/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: الحصر فی المذاھب الاربعۃ امر تکوینی .لیس امراً شرعیاً حتی تقیم علیہ الدلائل . نعم تعامل خوا ص الامۃ وقع علی التقلید الشخصی لا سیما علی تقلید الائمۃ

﴿۱﴾ قال فی البشری لارباب الفتوی اعلم انہ لایجوز الحکم والافتاء بالقول المرجوح و بمذھب سائر الائمۃ الا فی ثلاثۃ مواضع الاول عند الضرورۃ دون التشھی والتلھی فانہ حرام کما حرم الحکم الملفق الخارق للاجماع فی عمل واحد کالحکم بصحۃ وضوء من ترک الترتیب والثانی انہ جاز الافتاء بالمرجوح و بمذھب سائر الائمۃ عند صحۃ الحدیث فیہ ای عند کون الحدیث المخالف ثابتاً سنداً و متنا غیر منسوخ و غیر معلول و غیر معارض بحدیث آخر والثالث انہ جاز الافتاء بالمرجوح و غیرہ عند تبدل العرف کما فی معین الحکام عن القرافی الخ (البشری لارباب الفتوی ص ۱۵، ۱۶، ۱۷ الفصل السادس) (و ھکذا فی شرح عقود رسم المفتی لابن عابدین الشامی)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۳۷۷ جلد ۴ مطلب المسائل التی یکون القضاء فیھا علی الحاضر الخ)

الاربعة واما للطرق فلا ینحصر فی الاربعة لا شرعاً ولا تکوینا ولا تعاملاً .وھو الموفق﴿۱﴾

اس دور میں کسی کو مذہب سے رجوع جائز نہیں

سوال: رجوع از مذہب احناف چہ حکم دارد؟

المستفتی: قاری حافظ شریف احمد حنفی مہاجر پشاور ۔ ۲۳/۹/۱۹۸۹ء

الجواب شخصے کہ مقلد یکے از ائمہ اربعہ باشد و رجوع بعدم تقلید کند لائق تعزیر است۔ البتہ شخص محقق کہ اھل فھم و نقد (صاحب اجتہاد) باشد رجوع بہ مذہب امام کردہ مے شود﴿۲﴾ لیکن این نوع مثل عنقا مفقود ست ۔

غیر مجتہد کا تقلید سے انکار جہل مرکب ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس شخص کے بارے میں جو مسالک اربعہ کو حق جانتا ہو۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہو کہ ان میں سے کسی کی بھی تقلید ضروری نہیں بلکہ جو کچھ قرآن وحدیث میں سامنے آجائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: زاہد قادر متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۔۔۔۔ ۱۵/۵/۱۹۹۰ء

﴿۱﴾ قال الشیخ مفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتھم : تقلید شخصی خیر القرون میں بلا نکیر موجود تھا۔ ائمہ اربعہ کی زندگی میں ان کی تقلید کی جاتی تھی۔ تو یہ منکر نہیں ہوگا۔ اور تقلید شخصی پر سلفا خلفا تعامل رہا ہے ۔ تو یہ حسن ہوگا۔ لحدیث ما راه المؤمنون حسناً فھو عند الله حسن .رواه المحدثون موقوفاً علی ابن مسعود وجعله الامام محمد مرفوعاً فی بلاغاته ۔ اور پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں .اتبعوا السواد الاعظم (رواه ابن ماجة) اور سواد اعظم خواص امت مثلاً محدثین، مفسرین، فقہاء، شارحین احادیث اور مصلحین، مقلدین تھے تقلید شخصی کے ساتھ۔

(مقالات ص ۳۰ تتمه مسئله تقلید)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ولو ان رجلاً برئ من مذھبه باجتھاد وضح له کان محموداً ماجوراً اما انتقال غیره من غیر دلیل بل لما یرغب من غرض الدنیا و شھوتھا فھو المذموم الآثم المستوجب للتادیب و التعزیر لارتکابه فی الدین و استخفافه بدینه و مذھبه .

(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۰۹ جلد ۳ مطلب فیما اذا ارتحل الیٰ غیر مذھبه)

الجواب: یہ شخص اگر درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو۔ تو جاہل مرکب ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

موجودہ دور کے غیر مقلدین کو مسجد و مدرسہ کیلئے جگہ دینا ائمہ دین کے سب وشتم کا اڈہ بنانا ہے

سوال: ہمارے علاقے میں چند سالوں سے دو آدمی غیر مقلد ہو چکے ہیں یہ لوگ عام لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات ڈالتے ہیں تقلید کی مذمت اور شر وفساد پھیلاتے ہیں اب یہی لوگ احناف کی اس بستی میں ایک الگ مسجد کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں تو حنفیت کو چھوڑ کر غیر مقلد بننا از روئے شریعت کیسا ہے۔ اور مقلدین کی بستی میں غیر مقلدین کا مسجد و مدرسہ بنانا کیا حکم رکھتا ہے؟

المستفتی: مولانا عبدالوہاب گندف صوابی مردان ڈویژن۔۔۔۔ ۲۲ ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ لوگ اہل حدیث نہیں ہیں یہ شر القرون کے بے لگام لوگوں کے مقلدین ہیں اور بدتر مقلدین ہیں۔ یہ لوگ سواد اعظم سے خارج ہونے کے باوجود سواد اعظم کو ملامت کرتے ہیں بہر حال ان کو مسجد یا مدرسہ کیلئے جگہ دینا سواد اعظم اور ائمہ دین کے سب وشتم کا اڈہ بنانا ہے۔ ﴿۲﴾ و ھو الموفق

بغیر کسی وجہ مذہب احناف ترک کرنا لائق تعذیر ہے

سوال: یک مسلمان وحنفی مذہب کہ بتوسط دینار و درہم مذہب خود را ترک میکند از خطر خود در او ہابی جور میکند۔ آں شخص چہ حکم دارند۔ آن واقعہ در کیمپ ہائے مہاجرین افغانستان اکنون واقع است۔ چہ حکم دارند؟ بینوا وتوجروا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قلت و ایضا قالوا العامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه و علله فی شرح التحریر بان المذهب انما یکون لمن له نوع و نظر و استدلال و بصر بالمذاهب علی حسبه اولمن قرأ کتابا فی فروع ذلک المذهب و عرف فتاویٰ امامه و اقواله واما غیره ممن قال انا حنفی لم یصر کذلک بمجرد القول کقوله انا فقیه او نحوی ..... یدل لذلک ما فی القنیه رامز البعض کتب المذهب لیس للعامی ان یتحول من ذهب الیٰ مذهب و یستوی فیه الحنفی والشافعی . (ردالمحتار ص ۲۰۹ باب التعزیر مطلب العامی لامذهب له)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین قوله ارتحل الی مذهب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحا له لا لغرض محمود شرعاً لما فی التاتر خانیه حکی ان رجل من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوز جانی فابی الا ان یترک مذهبه فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ما سئل من هذه واطرق رأسه النکاح جائز ولکن اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده وترکه لاجل جیفة منتنة ولو ان رجلاً بریٔ من مذهبه باجتهاد وضح له کان محمودا ماجوراً اما انتقال غیره من غیر دلیل بل لمایرغب من عرض الدنیا وشهوتها فهو المذموم الا ثم المستوجب للتادیب التعذیر لارتکابه المنکر فی الدین واستخفافه بدینه ومذهبه قلت وایضاً قالوا العامی لامذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه، وعلله فی شرح التحریر بان المذهب انما یکون لمن له نوع نظر واستدلال وبصر بالمذاهب، علی حسبه الخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۲۰۹ جلد ۳ باب التعزیر)

المستفتی: باز محمد مہاجر افغانستان ۔۔۔ ۱۹۸۶ء/۱۲/۲۴

الجواب: شخصے کہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ترک کند لائق تعزیر است۔ خصوصاً کہ برائے حصول مال باشد۔ کما فی شرح تنویر مع ردالمحتار ص ۲۶۳ جلد ۳ ارتحل الیٰ مذهب الشافعی یعزر ای اذا کان ارتحاله لالغرض محمود شرعاً لما فی التاتر خانیه حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوز جانی فابی الا ان یترک مذهبه فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحطاط و نحو ذلک فاجابه فزوجه فقال الشیخ بعد ماسئل عن هذه واطرق رأسه النکاح جائز ولکن اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده و ترکه لاجل جیفة منتنة ۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

تقلید واجب لغیرہ ہے امام ابوحنیفہ محدث کبیر تھے

سوال: (۱) مسئلہ تقلید ثابت است یا نہ (۲) اقرار شدند امام اعظم ستره (۱۷) احادیث یادداشت است ایں موضوع حقیقت دارد یا نہ؟

المستفتی: محمد ولی ترکستانی افغانستان ۔۔۔ ۱۹۸۵ء/۱۰/۱۳

الجواب: تقلید شخصی خصوصاً برائے عوام لازم وواجب لغیرہ است ﴿۲﴾ وامام ابوحنیفہ محدث کبیر بود استدلال از حدیث وجواب احادیث خصم بغیر از محدث کبیر کردہ نمے شود ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار ص ۲۰۸ جلد ۳ مطلب فی ما اذا ارتحل الی غیر مذهبه باب التعزیر)

﴿۲﴾ قال الله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (النساء) تقلید شخصی خیرالقرون میں موجود تھی بلا نکیر۔ اس پر مسلمانوں کا تعامل رہا ہے۔ تو یہ حسن ہوگا۔ لحدیث ماراٰه المومنون حسنا فهو عند الله حسن ۔رواه المحدثون موقوفا علی ابن مسعود وجعله الامام محمد مرفوعا فی بلاغاته ۔ حجت قرآن وحدیث ہیں۔ اور ائمہ وحی کی عبارت ،اشارت ،دلالت ،اقتضاء اور اعتبار کے شارحین ہیں شارعین نہیں ۔اساتذہ ہیں ارباب نہیں. والتفصیل فی المقالات للشیخ محمد فرید دامت برکاتهم.

﴿۳﴾ امام ابوحنیفہ حدیث کو حدیث کی وجہ سے چھوڑتے ہیں نہ رائے کی وجہ سے ایسی کوئی مثال بھی کوئی نہیں پیش کرسکتا۔ جس میں امام صاحب نے رائے کی وجہ سے حدیث چھوڑ دیا ہو. والدلیل علی کونه محدثا کبیراً المسند للامام اعظم ،واما یقولون المخالفین ان الاحادیث الامام الاعظم لیس بموجود فی البخاری والمسلم .فنقول ان الحجة حدیث ثابت لاالبخاری والمسلم فهم لیس باهل الحدیث بل هم اهل البخاری .واماالمقولةبان الصحیح البخاری اصح الکتب بعد کتاب الله فهذه المقولة ۔۔ القرآن ولافی الحدیث ولا فی خیر القرون لکن قالها احد فی شر القرون . (والتفصیل فی المقالات للشیخ محمد فرید دامت برکاتهم) (از مرتب)

چار مذاہب میں حصر تکوینی ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو بالکل چار مذاہب سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مذاہب کہاں سے آئے ہیں۔ اب آپ کے خدمت میں عرض ہے کہ ان چار مذاہب کا ثبوت بیان کر کے مشکور فرماویں؟

المستفتی: مولانا سراج الدین مدین سوات ۸/فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: قرآن وحدیث میں تمام احکام عبارۃ اور صراحۃ مذکور ہیں بعض کو حکیم مطلق نے اشارۃ وغیرہ ذکر کئے ہیں تاکہ اعتبار اور رائے کی گنجائش رہے۔ اور ورثۃ الانبیاء کو جہد و اجتہاد کا موقع ملے۔ اور امت کو مشقت سے چھٹکارا ملے۔ بہر حال صحابہ رضی اللہ عنہم نے مقام رائے میں اپنے آراء کا اظہار کیا۔ اور ان آراء میں سے ائمہ مجتہدین نے انتخاب کیا۔ تکوینی طور پر ان میں سے چار کے آراء عالمگیر ہوئے اور باقی یا ختم ہوئے یا ان کے پیرو بہت کم رہ گئے۔ خلاصہ یہ کہ ان چار مذاہب میں انحصار ایک تکوینی امر ہے۔ اور ممکن ہے کہ تعامل امت اور خواص کے استحسان کی وجہ سے تشریعی امر ہو۔ و هو الموفق

اکابرین دیوبند کے درمیان اختلاف ترجیح یا توجیہ میں ہوتا ہے اصول میں نہیں

سوال: علماء دیوبند جن کو علماء حق کہا جاتا ہے باوجود ایک مسلک پر متفق ہونے کے پھر بھی بعض بعض سے اختلاف رکھتے ہیں مثلاً حیات وغیرہ میں۔ تو یہ اختلاف کیوں ہے اور ان میں ہم کس کا مانیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: صوفی لعل خان ۱۹۷۰ء/۵/۲

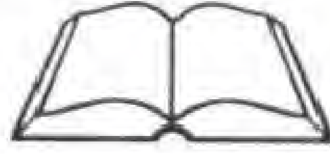
الجواب: واضح رہے کہ تمام اکابرین دیوبند کا مسلک ایک ہے۔ وھو مسلک اھل السنة والجماعة. البتہ بعض ایسے مسائل جو کہ قدیم سے مختلف فیہ ہیں مثل سماع موتی اور یا بالکل جدید مسائل ہیں مثل مسئلہ صلاۃ بالہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) ورد السلام عند الاستبراء۔ تو ایسے مسائل میں اختلاف درحقیقت ترجیح اور توجیہ میں اختلاف ہے جو کہ بہر حال مسلک اہل السنت والجماعت سے متصادم نہیں۔

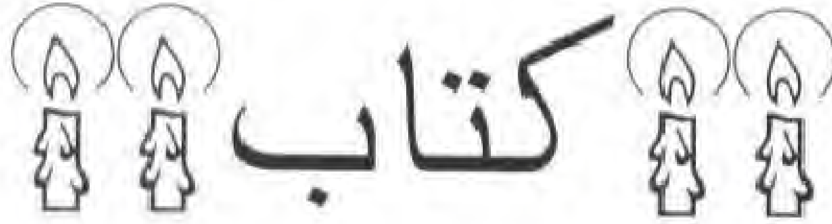
اور چونکہ مسلک حیات جسمانی کا مسئلہ دونوں کے نزدیک ثابت ہے ﴿۱﴾ و هی من الضروریات۔ لہٰذا اس کی کیفیت میں اختلاف نہیں ہے۔ لانها من النظریات و اکثر الاکابر قائلون بالاولی و هو المؤید بروایات اوردها البیهقی فی رسالته فلیراجع . وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه محمد قاسم النانوتوی۔ بالفعل گوش نہادن یہ بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں غور و تامل کیجئے۔ تو ارباب اذہان متوسط کو بھی نسبت بقاء حیات خصائص و خواص مذکور کے باعث انشراح خاطر ہوتا ہے اس معمہ کی شرح یہ ہے۔ کہ جیسے اختلاف اوضاع ایسی ہی سلامت اجساد انبیاء علیہم السلام علی الدوام اور حرمت ابدی نکاح ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین اور عدم توریث انبیاء علیہم السلام سے ذہن ارباب حدس اول تو اس جانب منتقل ہوتا ہے کہ یہ احکام مذکورہ احکام وثمرات حیات ہیں اور بعد بیان اس بات کے کہ یہ امور ثلاثہ ثمرات حیات ہیں الخ

(آب حیات ص ۴۲ للحجة الاسلام آیة من آیات الله حضرت قاسم نانوتوی رحمة الله علیه)



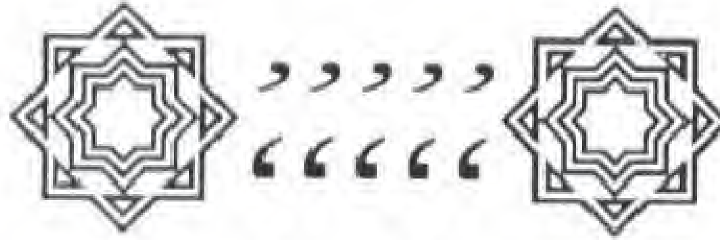
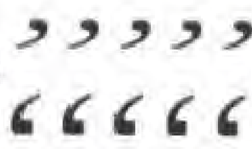




کتاب




ما یتعلق با لقرآن والتفسیر

قال اللّٰہ تعالیٰ

وھذا ذکر مبارک انزلنٰہ أفانتم لہ منکرون ہ

صدق اللّٰہ العظیم

کتاب مایتعلق بالقرآن و التفسیر

قرآن مجید میں تکلیف بمالا یطاق کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قرآن مجید میں کہیں اسی طرف اشارہ ملتا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے بندوں کی طاقت سے بالاتر بھی کوئی حکم نازل فرمایا ہے؟ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حنیف اللہ ڈی آئی خان فاضل بنوری ٹاؤن کراچی

الجواب: جلالین شریف میں مسطور ہے۔ ولا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا من قتل النفس فی التوبة واخراج ربع المال وقرص موضع النجاسة انتهی بحذف یسیر. اور یہ عسیر ہے۔ ﴿۱﴾ طاقت سے بالا نہیں ہے۔ ﴿۲﴾ فافهم

قرآن کو نظم کہنا

سوال: ہمارے علاقہ میں بعض شعراء کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید بھی نظم ہے۔ جیسا کہ ایک کتاب میں لکھا ہے "نام خکر خون" ایوب صابر کی تصنیف ہے۔ قرآن کے متعلق ان کے الفاظ ذیل ہیں۔

څه ازاد نظم دغزل نه زیات ګران شے ګنړم۔غزل ماته داسے یو صندوق بنکاری۔چه په جوړو [illegible]

﴿۱﴾ (جلالین پاره ۳ سورة البقره رکوع: ۸ آیت: ۲۸۶)

﴿۲﴾ قال الملاعلی قاری ومنها ان تکلیف مالا یطاق غیر جائز خلافا للاشعری لقوله تعالی "لا یکلف الله نفسا الا وسعها" ای طاقتها. واختلف اصحابه فی وقوعه والا صح عدم الوقوع ثم تکلیف مالا یطاق، هو التکلیف بما هو خارج عن مقدور البشر کتکلیف الاعمی بالابصار والزمن بالمشی بحیث لواتی به یثاب ولو ترکه یعاقب........ واما قوله تعالی "ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به" فاستعاذه عن تحمیل مالا یطاق لاعن تکلیفه اذ عندنا یجوز ان یحمله جبلا لا یطیقه بان یلقی علیه فیموت ولا یجوز ان یکلفه بحمل جبل ،بحیث لو فعل یثاب ولو امتنع یعاقب الخ.

(شرح الفقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۴۱ تکلیف مالا یطاق غیر جائز)

تحتو کی میخونہ تمٹ وھلونہ پس تیارولے شی .... او پہ دی کی ماتہ ازاد نظم لہ ټولو نہ خہ کتاب داللہ یعنی قرآن ښکاری ۔د ازاد نظم دالھام سرہ براہ راست تعلق دے ۔

جوآدمی قرآن کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ مجھے سب سے زیادہ اچھا آزاد نظم قرآن یعنی کتاب اللہ نظر آتا ہے۔اورآزاد نظم کا الہام سے براہ راست تعلق ہے۔تو اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی: بادشاہ گل لاچی کوہاٹ ۱۷/۲/۱۹۸۶ء

الجواب: السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ شاید اس مولف کا نظم سے مراد مقفی کلام ہو۔﴿۱﴾ نہ کہ شعر عربی پس ایسے محتملات سے کفر یا زندقہ کا فتویٰ دینا غیر مناسب ہے۔ وھو الموفق

''ختم اللّٰہ علی قلوبھم''پراشکال کا جواب

سوال: ہم اس وقت ایک غیر آباد جنگل میں بغرض فوجی ملازمت مصروف ہیں۔ ہمارے ہاں ایک درمیانہ درجے کا امام ہے۔ یہاں کوئی عالم نہیں ہے۔ہم نے اس امام سے تفسیر شروع کی ہے۔ جب ہم اس آیت ''ختم اللہ علی قلوبھم'' پر پہنچے تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ جب ان کافروں کی دلوں پر مہریں لگی ہیں۔تو پھر ان کی کیا غلطی ہے۔جن کو عذاب مل رہا ہے۔ وضاحت سے مسئلہ لکھ کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: حولدار رشید خان انچارج ۲۵ بلوچ رجمنٹ سی،اے،پی،او ہیڈ کوارٹر کمپنی ۲۴/شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ ایک باریک مسئلہ ہے۔اس کو سمجھنے کیلئے اس مثال پر آپ نظر ڈالدیں۔ کہ ایک شخص چرس پینے لگا تو عادت کے پختہ عادی ہونے سے قبل اس سے توبہ اور واپسی کی امید ہوسکتی ہے اور جب پختہ عادی ہو جائے۔تو اس کو دل وغیرہ پر مہر لگانا کہا جاتا ہے۔﴿۲﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ آلوسی ،انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ،لانا لانسلم انہ شعر فقد عرفوہ بانہ الکلام المقفی الموزون علی سبیل القصد وھذا مما اتفق لہ علیہ الصلاۃ والسلام من غیر قصد لوزنہ ومثلہ یقع کثیراً فی الکلام المنثور ولا یسمی شعرا ولاقائلہ شاعرا۔ (تفسیر روح المعانی ص ۴۷ جلد ۱۳ سورۃ یس: ۶۹)

﴿۲﴾ قال العلامہ الوسی ثم ان اسناد الختم الیہ عز وجل باعتبار الخلق والذم والتشنیع الذی تشیر الیہ الآیۃ باعتبار کون ذلک مسببا عما کسبہ الکفار من المعاصی کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ بل طبع اللہ علیھا بکفرھم ...... اقول ان ماھیات الممکنات معلومۃ لہ سبحانہ ازلاً فھی متمیزۃ فی انفسھا تمیزاً ذاتیاً غیر مجعول لتوقف العلم بھا علی ذلک التمیز وان لھا استعدادات ذاتیہ غیر مجعولۃ ایضا مختلفۃ الاقتضاءات (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شیعہ سنی مشترکہ ترجمہ کی مخالفت ہر سنی پر ضروری ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ ترجمہ قرآن مجید (شیعہ سنی) برائے اتحاد امت کیا جا رہا ہے۔ چونکہ شیعہ قرآن کو محرف گردانتے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ ترجمۃ القرآن جائز ہوسکتا ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: حفیظ الرحمن شارع عثمان علی سٹریٹ چوہڑ پڑیاں راولپنڈی...... ۱۹۸۷ء/۱۲/۹

الجواب: تحریف قرآن کا عقیدہ اہل تشیع کے ہاں مسلمات اور متواترات سے ہے۔ ان کی مشہور کتاب تفسیر صافی میں لکھا ہے۔ المستفاد من مجموع هذه الاخبار وغيره من الروايات من طريق اهل البيت عليهم السلام ان القرآن الذى بين اظهر ناليس بتمامه كما انزل على محمد ﷺ بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه ماهو مغير ومحرف وانه قدحذف منه اشياء كثيرة منها اسم على فى كثير من المواضع ومنها غير ذلك . بلکہ یہاں تک لکھتے ہیں۔ کہ قرآن پاک میں سترہ ہزار آیات ہیں۔ کما فی اصول الکافی ص ۶۷۱ عن ابی عبد الله قال ان القرآن جاء به جبرئيل الى محمد سبعة عشر الف آية ۔ اگر کہیں شیعوں نے تحریف قرآن کا انکار کیا ہے تو وہ بھی تقیہ پر مبنی ہے۔ اور تقیہ ان کے ہاں اس قدر موکد ہے کہ اس کے بغیر کسی کو مسلمان نہیں کہتے ہیں۔ لا دين لمن لا تقية له و لا ايمان لمن لاتقية له .(اصول کافی ص ۴۱۴) پس یہ مشترکہ ترجمہ شیعہ کی کفریات اور تحریفات کے قابل اعتناء ہونے کا کامیاب ذریعہ بنے گا۔ ہر سنی پر اس کی مخالفت ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والعلم الالهى متعلق بها كاشف لها على ما هى عليه فى انفسها من اختلاف استعدادا تها التى هى من مفاتيح الغيب التى لا يعلمها الا هو .واختلاف مقتضيات تلك الاستعدادات فاذا تعلق العلم الالهى بها على ما هى عليه مما يقتضيه استعدادها من اختيار احد الطرفين الخير والشر تعلقت الارادة الالهية بهذالذى اختاره العبد بمقتضىٰ استعداده الخ .(تفسیر روح المعانی ص ۲۱۷ جلد ۱ آیت:۶: ۱۰ سورۃ البقرہ)

وقال الملا على قارى واما التكليف بما هو ممتنع لغيره كا يمان من علم الله انه لا يؤمن مثل فرعون وابى جهل وابى لهب وسائر الكفار الذين ماتوا على الكفر فقدا تفق الكل على جوازه ووقوعه شرعاً .
(شرح فقه الاكبر ص ۱۴۱ جلد ۱ لملا على قارى تكليف مالا يطاق)

﴿۱﴾ عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من قال فى القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار وفى روايه من قال فى القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار رواه الترمذى .
(مشكوٰة المصابيح ص ۳۵ جلد ۱ كتاب العلم)

آیت ''ویعلم مافی الارحام'' اور مشین کے ذریعے بچے کا نر و مادہ معلوم ہونا

سوال: ایسی مشین ایجاد ہوئی ہے جو رحم کے اندر بچے کے نر اور مادہ ہونے کا پتہ دیتا ہے تقریباً یقینی طور پر ہمیں اس آلے کے متعلق معلومات ہوئے ہیں۔ تو پھر کلام الٰہی ''ویعلم ما فی الارحام'' کا کیا مطلب ہوگا؟

المستفتی: ارشد علی پڑانگ چارسدہ ...۱۹۹۰ء/۲/۱۰

الجواب: واضح رہے کہ جو معلومات مشینوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان کو شریعت میں ظن کہا جاتا ہے نہ کہ علم اور یقین۔ اور چونکہ ہر مشین میں یہ احتمال موجود ہوتا ہے کہ خراب نہ ہو۔ لہٰذا اس احتمال کی وجہ سے اس کو یقین نہیں کہا جا سکتا ہے۔ (۱) وھو الموفق

شیعہ سنی مشترکہ ترجمہ قرآن کی گنجائش نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ ترجمہ قرآن مجید (شیعہ سنی) برائے اتحاد امت لکھا جا رہا ہے۔ اور غالباً کچھ حصہ ہو بھی چکا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ شیعہ قرآن کے تحریف کے قائل ہیں۔ اور موجودہ قرآن کو ماننے کا اقرار صرف تقیہ (جھوٹ) ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ملکر مشترکہ ترجمہ جو کیا جائے گا۔ تو کیا اس سے شیعوں کی تائید منجانب اہل سنت نہ ہوگی؟ کیا شیعہ بھی قرآن کے قائل اور مفسر و مترجم ہیں۔ اسی طرح اہلسنت علماء (ارکین کمیٹی) کی طرف سے شیعوں کی تائید نہ ہوگی؟ سوال یہ ہے کہ کیا اس کمیٹی کا رکن بننا اور ایسا ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: حفیظ الرحمٰن شارع عثمان علی سٹریٹ چوہڑ پڑیاں راولپنڈی ...۱۹۸۷ء/۱۱/۲۴

---

(۱) قال العلامہ الوسی وانہ یجوزان یطلع اللہ تعالیٰ بعض اصفیائہ علی احدی ھذہ الخمس ویرزقہ عزوجل العلم بذلک فی الجملہ وعلمھا الخاص بہ جل وعلا ماکان علی وجہ الاحاطۃ والشمول لاحوال کل منھا وتفصیلہ علی الوجہ الاتم قال علی القاری فی شرح الشفاء الاولیاء وان کان قد ینکشف لھم بعض الاشیاء لکن علمھم لا یکون یقینا والھامھم لا یفید الا امرا ظنیا ومثل ھذا عندی بل ھو دونہ بمراحل علم النجومی ونحوہ بواسطۃ امارات عندہ بنزول الغیث وذکورۃ الحمل اوانوثتہ او نحو ذلک ولا اری کفر من یدعی مثل ھذا العلم فانہ ظن عن امر عادی واما ظن الغیب فقد یجوز من المنجم وغیرہ اذا کان عن امر عادی ولیس ذلک بعلم الخ (تفسیر روح المعانی ص۱۲۸، ۱۲۹ جلد ۱۲ سورۃ لقمان: ۳۳، ۳۴)

الجواب: اہل اسلام کا اہل تشیع کے ساتھ مشترکہ ترجمہ اور تفسیر کرنا شرعاً، عرفاً، اور سیاسۃً قبیح اور ممنوع ہے۔ شرعاً اس وجہ سے کہ یہ اقدام ان کی کفریات پر پردہ ڈالنا ﴿۱﴾ اور ان کی تکفیر سے زبان بندی ہے۔ حالانکہ پاکستانی اور ایرانی شیعوں میں مسلمان مفقود ہیں۔ اور عرفاً اس وجہ سے کہ عوام سے بغض فی اللہ ختم ہو جائے گا۔ ﴿۲﴾ اور اہل تشیع کے ایجنٹوں سے اور متاثر ہوں گے۔ اور سیاسۃً اس وجہ سے کہ اب کلیدی اور بڑے بڑے عہدے تناسب سے زائد ان کے پاس ہیں۔ اور اس اقدام سے اکثر بلکہ تمام عہدوں پر یہ لوگ قابض ہو جائیں گے۔ ﴿۳﴾ حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار کر کے کونسا تناسب قائم کیا ہے۔ فافهم۔ وهو الموفق

سورج کا چشمہ میں ڈوب جانا اور سائنسی تحقیقات

سوال: سورج کے بارے میں قرآن پاک میں سولہویں پارے میں ذوالقرنین کے متعلق جو بیان ہے۔ اس میں سورج کے متعلق صاف کہا گیا ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے۔ مگر اب جب کہ دنیائے عالم میں سائنس نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ اس کے بارے میں وضاحت کے ساتھ یہ پتہ چل گیا ہے کہ سورج چاند غروب نہیں ہوتے اور اپنی جگہ پر مقیم رہتے ہیں۔ کیونکہ ایک جگہ جب رات ہوتی ہے۔ تو دنیا کے کسی نہ کسی حصے پر سورج ضرور چمکتا رہتا ہے۔ تو اس آیت اور موجودہ مشاہدہ میں تطبیق و وضاحت کر کے ذہنی پریشانی دور فرمائیں۔

المستفتی: محمد اشرف، ایم، او، ڈی، سی، کیپٹین، ایچ ڈی، ایس، ایس ڈی پشاور ۱۹۶۹ء

الجواب: سورۃ کہف کے تفسیر میں مفسرین نے تصریح کیا ہے کہ سورج کا چشمہ اور سمندر میں غروب بادی (ظاہری) اور سرسری نظر میں ہے۔ ورنہ حقیقت میں معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اور اس تعبیر میں حکمت یہ ہے۔ کہ عوام اس حقیقت پر مشکل سے سمجھتے ہیں۔ ﴿۴﴾ لہٰذا بے کار مسائل میں (مذہبی حیثیت سے) پڑنے کی بجائے

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وذلک لانه رضی بالکفر والرضی بالکفر کفر سواء کان بکفر نفسه اوبکفر غیره. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۵۴ منها استحلال المعصیة الخ)

﴿۲﴾ عن ابی امامه قال قال رسول الله ﷺ من احب لله وابغض لله واعطی لله ومنع لله فقد استکمل الایمان. (مشکواة المصابیح ص ۱۴ جلد ۱ کتاب الایمان الفصل الثانی)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین حاصله انهم لما کانوا مخالطین اهل الاسلام فلا بدمن تمیزهم عنا کی لا یعامل معاملة المسلم من التوقیر والاجلال وذلک لایجوز. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۹۹ جلد ۳ مطلب فی تمیز اهل الذمة فی الملبس فصل فی الجزیة)

﴿۴﴾ قال العلامه الوسی بان المراد وجدها فی نظر العین کذلک اذلم یرهناک الا الماء لا انها کذلک حقیقة. وهذا کما ان راکب البحر یراها کانها تطلع من البحر وتغیب فیه اذالم یرالشط والذی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ظاہراور مسلّم پر اکتفا کیا گیا ہے۔تا کہ فتنہ کے بغیر مقصود تک رسائی حاصل ہو۔فقط

قرآن کے مفرد صیغوں کے بجائے بطور اقتباس جمع کے صیغے استعمال کرنا جائز ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین آیت ذیل کے بارے میں۔فاطر السمٰوت والارض انت ولیی فی الدنیا و الآخرۃ توفنی مسلماً و الحقنی بالصٰلحین ۔اگر اس آیت کو کوئی دعا کی جگہ میں جمع کے صیغوں سے پڑھے۔یعنی توفنا مسلماً و الحقنا بالصالحین ۔تو کیا اس سے کوئی گناہ ہوتا ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمع کا صیغہ استعمال کرنا کفر یہ کلمات بن جاتے ہیں۔تو حکم شرع کو تحریر فرما کر مشکور وممنون فرماویں۔

المستفتی: قائم شاہ نوتھین ضلع کیمل پور اٹک......۱۹۶۹ء/۱۱/۲۷

الجواب: یہ اقتباس کا ایک قسم ہے جو کہ اجماعاً جائز ہے۔قال فی خزانۃ الادب ثم اعلم انہ یجوز ان یغیر لفظ المقتبس منہ بزیادۃ ونقصان او تقدیم او تاخیر او ابدال الظاھر من المضمر او غیر ذلک .(ھکذا فی ھوامش عقود الدرر ص ۴۵۰) فقط

سورۃ البقرہ میں بقرہ سے مراد گائے ہے یا بیل

سوال: قرآن مجید میں سورۃ البقرہ جو ہے۔تو اس میں بقرہ سے مراد گائے (مونث) ہے یا بیل (مذکر) ہے۔کیونکہ اکثر مفسرین بھی اس میں مختلف ہیں۔کسی نے گائے کی اور کسی نے بیل کی تفسیر کی ہے۔لہٰذا تعین کر کے وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: نامعلوم......۱۹۶۹ء

الجواب: ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔کہ یہ مذکر ہے اور تا وحدت کیلئے ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک تا تانیث کیلئے ہے۔دونوں کی قرائن موجود ہیں (۱) کسی ایک کو غلط نہ سمجھا جائے گا۔فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) فی ارض ملساء واسعۃ یراھا ایضا کانھا تطلع من الارض وتغیب فیھا ولا یرد علی ھذا انہ عبر بوجد والوجدان یدل علی الوجود لما ان وجد یکون بمعنی رای کما ذکرہ الراغب فلیکن ھنا بھذاالمعنی ،ثم المراد بالعین الحمئۃ اما عین فی البحر اوالبحر نفسہ وتسمیتہ عینا مما لابأس بہ خصوصاً وھو بالنسبۃ لعظمۃ اللہ تعالی کقطرۃ وان عظم عندنا .(تفسیر روح المعانی ص۳۶ جلد ۹ سورۃ الکھف :۸۶)

(۱) قال العلامہ الوسی "وقرأ یحیی" وعکرمہ . والباقران الباقر . وھو اسم لجماعۃ البقر" والبقر اسم جنس جمعی یفرق بینہ و بین واحدہ بالتاء و مثلہ یجوز تذکیرہ" و تانیثہ" کنخل منقعر و النخل باسقات و جمعہ ابقار و یقال فیہ بیقور و جمعہ بواقر و فی البحر انما سمی ھذا الحیوان بذالک لانہ یبقر الارض ای یشقھا للحرث .(تفسیر روح المعانی ص ۲۵۷ جلد ۱ سورۃ البقرہ آیت : ۶۷)

نیکر پہنے ہوئے اور نیم برہنہ لوگوں کے سامنے تلاوت قرآن

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) سامعین تلاوت قرآن قاری اور معلم کے سامنے نیکر پہنے ہوئے ہوتے ہیں جس سے گھٹنے معہ آدھے ران ننگے ہوتے ہیں۔ کیا یہ آداب تلاوت قرآن کے خلاف نہیں۔ کیا قاری اس صورت میں قرآن پڑھ سکتا ہے؟ (۲) کیا ان کے سامنے مفہوم اور ترجمہ قرآن بیان کیا جا سکتا ہے؟ (۳) اس حالت میں قاری کے ساتھ ساتھ یہ لوگ بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں یا قاری ان سے پڑھوا سکتا ہے؟ جبکہ یہ تمام صورتیں قصداً واہتماماً ہوں جیسا کہ بعض اداروں میں صبح پی، ٹی کی حالت میں ان صورتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

المستفتی: شاپور محمد خطیب...... ۱۹۔ ایف، ایف رجمنٹ ملیر کینٹ کراچی

الجواب: ایسی حالت میں قرآن پڑھنا اور پڑھانا بے ادبی ہے۔ البتہ بے دینی کے ماحول میں بطور تبلیغ یا بر تقدیر توقع اصلاح بے ادبی نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

توحید کی آیتوں کی موجودگی میں دوسرے آیتوں میں تکلفات کی ضرورت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے مسجد میں ایک حافظ صاحب درس توحید دیا کرتے ہیں جب وہ اس آیت پر پہنچے "ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون" الآیۃ. اور یہ ترجمہ کیا کہ جو لوگ منکر ہوئے ان کو پکارا جاوے گا۔ کہ جیسے تم کو اپنے سے نفرت ہے۔ اس سے کہیں بڑھ کر خدا سے نفرت تھی۔ جب تم کو ایمان کی طرف یعنی توحید کی طرف بلایا جاتا تھا۔ تو تم مانا نہیں کرتے تھے۔ تو ایک سول ٹیچر عربی سے ناواقف حافظ صاحب سے کہنے لگا۔ کہ جھوٹ بکتے ہو۔ اور غلط ترجمہ سنا کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو۔ تو اس شخص کی بے ہودگی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

﴿۱﴾ وفی الهندیه الکلام منه ما یوجب اجراً کالتسبیح والتحمید وقرأة القرآن والاحادیث النبویه وعلم الفقه وقد یأثم به اذا فعله فی مجلس الفسق وهو یعلمه لما فیه من الاستهزاء والمخالفة لموجبه وان سبح فیه للاعتبار والانکار ویشتغلوا عما هم فیه من الفسق فحسن وکذا من سبح فی السوق بنیة ان الناس غافلون مشتغلون بامور الدنیا وهو مشتغل بالتسبیح وهو افضل من تسبیحه وحده فی غیر السوق کذافی الاختیار شرح المختار. (فتاویٰ هندیه ص ۳۱۵ جلد۵ الباب الرابع کتاب الکراهیة)

المستفتی: حافظ محمد طیب اتحاد بکڈ پو کہوٹہ ضلع راولپنڈی......۱۹۶۹ء/۴/۱۷

الجواب :مقت بغض کو کہا جاتا ہے۔اورنفرت بھی اس سے مناسبت رکھتا ہے۔لیکن یہ ترجمہ کہ ''اس سے کہیں بڑھ کر خدا سے نفرت تھی'' اگر کسی معتمد شخص سے منقول نہ ہو۔تو قابل گرفت ہے ﴿۱﴾ توحید کے متعلق قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں۔اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔باقی رہا فاسد العقیدہ شخص کی اصلاح کا طریقہ تو اس کو صحیح العقیدہ علماء سے مراجعت اوران کے تصنیفات کے مطالعہ کی ترغیب کامیاب طریقہ ہے۔فقط

''اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض'' کی تفسیر

سوال: قرآن پاک کے اس ارشاد کے متعلق وضاحت فرمایئے۔کہ اللہ نو ر السمٰوٰت والارض۔جبکہ خداوند تعالیٰ خودنور تو نہیں ہے۔بلکہ نور کا خالق ہے اورنور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔تو عرض یہ ہے۔کہ آیا اللہ تعالیٰ نور ہے یا نہیں؟

المستفتی :محمد جاوید

الجواب:اللہ تعالیٰ کا ایک اسم النور بھی ہے ﴿۲﴾ (ترمذی) اوراللہ تعالیٰ دیگر اسباب نور کا خالق بھی ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ وجعل الظلمات والنور ۔﴿۳﴾ اللہ نور السمٰوٰت والارض ﴿۴﴾ الآیۃ

﴿۱﴾ قال الالوسی ینادون :وهم فی النار وقد مقتوا انفسهم الامارة بالسوء التی وقعوا فیما وقعوا باتباع هواها حتی اکلوا انا ملهم من المقت کما اخرج ذلک عبد بن حمید عن الحسن وفی بعض الآثار انهم یمقتون انفسهم حین یقول لهم الشیطان فلا تلو مونی ولوموا انفسکم ... لمقت الله اکبر من مقتکم انفسکم ... معمول لقول مقدر بفاء التفسیر ای ینادون فیقال لهم لمقت الخ ... ای لمقت الله ایاکم او انفسکم اکبر من مقتکم انفسکم واللام للا بتداء او للقسم ،والمقت اشدالبغض ... لمقت الله تعالیٰ انفسکم اکبر من مقتکم ایاها لانکم دعیتم مرة بعد مرة الی الایمان فتکرر منکم الکفر ... والمعنی لمقت الله تعالیٰ انفسکم فی الدنیا اذ تدعون الی الایمان فتکفرون اشد من مقتکم ایاها الیوم الخ.
(تفسیر روح المعانی ص۷۶ جلد ۱۳ سورة المؤمن : ۱۰)

﴿۲﴾ عن ابی هریرہ قال قال رسول الله ﷺ ان لله تعالیٰ تسعة وتسعین اسماً ... النور الهادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور رواه الترمذی والبیهقی فی الدعوات الکبیر وقال الترمذی هذا حدیث غریب .(مشکوٰة المصابیح ص ۱۹۹ جلد ۱ کتاب اسماء الله تعالیٰ الفصل الثانی)

﴿۳﴾(پارہ : ۷ سورة انعام رکوع : ۷ آیت : ۱)

﴿۴﴾(پارہ : ۱۸ سورة النور رکوع : ۱۱ آیت : ۳۵)

ولادت عیسیٰ علیہ السلام کا مثل ولادت آدم علیہ السلام کی تفسیر

سوال: (۱) علماء کرام کی ہدایت کے مطابق سورۃ آل عمران، مریم، انبیاء، تحریم، چاروں سورتوں کو دیکھا ہے۔ کہیں بھی آدم علیہ السلام کو بے پدر بلااب وبلا باپ یا بلا والد و والدین نہیں فرمایا ہے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام ان کی مثل ہو کر کیسے بلا باپ ٹہرے۔ آدم علیہ السلام کو اسلئے بلا ماں اور بلا باپ تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ اول انسان تھے۔ اولیت میں ماں باپ مانع ہیں۔ پس عیسیٰ علیہ السلام ولادت میں مثل نہیں۔ کیونکہ آدم علیہ السلام مولود نہیں۔ البتہ اس میں عیسیٰ علیہ السلام مثل ہے۔ کہ خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون (ال عمران) تو اس مثلیت کی پوری وضاحت کی جائے۔

(۲) اگر کسی عورت کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی۔ اور وہ حاملہ پائی جائے یا بچہ جنے۔ تو اس کی بابت صریح لفظوں میں شریعت اسلام کا کیا فیصلہ ہے؟

المستفتی: حافظ مومن صفدر جنگ گورنمنٹ نارمل سکول شاہ پور شہر ...... ۱۳؍رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب: (۱) قرآن کا طرز بیان بطور دلالت اور بطور اقتضاء اسی حقیقت پر ناطق ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بغیر والدین کے پیدا ہوگئے ہیں۔ اور اسی معنیٰ کو سلف صالحین نے مراد لیا ہے۔ استاذ اول نے اولین تلامذہ کو یہی سکھایا ہے۔ ﴿۱﴾ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہی تقریر خداوندی کافی ہے۔ لم يمسسني بشر ولم اک بغيا. ﴿۲﴾ اس میں جائز اور ناجائز دونوں قسم جماع کے نفی کے باوجود ولادت کی پیشکش موجود ہے۔

(۲) جب دلائل خارجیہ سے کسی محتمل اور مشتبہ امر کا تعین اور ترجیح ثابت ہوجائے۔ تو شریعت مقدسہ اس سے انکار نہیں کرتی۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الآلوسی المثل هنا ليس هو المثل المستعمل فی التشبيه والكاف زائدة بل بمعنى الحال والصفة العجيبة ای ان صفة عيسىٰ عند الله ای فی تقديره وحكمه كمثل آدم ای كصفته وحاله العجيبة التی لا يرتاب فيها مرتاب وفی الآية دلالة على صحة النظر والاستدلال لانه سبحانه احتج على النصارى واثبت جواز خلق عيسىٰ عليه السلام من غير اب بخلق آدم عليه السلام من غير اب ولاام الخ (تفسير روح المعانی ص ۲۹۷، ۲۹۸ جلد ۳ سورة آل عمران: ۵۹)

﴿۲﴾ (پارہ: ۱۶ سورۃ مریم رکوع: ۵ آیت: ۲۰)

معمول واحد پر عاملین کے آنے اور بعض جمع کے صیغوں کے ساتھ الف کے نہ ہونے کا اشکال

سوال: جناب مفتی صاحب: مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کریں۔ کہ ایک فعل پر دو حروف عامل داخل ہیں۔ تو اس میں پہلے حرف نے عمل کیا ہے یا دوسرے نے مثلاً، ان لن نجمع عظامة (قیامة) ان لن نقدر (انبیاء) فان لم تفعلوا ولن تفعلوا (البقرہ) وغیرہ۔ (۲) قرآن مجید میں باء و (بقرہ) ۲،۶۱ (ال عمران) ۳،۱۱۲ افان فاء و (بقرہ) ۲،۲۲۷ جاؤ (النمل) ۲۷،۴،۸ (نور) ۲۴،۱۱ (فرقان) ۲۵،۴ کے آخر میں جمع کا الف کیوں نہیں لکھا گیا ہے۔ جواب سے مستفید فرمائیں۔

المستفتی: حافظ مومن صفدر جنگ گورنمنٹ نارمل سکول شاہ پور شہر ..... ۱۳؍ رجب ۱۳۹۳ھ

الجواب: (۱) ان کلمات میں دو عامل ایک معمول پر داخل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک کا معمول جدا جدا ہے۔ والتقدیر ان الشان لن نجمع. انه لن نقدر وان شرطیه مجموعه لم تفعلوا وغیرہ پر داخل ہے ﴿۱﴾ (۲) قرآن مجید کا رسم الخط خلاف القیاس ہے۔ اس میں امام الصحائف صحیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کا اتباع کیا جائیگا۔ یہی سلفاً خلفاً متعامل ہے۔ کما صرح به الاتقان ص ۱۶۷ جلد۲۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

قرآن مجید میں بذریعہ وحی نسخ واقع ہوئی ہے

سوال: میرا ایک دوست ہے مجھے اس بات کو تسلیم کرنے اور جزو ایمان بنانے پر مصر ہے۔ کہ قرآن مجید میں کچھ آیات ایسی تھیں جو نازل ہوئے۔ لیکن بعد میں بذریعہ وحی ہی منسوخ التلاوت ہوئیں۔ اور وہ آیات موجودہ قرآن مجید میں شامل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے۔ کہ یہ بات حدیثوں سے ثابت ہے۔ لیکن حدیث کا مکمل حوالہ نہیں دے سکتے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ کوئی مصنف یا شاعر ہے کہ اپنے کلام میں تنسیخ یا ترمیم کرتا ہے۔ ازراہ کرم جواب سے مطلع فرماویں۔

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی ان مخففة من الثقیلة واسمها ضمیر الشان مخذوف ای ایحسب ان الشان لن نجمع بعد التفرق عظامه. (روح المعانی ص ۲۳۶ جلد ۱۶ سورة القیامة آیت: ۳)

﴿۲﴾ قال العلامه سیوطی فی الاتقان سئل مالک عن الحروف فی القرآن مثل الواو والالف اتری ان یغیر من المصحف اذا وجد فیه کذلک قال لا قال ابو عمر ویعنی الواو والالف لمزیدتین فی الرسم المعدومتین فی اللفظ نحو اولوا وقال الامام احمد یحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو او یاء او الف او غیر ذلک الخ. (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۶۷ جلد۲ نوع فی مرسوم الخط واداب کتابته)

المستفتی: محمد مسعود صدیقی شاہین کالونی مردان ......۱۹ر محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: واضح رہے کہ کتب الٰہیہ میں نسخ یقیناً واقع ہوئی ہے۔ اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔ کیونکہ احکام الٰہیہ اصلاح نفس کی دوائیاں ہیں۔ تو جس طرح ایک حکیم حاذق مرض، موسم اور مزاج کی وجہ سے دوائی بدلاتا ہے۔ تو اسی طرح حکیم مطلق جل جلالہ نوع انسانی کے دوائی میں تبدیل مزاج اور زمان کی وجہ سے تبدیلی کرتا ہے۔ ﴿۱﴾ جس کا نہ کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ اور رجم کے متعلق واضح رہے کہ یہ حکم قرآن میں موجود تھا اس کے بعد منسوخ التلاوت ہوا۔ ﴿۲﴾ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی وابن ماجہ وابو داؤد ومالک) اور پیغمبر علیہ السلام اور خلفائے راشدین نے باقاعدہ حد رجم جاری کیا ہے۔ فقط

هو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستة ایام و کان عرشه علی الماء ،الآیة. کی تفسیر

سوال: پیش عالم کے بارے میں میرے پاس ایک تفسیر ہے۔ جس میں بارہویں پارے کے آیت: ۲ وهو الذی خلق السمٰوٰت ولارض فی ستة ایام و کان عرشه علی الماء الخ ،الآیة۔ حاشیہ میں اس کے ساتھ لکھا ہے "بخاری شریف میں ہے کہ پہلے پہل سوائے باری تعالیٰ کے پانی یا عرش کچھ بھی نہ تھا۔ پہلے اللہ نے پانی پیدا کیا پھر عرش، پھر قلم پھر لوح محفوظ۔ برائے کرم اس حدیث کی عربی لکھ کر ممنون فرمائیں، اور کیا واقعی یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے؟

المستفتی: مبعوث الوارث اسسٹنٹ پروفیسر کالج تھانہ ملاکنڈ ایجنسی ......۶ر اگست ۱۹۸۳ء

الجواب: بخاری شریف کی حدیث صرف اتنی ہے، کان الله ولم یکن شیٔ و کان عرشه علی

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی والآیات انما نزلت لمصالح العباد وتکمیل نفوسهم فضلامنه تعالیٰ ورحمة وذلک یختلف باختلاف الاعصار والاشخاص کا لدواء الذی تعالج به الا دواء فان النافع فی عصر قد یضر فی غیره والمزیل علة شخص قد یزیل علة سواه ،فاذن قد یکون عدم الحکم اوالاثقل اصلح فی انتظام المعاش وانظم فی اصلاح المعاد والله تعالیٰ لطیف حکیم الخ .(تفسیر روح المعانی ص ۵۵۶ جلد ۱ سورة البقرة: ۱۰۶)

﴿۲﴾ عن عمر قال ان الله بعث محمداً بالحق انزل علیه الکتاب فکان مما انزل الله تعالیٰ اية الرجم رجم رسول الله ﷺ ورجمنا بعده والرجم فی کتاب الله حق علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینة او کان الحبل او الاعتراف .متفق علیه. (مشکواة المصابیح ص ۳۰۹ جلد ۲ کتاب الحدود)

الماء. ﴿۱﴾ زائد مضمون دیگر کتب کے احادیث سے ثابت ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

قرآن مجید کا رسم الخط عام رسم الخط سے جداگانہ ہے

سوال: قرآن مجید میں جہاں جمع کا صیغہ ہے۔مثلاً، جاءو، وہاں الف نہیں لکھا ہوتا ہے۔حالانکہ صرف ونحو کے قواعد کے لحاظ سے الف لکھنا چاہئے کیونکہ جمع کی علامت الف ہے۔جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ابوسلمان ابوظبی (U'A'E)......۱۹۹۰ء/۸/۱۸

الجواب: قرآن مجید کا رسم خط معروف رسم خط سے جداگانہ ہے۔ ﴿۳﴾ کبھی واو جمع کے بعد الف نہیں لکھا جاتا ہے۔کما فی جاءو۔اور کبھی مفرد کے ساتھ الف لکھا جاتا ہے۔ کما فی یدعوا ،ادعوا فلیراجع الی المصحف .وھو الموفق

"قل العفو" الآیۃ کی تفسیر

سوال: ارشاد خداوندی "قل العفو" رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی اس حکم کے مطابق گزری۔اور قرآن کے احکامات پر عمل اس وقت صحیح ہوسکتا ہے۔جب کہ حضور ﷺ کے زندگی پر عمل ہو جائے۔اور بیشتر وہ زمین جن کو مالک خود کاشت نہیں کر سکتے تھے۔تو ان لوگوں کے دے دی گئی۔جو ان کے حق دار تھے تو اس کے باوجود کلمہ "قل العفو" کا صاف حکم وجوبی قرار نہ دینے کی کیا وجہ ہے اور اس کو استحبابی احکام میں داخل کرنے کے کیا دلائل ہیں؟

المستفتی: محمد ظہیر محلہ گوجر شینکے تحصیل وضلع اٹک......۱۴۰۱ھ/۷/۱۰

﴿۱﴾ عن عمران بن حصین قال انی عند النبی ﷺ اذجاء ہ قوم من بنی تمیم فقال اقبلوا البشریٰ یابنی تمیم قالوا بشرتنا فاعطنا فدخل ناس من اھل الیمن فقال اقبلوا البشریٰ ...... ونسألک عن اول ھذا الامر ماکان قال کان اللہ ولم یکن شئ قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموٰات والارض وکتب فی الذکر کل شئ الخ .(صحیح البخاری ص ۱۱۰۳ جلد۲ باب قولہ وکان عرشہ علی الماء کتاب الرد علی الجھمیہ)

﴿۲﴾ عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ ان اول ما خلق اللہ القلم .(مشکواۃ المصابیح ص ۲۱ جلد ۱ باب الایمان بالقدر)اول ماخلق اللہ العقل ،ذکرہ فی الاحیاء قال العراقی اخرجہ الطبرانی والاوسط وابو نعیم باسنادین ضعیفین .(الموضوعات الکبری ص۵۷ رقم :۲۹۷)

﴿۳﴾ قال العلامہ سیوطی فی الاتقان قد خالفھا فی بعض الحروف خط المصحف الامام وقال اشھب سئل مالک ھل یکتب المصحف علی ما احدثہ الناس من الھجاء فقال لا الا علی الکتبۃ الاولیٰ...... سئل مالک عن الحروف فی القرآن مثل الواو والالف اتری ان یغیر من المصحف اذا وجدفیہ کذلک قال لا قال ابو عمر و یعنی الواو والالف المزیدتین فی الرسم المعدومتین فی اللفظ نحو اولوا وقال الامام احمد یحرم مخالفۃ خط مصحف عثمان فی واو او یاء او الف او غیر ذلک .(الاتقان فی علوم القرآن ص۱۶۶ ،۱۶۷ جلد ۲ النوع فی مرسوم الخط واداب کتابتہ)

الجواب: اگر قل العفو سے معلوم شدہ حکم وجوبی ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ زکاۃ فرض نہ کرتا۔ یہ ایک غیر معقول کام ہے کہ مکلف پر چالیسواں دینا بھی فرض ہے۔ اور حاجت سے زائد اموال کا دینا بھی فرض ہے۔ نیز تعامل سلف صالحین سے مخالف ہے۔ پس بہرحال یا یہ امر استحباب کیلئے ہے۔ یا منسوخ ہے۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ﴿۱﴾

نوٹ: امر استحبابی ہونے کے تقریر پر حکم قرآن انفاق العفو ہے نہ کہ مصادرۃ العفو. فافهم. وهو الموفق

قرآن مجید (کلام لفظی) پر قسم کرنا جائز ہے

سوال: قرآن مجید مخلوق ہے یا غیر مخلوق اور اس پر قسم کھانا کس طرح ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: فضل رحیم مینگورہ سوات......۲۸ر شعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ یہ کلام لفظی کلام نفسی پر دال ہے۔ جو کہ صفت واحدہ شخصیہ اور غیر مخلوق ہے۔ لہٰذا متاخرین ارباب فتویٰ نے اس کلام لفظی پر قسم کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

قرآنی آیات کا بائیں طرف سے الٹا لکھنا جائز نہیں ہے

سوال: من كتب اٰية القرآن مقلوباً من الجانب الايسر اى هكذا (بسم اللہ الرحمن الرحیم) فما حكمه الجواز او المنع۔ بينوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم...... ۲۹/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: لاتجوز قرأة القرآن مغايرة عن رسم خط المصحف العثمانى كما فى

﴿۱﴾ قال العلامه ابن كثير اى ذلك الا يجهد مالك ثم تقعد تسأل الناس . و يدل على ذلك ما رواه ابن جرير ...... عن ابى هريرة قال قال رجل ايا رسول الله عندى دينا ر قال انفقه على نفسك قال عندى آخر قال انفقه على اهلك قال عندى آخر قال انفقه على ولدك قال عندى آخر قال فانت ابصر وقد رواه مسلم و ايضاً عن جابر ان رسول الله ﷺ قال لرجل ابدأ بنفسك فتصدق عليها فان فضل شئ لاهلك فان فضل شئ عن اهلك فلذى قرابتك فان فضل عن ذى قرابتك شئ فهكذا و هكذا الخ (تفسير ابن كثير ص ۳۳۴ جلد ۱ پ : ۲ سورة البقرة آيت : ۲۱۹)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن عابدين (قال الكمال الخ) مبنئ على ان القرآن بمعنى كلام الله فيكون من صفاته تعالىٰ كما يفيده كلام الهداية حيث قال ومن حلف بغير الله تعالىٰ لم يكن حالفاً كالنبى والكعبة لقوله عليه الصلاة والسلام من كان منكم حالفا فليحلف بالله اوليذر وكذا اذا حلف بالقرآن لانه غير متعارف فقوله وكذا يفيد انه ليس من قسم الحلف بغير الله تعالىٰ بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غير متعارف ... وتعليل عدم كونه يمينا بانه غيره تعالىٰ لانه مخلوق لانه حروف وغير المخلوق هو الكلام النفسى منع بان القرآن كلام الله منزل غير مخلوق ولا يخفىٰ ان المنزل فى الحقيقة ليس الا الحروف المنقضية المنعدمة وما ثبت قدمه استحال عدمه غير انهم اوجبوا ذلك لان العوام اذا قيل لهم ان القرآن مخلوق تعدوا الى الكلام مطلقاً الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۵۶ جلد ۳ مطلب فى القرآن كتاب الايمان)

الاتقان وقال اشهب سئل مالک هل یکتب المصحف علی ما احدثه الناس من الهجاء فقال لا الا علی الکتبة الاولیٰ رواه الدانی فی المقنع ثم قال ولا مخالف له من علماء الامة وقال الامام احمد یحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واو او یا او الف او غیر ذلک ﴿۱﴾قلت القرآن عربی لفظاً وکتبا وھذ المقلوب لایسمی عربیا .فافھم۔وھوالموفق

تفسیر کو بلا وضوء مس کرنا

سوال :کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تفسیر یا دیگر اسلامی کتب جن میں قرآنی آیات ہوتی ہیں ان کا بلا وضوء مس کرنا کیسا ہے۔وضاحت فرمائیں۔

المستفتی :حبیب اللہ فقیر آباد پشاور.....۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب:جب آیات سے دیگر مکتوبات زیادہ ہوں۔تو بلا وضوء مس کرنا جائز نہیں۔﴿۲﴾ وھو الموفق

قرآن مجید کے منکوس چھاپنے میں کوئی مصلحت نہیں

سوال:جناب مفتی صاحب !حمید بک ڈپو نے قرآن پاک کو مصحف عثمانی کے خلاف چھپوایا ہے۔یعنی سورۃ الناس سے شروع کرکے سورۃ نبا پر ختم کیا ہے۔شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟بینوا و توجروا

المستفتی :قاری عبدالجلیل مدرسۃ تعلیم القرآن جامع مسجد سریکوٹ ہری پور.....۹/ رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب:قرآن مجید کا منکوس پڑھنا بعض مصالح کی وجہ سے جائز ہے۔کمافی ردالمحتار (ص ۵۴۲ جلد ۱)﴿۳﴾ قوله وان یقرأ منکوساً وانما جوز للصغار تسهیلاً لضرورة التعلیم.

﴿۱﴾(الاتقان فی علوم القرآن للعلامہ سیوطی ص ۱۶۷ جلد ۲ النوع فی مرسوم الخط واداب کتابته)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ویکره مس المحدث المصحف کما یکره للجنب وکذا کتب الاحادیث والفقه عندهما والاصح انه لا یکره عنده .....فتلخص فی المسئلة ثلاثة اقوال.....بهذاالتفصیل بان یقال ان کان التفسیر اکثر لا یکره وان کان القرآن اکثر یکره والاولی الحاق المساواة بالثانی وهذاالتفصیل ربما یشیر الیه ماذکرناه عن النهروبه یحصل التوفیق بین القولین. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۱۳۰ جلد ۱ قبیل باب المیاه)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۰۴ جلد ۱ قبیل باب الامامة)

لیکن منکوس لکھنے میں کوئی مصلحت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں مفسدت ہے۔ وهو ان یعسر علیه القرأة مرتبا فی الصلاة . وهو الموفق

ملازمت کے دوران تلاوت کرنے کا حکم

سوال: میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں۔ ڈیوٹی کبھی دن کو ہوتی ہے کبھی رات کو۔ کیا ڈیوٹی کے دوران قرآن پاک کی تلاوت جائز ہے۔ اور اس تلاوت پر ثواب ملے گا؟ میں تلاوت اس وقت کرتا ہوں کہ کبھی کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ اور میں فارغ ہوتا ہوں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد حنیف محکمہ موسمیات خیبر روڈ پشاور ۱۹۸۴ء/۲/۹

الجواب: اگر گورنمنٹ کے نزدیک یہ تلاوت قابل اعتراض ہو تو یاد سے تلاوت کرنا چاہئے۔ (۱) فافهم وهو الموفق

آخری پارہ کی برائے آسانی تعلیم معکوس چھپائی

سوال: آج کل اکثر مدارس میں تجوید القرآن کے شعبوں میں بچوں کے تدریس کیلئے خصوصاً آخری پارہ "عم یتساء لون" کی چھپائی اسی طرح ہورہی ہے۔ کہ اس کی ابتداء سورۃ فاتحہ سے ہوتی ہے۔ اور "و لا الضآلین" کے بعد سورۃ الناس اور اس کے بعد سورۃ الفلق الیٰ آخرہ خلاف ترتیب پہلی سورۃ نبأ تک پارہ مکمل کرلیا گیا ہے۔ تو کیا اسی مذکورہ ترتیب سے پارہ عم کی چھپائی عندالشرع جائز ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری فیاض الاسلام مردان ۱۹۸۴ء/۶/۱۱

الجواب: یہ ترک ترتیب صغار کیلئے جائز ہے۔ کمافی ردالمحتار ص۳۶۷ جلد ۱ قوله ولا یقرأ منکوساً وانما جوز للصغار تسهيلاً لضرورة التعليم انتهى. (۲) لیکن ایسے تالیف کو آخری پارہ کہنا

(۱) قال ابن عابدين وليس للاجير الخاص ان يعمل لغيره بل ولا ان يصلى النافلة قال فى التتار خانيه وفى فتاوىٰ الفضلى واذا ستأجر رجلاً يوما يعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة ولا يشتغل بشئ آخر سوى المكتوبة وفى فتاوىٰ سمرقند وقدقال بعض مشائخنا له ان يؤدى السنةايضاً واتفقوا انه لا يؤدى نفلا وعليه الفتوى. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۳۸ جلد۵ باب ضمان الاجير)

(۲) (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۰۳ جلد ۱ قبيل باب الامامة)

تالیف عثمانی سے بین مخالف ہے۔ ﴿۱﴾ بخلاف القرأة .فافهم .وهو الموفق

معراج نبوی کے متعلق ادارہ فروغ اردو لاہور کے ''رسول نمبر'' کی جسارت

سوال: ادارہ فروغ اردو لاہور ایک رسالہ نکالتا ہے۔ گذشتہ سال اس رسالہ کا ''رسول نمبر'' شائع کیا گیا۔ حکومت نے ان کو لاکھوں روپے کا انعام دیا۔ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی پر اس نمبر کا بہت چرچا ہوا۔ رسالہ کے ''رسول نمبر'' جلد دوم شمارہ نمبر ۱۳۰، دسمبر ۱۹۸۲ء کے باب اول ص ۶۰ کی پیرا نمبر ۱۲۲ پر ڈاکٹر حمید اللہ تحریر کرتے ہیں۔ ''آپ نے رات اپنے مرحوم چچا کے ہاں بسر کی۔ وہاں انہوں نے ایک متبرک خواب دیکھا۔ آگے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ پیرا نمبر ۱۲۴ ''خدا چونکہ ہر جگہ موجود ہے۔ لہٰذا کسی مادی فاصلے کو طے کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن پاک نے معراج کیلئے لفظ رؤیا استعمال کیا ہے۔ خود رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں معراج کے وقت میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ ایک روحانی سفر اور خواب تھا'' اس مضمون کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: چوہدری سردار محمد لیہ پنجاب.... ۱۸ر شعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ مضمون قرآن اور احادیث صحیحہ سے متصادم ہے۔ ﴿۲﴾ حکومت ہمیشہ کیلئے اہل زیغ اور اہل الحاد کی آفرین میں مبتلا رہتی ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال السيوطي واما ترتيب السور فهل هو تو قيفي ايضا او هو باجتهاد من الصحابة خلاف فجمهور العلماء على الثاني ...... ويوقف جبريل النبي ﷺ على موضع الآية و السورة فاتساق السور كانساق الآيات والحروف كله عن النبي ﷺ فمن قدم سورة او اخرها فقد افسد نظم القرآن الخ. (الاتقان في علوم القرآن ص ٦٢ جلد ١ فصل في ترتيب السور)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسي وذهب الجمهور الىٰ انه في اليقظة ببدنه وروحه ﷺ والرؤيا تكون بمعنى الرؤية في اليقظة كما في قول ...... وقال الواحدي انها رؤية اليقظة ليلا فقط وخبر شريك لا يعول عليه على ما نقل عن عبد الحق وقال النووي واما ما وقع في رواية عن شريك وهو نائم وفي اخرىٰ عنه بينا انا عند البيت بين النائم واليقظان فقد يحتج به من يجعلها رؤيا نوم ولا حجة فيه اذ قد يكون ذلك اول وصول الملك اليه وليس في الحديث ما يدل على كونه ﷺ نائما في القصة كلها واحتج الجمهور لذلك بانه لو كان مناماماتعجب منه قريش ولا استحالوه لان النائم قد يرى نفسه في السماء ويذهب من المشرق الى المغرب ولايستبعده احد .وايضا العبد ظاهر في الروح والبدن وذهبت طائفة منهم .الخ (تفسير روح المعاني ص ١١ جلد ٩ سورة الاسراء : ١)

قرآنی آیات میں اپنے طرف سے کسی قوم کی تخصیص تحریف معنوی ہے

سوال: ایک ماہنامہ رسالہ Muslim News ماہ فروری ۱۹۷۰ء کے ص ۲۷ پر ایک مضمون Juler Halima and the Quran Inans tnook javruay چھپا ہے۔ جس میں پارہ: ۲۷ سورۃ رحمٰن کی آیت: ۳۳، ۳۵ میں لفظ سلطان کا غلط ترجمہ اور اسی طرح سورۃ نحل کی آیت: ۸۱ میں لفظ سرابیل کا غلط ترجمہ کر کے یہ بتانے کی جسارت کی ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے امریکی لوگوں کے چاند پر جانے کی پیشگوئی آج سے چودہ (۱۴) سو سال پہلے کر دی ہے۔ اور ایک جگہ پارہ: ۳۰ سورۃ نمبر: ۹۱ آیت: ۲ میں کہ لفظ طلحہ سے یہ مطلب ہے۔ کہ وہاں دو پارٹیاں ایک محفوظ کھیل کھیلیں گی۔ اور وہ دونوں پارٹیاں روس اور امریکہ ہیں- بہرحال اس مضمون میں روس اور امریکہ کی برتری کی آڑلی گئی ہے۔ اور ان مادہ پرست قوموں کو افضل بتایا گیا ہے۔ میں نے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب، مولانا عبیداللہ انور صاحب اور مولانا محمد ادریس صاحب سے بھی رابطہ کیا ہے۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہاں مولانا مودودی صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے۔ کہ ایسی تحریریں گمراہ کن ہوتی ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے۔ کہ آپ صاحبان اس مضمون نگار کے مضمون کا پورا رد لکھ کر شائع کریں۔ اور مجھے بھی مطمئن کرنے کیلئے جواب لکھ دیں۔

المستفتی: تاج محمد اکونٹنٹ پائینڈ کارپوریشن شاہراہ قائد اعظم لاہور ۱۹۷۰ء/۴/۶

الجواب: ہمارے پاس یہ رسالہ موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اس کے تفصیلی رد سے معذور ہیں۔ البتہ اتنا ضرور کہیں گے۔ کہ اس شخص نے تحریف معنوی کی ہے۔ بشرطیکہ اس نے امریکہ وغیرہ کی تخصیص کی ہو۔ وھو الموفق

عربیت سے ناواقف لڑکوں اور لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ ترجمہ قرآن کرنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب نے لاؤڈ سپیکر میں چند لڑکوں کو ترجمہ قرآن کریم شروع کیا ہے وہ لڑکے عربیت سے بالکل ناواقف ہیں جو ترجمہ تو درکنار قرآن مجید کی صحیح تلفظ بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے لوگ دو فرقے بن گئے ایک فرقہ کہتا ہے کہ یہ ترجمہ بند کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لڑکے عربی سے بھی ناواقف ہیں خلاصہ اور منیہ تک

بھی نہیں آتا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ لوگ استماع نہیں کرتے جس کی وجہ سے سب لوگ گناہ گار ہو جاتے ہیں دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ہم لاؤڈ سپیکر پر ترجمہ کرینگے۔ کیونکہ دعوت بالجہر آیا ہے۔ تو کیا یہ ترجمہ کرنا بہتر ہے یا نہ کرنا بہتر ہے؟

المستفتی: احمد شاہ زنڈو بانڈہ......۱۵ر دسمبر ۱۹۷۴ء

الجواب: بہتر یہ ہے کہ ایسے لڑکوں کو عربیت وغیرہا سے خبردار کیا جائے۔ لیکن ناخبر ہونے کی صورت میں ان کا ترجمہ کرنا گناہ نہ ہوگا۔ نیز مناسب یہ ہے کہ بلا ضرورت لاؤڈ سپیکر میں ترجمہ نہ کیا جائے۔ لیکن کسی کے استماع نہ کرنے سے جہر کنندہ گنہگار نہ ہوگا۔ اور تصادم اصوات کی صورت میں لاؤڈ سپیکر استعمال نہ کیا جائے گا۔ فقط

''الیوم ننجیک ببدنک'' الایة کی تشریح

سوال: قرآن کریم میں پارہ ۱۱ سورۃ یونس میں فرعون کے بارے میں جو آیات کریمہ ہے کہ اے فرعون ہم تیری لاش کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور آخری زمانہ میں تیری لاش کو ظاہر کر دینگے۔ براہ کرم اس آیت کے متعلق اردو میں ہمیں تفصیل سے جواب دیدیں۔

المستفتی: اہلیان درہ آدم خیل......۱۹۷۸ء/۸/۲۲

الجواب: ''الیوم ننجیک ببدنک'' ﴿۱﴾ الایۃ سو بجائے نجات مطلوبہ کے آج ہم تیری لاش کو پانی میں تہہ نشین ہونے سے نجات دینگے۔ تاکہ تو ان کیلئے موجب عبرت ہو۔ جو تیرے بعد موجود ہیں۔ کہ تیری حالی اور تباہی دیکھ کر مخالفت احکام الہیہ سے ڈریں۔ (بیان القرآن ص ۳۰ جلد ۵) ﴿۲﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (پ: ۱۱ سورۃ یونس رکوع: ۱۴ آیت: ۹۱)

﴿۲﴾ مصر کے عجائب خانہ میں جو لاش رکھی گئی ہے جس کو لوگ فرعون معہود کا گمان کرتے ہیں اور آیت سورۃ یونس کا سہارا لیتے ہیں لیکن یہ تحقیق کے خلاف ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فوائد عثمانیہ تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں ''جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آئی ہے لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں'' بہرحال ۱۹۲۶ء میں مصریوں کو جو حنوط شدہ لاشیں ملی ہیں۔ ابھی تک یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی کہ واقعی یہ اسی معہود فرعون کی لاش ہے۔ یا فراعنہ مصر میں سے کسی دوسرے کی۔ اور آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فرعون کی لاش قیامت تک محفوظ رہے گی۔ (از مرتب)

ختم قرآن کے بعد فاتحہ اور پانچ آیات سورۃ بقرہ کا پڑھنا مستحب ہے

سوال: اگر کوئی شخص مجموعی طور پر قرآن کریم ختم کرے۔یعنی الحمد سے و الناس تک۔تو اس کو ختم کے وقت صرف و الناس تک پڑھنا ہوگا۔یا اور بھی پہلے سے کچھ پڑھنا چاہیے۔یعنی الحمد للہ سے وضاحت فرماویں۔

المستفتی: رسول خان لیب ٹیکنیشن کمبائنڈ ملٹری ہسپتال ۱۹۶۹ء/۷/۳۱

الجواب: ختم قرآن کے بعد مستحب ہے۔کہ فاتحہ اور پانچ آیات سورۃ بقرہ کے پڑھے جائیں۔

کما فی شرح الاحیاء والاتقان بروایۃ الدارمی بسند حسن عن ابن عباس عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما ان النبی ﷺ اذا قرء قل اعوذ برب الناس افتتح من الحمد ثم قرء البقرہ الی اولٰئک ھم المفلحون و فی مجمع البحار قراء مکہ اذا ختموا القرآن ابتدوا و قرء و الفاتحۃ و خمس آیات من اول البقرۃ الی المفلحون ۔ ﴿۱﴾ و ھو الموفق

ختم القرآن کے موقع پر اجتماع اور دعا کی شرعی حیثیت: سنن دارمی کی جلد دوم کے آخر (بـاب فـی ختـم القرآن) میں ابوقلابہ سے مرفوعاً مروی ہے۔کہ جو شخص ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہو جائے فـکـانـما شھدا الغنـائم حین یقسم ۔حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں قرآن پڑھتا تھا۔اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے ختم کے انتظار میں رہتے اور جب ختم کا وقت آتا تو اٹھ کر اس شخص کے پاس چلے جاتے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔کہ جب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ختم کرتے تو تمام اولاد اور اہل بیت کو جمع کر لیتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔حکم سے مروی ہے کہ مجاہد نے مجھے دعوت دی اور فرمایا کہ ہمارا ختم کرنے کا ارادہ ہے۔اس میں شرکت کیلئے آپ کو دعوت دی ہے یہ روایات سنن دارمی میں باسند مروی ہیں۔اور فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ میں محیط سے اس دعا اور اجتماع کی کراہت مروی ہے ۔کہ اس پر تعامل وارد نہیں ہے۔یہ خیر القرون میں معمول نہ تھا لیکن دیگر فقہاء سے روایت کیا ہے۔کہ اس عدم جواز میں فتویٰ نہ دیا جائیگا۔اور ان آثار کی بنا پر یہ آخری قول قوی ہے۔نیز کسی حکم کے جواز اور استحباب کیلئے صحابی کا قول کافی ہوتا ہے اگر چہ اس پر تعامل وارد نہ ہو۔(ملفوظات حضرت مفتی اعظم) (از مرتب)

﴿۱﴾ (الاتقان فی علوم القرآن ص ۱۱۱ جلد ۱ قبیل فی الاقتباس و ما جری مجراہ)

خطاطی کے ذریعے جاندار اشیاء کی صورت میں قرآنی آیات لکھنا

سوال: بعض خوشنویس وخطاط قرآنی آیات کو جاندار اشیاء کی صورت میں بناتے ہیں۔ جو دیکھ کر حیوان شکل نظر آتا ہے۔اس کی شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: میاں محمد شاہ ڈائریکٹر ادارہ تعلیم وتحقیق پشاور یونیورسٹی.....۱۹۷۰ء/۱۲/۱۶

الجواب: مبارک کلمات کو جاندار کی شکل میں لکھنا ممنوع ہے۔عرف میں ایسے مکتوب کو تصویر کہا جاتا ہے نہ کہ خط۔سونے کے بنائے ہوئے انسان کو بت کہا جاتا ہے کہ سونا۔بہرحال جب غیر مبارک نقطوں اور خطوط سے حیوانی تصویر بنائی جائے۔اور وہ کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوتی۔تو مبارک نقطوں اور خطوط سے حاصل شدہ تصویر بطریق اولیٰ حرام ہوگی۔ و هو الموفق





کتاب

ما یتعلق بالحدیث

والسنة



قال اللّٰہ تعالیٰ

وما ینطق عن الھویٰ ٥

ان ھو الا وحی یوحٰی ٥

قرآن کریم

کتاب ما یتعلق با لحدیث و السّنة

''لافتیٰ الا علی'' حدیث نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ'' لافتی الا علی '' یہ حدیث ہے اگر واقعی حدیث ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کس موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: میاں محمد صدیق مغل دہلی کالونی کراچی نمبر ۶ ......۵ رشعبان ۱۴۰۸ھ

الجواب: ان حضرات کے لئے ضروری ہے کہ اس حدیث کی سند ذکر کریں اور یا کتب حدیث سے متعلقہ کتاب کا حوالہ بتادیں۔فقط ﴿۱﴾

درس حدیث کے وقت سوال میں ذکر کردہ کیفیات وواردات شریعت سے متصادم نہیں

سوال: خط کشیدہ جملوں کے متعلق شریعت مطہرہ کیا فیصلہ دیتی ہے'' اسی طرح درس حدیث کے وقت قرن اول کے محدثوں کا گمان ہوتا تھا کہ آسمان سے وحی اتر رہی ہے۔اسی طرح درس حدیث کے وقت دلوں پر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما ہیں اور قال الرسول ﷺ کا بازار گرم ہے۔ دور حاضر کے کسی عالم کے متعلق ایسا کہنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولانا عزیز الرحمٰن جامعہ رحیمیہ ڈھکی چارسدہ امیر جمعیت علماء اسلام چارسدہ......۲۶ ررجب ۱۴۰۸ھ

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری حدیث لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار .لا اصل له مما یتعمد علیه نعم یروی فی اثر واه عن الحسن بن عرفة العبدی من حدیث ابی جعفر محمد بن علی الباقر قال :نادی ملک من السماء یوم بدر یقال له رضوان ,,لا سیف الا ذوالفقار لا فتی الاعلی وذکره کذا فی الریاض النضرة .... اقول مما یدل علی بطلانه انه لو نودی بهذا من السماء فی بدر لسمعه الصحابة الکرام ونقل عنهم الائمة الفخام وهذا شبیه ما ینقل من ضرب النقارة حوالی بدر وینسبونه الی الملائکة علی وجه الاستمرار من زمنه علیه السلام الی یومنا هذا وهو باطل عقلاً ونقلاً.........من مفتریات الشیعة الشنیعه الخ

(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص ۲۶۵ رقم حدیث :۱۰۲۰)

الجواب: ایسے واردات اور کیفیات کا قرآن وحدیث سے کوئی تصادم نہیں ہے و لہ نظائر منها قال الصحابه رضی الله عنهم عند ما قرء ه الصدیق الاکبر رضی الله عنه عند وفاة النبی ﷺ. ﴿۱﴾ و هو الموفق

پیغمبر علیہ السلام کے عمر مبارک کے روایات مختلفہ میں تطبیق

سوال: ان آیات کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر صحیفے ان کے ساتھ نازل کئے گئے ہیں نیز جو احادیث حضور ﷺ کے بابت ذکر ہیں ان میں تینوں اقوال مختلف ہیں۔ ان کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ کیونکہ یہ تینوں احادیث صحیح ہیں ان میں تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟ آیات یہ ہیں۔ واتبعوا النور الذی الخ الایة سورة اعراف پ: ۹ آیت ۱۵۷ . فبعث الله النبین .الایة . سورة البقره آیت : ۲۱۳ .
اور احادیث یہ ہیں (۱) فهاجر عشر سنین و مات و هو ابن ثلاث و ستین سنة متفق علیه (۲) قال اقام رسول الله ﷺ بمكة خمس عشرة سنة ...... وتوفی وهو ابن خمس و ستین سنة متفق علیه (۳) و عن انس رضی الله عنه قال تو فا الله علی رأس ستین سنةمتفق علیه.
(مشکواة المصابیح باب المبعث وبدء الوحی الفصل الا ول ص ۲۵۸،۲۵۷ جلد ۲)
توان احادیث میں تطبیق کیا ہوگی۔ اور آیات میں کہا گیا ہے۔ کہ تمام انبیاء کے ساتھ ہی صحیفے نازل کئے گئے ہیں۔
المستفتی: محمد صدیق آدم جی ایسوی ایشن راولپنڈی ...... ۱۰ رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: آیت واضح المراد ہیں۔ اور احادیث کی تطبیق یہ ہے۔ کہ پیغمبر علیہ السلام کے سال ولادت اور سال وفات جو کہ نامکمل ہیں۔ اگر مکمل شمار کئے جائیں۔ تو پینسٹھ سال کی روایت درست ہوگی۔
اور اگر کسر (تین سال) کو ساقط کیا جائے۔ تو ساٹھ سال کی روایت درست ہوگی۔ (لمعات وشرح شمائل)
نوٹ: یہ اختلاف یا مکی زندگی کے مقدار میں اختلاف پر مبنی ہے۔ یہ مقدار بعض کے نزدیک پندرہ سال بعض کے

﴿۱﴾ قال الحافظ عماالدین ابن کثیر: وقال الزهری حدثنی ابو سلمة عن ابن عباس ان ابابکر خرج وعمر یحدث الناس فقال اجلس یاعمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیه وترکوا عمر ،فقال ابوبکر اما بعد من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبدالله فان الله حی لایموت قال الله تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الی قوله وسیجزی الله الشاکرین .قال فوالله لکان الناس لم یعلموا ان الله انزل هذه الایة حتی تلاها علیهم ابوبکر فتلقا هامنه الناس کلهم فما سمعها بشر من الناس الا تلاها واخبرنی سعید بن المسیب ان عمر قال والله ماهو الا ان سمعت ابابکر تلاها فعقرت حتیٰ ما تقلنی رجلای وحتی هویت الی الارض .(تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۳ جلد ۱ سورة ال عمران ایت : ۱۴۴)

نزدیک تیرہ سال اور بعض کے نزدیک دس سال ہے۔ ﴿۱﴾ (لمعات)

مسلم شریف میں بنی اسرائیلی قاتل کی معافی والی حدیث کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حدیث نبوی کا صریحاً انکار کرتا ہے۔ حدیث مسلم شریف ص ۳۵۹ جلد ۲ پر درج ہے۔ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے توبہ کے بارے میں جس نے ۹۹ قتل کئے تھے۔ اور بعد میں ایک اور قتل کر کے ۱۰۰ پورے کر دیئے۔ پھر توبہ کی غرض سے کسی اللہ والے کے پاس جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ فرشتوں کے تکرار کے باعث بحکم الٰہی زمین کی پیمائش کی گئی۔ اور فیصلہ اس کے حق میں ہوگیا وہ شخص جنتی ہوگیا۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔ کہ جو شخص اس حدیث کا انکار کر دے اسکے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ محمد افراز عباس مقام باسیان بیروٹ مری ۱۵ / جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ حدیث صحیح ہے۔ ﴿۲﴾ یہ اصول دین سے متصادم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب قاتل کو معاف کرتا ہے۔ تو اس سے قبل مقتول کو راضی کرتا ہے۔ وھو الموفق

امت محمدیہ کا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہونا اور صلوٰۃ وتر کی احادیث موجود ہیں

سوال: بارہا سن چکا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ کیا یہ حدیث درست ہے۔ نیز صلوٰۃ وتر کے بارے میں احادیث وارد ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن حجر عسقلانی قوله لبث بمكة عشر ستين الخ . هذا يخالف المروى عن عائشة عقبه انه عاش ثلاثا و ستين الا ان يحمل على الغاء الكسر كما قيل مثله فى حديث انس ...... و اكثر ماقيل فى عمره انه خمس و ستون سنة اخرجه مسلم ...... لان مقتضاه ان يكون عاش ستين الا ان يحمل على انه مكث بمكة ثلاث عشر و مات ابن ثلاث و ستين وفى رواية هشام ...... لبث بمكة ثلاث عشرة و بعث لاربعين ومات و هو ابن ثلاث و ستين و هذا موافق لقول الجمهور ...... والحاصل ان كل من روى عنه من الصحابة مايخالف المشهور و هو ثلاث و ستون جاء عنه المشهور ...... وقد جمع بعضهم بين الروايات المشهورة بان من قال خمس و ستون جبرا لكسر وفيه نظر لانه يخرج منه اربع و ستون فقط ...... الخ
(فتح البارى شرح صحيح البخارى ص ۷۹۹ جلد ۹ كتاب المغازى باب وفات النبى ﷺ)

﴿۲﴾ عن ابى سعيد ن الخدرى قال قال رسول الله ﷺ كان فى بنى اسرائيل رجل قتل تسعة وتسعين انسانا ثم خرج يسأل فاتى راهبا فسأله فقال اله توبة قال لا فقتله وجعل يسأل فقال له رجل ائت قرية كذا و كذا فادركه الموت فنآء بصدره نحوها فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب فاوحى الله الى هذه ان تقربى والى هذه ان تباعدى فقال قيسوا ما بينهما فوجد الى هذه اقرب بشبر فغفرله متفق عليه .
(مشكواة المصابيح ص ۲۰۳ جلد ۱ باب الاستغفار الفصل الاول)

المستفتی: افضل قریشی پوسٹل کلرک مانسر کیمپ اٹک ...... ۲۴ر شوال ۱۴۰۴ھ

الجواب: آپ مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۲۰ ﴿۱﴾ اور باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۳۱ ملاحظہ کریں۔ ﴿۲﴾ یہ احادیث ان ابواب میں مسطور ہیں۔ وھو الموفق

حدیث" لو لاک لما خلقت الافلاک" کے الفاظ موضوعی اور مضمون ثابت ہے

سوال: "لو لاک لو لاک لما خلقت الا فلاک" الحدیث کے سند کا کیا حکم ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد مسلم کوہاٹ ۵رشعبان ۱۴۰۵ھ

الجواب: اکثر علماء فرماتے ہے کہ یہ الفاظ موضوعی ہیں۔ لیکن یہ مضمون دیگر روایات سے ثابت ہے۔ ﴿۳﴾

واما قوله تعالى و ما خلقت الجن والانس الاليعبدون ﴿۴﴾ فذكر فيه الغاية دون الباعث . فقط

حدیث" في الفاتحة اسماء من اسماء الشيطن " کی وضاحت اور ابواللیث سمرقندی کا مقام

سوال : فصل في اسماء الشيطن روى عن شيخ امام ابو لليث سمر قندى رحمة الله عليه عن ابى سعيد ن الخدرى رضى الله عنه رسول الله ﷺ ان في سو رة الفا تحة ثما نية اسمـا ء من اسماء الشيطن الا ول دلل والثاني هر ب والثالث كيو م والرابع كنع والخامس

﴿۱﴾ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ الوتر ركعة من اخر اليل رواه مسلم . وكل احاديث الوتر في هذالباب فليراجع (مشكواة المصابيح ص ۱۱۱ جلد ۱ باب الوتر)

﴿۲﴾ عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ لياتين على امتي كما اتى على بني اسرائيل حذوالنعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان في امتي من يصنع ذلك وان بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتي على ثلث وسبعين ملة كلهم في النار الا ملة واحدة قالوا من هي يارسول الله قال ماانا عليه واصحابي رواه الترمذي الخ.

(مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

﴿۳﴾ قال العلامه قاری حديث لو لاک لما خلقتُ الا فلاک ،قال الصنعاني انه موضوع كذا في الخلاصة لكن معناه صحيح فقد روى الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنه مرفوعاً اتاني جبريل فقال يا محمد :لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار (كنز العمال)وفي رواية ابن عساكر لولاک ماخلقت الدنيا .

(المو ضوعات الكبرىٰ ص ۱۹۴ رقم حديث : ۷۵۴)

﴿۴﴾ (پاره : ۲۷ سورة الذّاريٰت ركوع : ۲ آيت : ۵۶)

کنس والسادس دنا والسابع تعل والثامن بعل ومن ادخل اسماء الشیطٰن فی صلاته تفسد صلاته. الحدیث ویعلم بعبارة النص من هذا الحدیث لو کان القاری للسورة الفاتحة اما ما ولم یتمیز السورة الفاتحة من اسماء الشیطٰن افسد صلاة القوم بفساد صلواته وفی هذا اتفاق من المجتهدین۔ اسی طرح کے نام تو قران مجید میں جگہ جگہ بنتے ہیں۔ تو کیا واقعی اس سے نماز فاسد ہوگی۔ حالانکہ اس سے احتراز ناممکن ہے۔ اور اسکے راوی ابواللیث سمرقندی کون ہیں۔ فتاوی اور فن حدیث میں اس کا مقام کیا ہے۔ اور اگر یہ حدیث کسی دوسری کتاب میں مذکور ہو تو حوالہ تلاش کر کے مشکور فرمائیں۔

المستفتی: امیر الرحمٰن مہتمم مدرسہ رحمانیہ اسلام پور سوات...... ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: ابواللیث سمرقندی بلند پایہ امام ہے۔ (مقدمہ هدایہ اولین واخرین) مگر اسکا فتاوی کتب غیر متداولہ سے ہے۔ کما لایخفی۔ اور اس حدیث کا نہ مخرج معلوم ہے۔ اور نہ سند البتہ قابل تاویل ہے۔ اور یہ کہ اسم شیطان کہنے سے مقصود اظہار قباحت ہے۔ کما ورد فی بیر ذروان ان نخلها کرءوس الشیطین۔ ﴿۱﴾ اور خلاصۃ الفتاوی سے ھندیہ ص ۸۳ جلد ۱ میں مروی ہے۔ ﴿۲﴾ کہ یہ تغیر مفسد صلواۃ نہیں ہے۔ وهو الموفق

مہاجرین وانصار کے مواخاۃ میں انصار مدینہ کی بے مثل فراخدلی

سوال: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی۔ تو مدینہ منورہ میں بعض انصار نے بطور مواخاۃ جن کی دو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی مہاجر بھائی کو پیش کی۔ اس کی کوئی روایت موجود ہے یا نہیں۔ حوالہ سے بتایا جائے۔

المستفتی: قاری فضل عظیم اکبر پورہ پشاور ...... ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

﴿۱﴾ عن عائشہ رضی الله عنها قالت سحر النبی ﷺ .... فخرج الیها النبی ﷺ ثم رجع فقال لعائشة حین رجع نخلها کانه رؤوس الشیاطین. الی اخر الحدیث

(صحیح البخاری ص ۴۶۲ جلد ۱ باب صفة ابلیس وجنوده کتاب بدء الخلق)

﴿۲﴾ فی الهندیه ان وصل حرفا من کلمة بحرف من کلمة اخری نحو ان قرأ ایاک نعبد ووصل الکاف بالنون او غیر المغضوب علیهم وو صل الباء بالعین او سمع الله لمن حمده ووصل الهاء من الله باللام فا للام فالصحیح انه لایفسد ولو تعمد ذلک هکذا فی الخلاصة.

(فتاویٰ هندیه ص ۷۹ جلد ۱ الفصل الخامس فی زلة القاری)

الجواب: بعض انصار یعنی سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے بعض مہاجرین یعنی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ پیشکش کی تھی۔ لیکن مہاجرین نے قبول نہ کیا۔ (بخاری شریف ص ۲۷۵ جلد ۱) ﴿۱﴾

دقائق الاخبار رطب ویابس اور بلا سند احادیث کا مجموعہ ہے

سوال: جناب مفتی صاحب! دقائق الاخبار نام کتاب احادیث کی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اور وہ کونسے طبقے کی کتاب ہے۔ اور مذھبا کس مسلک کے ساتھ ہے؟

المستفتی: محمد ثناء اللہ کتوزی چارسدہ پشاور ۱۹۷۳ء/۷/۹

الجواب: اس کتاب میں رطب ویابس اور بلا سند احادیث ہیں۔ اس کو کسی نے کتب احادیث میں شمار نہیں کیا ہے۔ فقط

مرض موت میں شدت مذموم نہیں ہے

سوال: بعض احادیث میں ہے۔ کہ مؤمنین صالحین کی روح نہایت آسانی سے نکل جاتی ہے۔ اور کفار کی سختی سے لیکن ایسے روایات بھی ہیں جن میں موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کی موت کی سختی کا ذکر ہوا ہے۔ ان روایات میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: ارشد علی چارسدہ ۱۹۹۰ء/۳/۱۵

الجواب: مرض موت کی شدت مذموم نہیں ہے البتہ نزع روح کی شدت ممدوح نہیں ہے۔ یہ احادیث کا خلاصہ ہے۔ ﴿۲﴾ اور بلا سند حکایات سے دلیل پکڑنا اہل علم کا دستور نہیں ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عن عبد الرحمن بن عوف رضی الله عنه قال لما قد منا المدينة اخى رسول الله ﷺ بينی و بين سعد بن الربيع فقال سعد بن الربيع انی اكثر الا نصار مالاً فاقسم لک نصف مالی وانظر ای زوجتی هويت نزلت لک عنها فاذا حلت تزوجتها .فقال له عبد الرحمن لاحاجة لی فی ذلک هل من سوق فيه تجارة قال سوق قينقاع قال فغدا اليه عبدالرحمن فاتى باقط وسمن قال ثم تابع الغدو وفما لبث ان جاء عبدالرحمن عليه اثر صفرة فقال رسول الله ﷺ تزوجت قال نعم قال ومن قال امرأة من الانصار قال كم سقت قال زنة نواة من ذهب او نواة ذهب فقال له النبی ﷺ اولم ولو بشاة .(صحيح البخاری ص ۲۷۵ جلد ۱ كتاب البيوع)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسی اقسام من الله تعالىٰ بطوائف من ملائكة الموت عليهم السلام ،الذين ينزعون الارواح من الاجساد على الاطلاق كما فی رواية عن ابن عباس ومجاهد،اوارواح الكفرة على ما اخرجه سعيد بن منصور ...... وينشطونها ای يخرجونها من الاجساد من نشط الدلو من البئر اذا اخرجها ويسبحون فی اخراجها سبح الذی يخرج من البحر ما يخرج فيسبقون ويسرعون بارواح الكفرة الى النار ...... ومال بعضهم الى تخصيص النزع بارواح الكفار والنشط والسبح بارواح المؤمنين لان النزع جذب بشدة ...... وقال ابن مسعود تنزع الملائكة روح الكافر من جسده من تحت كل شعرة ومن تحت الاظافر واصول القدمين ثم تغرقها فی جسده ثم تنزعها حتىٰ اذا كادت تخرج يردها فی جسده وهكذا مراراً فهذا عملها فی الكفار والنشط الاخراج برفق وسهولة وهو انسب بالمؤمنين الخ (تفسير روح المعانی ص ۲۰ جلد ۱۲ سورة النازعات : ۱)

''الصاق الكعبين عند الركوع والسجود'' کے احادیث میں تطبیق

سوال: اعلاء السنن ص ۸ جلد ۳ پر مذکور ہے۔ (۱) عن انس مرفوعا اعتدلوا فی الركوع والسجود ولا يبسط احدكم ذراعيه انبساط الكلب . رواه الدارمی فی مسنده (۲) وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا صلوة لرجل لا يقيم صلبه فی الركوع والسجود . رواه دارقطنی پھر اس عبارت کے نیچے یوں اشارہ ہے عبد الله ابن مسعود اصلی خلفكم قالا نعم فقام بينهما وجعل احدهما عن يمينه والآخر عن شماله ثم ركعنا فوضعنا ايدينا الخ . ان احادیث میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔

المستفتی: سلطان محمد حقانی شریک دورہ حدیث دار العلوم حقانیہ ..... ۶ / جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب: اعلم ان مؤلف الشرح الكبير والدر المختار وغيرهما صرحوا النسبة الصاق القدمين فی الركوع والسجود لكن الحديث الصريح وجد فی حق الالصاق عند السجود وهو حديث ابن حبان من حديث عائشة .ولم نجد الحديث فی سنية هذا الالصاق عند الركوع. والمسطور فی حاشية اعلاء السنن الفهم والاستخراج من الحديث دون الحديث الصريح واللازم من التطبيق الصاق الفخذين دون الصاق الكعبين كما لا يخفى .﴿۱﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الشيخ محمد فريد دامت بركاتهم (ف) لم يثبت الصاق الكعبين عند الركوع فی الروايات الحديثية والآثار وزبر المتقدمين والمحققين بل قالوا بالفصل بين القدمين نحو اربعة اصابع فما ذكره الزاهدی فی المجتبیٰ وتابعه كثير من الفقهاء انه من السنن فمن اوهام الزاهدی توهمه من ما ورد ان الصحابة كانو يهتمون بسد الخلل حتی يضمون الكعاب والمناكب ولا يخفی ان المراد منه الصاق الكعب بكعب صاحبه لا بكعبه او مراده من الالصاق المحاذاة نعم ثبت رصوص العقبين عند السجود عن عائشة مرفوعا فی رواية ابن حبان كما ثبت طأطأة الراس عند القيام فی حديث ابی هريرة عند الحاكم وحديث ام سلمة عند ابن ماجة. كان الناس فی عهد رسول الله ﷺ اذا قام المصلی يصلی لم يعد بصر احدهم موضع قدميه يقتضيها ايضاً فلعل مراد من انكر عليها المبالغة فيها .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۴۴ جلد ۲ باب ما جاء انه يجافی يديه عن جنبيه فی الركوع)

”فقیه واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد“ حدیث ہے

سوال: فقیه واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد ۔ یہ عبارت کوئی حدیث ہے یا مقولہ ہے اگر مقولہ ہے تو کہاں سے ثابت ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مقولہ ہے حدیث شریف نہیں ہے جواب سے مطلع فرمائیں؟

المستفتی: قاضی حبیب السلام پیر سباق نوشہرہ......۲۹/ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب: یہ حدیث شریف ہے اور مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم فصل ثانی میں مسطور ہے وقال رواه الترمذی وابن ماجه ﴿۱﴾. وهو الموفق

حدیث کے اقسام، شاذ کی تعریف اور تدوین حدیث کے بارے میں کتابیں

سوال: حدیث شاذ کی تعریف کیا ہے نیز تدوین حدیث وفقہ کے بارے میں کوئی خاص اور اچھی کتاب کے بارے میں لکھ دیں۔ اور حدیث کی کتنی اقسام ہیں؟ والسلام

المستفتی: نامعلوم......۱۹۷۸ء/۹/۱

الجواب: حدیث شاذ کے تین معانی ہیں مشہور معنی یہ ہے کہ ایک کمزور ضعیف راوی ایک قوی اور معتمد راوی سے مخالف حدیث نقل کرے۔ ﴿۲﴾ اور تدوین حدیث وفقہ پر مستقل کتب لکھے گئے ہیں کسی کتب خانہ سے یہی کتب طلب کریں۔ اور حدیث کے بہت سے اقسام ہیں۔ صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ وغیرہ وغیرہ۔ ﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد رواه الترمذی وابن ماجه. (مشکواة المصابیح ص ۳۴ جلد ۱ کتاب العلم الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم اعلم ان الشاذ یطلق علی معان ثلثة الاول ما رواه الثقة مخالفا لما رواه الناس وهو المروی عن جماعة من علماء الحجاز والثانی مالیس له الا اسناد واحد یشذبذلک شیخ ثقة کان او غیر ثقة وهو المروی عن ابن یعلی الخلیلی والثالث ما تفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقة قال به الحاکم الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۷ جلد ۱ مبحث الشاذ)

﴿۳﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم فاعلم ان الحدیث الصحیح ما ثبت بنقل عدل تام الضبط غیر معلل ولا شاذ فان کانت هذه الصفات علی وجه الکمال والتمام فهو الصحیح لذاته وان کان فیها نوع قصور ووجد ما یجبر ذلک القصور من کثرة الطرق فهو الصحیح لغیره وان لم یوجد فهو الحسن لذاته ومافقد فیه الشرائط المعتبرة فی الصحیح کلاً او بعضاً فهو الضعیف والضعیف ان تعدد طرقه وانجبر ضعفه یسمی حسنا لغیره الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۸ جلد ۱ مبحث تعریف الصحیح والحسن)

بیت اللہ شریف کو ام المساجد کہنا

سوال: بیت اللہ شریف کو کسی حدیث یا سلف صالحین کے کسی قول میں ام المساجد اور دیگر کو بیٹیاں کہا گیا ہے یا نہیں۔ وضاحت اور حوالہ سے نوازیں۔

المستفتی: احسان الحق رائے ونڈ لاہور.....۱۳۹۸/۶/۳۰ھ

الجواب: روایات کے اعتبار سے معلوم نہیں ہے اور کافی تتبع کے بعد روایت نہ ملی۔ البتہ قواعد کے اعتبار سے ﴿۱﴾ ام المساجد کہنا جیسا کہ مکۃ المکرمۃ کو ام القریٰ کہنا جائز ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

مولانا روم کا شعر حدیث نہیں لیکن احادیث سے معارض بھی نہیں

سوال: دو ابیات مولانا روم کے مثنوی شریف دفتر اول سے تحریر خدمت ہیں۔

چون ز لقمه تو حسد بینی دوام............جهل وغفلت زاید آں را دا ن حرام

کیا مولانا روم کے ان ابیات میں کسی حدیث شریف کے مفہوم کا بیان ہے یا اپنی تجرباتی باتیں بیان فرمائی ہیں اگر کسی حدیث کا مفہوم ہو تو صفحہ اور کتاب کا حوالہ تحریر فرما کر ممنون فرماویں۔

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ.....۳۰/جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: یہ مضمون تجربہ اور فراست ایمانی سے ثابت ہے اور کسی حدیث سے معارض نہیں ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

''حب الوطن من شعبة الايمان'' حدیث نہیں

سوال: کیا یہ جملہ عربیہ ''حب الوطن من شعبة الايمان'' حدیث نبوی ﷺ کا ٹکڑا ہے یا نہیں اگر ہو تو حدیث کے

﴿۱﴾قال الحافظ عمادالدين يخبر تعالىٰ ان اول بيت وضع للناس اى لعموم الناس لعبادتهم ونسكهم يطوفون به ويصلون اليه ويعتكفون عنده للذى ببكة ....عن ابى ذر رضى الله عنه قال قلت يارسول الله ﷺ اى مسجد وضع فى الارض اول؟قال المسجد الحرام ....عن عبد الله بن عمرو بن العاص مرفوعاً بعث الله جبريل الى آدم وحواء فامرهما ببناء الكعبة فبناه آدم ثم امر بالطواف به وقيل له انت اول الناس وهذا اول بيت وضع للناس الخ(التفسير الابن الكثير ص ۵۰۰ جلد ۱ سورة ال عمران : ۹۶)

﴿۲﴾قال الله تعالىٰ وكذلك اوحينا اليك قرانا عربيا لتنذر ام القرىٰ ومن حولها وتنذر يوم الجمع لاريب فيه .

﴿۳﴾عن ابن سعيد ن الخدرى قال قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنورالله .ثم قرأ ان فى ذلك لايات للمتوسمين .(جامع ترمذى ص ۱۴۰ جلد ۲ ابواب التفسير سورة الحجر)

کونسے کتاب میں وارد ہے نام وصفحہ تحریر فرماویں؟

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ.....۲۸ر جمادی الثانی مطابق ۳۰ر جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: یہ حدیث نہیں ہے۔ قال القاری فی المصنوع فی احادیث الموضوع ص ۱۱ حدیث حب الوطن من الایمان لا اصل له عند الحفاظ.﴿۱﴾وهو الموفق

بعض اسناد میں درج حدیث کے بارے میں استفسار

سوال: جامعہ حقانیہ کے ایک سند کے نقل کی تصدیق کے موقع پر احقر کو ایک عبارت سند کے ابتداء میں چھپی ہوئی نظر سے گذری۔ ''خیر کم من تعلیم القرآن وعلمه'' یہی عبارت جامعہ اسلامیہ کے ایک سند میں اسی شکل میں درج پائی۔ احقر کو ایک حدیث شریف یاد ہے، جو کہ'' خیر کم من تعلم القرآن وعلمه ''اب معلوم نہیں کہ اسناد میں جو عبارت درج ہے۔ وہ بھی یہی حدیث ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے بصورت اول حدیث میں تحریف اور علمی درسگاہ کی بے پرواہی کا احساس کر کے چند سطور بھیج رہا ہوں امید ہے وضاحت فرما کر ممنون فرماویں گے۔

المستفتی: حسین علی شاہ سول ہسپتال صوابی.....۱۹۷۳ء/۱/۸

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں ''خیر کم من تعلم القرآن وعلمه ''﴿۲﴾ اور ہمارے سند میں یہ الفاظ مسطور نہیں ہیں شاید آپ نے دوسرے کسی دار العلوم کے سند کا نقل ملاحظہ کیا ہو۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری حدیث حب الوطن من الایمان قال الزرکشی لم اقف علیه وقال السید معین الدین الصفوی لیس بثابت وقیل انه من کلام بعض السلف وقال السخاوی لم اقف علیه ومعنا صحیح قال المنو فی ما ادعاه من صحة معناه عجیب اذلاملازمة بین حب الوطن وبین الایمان ویرده قوله تعالیٰ ولو انا کتبنا علیهم فانه دل علی حبهم لوطنهم مع عدم تلبسهم بالایمان اذضمیر علیهم للمنافقین الخ (الموضوعات الکبریٰ للقاری ص ۱۰۹ رقم حدیث: ۱۳۴)

﴿۲﴾ عن عثمان قال قال رسول اللهﷺ خیر کم من تعلم القرآن وعلمه رواه البخاری.

(مشکواة المصابیح ص ۱۸۳ جلد ۱ کتاب فضائل القران)

قوت حافظہ کیلئے نبوی نسخہ حدیث سے ثابت ہے

سوال: ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اکرم ﷺ سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چپکے سے چند کلمات بتائے۔ چند اسماء حسنٰی بتائے جنکی ورد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حافظہ کی کمزوری جاتی رہی۔ پھر بعد میں کسی صحابی کے پوچھنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ کلمات بتائے۔ از راہ کرم وہ کلمات مع حوالہ ارسال کریں

المستفتی: محمد عثمان ایم اے بی ایڈ ہائی سکول شبقدر پشاور

الجواب: ترمذی جلد ثانی باب دعاء الحفظ میں یہ حدیث مذکور ہے۔ ﴿۱﴾ وہاں سے یاد کیا جائے۔ فقط

تبلیغ اور ترغیب ترہیب کے حدیثین میں فرق

سوال: مایقول العلماء العظام فی هذه المسئله: عن عبد اللّٰه بن عمر رضی الله عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ بلغوا عنی ولو آية وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار رواه البخاری. یعلم من هذ الحدیث جواز التبلیغ لکل شخص ماموراً کان او امیراً او غیرهما وعن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول الله ﷺ لایقص الامیر او مامور اومختال وفی روایة او مراءٍ الحدیث. فیعلم من هذا الحدیث تخصیص التبلیغ بالامیر الخ المطلوب منکم الجواب المشفی للقلب. بینوا وتوجروا

﴿۱﴾ عن ابن عباس انه قال بینهما نحن عند رسول الله ﷺ اذاجاء علی ابن ابی طالب فقال بابی انت وامی تفلت هذاالقرآن من صدری فما اجدنی اقدر علیه فقال له رسول الله ﷺ یااباالحسن افلا اعلمک کلمات ینفعک الله بهن وینفع بهن من علمته ویثبت ما تعلمت فی صدرک قال اجل یارسول الله ﷺ فعلمنی قال اذا کان لیلة الجمعه.............. ثم قل فی آخر ذلک اللهم ارحمنی بترک المعاصی ابداً ما ابقیتنی وارحمنی ان اتکلف مالایعنینی وارزقنی حسن النظر فی ما یرضیک عنی اللهم بدیع السمٰوات والارض ذاالجلال والاکرام والعزة التی لاترام اسألک یا الله یارحمن بجلالک ونوروجهک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کماعلمتنی وارزقنی ان اتلوه علی النحو الذی یرضیک عنی اللهم بدیع السموات والارض ذاالجلال والاکرام فالعزة التی لاترام اسألک یاالله یا رحمن بجلالک ونور وجهک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق به لسانی وان تفرج به عن قلبی وان تشرح به صدری وان تغسل به بدنی فانه لایعیننی علی الحق غیرک ولایوتیه الا انت ولا حول ولاقوة الابالله العلی العظیم. الیٰ اخر الحدیث (ترمذی شریف ص۱۹۲ جلد۲ ابواب الدعوات باب دعاء الحفظ)

المستفتی: مولانا عبدالقادر مسجد میر ختم شبقدر پشاور ١٩٦٩ء/٣/٥

الجواب: التبليغ مغائر من القصص لان التبليغ هو الايصال باللفظ او المعنى من غير امر زائد. والقصص هوا لترغيب والترهيب او الخطبه على الاختلاف فالتبليغ اهون واسهل من القصص بخلاف القصص فانه لا بد فيه من مراعاة مصالح القوم ومصالح الوقت فافهم. فقط ﴿١﴾

صلاۃ البروج، والنور کی حدیث موضوعی اور بعض دیگر احادیث کے حوالے

سوال: بندہ نے ایک کتاب میں پڑھا ہے (١) حدیث شریف ہے کہ جب شام ہوتی ہے تو ایک فرشتہ بام خانہ کعبہ پہ نازل ہوتا ہے اور یہ ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفیٰ تم پر ایک زندگی آنے والی ہے کہ نام اس کا گور ہے تم کو لازم ہے کہ آخرت کیلئے ذخیرہ مہیا کرو۔ دو رکعت صلوٰۃ البروج و صلوٰۃ نور کی پڑھنا ہے اور دو رکعت نفل ہر شب کو پڑھا جائے اس کے پڑھنے سے قبر میں روشنی ہوتی ہے (١) ترکیب صلاۃ البروج: رکعت اول میں بعد فاتحہ والسماء ذات البروج ۔ اور رکعت ثانی میں بعد فاتحہ والسماء والطارق ۔ (٢) ترکیب صلاۃ نور: رکعت اول میں بعد فاتحہ دو آیت سورۃ انعام اور رکعت ثانی میں بعد فاتحہ کے اولم یروا کم اهلكنا تا محضرون۔ (٣) ترکیب صلاۃ نفل: رکعت اول میں بعد فاتحہ پانچ مرتبہ سورۃ الکافرون اور رکعت ثانی میں بھی ۔ پھر جب دن نکلتا ہے یہی فرشتہ پھر بیت المقدس کی چھت پر آتا ہے اور ندا کرتا ہے کہ اے بندگان خدا و امتیان محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ روز عطا فرمایا ہے اس کے سوا تمہارے لئے ایک روز اور در پیش ہے کہ نام اس کا روز محشر ہے تم پر لازم ہے کہ اس کے واسطے ذخیرہ اکٹھا کرو اس میں بھی مختلف نمازوں کا طریقہ بتلایا ہے براے مہربانی اس حدیث کی عربی الفاظ اور معتبر حوالہ لکھئے۔

(٢) ابوسعید خدری سے روایت ہے كنت في عصابة من ضعفاء المهاجرين وان بعضهم

﴿١﴾ ترجمہ: ۔ تبلیغ اور قصص میں فرق ہے ۔ کیونکہ تبلیغ الفاظ اور معنی کے پہنچانے کو کہتے ہیں ۔ کہ اس کے علاوہ اس پر امر زائد نہ ہو ۔ اور قصص ترغیب، ترہیب کو اور بنا بر اختلاف خطبہ کو کہتے ہیں ۔ تو تبلیغ قصص سے اھون اور آسان ہے ۔ اور قصص جو ہیں اس میں قوم اور وقت کے مصلحتوں کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ (وهاب)

لیستتر ببعض من العری وقارئ یقرأ علینا ونحن نستمع القرأة قال فجاء رسول الله ﷺ حتی قام علینا فلما رآه القاری سکت قال فسلم فقال ماذا کنتم تصنعون قلنا کان قارئ یقرأ علینا ونحن نستمع بقراته فقال النبی ﷺ الحمد لله الذی جعل من امتی امرت ان اصبر بقراءته نفسی معهم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال بیده هکذا فتحلق القوم فلم یعرف رسول الله ﷺ منهم احد قال فکانوا ضعفاء المهاجرین بالنور التام یوم القیامة تد خلون الجنة قبل اغنیاء کم بنصف یوم کان مقداره خمس مأة عام ۔اس حدیث شریف میں چونکہ لفظ قاری استعمال ہو چکا ہے اسلئے میرے ذہن میں خدشہ ہے اس حدیث شریف کا حوالہ معتبر کتابوں سے دیا جائے۔

(۳) عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے ۔قال ردفت رسول الله ﷺ یوماً فقال هل معک من شعر امیة ابن ابی الصلت شیئاً قلت نعم قال هیه فانشدته بیتاً فقال هیه ثم انشدته بیتاً فقال هیه حتی انشدته مأة بیت ۔اس حدیث کا معتبر کتب سے حوالہ دیجئے۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قالت کانت عندی جاریة تغنی فاستاذن عمر فلما احسه سمعت حسه فرت فلما دخل عمر رضی الله عنه تبسم رسول الله ﷺ فقال عمر ماضحکک یا رسول الله ﷺ قال کانت عندنا جاریة تغنی فلما سمعت حسک فرت فقال عمر لاابرح حتی اسمع ما کان سمع رسول الله ﷺ ۔برائے مہربانی ان چند احادیث کے حوالے معتبر کتابوں سے دیئے جائیں ۔تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد اکرم تہکال بالا پشاور...... ۱۹۶۸ء/۱۲/۴

الجواب: فرشتہ بام والی حدیث موضوع اور بلا اصل ہے اور ابو سعید الخدری کی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ ﴿۱﴾ اور عمرو بن شرید والی حدیث مسلم شریف میں ہے۔ ﴿۲﴾ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میرے پاس موجود کتب میں نہیں ہے اور امام ترمذی نے وفی الباب عن عمرو عائشہ رضی اللہ عنہما میں شاید اس حدیث کو اشارہ کیا ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ (ابوداؤد ص ۱۶۰ جلد ۲ باب فی القصص کتاب العلم) ﴿۲﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۰۹ جلد ۲ باب البیان والشعر)

﴿۳﴾ عن عبد الله بن بریده قال سمعت بریده یقول خرج رسول الله ﷺ فی بعض مغازیه فلما انصرف جاءت جاریة سودا فقالت یا رسول الله ﷺ انی کنت نذرت ان ردک الله صالحة سالماً ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی فقال لها رسول الله ﷺ ان کنت نذرت فاضربی والا فلا فجعلت تضرب فدخل ابوبکر وهی تضرب ثم دخل علی وهی تضرب ثم دخل عثمان وهی تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استها ثم قعدت علیه .الی آخر الحدیث هذا حدیث حسن صحیح غریب من حدیث بریده وفی الباب عن عمرو عائشة.

(ترمذی شریف ص ۲۱۰ جلد ۲ باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب ابواب المناقب)

تقبیل اور معانقہ کی متعارض احادیث میں تطبیق

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے بعد عرض یہ ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے باب المصافحۃ والمعانقۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی مسلمان بھائی کی تعظیم وتکریم کیلئے سر جھکانے اور معانقہ اور بوسہ دینے سے منع فرمایا ہے اور مصافحہ کی اجازت دی لیکن اس سلسلہ کی دوسری احادیث میں جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت زارع رضی اللہ عنہ حضرت عطا خراسانی رضی اللہ عنہ، اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ان میں ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا اور مصافحہ ومعانقہ کو جائز فرمایا گیا ہے تو اب ان احادیث میں تطبیق کیسی ہوگی؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی: مولانا غلام حسین جلبئی صوابی ۲۲/۳/۱۹۶۹ء

الجواب: تقبیل اور معانقہ جائز ہے کیونکہ متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور منع والی حدیث محمول ہے خوف شہوت اور حالت تجرد عن القمیص پر قال فی الھدایہ الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد اما اذا کان علیہ قمیص او جبۃ فلاباس بھا وصرح فی حواشی المشکواۃ وکتب الفقہ فی باب الحظر والاباحۃ علی حرمۃ التقبیل علی وجہ الشھوۃ ﴿۱﴾۔ وھو الموفق

ترمذی شریف کے بعض الفاظ کی وضاحت

سوال: بندہ در دو جائے در ترمذی شریف شکمند است۔ بندہ بہ مطلب آں نمیدانم۔ از شمایاں مبارکان التماس میکنم کہ بندہ دریں دو جائے واقف گردانی۔ جائے اول این ست ذکر فی الترمذی فی باب ماجاء فی

﴿۱﴾ قال ابن عابدین قال فی الھدایہ ویکرہ ان یقبل الرجل فم الرجل او یدہ او شیئا منہ او یعانقہ وقال ابویوسف لاباس بالتقبیل والمعانقۃ لماروی انہ علیہ السلام عانق جعفراً حین قدم من الحبشۃ وقبلہ بین عینیہ ولھما ماروی انہ علیہ السلام نھی عن المکامعۃ وھی المعانقۃ وعن المکاعمۃ وھی التقبیل وما رواہ محمول علی ماقبل التحریم قالوا الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد اما اذا کان علیہ قمیص او جبۃ لاباس بہ ... ووفق الشیخ ابو منصور بین الاحادیث فقال المکروہ من المعانقۃ ما کان علی وجہ الشھوۃ وعبر عنہ المصنف بقولہ فی ازار واحد فانہ سبب یفضی الیھا فاما علی وجہ البر والکرامۃ اذا کان علیہ قمیص واحد فلاباس بہ۔
(ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۲۶۹ جلد۵ باب الاستبراء وغیرہ کتاب الحظر والاباحۃ)

الوضوء ثلاثاً ثلاثاً عن ابی اسحاق عن ابی حیة ذكر فی الحاشیه علی قوله عن ابی حیة بفتح الحاء الی قوله من الثالثة ومن الرابعة والخامسة ۔ بندہ بمرادو تشریح لفظ من الثالثة عارف نیستم ۔ دوم جائے این ست فی الترمذی باب ماجاء ان حذف السلام سنة حدثنا علی بن حجرنا عبد الله بن المبارک والھقل بن زیاد خف الخ بندہ بمراد لفظ خف کہ مرقوم ومکتوب است علی لفظ زیاد کہ مرقوم ومکتوب است فی السند عارف نیستم ۔

المستفتی: مولوی محمد صدیق حقانی قلعہ عبداللہ گلستان کوئٹہ ...... ۲۰ محرم ۱۴۰۲ھ

الجواب: واضح رہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریب التھذیب میں بارہ طبقات رواۃ بنائے ہیں تو ان الفاظ ،من الثالثة ،من الرابعة ،من الخامسة وغیرھا، میں ان طبقات کی طرف اشارہ ہے اگر آپ کے پاس تقریب التہذیب نہ ہوتو منہاج السنن ص ۵۴، ۵۵ جلد ا کومراجعت فرماویں ۔ ﴿۱﴾ اور خف سے مراد یہ ہے کہ یہ لفظ مشددنہ پڑھا جائے گا ۔ وھو الموفق

عاشورہ کے دن قبروں پر پانی ڈالنے کی حدیث موضوعی ہے

سوال: ہمارے علاقے میں ۱۰ محرم یوم عاشورہ پر صبح سویرے اندھیرے میں لوگ قبروں پر جا کر پانی ڈالتے ہیں ۔ یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے اور پانی ڈالنا لازمی کار ثواب سمجھتے ہیں ۔ اب اس مسئلہ پر دو آدمیوں کا جھگڑا ہے ۔ ایک اسے بدعت کہتا ہے ۔ دوسرا اسے صحیح کہتا ہے ۔ اور دلیل میں کہتے ہیں کہ کتاب جواھر النفیس ص ۱۰۶ اذارش الماء علی قبور الاقرباء فی یوم عاشور كفر عن المیت عشرة الاف ذنوبه واعطى الله له عشرة الاف درجة وقال جابر رضی الله عنه ان بلال رضی الله تعالی عنه رش الماء علی قبر علیه الصلاة والسلام مہربانی فرما کر تحقیقی جواب ارسال کریں ۔

﴿۱﴾ قال العلامة الفهامه الشیخ مفتی اعظم محمدفرید دامت برکاتهم قوله عن ابی حیة .... قال فی التقریب مقبولة من الثالثة وقد مر مبحث مراتب الراوة وطبقاتهم فی باب ما جاء ان مفتاح الصلواة الطهور فقد قال فیه امابیان المراتب فاولها الصحابة اصرح بذلک لشرفهم والثانیه من اكد مدحه اما بافعل مثل اوثق الناس .... الثالثه من افرد بصفة كثقة او متقن او عدل اوثبت .... واما الطبقات فالاولی الصحابة .... الثانیه طبقة كبار التابعین .... الثالثة الطبقة الوسطی من التابعین .... الرابعه طبقة تلیها وجل روایهم من كبار التابعین كالزهری الخ

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص :۵۴، ۵۵، ۱۳۵ جلد : ۱)

المستفتی :سورگل ضلع کوہاٹ......۱۹۷۰ء/۴/۹

الجواب :قبروں پر پانی ڈالنا دفن کے وقت جائز ہے۔ لمارواہ صاحب شرح السنة مرسلا انه عليه السلام رش على قبر ابنه ابراهيم والبيهقي عن جابر رضى الله تعالى عنه موقوفا انه (رش على قبر النبي صلى الله عليه وسلم. ﴿۱﴾(مشكواة ص ۱۴۳ جلد ۱)لیکن عاشورہ کے دن ثواب کے ارادہ سے قبروں پر پانی ڈالنا بدعت قبیحہ ہے۔نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ فقہ کے معتبر کتابوں سے ثابت ہے۔اور اگر کوئی حدیث کا دعوی کرے تو اس کا سند ذکر کرے اور یا ایسے کتاب پر حوالہ دیوے۔جو کہ حدیث کو باسند روایت کرتا ہو۔تاکہ ہم خود تحقیق کریں اور یہ حدیث جو جواہر النفیس میں مذکور ہے۔نہ اس کی سند معلوم ہے۔اور نہ حوالہ معلوم ہے۔بلکہ اس پر وضع کے آثار ظاہر ہیں بلکہ یہ ایک طویل حدیث کا حصہ معلوم ہوتا ہے جو کہ موضوع ہے۔ قال في الفوائد المجموعةص ۳۵، ۳۶ حديث من صام عاشورا اعطى ثواب عشر الاف ملك الـخ ذكره في اللالي مطولاً عن ابن عباس مرفوعاً وهو ﴿۲﴾ موضوع فقط

وجود موجودات بروئے محمد ﷺ اور آپ کے نور ہونے کا مطلب

سوال:تمام موجودات بروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجود آمدند یا نہ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم نور بود یا نہ؟

المستفتی :عبداللہ مہاجر افغانستان پشاور شہر......یکم رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب:نزد ارباب تحقیق الفاظ حدیث لولاک موضوع ومضمون او ثابت است۔﴿۳﴾وحدیث اول ما خلق الله نوری بمعنی اول ماخلق الله روحی است در حواشی نشر الطیب وغیرہ قابل تسلیم است۔

﴿۱﴾مشكواة المصابيح ص ۱۴۸، ۱۴۹ جلد ۱ باب دفن الميت)

﴿۲﴾ومن ذلک حديث :من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة ستين سنة فهذا باطل يرويه حبيب بن ابى حبيب عن ابراهيم الصانع عن ميمون بن مهران عن ابن عباس وحبيب هذا غير حبيب كان يضع الاحاديث .(الموضوعات الكبرى ص ۲۹۴ رقم حديث : ۱۱۴۱)

﴿۳﴾حديث لولاک لماخلقت الافلاک ،قال الصنعاني انه موضوع كذافي الخلاصة لكن معناه صحيح فقدروى الديلمي عن ابن عباس رضى الله عنهما مرفوعاً اتاني جبريل فقال يامحمد لولاک ماخلقت الجنه ولو لاک ماخلقت النار وفي رواية ابن عساكر لولاک ماخلقت الدنيا .(الموضوعات الكبرى ص ۱۹۴ رقم حديث : ۷۵۴)

حدیث ''ولد الزنا ء لا يدخل الجنة'' موضوع ہے

سوال: ایک حدیث ہے'' ولد الزنا ء لا يدخل الجنة '' کیا اس کا کوئی اصل ہے؟

المستفتی: غلام سرور سنگاپور...... ۱۹۸۳ء/۸/۱۰

الجواب: اس حدیث کے متعلق'' المصنوع فی احادیث الموضوع '' ص۱۳۱ میں مسطور ہے۔ ولد الزنا لا يدخل الجنة لا اصل له انتهى ﴿۱﴾ اور یہ حدیث معقول بھی نہیں کیونکہ ولد الزنا سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا ہے۔ وهو الموفق

مقرب فرشتوں کا زمین سے مٹی لیجانا اورزمین کی فریاد کا واقعہ اسرائیلی ہے

سوال: ایک کتاب میں لکھا گیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا پتلا بنانے کے لیے جبرئیل علیہ السلام کو طائف کے مقام سے مٹی لانے کیلئے بھیجا۔ تو زمین نے بڑی فریاد کی اور جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میرے حصہ جسم سے ایسی مخلوق بنائی جائے گی جو نافرمان ہوگی خون بہائے گی لہٰذا میں تمہاری منتیں کرتی ہوں عاجزی کرتی ہوں تم یہاں سے مٹی نہ لو جبرئیل علیہ السلام کو اسپر رحم آ گیا۔ واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے زمین کی آہ وزاری پر اپنی رحم دلی کا عذر کر دیا تب اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے باقی دو مقرب فرشتوں کو بھیجا۔ مگر زمین کی فریاد وزاری پر ان کے دل بھی نرم ہو گئے۔ اور انہوں نے بھی خالی ہاتھ آ کر زمین کے رونے پر اپنی رقیق القلبی کا عذر کر دیا۔ تب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ اگرچہ زمین ان کے سامنے بھی بہت چیخی چلائی۔ مگر انہوں نے اسکی ایک نہ سنی۔ اور مٹی لے جا کر اللہ کے سامنے رکھی۔ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا۔ کہ یہ تینوں تو زمین سے مٹی نہ لا سکے۔ تو کیسے لے آیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ مجھے تیرے حکم کے سامنے کسی کے رونے کی پرواہ نہیں ہے۔ مجھے تیرا حکم ماننا ہے۔ اس لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ قصہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی: محمد ایوب خان محلہ شیام گنج مردان...... ۱۰/صفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: مخبر صادق کے اقوال میں یہ واقعہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ قرآن سے مخالف ہے'' قال الله تعالیٰ

﴿۱﴾ قال الملاعلی قاری حدیث ولدالزنا لا يدخل الجنة يدور على الالسنة ولم يثبت بالسنة بل قال القاضي مجدالدين الشيرازي في سفر السعادة هو باطل. (الموضوعات الكبرىٰ ص ۲۵۹ رقم حديث: ۱۰۲۹)

لا یعصون الله ما امر ھم و یفعلون ما یؤ مرون ." ﴿۱﴾ البتہ اسرائیلیات میں یہ قصہ مسطور ہے۔فقط

گائے کے دودھ میں شفا اور گوشت میں بیماری والی حدیث کا مطلب

سوال: مسند امام اعظم مترجم اردو فوائد از مولانا سعد حسن میں سنن والوں سے ایک حدیث نقل کیا گیا ہے۔اس کا کہاں تک ثبوت ہے۔کہ ابن سنی احمد حاکم نے ابونعیم سے بایں معنی روایت کیا ہے۔کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔کہ گائے کا دودھ پیو۔کیونکہ یہ دوا ہے۔اوراس کا گھی شفا ہے۔اور بچو اس کے گوشت سے کیونکہ اس کا گوشت بیماری ہے؟

المستفتی: خلیل الرحمن......۱۳۹۸ھ/۴/۳

الجواب: چونکہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں ابن سنی وغیرہ کتب موجود نہیں ہے۔اس لئے اس روایت کے سند کے متعلق تحقیق مقدور نہ ہوئی۔البتہ اگر یہ حدیث ثابت ہو۔تو اس کو الماء المشمس کی طرح نہی طبعی پر حمل کیا جائیگا نہ کہ نہی شرعی پر۔﴿۲﴾ وھو الموفق

سایہ حضور ﷺ کے متعلق حدیث حکیم ترمذی ثابت نہیں ہے

سوال: حکیم ترمذی نے لکھا ہے۔ان النبی ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر الخ۔ کیا یہ حدیث باعتبار سند کے صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم طالب العلم دارالعلوم حقانیہ......۱۹۹۰ء/۹/۱۱

الجواب: یہ روایت ثابت نہیں ہے .﴿۳﴾ وھو الموفق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہمبستری سے روزہ کے افطار کے اثر کی توضیح

سوال: ایک عالم سے سنا ہے۔کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمبستری سے روزہ افطار کرتے تھے۔کیا یہ بات صحیح ہے اور حوالہ کتاب احیاء العلوم جلد دوم ص ۳۴ کا دیتا ہے اس کی وضاحت کی جائے تو مہربانی ہوگی۔

﴿۱﴾(پ : ۲۸ سورة التحریم رکوع : ۱۹ آیت : ۲)

﴿۲﴾عن عائشة رضی الله عنها اتی النبی ﷺ بلحم بقر فقیل هذا ما تصدق به علی بریرة فقال هو لها صدقه ولنا هدیة .(صحیح المسلم ص ۳۴۵ جلد ۱ باب اباحة الهدیة للنبی ﷺ......)

﴿۳﴾ عن ذکوان ان رسول الله ﷺ لم یکن یری له ظل الخ اس روایت کو جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ ص ۶۸ جلد ۱ میں ذکر کی ہے۔اس کا پہلا راوی عبدالرحمن بن قیس زعفرانی کو علماء حدیث نے وضع احادیث اور بعض نے کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔ کما فی تهذیب التهذیب للعلامه ذهبی رحمه الله ص ۲۳۱ جلد۶ رقم ۱۳۰ ۴ اور اسی طرح دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن الولید بھی مجہول الحال ہے اسماء الرجال کی کتب متداولہ میں ان کا حال مذکور نہیں۔(ازمرتب)

المستفتی: نامعلوم......۱۸/رمضان ۱۴۰۸ھ

الجواب: ہمبستری سے افطار ممنوع نہیں ہے۔ مثل خوردونوش کے۔ اور جس طرح حدیث بخاری شریف وغیرہ کے بنا پر شہوت طعام وشراب نماز کی حاضری پر مقدم کرنا مرخص ہے۔ تو اس طرح شہوت جماع کی تقدیم بھی بطریق اولی مرخص ہوگا۔ ولم اجد هذا الاثر في تلک القصة ولا استبعاد فيه كما اشرت اليه نعم الاخبار من امر جزى لما يوهم الدوام والكلية ظلم عظيم. ﴿۱﴾ وهو الموفق

پانچویں اور چھٹے کلمے کا حدیث نبوی سے ثبوت

سوال: کیا چار کلموں کے علاوہ پانچویں اور چھٹے کلمے کا حدیث نبوی ﷺ سے کوئی ثبوت ہے؟ یا لوگوں نے من گھڑت وضع کئے ہیں اور کیا ان کو ضروری قرار دینا اور بوقت نکاح پڑھنا بدعت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قاری بشیر احمد علوی......۳/رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

الجواب: احادیث میں چھ سے زائد کلمات ثابت ہیں ﴿۲﴾ اور بوقت نکاح کسی کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ (رواه ابو داؤد والترمذی) وهو الموفق

امامت علی رضی اللہ عنہ کی تحقیق اور حدیث غدیر خم

سوال: بعض لوگ غدیر خم کے موقعہ پر حضور ﷺ کے فرمان سے امامت علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ حدیث اور اس بات کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ ترجمہ: میں نے اس قصہ میں اس اثر کو نہیں پایا۔ لیکن اس میں کچھ استبعاد بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ میں نے اس کو اشارہ کیا ہے۔ ہاں ایک امر جزی کی خبر کی وجہ سے دوام اور کلیہ کا وہم کرنا بڑا ظلم ہے۔

﴿۲﴾ عن بلال بن يسار بن زيد مولى النبي ﷺ قال حدثني ابي عن جدى انه سمع رسول الله ﷺ يقول من قال استغفر الله الذى لااله الاهو الحي القيوم واتوب اليه غفرله وان كان قد فر من الزحف رواه الترمذى وابو داؤد لكنه عند ابى داؤد وهلال بن يسار وقال الترمذى هذا حديث غريب.
(مشكوٰة المصابيح ص ۲۰۵ جلد ۱ باب الاستغفار والتوبة)
قال ابن عابدين قلت ولم ار في الحديث ذكر صباحا ومساء بل فيه ذكر ثلاثا كما في الزواجر عن الحكيم الترمذى افلا ادلک على مايذهب الله به عنک صغار الشرک وكباره تقول كل يوم ثلاث مرات اللهم اني اعوذبک ان اشرک بک شيئا وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم. وعند احمد والطبراني ايها الناس اتقوا الشرک فانه اخفى من دبيب النمل قالوا وكيف نتقيه يارسول الله قال قولوا اللهم انا نعوذبک ان نشرک بک شيئا نعلمه ونستغفرک لمالانعلمه. (ردالمحتار ص ۲۱۶ جلد ۳ قبيل مطلب توبة اليأس)

المستفتی: مولوی عبدالحنان بخشالی ضلع مردان......۱۹۶۹ء/۱۵/۵

الجواب: (۱) حدیث غدیر خم. رواه البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول الله ﷺ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ با لمؤمنین من انفسهم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من نفسه قالوا بلیٰ فقال اللهم من کنت مولاہ فعلي مولاہ اللهم وال من والاہ و عادمن عاداہ فلقیه عمر بعد ذلک فقال له هنیئاً یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولیٰ کل مومن و مومنة. رواه احمد (مشکواة ص ۵۶۵ جلد ۲)

اس حدیث شریف میں پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ولایت ثابت کیا ہے۔ اور ولایت بہت سے معانی کا محتمل ہے۔ ولایت نصرت اور محبت کے معنی کیلئے بھی آتا ہے۔ فمعنی المولیٰ هو الناصر او المحبوب۔ لہذا اس حدیث سے امامت کا معنی لینا اور اس میں محصور کرنا غلطی ہے۔ اور اگر اس سے بالفرض امامت کا معنی مراد لیا جائے۔ تب بھی شیعہ حضرات کیلئے یہ حجت نہیں۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام حضرت علی کیلئے بالفعل ولایت ثابت کرتے ہیں، نہ کہ انکے ساتھ آئندہ کیلئے وعدہ کرتے ہیں، اور یہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ السلام کے حیات میں بالفعل امیر اور خلیفہ تھے۔ اور بالفعل ناصر اور محبوب تھے۔ تو یہ بھی ایک واضح قرینہ ہے۔ کہ مراد امارت اور خلافت نہیں ہے۔ اور بالفرض یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ مراد وعدہ امارت اور خلافت ہے۔ تو اس کو اتصال پر محمول کرنے پر تمام صحابہ کرام بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تغلیط موجود ہے۔ پس اسکا مراد اتصال نہ ہوگا۔ پس یہ مراد ہوگا کہ استقبال میں یہ بھی امیر اور خلیفہ ہوگا۔ اس حدیث سے شیعہ کا استدلال کم فہمی اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ شیعہ کے کتب سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے انکار کیا ہے۔ اور دیگر خلفاء کا وزیر اور قاضی اپنے اختیار سے رہ گیا ہے۔ یہ تمام تفصیلات فتویٰ میں نہیں لکھے جا سکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے نصیحۃ الشیعہ مصنفہ مولانا احتشام الدین اور ھدیۃ الشیعہ، مولانا قاسم بانی دارالعلوم دیوبند اور تحفہ اثناعشریہ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے طرف مراجعت کریں۔ اور ضروری بحث پر ہم افتاء میں اکتفا کرتے ہیں۔ وهو الموفق

شب معراج میں رویت باری تعالیٰ کے روایات میں تطبیق

سوال: کیا حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کو شب معراج میں دیکھا ہے۔ یا نہیں کیونکہ شب معراج پر جانے کی

واقعہ سے بعض لوگ اسے خواب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ روایت پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی قائل نہیں ہے۔ اور بعض لوگ قائل ہیں۔ اور دلیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ تو مسئلہ کی وضاحت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں؟

المستفتی: محمد جاوید ہزاروی ۱۹۷۸ء/۷/۲۹

الجواب: واضح رہے کہ لیلۃ المعراج کے متعلق اخبار وآثار میں جمع اور تطبیق امر شہیر ہے۔ ای رئ الله تعالیٰ بقلبه لا بوجهه .او با لحجاب لا بلا حجاب او عند عدم التجلی التام لا عند التجلی التام و هكذا . ﴿۱﴾ وهو الموفق

واقعہ قبض روح موسیٰ علیہ السلام قرآنی آیت "لا يستقدمون ساعة" الخ سے متناقض نہیں

سوال: چہ میفر مایند علماء حق دریں مسئلہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبض روح کے وقت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مار کر ایک آنکھ کو باہر نکال دیا۔ اور قبض روح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مہلت مانگی۔ اور مہلت دی گئی۔ کیا یہ واقعہ لا يستقدمون ساعة و لا يستأ خرون سے مخالف نہیں ہے۔ شافی جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: المیان جامع مسجد شیر ینگل دیر...... ۱۹۷۵ء/۱۱/۹

الجواب: هذا الحديث صحيح سنداً ﴿۲﴾ ولا استحالة فيه متنالان الانبياء عليهم السلام كانوا يخيرون ولم يخيره الملک فلم يعرفه موسیٰ عليه السلام كما فی القسطلانی

﴿۱﴾ قال العلامه محمد عبد العزيز الفرهاری (ثم الصحيح انه عليه الصلوة والسلام امارائ ربه بفواده ای بقلبه لابعينه اختلف السلف والخلف فيه علی اقوال احدها انكار الرؤية وهو قول عائشة والمشهور عن ابن مسعود وابی هريره رضی الله عنهما وعن مسروق قال لعائشة هل رای محمد ربه قالت لقد قف شعری مما قلت من حدثک ان محمد رای ربه فقد كذب قال فاين قوله تعالیٰ......... ثانيها اثبات الرؤية بالقلب وهو رواية عن ابن عباس قال القاضی عياض جاء فی الحديث لم اره بعينی ولكن رايته بقلبی مرتين وعن ابن عباس قال سئل هل رأيت ربک قال رايته بفوادی رواه ابن جرير ثالثها اثبات الرؤية بالعين وهی الرواية المشهورة عن ابن عباس وعليه الشيخ ابوالحسن الاشعری وفی شرح المسلم للاما م النووی هو الراجح عند اكثر العلماء .رابعها التوقف وهو رأی سعيد بن جبير واختار الشارح القول الثانی علی الثالث لانه مؤيد بالحديث ولانه لا يدل علی الروية بالعين نص واما قول ابن عباس فلعله اجتهادی الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۹۵ باب بيان المعراج) (بقيه حا شيه اگلے صفحه پر)

فليراجع . و افقاء البصر كان من الجسم التمثل به لامن الجسم الملكي لعدم الامكان . فافهم .والیراجع الی اصل الحدیث حتی یتمیز حدیث الرسول من زيادات الوعاظ . ﴿ ۱ ﴾و هو الموفق

شداد کی جنت کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں

سوال : بعض لوگ کہتے ہیں کہ شداد کافر نے جو جنت بنوائی تھی ۔ خدا نے زمین کے اندر محفوظ کر رکھا ہے۔ اور قیامت کے دن شداد کا بنایا ہوا جنت دکھائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا۔ کہ یہ جنت نہیں ایک خوبصورت مکان بنوایا تھا جسے شداد جنت کہتے تھے خدا نے تباہ و برباد کیا ہے۔ اور کسی دن کھنڈرات کی شکل میں نکل آئے گا۔ بہرحال کیا یہ جنت واقعی آج تک زمین میں محفوظ ہے۔ آیات واحادیث سے ثابت کیا جائے۔ اور یہ جنت کن لوگوں کے ذریعے بنوائی تھی اور شداد کافر کو جنت کا نقشہ کس نے بتایا تھا۔ پوری وضاحت فرمائیں۔

المستفتی :فضل دیان چراٹ ڈاک اسمٰعیل خیل ...... ۲۹ ؍ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب :شداد کے جنت بنانے کا ثبوت قرآن اور حدیث سے نہیں ملتا۔ یہ ایک اسرائیلی بات ہے اور واضح رہے ۔ کہ جنت عربی زبان میں باغ کو کہا جاتا ہے۔ لہٰذا شداد کا جنت اور باغ بنانا عقل سے دور نہیں ہے ۔ بے شک یہ ٹھیک نہیں ہے۔ کہ اس میں وہ خاصیات ہوں ۔ جو کہ معروف جنت کے اشیاء میں موجود ہیں۔ اور یہ بھی ٹھیک نہیں ۔ کہ یہ آٹھواں جنت ہوگا۔ اور مسلمان اس میں جزاء کے طور سے داخل ہونگے ۔ یہ معقول اور منقول دونوں سے مخالف ہے۔ فقط

شوافع کا مستدل غزوۃ الرقاع والی حدیث کا ضعف

(بقیہ حاشیہ) ﴿ ۲ ﴾مشكواة المصابيح ص ۵۰۷ جلد ۲ باب بدأ الخلق و ذکر الانبیاء علیهم السلام الفصل الاول)

﴿ ۱ ﴾ترجمہ: یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔ اور متناً اس سے کوئی محال لازم نہیں آتی ۔ کیونکہ انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو فرشتے نے اختیار نہیں دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ جیسا کہ قسطلانی میں ہے۔ اور آنکھ کا نکلنا جسم تمثیلی سے تھا جسم ملکی سے عدم امکان کی وجہ سے نہیں تھا. فافهم ۔ اور اصل حدیث کو رجوع کیا جائے تا کہ حدیث پر واعظوں کے زیادتی سے تمیز آجائے۔

قال العلامه ابن حجر عسقلانی والجواب ان الله لم يبعث ملک الموت لموسیٰ ؛ هويريد قبض روحه حينئذ وانما بعثه اليه اختيارًا وانما لطم موسیٰ ملک الموت لانه رأى آدميا دخل داره بغير اذنه ولم يعلم انه ملک الموت و قد اباح الشارع فق عين الناظر فی دار مسلم بغير اذن. وقد جاء ت الملائكة الیٰ ابراهيم والیٰ لوط فی صورة آدميين فلم يعرفا هم ..... انما لطمه لانه جاء لقبض روحه من قبل ان يخيره لما ثبت انه لم يقبض نبی حتی يخيره ..... وقال ابن قتيبة انما فقأ موسی العين التی تخييل و تمثيل وليست عينا حقيقة الخ (فتح الباری شرح صحيح البخاری ص ۲۵۲ ، ۲۵۳ جلد ۸ باب وفات موسیٰ و ذکره بعد کتاب الانبياء)

سوال : غزوۃ الرقاع کا واقعہ جو کہ اہلحدیث اور شوافع اس مسئلے کے دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ کہ خون نکلنے سے وضوء نہیں ٹوٹتا ہے۔ دوران دورہ حدیث شریف آپ صاحبان سے سنا تھا۔ کہ اس حدیث میں ایک راوی عقیل بن جابر مجہول ہے۔ اور محمد بن اسحٰق متکلم فیہ ہے تو اگر کسی کتاب میں یہ مسئلہ موجود ہو تو اس کا نام اور مرجع روانہ فرماویں۔

خویدکم: مولانا عبدالہادی صاحب گندف صوابی ...... ۲۸/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب : آپ بذل المجہود ص ۹ جلد ۱ اور معارف السنن کے متعدد مقامات کو مراجعت فرمائیں۔ تاکہ اس جواب کا مخرج اور دیگر جوابات بھی معلوم ہوں۔ اور میزان الاعتدال ص: ۸۸ جلد: ۳ کو بھی مراجعت فرمائیں۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

عہد نامہ کا مضمون اور فضیلت کے روایات

سوال : یہاں پر حیدرآباد سندھ کے باشندوں نے عہد نامہ کو سند پکڑا ہے۔ کہ عہد نامہ قرآن شریف ہے۔ اسمیں عربی اور قرآن شریف کے الفاظ ہیں۔ اگر ایک شخص تمام عمر میں ایک نماز بھی نہ پڑھے۔ مگر عمر بھر میں ایک بار عہد نامہ پڑھ لے۔ تو وہ جنت کا حقدار اور جہنم کی آگ اس پر حرام ہے۔ (۱) عہد نامہ کو قرآن تسلیم کرنا کیسا ہے (۲) عہد نامہ قرآن کی مخالف ہے یا موافق (۳) عہد نامہ میں وارد احادیث صحیح ہیں یا ضعیف (۴) عہد نامہ میں مذکور فضائل پر اعتقاد رکھنا کیسا ہے (۵) اگر عہد نامہ قرآن اور احادیث کے خلاف ہو۔ تو لوگوں کے عقیدہ صاف کرنے کیلئے اسکی بے حرمتی اور جلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولانا غلام ربانی تعلقہ ڈگری ضلع میرپور خاص سندھ ۱۲/۴/۱۹۶۹ء

الجواب : (۱) عہد نامہ کو قرآن تسلیم کرنا کفر ہے۔ کیونکہ قرآن میں زیادت کفر ہے۔ (۲) عہد نامہ کا مضمون درست ہے۔ لیکن قرآن نہیں ہے۔ (۳) قال العلامة الشامی ص ۸۴۷ ج ۱ نقل بعضهم عن نوادر الاصول للترمذی ما یقتضی ان هذا الدعاء له اصل ﴿۲﴾ (۴) اکثر فضائل بلا ثبوت اور بلا دلیل ہیں (۵) چونکہ جلانے سے فتنہ ختم نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا اسماء اللہ کے جلانے پر اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ بخلاف ما ورد فی حق المصحف . وھو الموفق

﴿۱﴾ و فی منهاج السنن والجواب عن دلائلهم ان حدیث جابر معلول سنداً لان فی سنده محمد بن اسحاق و عقیل بن جابر والاول قیل فی حقه کذاب والثانی مجهول لم یرو عنه غیر صدقة بن یسار و کذا لیس فیه قول الرسول ولا فعله الخ (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۱۱ جلد ۱ الوضوء من القئ والرعاف)

﴿۲﴾ (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۶۲۸ ج ۱ قبیل باب الشهید)

ام ایمن کی حضور ﷺ کا پیشاب پینا

سوال: کیا ام ایمن کی حضور ﷺ کا پیشاب پینا کسی حدیث سے ثابت ہے؟

المستفتی: محمد صابر شاہ ڈیرہ اسماعیل خان ......۲ر ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ واقعہ حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا ہے۔

"اختلاف امتی رحمة" کی روایت

سوال: حضور ﷺ کی یہ روایت کہ "اختلاف امتی رحمة" یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ کیا یہ روایت صحیح ہے؟

المستفتی: سلطان شیر ایم آر ایف کالونی کامرہ اٹک ......۲۰ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ حدیث ثابت ہے۔ اسی اختلاف کے نتیجہ میں دین کا ظہور ہوا۔ ائمہ اربعہ کے اختلاف سے دین واضح ہوگیا۔ اور لوگ درست راستوں پر روانہ ہوگئے۔

(فلیراجع الی موضوعات الکبیر لملا علی قاری ص۱۷) [1] وهو الموفق

فیض الباری کی ایک عبارت پر اشکال کا ازالہ

سوال: بخدمت محترم المقام حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ...... جناب والا فیض الباری جلد۳ ص ۳۹۵ کی اس عبارت کا مطلب آپ سے سمجھنا چاہتا ہوں، امید ہے آپ ضرور راہنمائی فرمائیں گے۔

---

[1] حديث اختلاف امتى رحمة زعم كثير من الائمه انه لااصل له ،لكن ذكره الخطابى فى غريب الحديث مستطرداً واشعر بان له اصلا عنده وقال السيوطى اخرجه نصر المقدسى فى الحجه والبيهقى فى الرسالة الاشعريه بغير سند واورده الحليمى والقاضى حسين وامام الحرمين وغيرهم ولعله خرج فى بعض كتب الحفاظ التى لم تصل الينا والله اعلم وقال الزركشى اخرجه نصر المقدسى فى كتاب الحجة مرفوعاً والبيهقى فى المدخل عن القاسم بن محمد قوله وعن عمر بن عبد العزيز قال ما سرنى لو ان اصحاب محمد لم يختلفوا لانهم لو لم يختلفوا لم يكن رخصة قال السيوطى و هذا يدل على ان المراد اختلافهم فى الاحكام وقيل المراد اختلافهم فى الحرف والصنائع ذكره جماعة فسبحان من اقام العباد فيما اراد .الخ (الموضوعات الكبير لملا على قارى ص ۵۱ رقم حديث : ۱۶۰)

واعلم ان في التحريف ثلاثة مذاهب ذهب جماعة ان التحريف في الكتب السماوية قد وقع بكل نحو في اللفظ والمعنى جميعاً و هو الذى مال اليه ابن حزم و ذهب جماعة الىٰ ان التحريف قليل ولعل الحافظ ابن تيمية جنح اليه و ذهب جماعة الىٰ انكار التحريف اللفظى رأساً فالتحريف عندهم كله معنوى قلت يلزم علىٰ هذا المذهب ان يكون القرآن ايضاً محرفاً فان التحريف المعنوى غير قليل فيه ايضاً والذى تحقق عندى ان التحريف لفظى ايضاً اماانه عن عمد منهم او لمغلطة فالله تعالىٰ اعلم .

مخطط (خط کشیدہ) عبارت پڑھ کر سر چکرا گیا۔ایک طرف محفوظیت قرآن کریم کا بنیادی اور قطعی یا ضروری عقیدہ وانـا لـه لحـافظون کے تحت قدیماً وحدیثاً مفسرین کا ایک ایک حرف بلکہ زیروزبر تک کی حفاظت کی تصریح..... امام ابن حزم رحمہ اللہ کی ''الملل والنحل جلد۲ص۸۰'' کا یہ ارشاد...... ثم مات ابو بكر وولى عمر ..... ان لم يكن عند المسلمين اذامات عمر مائة الف مصحف من مصر الى العراق الى الشام الى اليمن فما بين ذلك فلم يكن اقل ثم ولى عثمان فزادت الفتوح فلو رام احد احصاء مصاحف اهل الاسلام ما قدر ..... واعلموا انه لو رام احد ان يزيد فى شعر النابغة او شعر زهر كلمة او ينقص اخرى ما قدر لانه كان يفتضح الوقت و تخالفه النسخ المبثوثة فكيف القرآن فى المصاحف و هى من آخر الاندلس و بلاد البريد السودان الىٰ آخر السند و كابل و خراسان والترك والصقالية و بلاد الهند فما بين ذلك فظهر حمق الرافضة و مجاهدا تها با لكذب الخ وقيل ذلك فى ص ۷۸ واما قولهم فى دعوى الروافض تبديل القرآت فان الروافض ليسوا من المسلمين . اورعلامہ خفاجی رحمہ اللہ اور خود قاضی عیاض رحمہ اللہ کی ''شفاء'' اور ''نسیم الریاض'' کے اس فرمان (ج۴ص ۵۵۳نسیم الریاض)و كذلك كما كفرنا هذا نكفر من انكر القرآن كله او انكر حرفاً منه او كلمة او غير شيئا منه بابدال زيادة او نقص فيه كلاماً ليس منه اوراس سے قبل والمرتا ب فى ذلك المعلوم من الدين بالضرورة والمنكر بعد البحث و صحبة المسلمين كافر بالاتفاق ولا يعذر بقوله لا ادرى الخ

بہرحال یہ اور اس جیسی بیسیوں بلکہ اس سے بھی زیادہ تصریحات کے باوجود ہم سب طالب علموں کو معلوم ہیں حضرت شاہ صاحب کے الفاظ بالا مخطط کا مقصد کیا ہے؟..... خدا کرے یہ میری ناسمجھی کا کرشمہ ہو، اور آپ کوئی ایسی تسلی بخش توجیہہ سے سرفراز فرماویں کہ اطمینان قلبی کی دولت حاصل ہو جائے ۔نہ جانے میری عقل وفہم کو کیا ہو گیا کہ اس سے سخت پریشان ہوں ۔اور بار بار ربنا لا تزغ قلوبنا کی دعا کر رہا ہوں ۔دو چار شخصیتیں جن سے ان کے روحانی اثرات کی امید بندھی ہوئی ہے، سے اپنا دکھ عرض کر رہا ہوں جن میں سے آنجناب سے خصوصی طور پر پُر امید ہوں اس وقت صرف آپ ہی کو عریضہ بھیج رہا ہوں امید ہے جلد تر دستگیری فرما کر ممنون فرمائیں گے ۔ مجھے خود حاضر ہو کر تشفی حاصل کر لینی

جا چکی تھی مگر دوں ہمتی مانع ہے۔ اگر ان الفاظ کے یہی ظاہری معنی مراد ہیں جو میں سمجھ رہا ہوں کہ قرآن پاک میں لفظی تحریف موجود ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ نہ توفیہ کا مرجع کتب ساویہ سابقہ بن سکتی ہیں اوراسے فیھا کر کے کاتب کے سر ڈالا جائے، تو اما انہ عن محمد منہم او لمغلطة۔ اس سے مانع ہے کیونکہ ان کفار کی تحریف تو یقیناً عن محمد تھی۔ لقوله تعالیٰ تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق و انتم تعلمون ہ (سورۃ البقرہ آیت)

تو بہرحال کیا کسی مسلمان نے تحریف کا ارتکاب کیا ہے؟ (والعیاذ باللہ) اگر ایسا ہے تو بقول "شفاء" ان ھــــذا المنکر اذا جوز علیٰ جمیع الامة الوهم والغلط منا نقلوه ...... دخل الامة انه فی جمیع الشریعة اذهم الناقلون لباو للقرآن و انحلت عربی الدین۔ (نسیم الریاض ص......) اور اگر معاذ اللہ بات یہی ہے جو ظاہر الفاظ سے سمجھی جا رہی ہے تو حاسدین اور اعداء دیوبندیین نے آج تک ان اکابر کے خلاف ان الفاظ کو اچھالا کیوں نہیں؟

اللهم فلا تکلنا الیٰ انفسنا طرفة عین ولا الیٰ احد من خلقک ولا اقل من ذلک و اصلح لنا شاننا کله بجاه نبیک المصطفیٰ و حبیبک المرتضیٰ علیه و علی اله و اصحابه من الصلوة اکملها و من التسلیمات افضلها۔

ناکارہ: عبدالکریم غفرلہ والوالدیہ از نجم المدارس کلاچی ...... ۲۰ / جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ / ۲۸ / دسمبر ۱۹۹۱ء

الجواب: محترم المقام جناب قاضی صاحب دامت برکاتکم ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! پس جب آپ نے مجھ جیسے کم علم اور کم عمر پر اعتماد کیا ہے تو اس بناء پر اس اشکال کے ازالہ کے متعلق عرض ہے کہ میں نے حضرت شاہ صاحب کے تلمیذ تحریر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ "فیض الباری" ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی املی ہے اور باوجود سعی بلیغ کے اس میں بہت سی بین غلطیاں ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل الرفع سماء عمر کے متعلق اور قرض میں حوالہ کی عدم صحت کے متعلق وغیرہ۔ تو ان املی کے تفردات میں غور سے کام لینا ضروری ہے۔ اس تحریف والی عبارت کے متعلق سال کے ابتداء میں ایک سوال آیا تھا، اس کا جواب یہ لکھا گیا تھا کہ شاہ صاحب نے کتب ساویہ (سابقہ) کے متعلق دو مذہب ذکر کیے ہیں۔ اول یہ کہ ان میں تحریف لفظی اور معنوی دونوں قسم متحقق ہوتے ہیں دوم یہ کہ ان میں تحریف لفظی واقع نہیں ہوئی ہے ان میں صرف تحریف معنوی متحقق ہوئی ہے۔

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب اس دوسرے مذہب پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ قرآن مجید بھی محرف ہے۔ کیونکہ اس میں بھی تحریف معنوی واقع ہوئی ہے حالانکہ قرآن مجید محفوظ ہے۔ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب مذہب اول کو ترجیح دیتے ہیں کہ کتب ساویہ میں تحریف لفظی بھی واقع ہوئی ہے۔ صرف مترجم نے مؤنث کی جگہ مذکر کی ضمیر لایا ہے۔ وحق العبارة: " والذی تحقق عندی ان التحریف فیها لفظی ایضاً " الخ و هو الموفق

کتاب السنة و البدعة

اذان کے وقت ہاتھ چومنا اور زور زور سے کلمہ پڑھنا

سوال: ہمارے ہاں اکثر مساجد میں جب اذان میں محمد ﷺ کا نام آجائے۔ ائمہ حضرات ہاتھ چومتے ہیں۔ اور نماز کے بعد زور زور سے کلمہ پڑھتے ہیں اسی طرح دوسرے رسومات بھی کرتے ہیں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: یحیٰی خان راولپنڈی ۳۰ رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب: جو امام غیر اللہ کو حاضر وناظر جانے یا عالم الغیب مانے وہ کافر ہے۔ اس کے پیچھے اقتداء باطل اور کالعدم ہے۔ اسی طرح جو امام سید البشر کے بشریت سے منکر ہو وہ بھی کافر ہے ﴿۱﴾ کما صرحوا به فی کتب الفقه والکلام۔ اور ذکر بالجہر بذات خود جائز ہے۔ لیکن بصورت ایذاء ناجائز ہے ﴿۲﴾ صرح به الحموی وغیرہ۔ پس اول الذکر کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ یا اعادہ کریں۔ اور آخر الذکر کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعادہ نہ کریں۔ و هو الموفق

اذان سے قبل یا بعد صلاۃ وسلام پڑھنا

سوال: ہمارے علاقے میں عام طور پر مؤذنین صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: مولوی کرم الٰہی عثمانی اسلام پورہ سرگودھا ..... ۲۹ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ تمام طرق نہ ممنوع ہیں اور نہ مطلوب۔ البتہ اہل بدع کا جو شعار ہو۔ اس سے اجتناب

﴿۱﴾ قال الله تعالى فى كلامه المجيد قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الاما شاء الله و لو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير و ما مسنى السوء. (الایہ الاعراف: ۱۸۸)

قال العلامه الوسی المراد نفی استمرار علمه عليه الصلاة والسلام الغيب. و مجیئ "كان" للاستمرار شائع و يلاحظ الاستمرار ایضافی الا ستكثار وعدم المس وقيل المراد با لغيب وقت قيام الساعة لان السوال عنه .....وقيل أل فى الغيب للاستغراق و هو ﷺ لم يعلم كل غيب فان من الغيب ما تفرد الله تعالى به كمعرفة كنه ذاته تبارک وتعالىٰ و كمعرفة وقت قيام الساعة على ما تدل عليه الاية.

(تفسیر روح المعانی ص ۱۹۹ جلد ۲ سورۃ الاعراف: ۱۸۸)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفاً خلفاً على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد. و غيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارى الخ

(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

مطلوب ہے۔لقوله عليه السلام اتقوا مواضع التهم ﴿۱﴾فقط

میت کے کفن پر رنگدار سیاہی سے لکھنا ناجائز ہے

سوال :میت کے کفن پر رنگدار چیز مثلاً سیاہی، پنسل، مٹی یا کسی اور چیز سے کلمہ شھادت یا آیات قرآن لکھنا جائز ہے یا نہیں۔اگر لکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی :صوفی سخی محمد چتال جہلم......۱۹۶۹ء/۳/۱۰

الجواب:مردہ کے کفن پر سیاہی سے لکھنا ناجائز ہے۔اوراگر صرف انگلی سے لکھا جائے تو جائز ہے۔والتفصيل في ردالمختار ص ۸۴۷ جلد امردہ کے گلنے سڑنے کے وجہ سے اہانت قرآن وکلمات منشأ کراہیت ہے۔﴿۲﴾

بدعت کیا ہے؟

سوال:کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں۔کہ ہم تو ابھی تک بدعت کی تعریف یہ سنتے آئے ہیں۔کہ ہر وہ کام دین سے سمجھنا جو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ ہوا ہو۔لیکن اس تعریف کے حوالے سے تو بندہ کے ناقص خیال میں بدعت کی نام ونشان نہ رہی۔لہٰذا صحیح بدعت کیا ہے؟ بینو ا تو جرو ا

المستفتی :محمد ظاہر روڈ پتی میرانشاہ ضلع بنوں......۱۶رشعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب:محترم المقام طالب علم السلام علیکم کے بعد واضح رہے۔کہ بدعت احداث في الدين کو کہا

﴿۱﴾ حديث اتقوا مواضع التهم رواه البخاري في الادب المفرد وقال الملا على قارى حديث اتقوا مواضع التهم . هو معنى قول عمر : من سلک مسالک التهم اتهم ' رواه الخرائطي في مكارم الاخلاق عن عمر موقوفاً بلفظ "من اقام نفسه مقام التهم فلا تلو من من اساء الظن به"

(الموضوعات الكبرى لملا على قارى ص ۳۹ رقم حديث : ۱۵۱)

﴿۲﴾ و قد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يس والكهف و نحوهما خوفاًمن صديد الميت و قال بعد اسطر و قدمنا قبيل باب المياه عن الفتح انه تكره كتابة القرآن و اسماء الله تعالى على الدراهم و المحاريب و الجدران وما يفرش وما ذاک الا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه اهانة فالمنع هنا بالاولى .نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجي ان مما يكتب على جبهة الميت بغير مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم وعلى الصدر لا اله الاالله محمد الرسول الله وذالک بعد الغسل قبل التكفين انتهى مختصراً

(رد المختار ص ۶۶۹ جلد ۱ مطلب فيما يكتب على كفن الميت قبيل باب الشهيد)

جاتا ہے۔ ﴿۱﴾ پس جوامر دین سے نہ ہو۔قرآن وحدیث کی عبارت، دلالت، اشارت، اقتضاء کے اعتبار سے ثابت نہ ہوتو ایسے امر کا دین سے شمار کرنا بدعت ہوگا۔ پس اس سے تمام مباحات خارج ہوئے۔ نیز رسوم بھی اس سے خارج ہوئے۔ کیونکہ ان امور کو کوئی دین کی حیثیت سے نہیں کرتا ہے۔ البتہ یہ امور جب بطور التزام کے کئے جاتے ہوں۔تو بدعات ہونگے **لان التزام ما لا یلزم بدعة فکم من فرق بین البدعة الشرعیة و بین البدعة النجدیة . فافهم .** ﴿۲﴾

بدعت سیئہ اور حسنہ کی تعریف کیا ہے؟

سوال: بدعت حسنہ اورسیئہ کی تعریف کیا ہے۔اگر کوئی بدعت حسنہ کرتا ہو۔تو اسکومنع کرنا وغیرہ کیسا ہے؟ برائے مہربانی پوری وضاحت فرمائیں۔مشکور رہوں گا۔

المستفتی: حاجی دارمحمد ابوظہبی رعالم زید مردان.....۱۴۰۱/۵/۳ھ

الجواب :غیر دین کودین ماننابدعت ہے۔جو چیز خیر القرون میں نہ بنفسہ ثابت ہواور نہ باصلہ ثابت ہو۔تو وہ بدعت سیئہ ہےاور جو چیز بنفسہ ثابت نہ ہو۔لیکن باصلہ ثابت ہوتو وہ بدعت حسنہ ہے۔ ﴿۳﴾ **ھذا النزاع لفظی بناء علی اختلاف تفسیر البدعة فمن قال انهامالم یو جد فی خیر القرون بنفسه ولا بدلیله فهی عنده سیئه لا محالة ومن قال انها مالم یوجد بنفسه سواء وجد بدلیله او لا فهی عنده قسمان فافهم .**

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری قال النووی البدعة کل شی عمل علی غیر مثال سبق و فی الشرع احداث ما لم یکن فی عهد رسول الله ﷺ .(مرقات ص ۲۱۶ جلد ۲)وقال الامام الغزالی اذا لم یرد فیه نهی فلا ینبغی ان یسمی بدعة و مکروها و لکنه ترک الا حب وقال الشافعی ما خالف الکتاب والسنته او الا ثر او الاجماع فهو ضلالة و ما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذلک فلیس بمذموم .(الاحیاء للعلوم الدین ص ۲۳۱ جلد ۲)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین بدعةای محرمة وا لاّ فقد تکون واجبة کنصب الا دلة للرد علی اهل الفرق الضالة و تعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کا حداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول ومکروهة کزخرفة المساجدو مباحة کالتوسع بلذیذالمأ کل والمشارب والثیاب کما فی شرح جامع الصغیر للمناوی عن تهذیب النووی ومثله فی الطریقة المحمدیة للبر کلی .
(ردالمحتار ص ۴۱۴ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین بدعة ای محرمة والاّ فقد تکون واجبة ..... ومندوبة..... وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول و مکروهة..... ومباحةالخ (ردا لمختارص ۴۱۴جلد ۱ مطلب البدعةخمسة اقسام باب الامامة)

بدعت اور اسکے اقسام

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بدعت کے کتنے اقسام ہیں۔ کیا بدعت سیئہ وحسنہ بھی ہوتا ہے اور کونسے اقسام جائز اور کونسے ناجائز ہیں؟

المستفتی : نامعلوم ...... یکم رمئی ۲۰۰۰ء

الجواب : بدعت لغت میں اس چیز کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ مثال سابق اور نمونہ سابق کے بغیر معمول ہوا ہو۔ اور شرعا اس چیز کے احداث اور ایجاد کو کہا جاتا ہے۔ جو کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھا۔ یعنی احداث فی الدین کو کہا جاتا ہے۔ کما فی المرقاة قال النووی البدعة کل شئی عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ. ﴿۱﴾ البتہ جو امور خلفائے راشدین نے مقرر کئے ہوں وہ بدعت نہیں ہیں۔ وہ مصالح مرسلہ ہیں۔ مسنون ہیں لحدیث ابن ماجه علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین ﴿۲﴾ جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو ایک صحیفہ میں جمع کیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کو جماعت کبریٰ حقیقی مقرر کئے۔ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کا دوسرا اذان مقرر کیا۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں امور دین یعنی بدعات شرعیہ کبھی واجب ہوتے ہیں اور کبھی محرم ہوتے ہیں۔ اور کبھی مندوب اور کبھی مکروہ۔ ﴿۳﴾ اور جو امور پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ اور ان کے متعلق نہی بھی وارد نہ ہوئی ہو۔ ان کو بدعت اور مکروہ نہ کہا جائیگا۔ کما فی الاحیاء ص ۱۳۳ جلد ۲ اذا لم یرد فیه نهی فلا ینبغی ان یسمی بدعة و مکروها و لکنه ترک الاحب و قال الشافعی ما خالف الکتاب والسنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة و ما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئاً من ذلک فلیس

﴿۱﴾ (مرقاة المفاتیح شرح مشکواة المصابیح ص ۲۱۶ جلد ۲)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

﴿۳﴾ قال العز بن عبد السلام الشافعی البدعة فعل مالم یعهد فی عصر رسول الله ﷺ وهی منقسمة الیٰ بدعة واجبة وبدعة محرمة وبدعة مندوبة وبدعة مکروهة وبدعة مباحة والطریق فی معرفة ذلک ان تعرض البدعة علی قواعد الشریعة فان دخلت فی قواعد الایجاب فهی واجبة وان دخلت فی قواعد التحریم فهی محرمة وان دخلت فی قواعد المندوب فهی مندوبة (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بــمــذمـوم اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ ہر بدعت مذموم اور سیئہ ہے۔ اور جمع بین القولین کے یہ ہے۔ کہ اگر بدعت نام ہے ان امور کا جو کہ خیر القرون میں موجود نہ ہوں۔ نہ بنفسہ اور نہ باصلہ تو مذموم اور سیئہ ہے اور اگر نام ہے ان امور کا کہ جو خیر القرون میں بنفسہ موجود نہ ہوں تو اگر باصلہ موجود ہوں تو بدعت حسنہ ہے۔ اور اگر باصلہ بھی نہ ہوں تو بدعت سیئہ ہے۔ و هو المختار عند اهل التحقيق .

منگنی اور ختنہ کے تقریب میں امام اور نائی کو رقم دینا رسم ہے

سوال: ہمارے علاقہ میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی ختنہ، منگنی یا نکاح وغیرہ ہوتا ہے۔ تو خویش و اقارب، امام مسجد اور نائیوں کو بلاتے ہیں۔ تقریب کے اختتام پر امام اور نائیوں کو کچھ رقم دی جاتی ہے۔ تو یہ رقم لینا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: حافظ عبدالمالک نریاب کوہاٹ ۱۷ر جولائی ۱۹۷۹ء

الــجـواب: یہ ایک عوامی رسم ہے اسمیں حصہ نہ لینا چاہیے۔ باقی اگر ثواب کی نیت سے یہ لین دین نہ ہو ﴿۱﴾ تو اس کو بدعت کہنا بدعت ہے. و هو الموفق

قضاء عمری، جمعہ کے رات یا دن سلام بحالت قیام اور مزارات پر چراغ و جھنڈے لگانا

ســوال : (۱) قضاء عمری کی نماز شریعت کی رو سے کیسی ہے؟ (۲) جمعہ کے رات یا دن سلام بحالت قیام پڑھنا کیسا ہے؟ (۳) اولیاء اللہ کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے گاڑھنا کیسے ہیں؟

المستفتی: حاجی سراج الدین ہری پور......۲۱ر جولائی ۱۹۷۹ء

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وان دخلت فى قواعد المباح فهى مباحة وللبدع الواجبة امثلة احدها الاشتغال بعلم النحو.......... المثال الثانى حفظ غريب الكتاب والسنة من اللغة المثال الثالث تدوين اصول الفقه المثال الرابع الكلام فى الجرح والتعديل .... وللبدع المندوبة امثلة منها احداث الربط والمدارس .... وللمكروهة امثلة كزخرفة المساجد......... وللبدع المباحة امثلة .... كا التوسع فى اللذيذ من المآكل والمشارب والملابس الخ .(قواعد الاحكام ص ۱۷۲، ۱۷۳ جلد ۲ بحواله البدعة الحسنة اصل من اصول الشرع ص ۲۹)

﴿۱﴾قال الشيخ العلامه مفتى محمد فريد اعلم ان البدعة هى اعتقاد ما ليس من الدين ديناً و هى قسمان مكفرة و مفسقة . (فتح المنعم شرح مقدمة صحيح مسلم ص ۲۹)

الجواب:(۱) یہ نماز جو کہ قضاء عمری سے موسوم ہے نہ روایات حدیثیہ سے ثابت ہے۔اور نہ فقہیہ سے۔ بلکہ قواعد حنفیہ سے متصادم ہے۔پس یہ نماز بدعت سیئہ ہے اس سے اجتناب ضروری ہے۔(۲) اپنے طرف سے تقییدات اور تخصیصات گڑنا بدعت ہے ﴿۱﴾ (۳) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔ ﴿۲﴾

نوٹ: اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک سوال روانہ کیا کریں۔

نکاح کے وقت دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا

سوال: نکاح کے وقت دُولہا کے سر پر سہرا باندھنا وغیرہ جو خالص ہندوؤں کی رسم ہے۔اگر لگایا ہو۔اور نکاح پڑھا دیا جائے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں اور سہرے کے باندھنے کا کیا حکم ہے؟ بدعت ہے یا نہیں؟

المستفتی: سراج الدین خطیب ڈومیل ضلع جہلم......۱۹۸۶ء/۸/۱۰

الجواب: چونکہ یہ سہرا ثواب اور عبادت کی نیت سے نہیں لگایا جاتا۔ بلکہ رسم کے ارادہ سے باندھا جاتا ہے۔پس من تشبہ بقوم فھو منھم ﴿۳﴾ الحدیث کے بنا پر ممنوع ہے۔﴿۴﴾ لیکن بدعت نہیں ہے۔اور بہرحال نکاح پڑھانے سے مانع نہیں ہے۔ کسائر المعاصی من حلق اللحیة وغیرھا .و ھو الموفق .

عید کے دن دوبارہ تعزیت کیلئے جانا رسم قبیح اور بدعت سیئہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید کے دن میت کے گھر والوں کے پاس دوبارہ تعزیت کیلئے جانا کیسا ہے۔جبکہ میت کے پانچ چھ مہینے ہوگئے ہوں؟

﴿۱﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر اللہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع بہ لانہ خلاف المشروع (البحرالرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال فی الھندیہ و یکرہ...... ایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاھلیہ والباطل والغرور .
(ھندیہ ص ۱۶۷ جلد ۱ ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة) و قال ابن عابدین الشامی لان النص اقوی من العرف لان العرف جاز ان یکون علی باطل کتعارف اھل زماننا فی اخراج الشموع و السرج الی المقابر لیالی العید .(رد المحتار ص ۲۰۲ جلد ۴ مطلب فی ان النص اقوی من العرف باب الرباء)

﴿۳﴾ (مشکواۃالمصابیح ص ۳۷۵جلد ۲ کتاب اللباس الفصل الثانی)

﴿۴﴾ قال العلامہ طیبی قولہ من تشبہ بقوم ھذا عام فی الخلق والخلق و الشعار واذا کان الشعار اظھر فی التشبیہ ذکر فی ھذا لباب . (شرح الطیبی ص ۲۱۹ جلد ۸ کتاب اللباس الفصل الثانی)

المستفتی: نامعلوم......۱۹۸۴ء/۸/۲۵

الجواب: یہ تعزیت رسم قبیحہ اور بدعت سیئہ ہے۔ اعاذنا الله منها ﴿ ۱ ﴾ و هو الموفق.

پیران پیر کی گیارہویں شریف دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ پیران پیر کی گیارہویں شریف دینا جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: بنیاد حسین سیالکوٹ......۲۵/ جولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: گیارہویں شریف اگر نذر لغیر الله ہو تو حرام اور شرک ہے۔ اور اگر ایصال ثواب کیلئے ہو۔ تو پیران پیر کی خوشنودی اور قرب کی نیت سے حرام اور ریاء ہے۔ اور پیران پیر سے اعانت اور امداد کی نیت سے ہو تو مکروہ اور ناجائز ہے۔ ﴿ ۲ ﴾ کیونکہ اپنے طرف سے زمان وغیرہ کی تخصیص مکروہ اور ناجائز ہے۔ ﴿ ۳ ﴾ (ماخوذ از ردالمحتار والبحر) وهو الموفق.

قرآن مجید کو جنازے کے آگے آگے لے جانا وغیرہ

سوال: بوقت جنازہ قرآن پاک کو جنازے کے آگے آگے لیجانا اور اس کو میت کے سرہانے رکھنا اور بعداز جنازہ اس پر مروجہ گردان پڑھی جائے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اس میں قرآن کی توہین تو نہیں؟

المستفتی: ولی الرحمان خطیب ضلع مانسہرہ......۲۸/ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

﴿ ۱ ﴾ و فی الهندیه اذا عزی اهل المیت مرة فلا ینبغی ان یعزیه مرة اخری کذا فی المضمرات ووقتها من حین یموت الی ثلاثة ایام ویکره بعدها الا ان یکون المعزی اولمعزی الیه غائبا فلا بأس بها.
(فتاوی هندیه ص ۱۶۷ جلد ۱ ومما یتصل بذلک مسائل التعزیة باب الجنائز)

﴿ ۲ ﴾ قال العلامه حصکفی واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل و حرام ما لم یقصدوا صرفها لفقراء الانام الخ وقال ابن عابدین باطل وحرام لوجوه منها انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ,ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملک ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی و اعتقاده ذلک کفر الخ(الدر المختار مع ردالمحتار ص ۱۳۹ جلد ۲ قبیل باب الاعتکاف)(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب: بذات خود یہ امر نہ توہین ہے نہ تعظیم ہے نہ مطلوب ہے نہ ممنوع ہے۔ اور اسے کار ثواب اور دین سے گردانا بدعت ہے۔ ﴿۱﴾ لہذا عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی وجہ سے ایسے امور کا انسداد ضروری ہے۔ وھو الموفق

قبروں پر عرس اور لفظ حق باہو، پیر باہو، سلطان باہو کا حکم

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ آجکل قبروں پر جو عرس کئے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ (۲) ذکر لفظ حق باھو، پیر باھو، سلطان باھو اسکا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی محمد دین مسعود جنوبی وزیرستان ڈی آئی خان...... ۲۱ رجب ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) قبروں پر عرس کرنا واجب الاجتناب امر ہے ﴿۲﴾ کیونکہ یہ بالعاقبت قبر پرستی کی نوعیت حاصل کرتی ہے۔ (۲) یہ الفاظ قابل اعتراض نہیں ان کا معنی شریعت سے متصادم نہیں ہے۔ ہاں اولیاء کرام کو متصرف فی الامور سمجھنا ناجائز ہے۔ ﴿۳﴾

کسی کے سفر پر جانے کے وقت اذان دینا

سوال: ہمارے علاقہ بلوچستان میں یہ عادت ہے۔ کہ جب کوئی مسافر خواہ کراچی لاہور یا حج بیت

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ﴿۳﴾ قال العلامہ ابن نجیم ولان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحرالرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۱﴾ قال الشیخ العلامہ محمد فرید اعلم ان البدعة هی اعتقاد ما لیس من الدین دینا وهی قسمان مکفرة و مفسقة. (فتح المنعم شرح مقدمه صحیح مسلم ص ۲۹)

﴿۲﴾ قال فی الهندیه و یکره عند القبر ما لم یعهد من السنة والمعهود منها لیس الا زیارته والدعاء عنده قائما کذا فی البحر الرائق. (هندیه ص ۱۶۶ جلد ۱ الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل الخ)

﴿۱﴾ و منها ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر.
(البحر الرائق ص ۲۹۸ جلد ۲ قبیل باب الاعتکاف)

اللہ کیلئے جانے کا اردہ کر لیتا ہے۔تو کوئی آدمی امام یا طالب علم الوداعی تقریب کے بعد اذان دیتے ہیں۔اور استدلال یہ پیش کرتے ہیں۔کہ سابقہ علماء بھی اذان دیا کرتے تھے۔کیا اس قسم کی اذان دینا شریعت مطہرہ کی کسی جزئیہ سے ثابت ہے؟ لہٰذا اگر آثار وسنن اور جزئیات فقہیہ سے ثابت نہ ہو۔تو لکھدیں۔تا کہ ان جہال قسم کے لوگوں کا انسداد کیا جائے۔

المستفتی: محمد اسلم حقانی مدرسہ فیض الاسلام کربلا پشین کوئٹہ.....۱۳/۳/۱۹۶۹ء

الجواب: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ میں بعض آثار کے بناء پر اس اذان اور اقامت کو مسنون کہا ہے۔اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کی تقریر کی ہے۔قال العلامه الشامی فی باب الاذان ص ۲۸۳ جلد ۱ و زاد ابن حجر فی التحفة الاذان والاقامة خلف المسافر . و هو الموفق .

بیابان میں راستہ غلط ہونے والے کیلئے اذان

سوال: میں نے کئی علماء سے سنا ہے۔کہ دشت و بیابان میں اگر کسی آدمی سے راستہ غلط ہو جائے۔اور پھر وہ صحیح راستہ نہ پا کر روبہ قبلہ ہو کر اذان دیدیں۔تو اللہ تعالیٰ اس کی غیبی امداد فرما کر اسے صحیح راستہ دکھاتا ہے۔مگر باجوڑ کے ایک عالم دین نے اس مسئلے کو شرک قرار دیا ہے۔اسلئے صحیح مسئلہ سے مطلع کریں۔

المستفتی: حافظ بشیر احمد یارہوتی مردان ۳/شعبان ۱۳۹۶ھ

الجواب: بیابان میں راستہ غلط کرنے والے کیلئے اذان دے دینا مندوب ہے۔کما فی ردالمحتار ص ۲۸۳ جلد ۱ باب الاذان و زاد فی شرعة الاسلام لمن ضل الطریق فی ارض قفر ای خالیة من الناس . وهو الصواب . وهو الموفق

لڈو کا ختم جہال کا خودساختہ ختم ہے

سوال: آجکل ہمارے علاقہ میں ایک قسم کا ختم شروع ہوا ہے۔جسکو لڈو کا ختم کہا جاتا ہے۔قرآن کریم کی بجائے اس ختم کو فوقیت دی جاتی ہے۔اور عام ہوتا جاتا ہے۔اس کے متعلق وضاحت فرمائیں ؟

المستفتی: مہر محمد متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۹۸۶ء/۳/۶

الجواب: یہ جہاں کا خودساختہ ختم منکرات پر مشتمل ہے۔اس سے اجتناب ضروری ہے۔قال علیه السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ ۔﴿۱﴾ وهو الموفق .

دسویں محرم کو قبروں پر پانی ڈالنا بدعت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں بلکہ علاقہ میں محرم کے دسویں تاریخ کو قبروں پر عام لوگ پانی ڈالتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟بینوا وتوجروا

المستفتی: حاجی اسلام گل صالح خانہ...... نوشہرہ ۲۲/محرم ۱۴۰۱ھ

الجواب: قبروں پر محرم میں پانی ڈالنا رواج اور بدعت ہے۔﴿۲﴾ قرآن وحدیث اور فقہ میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔فقط

موجودہ دور کی مرثیہ خوانی اور قبروں پر عرس کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) موجودہ دور کی مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔جو کہ شعراء اور نعت خوان حضرات عموماً بنا کر سناتے ہیں؟ (۲) قبروں پر عرس کرنا شرعاً کس طرح ہے؟

المستفتی: سید بسم اللہ شاہ متعلم دارالعلوم حقانیہ...... ۱۳/صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: (۱) موجودہ دور کی مرثیہ خوانی غلط گوئی اور دروغ گوئی سے خالی نہیں ہوتی۔لہٰذا اس سے اجتناب احوط ہے۔﴿۳﴾ (۲) عرس اگر تبلیغی اجتماع کا نام ہو۔تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور اگر قبر وغیرہ پر مقدس میلہ لگانے کا نام ہو۔تو یہ بدعت سیئہ ہے۔﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الاول)

﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد .متفق علیه .(مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین العشرون ای من آفات اللسان الشعر سئل عنه ﷺ فقال کلام حسنه حسن وقبیحه قبیح و معناه ان الشعر کا النثر یحمد حین یحمدو یذم حین یذم ولاباس باستماع نشید الاعراب وهو انشادالشعر من غیر لحن ویحرم هجو مسلم ولو بما فیه (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیلچہ وغیرہ کو قبر کے طرف سے دوسرے طرف دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میت کو دفن کرکے بیلچہ وغیرہ ایک طرف سے دوسرے طرف کو قبر کے اوپر دیتے ہیں۔ اور ثواب کی نیت سے یہ کام کیا جاتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم ۲۷/۴/۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ ایک عوامی رسم ہے اسلامی رسم نہیں ہے۔ بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع۔ البتہ ثواب کی نیت سے کرنا ممنوع ہے۔ ﴿۱﴾

بارش کے بندش کیلئے سورۃ یٰس اور اذانیں دینا

سوال: کیا فرماتے علماء دین مبین اس مسئلہ کے بارے میں۔ کہ بعض علاقوں میں جب بارش زیادہ ہوجائے۔ اور بند نہ ہو تو مسجد کے کونوں میں چند آدمی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور امام مسجد سورۃ یٰس پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ قاری صاحب جب سورۃ یٰس کے ہر مبین پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو کونوں میں کھڑے ہوئے لوگ اذانیں شروع کردیتے ہیں۔ اس طرح مسجد کے چاروں کونوں میں یہ کام کرتے ہیں۔ آیا یہ طریقہ ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: عطاء اللہ رحمانی شریک دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ...... ۲۱/۷/۱۹۸۷ء

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) قال ﷺ لان یمتلی جوف احدکم فیما خیر له من ان یمتلی شعرًا فما کان منه فی الوعظ والحکم و ذکر نعم الله تعالی و صفة المتقین فهو حسن الخ

(ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی انشاد الشعر قبیل باب الوتر والنوافل)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و یکره النوم عند القبر وقضاء الحاجة بل اولی وکل ما لم یعهد من السنة والمعهود منها لیس ا لاّ زیارتها والدعاء عندها قائماً.

(ردالمحتار ص ۶۶۲ جلد ۱ مطلب فی وضع الجرید ونحو الآس علی القبر قبیل باب الشهید)

﴿۱﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

الجواب: اگر ثواب اور سنت کے ارادہ سے باران کی بندش کیلئے یہ عمل ہوتا ہو تو یہ طریقہ زیر عمل لانا بدعت قبیحہ ہے۔ ﴿۱﴾ اور اگر عمل و عملیات کے ارادے سے ہو۔ تو پھر مباح ہے ﴿۲﴾ اور عوام چونکہ اس کو دین ہونے کے ارادہ سے کرتے ہیں لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔ و اللہ اعلم

بارش کی بندش کیلئے اذانیں دینا بطور عملیات مباح ورنہ بدعت ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب بارش زیادہ برستی ہے تو بعض مساجد میں امام محراب میں کھڑے ہو کر سورۃ یس پڑھتے ہیں اور عوام مسجد کے کونوں میں کھڑے ہو کر ہر مبین پر بمع امام اذان شروع کر کے پڑھتے ہیں تاکہ بارش بند ہو جائے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی: احمد شاہ پرہوتی مردان ...... ۱۸/ جمادی الاولی ۱۴۰۱ھ

الجواب: اس عمل کو اعتقاد سنت دین ﴿۳﴾ سے کرنا بدعت سیئہ ہے۔ اور عملیات سے ہونے کی نیت سے کرنا رقیات اور معالجات کی طرح نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے۔ ﴿۴﴾ لعدم کونه مصادماً بالدین . و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الشیخ مفتی اعظم محمد فرید ان البدعة هی اعتقاد ما لیس من الدین دینا و هی قسمان مکفرة و مفسقة . (فتح المنعم شرح مقدمه مسلم ص ۲۹ جلد ۱ الفائدة التاسعه)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول الله ﷺ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا باس با لرقی ما لم یکن فیه شرک" رواه مسلم .
(مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

﴿۳﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد" متفق علیه (مشکواة المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لکتاب والسنة)

﴿۴﴾ عن عوف بن مالک اشجعی قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول الله کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی مالم یکن فیه شرک . رواه مسلم
(مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

بشب جمعہ تبارک الذی پڑھنا

سوال : کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبارک الذی بشب جمعہ پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ جوکہ ایک رسم بن گیا ہے۔ کہ امام صاحب جمعہ کے رات یہ سورت پڑھتے ہیں۔ اورعوام سنتے ہیں؟

المستفتی: عبدالمناف میڈیکل سٹور نوشہرہ ۱۱/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: تلاوت قرآن بہت بڑی عبادت اور شب جمعہ بہت بڑی شان والی رات ہے۔ مگر دین میں اپنی طرف سے مکان یا زمان یا ذکر کی تخصیص کرنا اور اس کے متعلق زائد ثواب کا اعتقاد رکھنا مکروہ اور بدعت ہے۔ (مأخوذ از بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲)﴿۱﴾ و هو الموفق

رسم چہلم اور ختم قرآن کی عدم تخصیص

سوال: میری والدہ صاحبہ وفات ہوئی تھی اس کیلئے ختم وخیرات کئے۔ اور چہلم کے دو دن پہلے خیرات کی۔ تاکہ چہلم کا رسم نہ رہے اور صرف سالن پکایا۔ یہاں پر چند علماء نے اس قرآن خوانی پر بدعت کا فتویٰ دیا۔ اور کھانا ناجائز ٹھہرایا۔ برائے مہربانی وضاحت کریں۔

المستفتی: اختر محمد جنرل سیکرٹری جمعیت طلباء اسلام لورالائی بلوچستان ۹/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: جب آپ نے تخصیص سے اپنے آپ کو بچالیا۔ تو بدعت اور کراہت میں پڑنے سے آپ بچ گئے۔ کما یفھم من قولھم ﴿۲﴾ بان تخصیص الذکر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع (شامی ص ۱۰۷ جلد ۲) البتہ قرآن خوانی پر صلہ دینا مشروع ہے۔ جیسا کہ قارئین کو بطور اعزاز دینا مشروع

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجیم و لان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن نجیم و لان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

ہے۔﴿۱﴾اور بطور اجرت مختلف فیہ ہے۔عالمگیری اور صاحب البحر کے کلام سے جواز معلوم ہوتا ہے۔فلیراجع الیٰ وقف البحر﴿۲﴾اور شامی وغیرہ﴿۳﴾سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ والیہ میلان الاکابر .وهو الموفق

صفر کے آخری بدھ کو چُری کرنا بدعت اور رسم قبیحہ ہے

سوال:ہمارے علاقہ صوبہ سرحد میں ماہ صفر میں خیرات کرنے کا ایک خاص طریقہ رائج ہے۔جس کو پشتو زبان میں (چُری) کہتے ہیں۔عوام الناس کا عقیدہ ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے صحت یابی کی خوشی میں کی تھی۔"ماهنامه النصيحه" چارسدہ میں مولانا گوہر شاہ اور مولانا رشید احمد صدیقی مفتی دارالعلوم حقانیہ نے اپنے اپنے مضامین میں اسکی تردید کی ہے۔کہ یہ(چُری)وخیرات یہودیوں نے حضور ﷺ کی بیماری کی خوشی میں کی تھی۔اور مسلمانوں کو یہ رسم منتقل ہوگئی۔اسکی وضاحت فرمایئے؟

المستفتی:میاں کریم اللہ سرپرست آل ٹیچر ایسوسی ایشن صوبہ سرحد.....۱۹۸٦ء/۱۰/۳۰

الجواب:چونکہ چُری نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اور نہ آثار اور کتب فقہ سے۔لہٰذا اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت سیئہ ہے﴿۴﴾اور رواج کی نیت سے کرنا رسم قبیحہ اور التزام مالا یلزم ہے۔نیز حاکم

﴿۱﴾عن انس رضي الله عنه ان رجلا من كلاب سأل النبي ﷺ عن عسب الفحل فنهاه فقال يا رسول الله ﷺ انا نطرق الفحل فنكرم فرخص له في الكرامة .رواه الترمذي

﴿۲﴾قال ابن نجيم فان المفتى به جواز الاخذ على القراءة(البحر الرائق ص۲۲۸ جلد ۵ كتاب الوقف) وفي الهندية واختلفوا في الاستئجار على قراءة القرآن على القبر مدة معلومة قال بعضهم لا يجوز وقال بعضهم يجوز وهو المختار كذا في السراج الوهاج .(هنديه ص۴۴۹ جلد ۵ مطلب الاستئجار على الطاعات)

﴿۳﴾قال ابن عابدين قال تاج الشريعة في شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العيني في شرح الهداية و يمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان فالحاصل ان ما شاع في زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لا يجوز ..... فاذالم يكن للقارى ثواب لعدم النيةالصحيحة فاين يصل الثواب الى المستأجر الخ (رد المحتار ص ۳۹ جلد ۵ مطلب تحرير مهم في عدم جواز الاستئجار على التلاوة الخ كتاب الاجارة)

﴿۴﴾عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد . متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنته)

کی روایت میں مسطور ہے کہ حضورﷺ کی بیماری میں آخری چہارشنبہ پرزیادتی آئی تھی۔اورعوام کہتے ہیں۔کہ بیماری میں خفت آ گئی تھی اورعوام حضورﷺ کونسبت کرتے ہیں۔کہ انہوں نے چُری مانگی۔اور یہ نسبت وضع حدیث اورحرام ہے۔﴿۱﴾ لعدم ثبوت هذ االحديث فی كتب الاحاديث ولا باالاسناد الثابت . وهو المو فق .

چُری کے بارے میں دلائل غلط اورمن گھڑت ہیں

سوال :کیافرماتے ہیں علماءدین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صفر کے آخری بدھ کو جوچُری کیجاتی ہے۔اسکے جواز کے بارے میں دودلائل پیش کئے جاتے ہیں۔(۱) کہ نبی اکرمﷺ اس صفر کے مہینے میں بیمار ہوئے تھے۔پھر جب اس مہینے میں صحت یاب ہوئے۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے شکریہ میں خیرات وصدقہ کیا ہے۔(۲) حضورﷺ جب اس مہینے میں بیمار ہوئے۔تو یہود نے اسکی بیماری پرخوشی ظاہر کرنے کیلئے اس مہینے میں خیرات کیا۔اورخوشی منائی۔لہٰذا ہم جو یہ خیرات کرتے ہیں۔یاتو اسلئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے خیرات کی تھی۔یا یہود کے مقابلے جوانہوں نے خوشی منائی تھی۔ہم قصداً اس سے مقابلے میں تشکر نعمت کیلئے کرتے ہیں۔لہٰذا علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کیافرماتے ہیں کہ یہ دلائل صحیح ہیں یا غلط۔

المستفتی :نامعلوم متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۲۰ صفر ۱۴۰۵ھ

الجواب :ثواب کی نیت سے چُری کرنا بدعت سیئہ ہے۔کیونکہ غیرسنت کوسنت قرار دینا غیردین کودین قرار دیناہے﴿۲﴾ جوکہ بدعت ہے۔ان مجوزین کیلئے ضروری ہے۔کہ ان احادیث مذکورہ کا سند ذکرکریں اوریا ایسے کتاب کا حوالہ دیں جوکہ باسند احادیث کوذکر کرتا ہو اوریا کم ازکم کتب فقہ متداولہ کا حوالہ ذکرکریں ولن یأتوا بهاو لو كان بعضهم لبعض ظهيراً.﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن سمر ةبن جندب والمغيرة بن شعبة قالا قال رسول اللهﷺ من حدث عنّى بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين رواه مسلم ومن كذب علي متعمدا فليتبؤا مقعده من النار رواه البخارى . (مشكواة المصابيح ص ۳۲ جلد ۱ كتاب العلم)

﴿۲﴾عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت قال رسول اللهﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنته)

﴿۳﴾عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول اللهﷺ يكون فى آخر الزمان دجّالون كذا ابون يأتو نكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولاآباء كم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم رواه مسلم (مشكواة المصابيح ص۲۸ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

مزید بریں یہ کہ حاکم نے روایت کی ہے کہ پیغمبر ﷺ آخری چہار شنبہ کو بیمار ہوئے۔ یعنی بیماری نے شدت اختیار کی۔ اور تاریخ میں یہ مسطور ہے۔ کہ یہود خیبر نے اسی دن خوشی منائی۔ اور دعوتیں تیار کیں۔ اور یہ ثابت نہیں۔ کہ اہل اسلام نے اسکے مقابل میں کوئی کاروائی کی۔ و ھو الموفق

چُری کے خوراک کے کھانے کا حکم

سوال: چری کا شرعاً کیا حکم ہے۔ اور اس کا خوراک کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: سید روح اللہ کا نگڑہ پشاور...... ۵ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

الجواب: چری بقصد ثواب مکروہ ہے لان فیہ تخصیص الزمان و النوع بلا مخصص یدل علیہ مافی البحر ص ۱۵۹ جلد ۲ ﴿۱﴾ البتہ عوام کیلئے اسکا کھانا مکروہ نہیں ہے لمافی الھندیۃ ص ۳۸۰ جلد ۵ ولا یباح اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذااتخذلا بأس با لاکل منہ کذا فی خزانۃ المفتین ﴿۲﴾ فافھم

اُنیس مسائل کے مختصر جوابات

سوالات: (۱) زیارت کردن جائز است یانہ؟ (۲) مسئلہ اسقاط چیست؟ (۳) مسئلہ دوران قرآن؟ (۴) برائے حیلہ اسقاط دائرہ ساختن؟ (۵) برقبر شخصے نشستن برائے تلاوت قرآن؟ (۶) برائے میت قدم دادن؟ (۷) بعد از نماز جنازہ بہ ہیئت اجتماع دعا کردن؟ (۸) ذکر بالجہر بر مذہب امام ابوحنیفہ؟ (۹) تعین سورۃ روم در ماہ رمضان بشب بست وسہ؟ (۱۰) خیرات کردن در ماہ رمضان بشب بست وہفت؟ (۱۱) از خانہ میت بروز سہ ونہم وچہلم وغیرہ خیرات؟ (۱۲) گیارھویں شریف؟ (۱۳) برختم قرآن طعام خوردن ورقم بلاشرط حصول کردن؟ (۱۴) براسم غیر اللہ نذر کردن نکاح باقی ے ماند یانہ؟ (۱۵) برتعویذ شکرانہ جائز است؟ (۱۶) نذر بر نام غیر اللہ حرام وشرک

﴿۱﴾ قال العلامہ ابن نجیم و لان ذکر اللہ تعالیٰ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع بہ الخ (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۲﴾ (فتاوی ھندیہ ص ۳۴۴ جلد ۵ الباب الثانی عشر فی الھدایا و الضیافات)

است وخوردن اوحرام است؟ (۱۷) نماز جمعہ درقریہ ئی شود وعیدین ہم چنیں؟ (۱۸) دعا بعد از سنن؟ (۱۹) تعین حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ وخیرات کردن در یوم مخصوصہ؟

المستفتی: عزیز اللہ خان بنوں

جوابات: (۱) زیارت القبور جائز است لیکن عبادۃ القبور شرک است۔ (۲) حیلہ مرجہ از وجہ عدم مراعات شرائط مثل ارادہ تملیک حقیقۃ وغیرہ بلاسود است۔ (۳) قرآن مال متمول است خرید وفروخت دروے جاری مے شود لہذا دوران بہ وے جائز است۔ (۴) صف ودائرہ ہردو جائز اند لیکن فقراء ومساکین راہبہ وتصدق کردن شرط فراغت ذمہ است۔ (۵) ابن الہمام وغیرہ تصریح بجواز کردہ اند۔ (۶) چہل قدم بردن از مستحبات فقہاء است۔ (۷) بعد از کسر الصفوف جائز است۔ (۸) جائز است بشرط عدم ایذاء مصلی و نائم۔ (۹) از روایات حدیثیہ وفقہیہ ثابت نیست۔ (۱۰) تخصیص بلا مخصص است۔ (۱۱) تصدق ہروقت جائز است ورسم ہروقت ناجائز است وضیافت تاسہ روز ناجائز است۔ (۱۲) بدعت است۔ (۱۳) مختلف فیہ است وجواز راجح است۔ (۱۴) تجدید نکاح ضروری است۔ (۱۵) اجرت بر ہرصنع گرفتن جائز است۔ (۱۶) حرام است وخطرہ شرک قویہ موجود است۔ (۱۷) فرق در شروط است۔ (۱۸) دعا بہ ہیت اجتماعی بعد از فرائض باشد یا از سنن مخالف است از فعل رسول ﷺ نہ از قول رسول ﷺ (۱۹) توسع درطعام بروز عاشورہ مسنون ومستحب است۔

نوٹ: اگر تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک یا دو سوال روانہ کیا کریں۔

مزاروں پر گیارہویں کی دودھ اور مزاروں پر نمک کا حکم

سوال: پنجاب کے اکثر مزاروں میں گیارہویں شریف کی رسم میں دودھ تقسیم کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے اسی طرح مزاروں پر جو نمک پڑا رہتا ہے اس کا کھانا کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: لقمان دین بی، اے، یو لاہور ... ۲۱ رشوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ ماأهل به لغير الله ہے اور حرام ہے۔ (۱) اور نمک وغیرہ اگر عوام کے خود ساختہ تبرکات

(۱) قال العلامه حصکفی و اعلم ان النذر الذی يقع للاموات من اكثر العوام و (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہیں تو اس سے انکار میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿۱﴾

قبر کے ساتھ سوم کی ختم اور وفات کے اول روز دیگیں پکوانا

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ بعض حضرات مردے کی وفات پر سوم کی ختم شریف پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں (۲) اس ختم قرآن شریف کو بعض حضرات قبرستان میں قبر میت کے ارد گرد بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ قبرستان میں ایسا کرنا جائز ہے؟ (۳) بعض لوگ اس ختم شریف کو نمبر دیتے ہیں ختم مقبرہ، ختم مسجد اور ختم گھر شرعاً یہ نمبر دینا جائز ہے؟ بعض حضرات میت کی وفات پر اول دن سے دیگیں پکواتے ہیں اس دن یہ دیگیں پکوانا کیسے ہیں؟

المستفتی: مولوی فضل حکیم پیر پیائی......۱۰/۱۲/۱۹۷۲ء

الجواب (۱): واضح رہے کہ ایصال ثواب للاموات جائز ہے خواہ عبادت بدنی کا ثواب ہو یا عبادت مالی کا ثواب ہو لیکن ایصال ثواب کیلئے مکان یا زمان کی تخصیص کرنا ناجائز ہے۔ جبکہ رائے سے ہو وحی سے نہ ہو۔ كما يدل عليه ما في البحر و لان ذكر الله تعالىٰ اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به (ص ۱۵۹ ج ۱ باب العيدين) لہٰذا یوم سوم کیلئے تخصیص کرنا بدعت ہے۔

(۲،۳) مفتیٰ بہ قول پر (و هو قول الصاحبين) مقبرہ میں قرآن مجید پڑھنا درست ہے ﴿۲﴾ لیکن وقت اور مکان کی تخصیص اور اہتمام بدعت سیئہ ہے۔ (۴) تصدق علی الفقراء ہر وقت جائز ہے اور رسم و رواج ہر وقت عبث ہے اور ضیافت تین دن تک ناجائز ہے فی البزازيه و يكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن و جمع

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) و ما يؤخذ من الدراهم و الشمع و الزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع باطل وحرام. (الدر المختار ص ۱۳۹ جلد ۲ قبيل باب الاعتكاف)

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجيم و لان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۲﴾ قال العلامه طحطاوى و اخذ من ذلك جواز القراءة على القبر و المسئلة ذات خلاف قال الامام تكره لان اهلها جيفة ولم يصح فيها شئ عنده عنه ﷺ و قال محمد تستحب لورود الآثار و هو المذهب المختار كما صرحوا به في كتاب الاستحسان (حاشية الطحطاوى ص ۳۴۱ جلد ۱ فصل في زيارة القبور)

الصلحاء والقرآء للختم (الیٰ ان قال) وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا . رد المحتار ص ۸۴۳ ج ۱ . وفيه ايضا و يكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فی السرور و لا فی الشرور و هی بدعة مستقبحة روی الامام احمد و ابن ماجه باسناد صحيح عن جرير بن عبدالله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النيامة (۸۴۱ ، ۸۴۲ ج ۱) ﴿۱﴾ اور چونکہ عوام اس کو ریا اور دفع عار اور فخر وغیرہ اغراض فاسدہ کی بنا پر کرتے ہیں لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے اور نقد رقم دینا نہایت مستحسن چیز ہے کیونکہ اس میں یہ نقصانات نہیں ہوتے ہیں یا ان سے بچنا نہایت آسان ہوتا ہے۔ فقط

کسی بزرگ کی جگہ کو مکہ معظّمہ سے تشبیہ دینا، عرس، قوالی، میلاد، درود اور دعائے ثانیہ

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) کسی بھی بزرگ کی جگہ کو مکہ معظّمہ کے ساتھ تشبیہ دینا کیسا ہے؟ (۲) پیروں اور اولیاء کی درگاہوں پر میلہ، عرس اور قوالی مروج کرنا کیسا ہے؟ (۳) مروجہ صلاۃ وسلام میلاد اور عرس کے موقع پر کھڑے ہوکر پڑھنا جائز ہے یا نہیں جبکہ عقیدہ بھی حاضر و ناظر کا ہو۔ (۴) کیا دعائے ثانیہ ضروری ہے؟

المستفتی: محمد موسیٰ قادری مدرسہ تعلیم الفرقان توحید نگر چاکیواڑہ کراچی نمبر ۱ ...... ۱۹۷۲ء/۸/۱۶

الجواب (۱) تشبیہ میں کوئی حرج نہیں ہے لوقوع التقابل بہ لیکن غلو سے اجتناب ضروری ہے۔

(۲، ۳) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں ان سے اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۲﴾

(۴) دعائے ثانیہ جائز ہے لیکن التزام بدعت ہے جیسا کہ فرائض کے بعد التزام بدعت ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ ردالمحتار ص ۲۶۴ جلد ۱ مطلب فی کراهة الضيافة من اهل الميت قبيل باب الشهيد)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و يكره ...... كل ما لم يعهد من السنة و المعهود منها ليس الا زيارتها و الدعاء عندها قائما . (ردالمحتار ص ۲۶۷ جلد ۱ مطلب فی وضع الجريد و نحو الآس على القبور قبيل باب الشهيد)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم و لان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع .(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

مردہ لحد میں رکھ کر اذان دینا بدعت ہے

سوال :ہمارے علاقے میں دوفرقوں کے مابین اختلاف آیا ہے ایک فریق کہتا ہے کہ مردہ کو لحد میں رکھ کر اذان دینے کا کوئی ثبوت قرآن وسنت اور قرون ثلاثہ میں نہیں ہے اور دوسرا فریق اس کی دلالت میں ایذال الاجر پیش کرتے ہیں۔ برائے مہربانی مدلل جواب سے نوازا جائے؟

المستفتی: ناصر شاہ جلبئی صوابی صوبہ سرحد.....۱۹۷۲ء/۱۱/۱۵

الجواب: قبر میں اذان دینا بدعت ہے کیونکہ یہ نہ روایات حدیثیہ میں مروی ہے اور نہ ظاهر الرواية یا نادر الرواية میں موجود ہے۔و من ادعى فعليه البيان ۔ بے شک اس کا بدعت اور غیر مندوب ہونا فتاوی میں مسطور ہے قال العلامه ابن عابدين الشامي في الاقتصار على ما ذكر من الوارد اشارة الىٰ انه لا يسن الاذان عند ادخال الميت في قبره كما هو المعتاد الآن . و قد صرح ابن حجر في فتاويه بانه بدعة و قال و من ظن انه سنة قياسا على ندبهما للمولود الحاقا لخاتمة الامر بابتداء ه لم يصب ﴿ ۱ ﴾ فافهم وتدبر.

عیدین کے بعد گلے ملانا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عیدین کی نماز سے فارغ ہو کر عوام گلے ملا کرتے ہیں شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی :غلام رحیم بالاکوٹ مانسہرہ.....یکم ذیقعدہ ۱۴۰۲ ہجری

الجواب : گلے ملانے کو معانقہ کہا جاتا ہے جو کہ بذات خود مسنون ہے البتہ اس کا کسی وقت سے مثلا نماز عید کے بعد تخصیص کرنا مختلف فیہ ہے قیل مسنونۃ وقیل مباحۃ وقیل مکروہۃ پس احتیاط یہ ہے کہ اس سے اجتناب

﴿ ۱ ﴾ (رد المحتار علىٰ الدر المختار ص ۲۶۰ جلد ۱ مطلب في دفن الميت باب صلاة الجنازة)

کیا جائے البتہ کرنے والے پر اشد انکار نہ کیا جائے ﴿۱﴾ و هو الموفق

بروزعیدین مصافحہ ومعانقہ اور والدین کو جھکنا اور پاؤں چومنا

سوال: عرض یہ ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتاوی رشیدیہ میں لکھا ہے کہ بروزعیدین مصافحہ اور معانقہ ہر دو بدعت ہیں نیز اپنے بزرگوں اور والدین کے پاؤں پر تعظیما جھکنا اور چومنا بھی بدعت ہے۔ کتابوں کے حوالے سے مدلل جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: مولوی غلام حسین جلبئی صوابی مردان......۱۹۶۹ء/۳/۲۳

الجواب: بعض علماء نے عیدین وغیرہ کے مصافحہ کو مباح بلکہ سنت کہا ہے اور بعض علماء اس کو بدعت کہتے ہیں۔(فليراجع الى رد المحتار ص ۳۳۵ ج ۵) .﴿۲﴾ اکثر علماء محققین عدم جواز کو ترجیح دیتے ہیں لانه اقوىٰ من حيث الدليل لان التخصيص لا بدله من دليل خاص صرح به الشامی فی باب

﴿۱﴾ قال العلامه سيد احمد الطحطاوی .والتهنئة بقوله تقبل الله منا و منكم لا تنكر بل مستحبة لورود الاثر بها كما رواه الحافظ ابن حجر عن تحفة عيد الاضحى لا بى القاسم المستملى بسند حسن كان اصحاب رسول الله ﷺ اذا التقوا يوم العيد يقول بعضهم لبعض تقبل الله منا ومنكم قال و اخرجه الطبرانى ايضا فى الدعاء بسند قوى قال والمتعامل به فى البلاد الشامية والمصرية قول الرجل لصاحبه عيد مبارك عليك و نحوه و يمكن ان يلحق هذا اللفظ فى الجواز الحسن و استحبابه لما بينهما من التلازم و كذا تطلب المصافحة فهى سنة عقب الصلاة كلها و عند كل لقى . (طحطاوى على مراقى الفلاح ص ۲۸۹ جلد ۱ باب احكام العيدين)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين الشامى حيث قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فى الشرع على هذا لوجه ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة و كونهم حافظوا عليها فى بعض الاحوال وفرطوا فى كثير من الاحوال او اكثرها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التى ورد الشرع باصلها لكن قد يقال ان المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدى الجهلة الى اعتقاد سنتيها فى خصوص هذه المواضع الخ.

(ردالمحتار ص ۲۷۰ جلد ۵ باب الاستبراء وغيره كتاب الحظر والاباحة)

العیدین ﴿۱﴾ ولان عند التعارض المحرم یقدم علی المبیح اور والدین کے پاؤں پر ہاتھ رکھنا بخصوصہ ثابت نہیں اگر چہ تکلف کے ساتھ یہ توجیہ ممکن ہے کہ حجر اسود میں وضع الید قائم مقام تقبیل ہوسکتا ہے اور والدین کے پاؤں کی تقبیل ثابت اور مبرہن ہے لہذا وضع الید بھی جائز ہوگا ﴿۲﴾ و ھو الموفق

سالانہ ذکر سیرت کے مجالس (عید میلاد النبی ﷺ) اور اسکے متعلقات

سوال : ربیع الاول میں جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارک بیان کرنے کیلئے پرتکلف محافل سجاتے ہیں، اور ضرورت سے بہت زیادہ روشنی کرنے اور رنگ برنگ کے قمقمے اور بلب کثرت سے درختوں پر چڑھانے کو کار ثواب سمجھتے ہیں یہ سب کچھ حب رسول ﷺ اور احترام شان رسول ﷺ کے جذبے کے تحت ہزاروں روپے اس پر صرف کئے جاتے ہیں، سوال یہ ہے۔ کہ (۱) کیا سالانہ اس قسم کے ذکر سیرت رسول ﷺ مجالس میں واقعی اجر وثواب ہے؟ (۲) اور کیا یہ سجاوٹ اور مزخرف محافل واقعی سیرت رسول ﷺ کا صحیح مظاہرہ ہے؟ (۳) کیا یہ سالانہ اہتمام عہد مقدس حضور ﷺ یا خیر القرون میں تھا؟ (۴) اگر نہیں تو کیا یہ محافل مزخرف شرعا بدعت حسنہ میں شمار ہونگے یا بدعت ضلالت میں جبکہ عوام ان کو حب رسول ﷺ اور شان نبوی ﷺ کا صحیح اور بہتر معیار سمجھ رہے ہیں؟ (۵) اور کیا اس قسم کے محافل میں مالی اور بدنی اعانت، اعانت علی البر ہے۔ یا اعانت

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و بان تخصیص الذکر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع اه
(ردالمحتار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین لما اخرجه الحاکم ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال یا رسول الله ﷺ ارنی شیئا ازداد به یقینا فقال اذهب الی تلک الشجرة فادعها فذهب الیها فقال ان رسول الله ﷺ یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی ﷺ فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن له فقبل رأسه و رجلیه وقال لو کنت امرًا احداً ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وقال صحیح الاسناد.
(رد المحتار ص ۲۴۷ جلد ۵ قبیل فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحة)

على البدعة والمعصية .بينوا واجركم على الله.

المستفتی: حضرت العلامہ مولانہ (قاضی عبدالسلام خطیب جامع مسجد نوشہرہ)......۱۹۶۹ء

الجواب :(۱) ذکر سیرت رسول ﷺ کارثواب ہے۔لیکن اس طریقے اور قیود سے کرنا ابتداع ہے لعدم ثبوته فی خیر القرون بوجه ولاشتماله علی التزام مالا یلزم و علی الرعایةفوق الرعاية الشریعة.﴿۱﴾ (۲) یہ اسراف اور فضول خرچی سیرت رسول ﷺ کے خلاف مظاہرہ ہے۔جب پیغمبر ﷺ نے درودیوار پر کپڑا تک نہ چھوڑا۔تو ان سجاوٹوں کا تحمل کس طرح کریںگے۔(۳) اس اہتمام اور التزام کا ثبوت خیرالقرون میں ابھی تک ثابت نہیں ہوا ہے۔(۴) مجموعی طور سے بدعت سیئہ میں شمار ہونگے۔(۵) یہ اعانت نہیں اضاعت ہے۔فقط

شیخ احمد متولی مسجد نبوی ﷺ کا خواب اور مشہور وصیت نامہ

سوال: عرض یہ ہے کہ کافی عرصہ سے ایک پوسٹر وصیت نامہ کے نام پر وقتاً فوقتاً شائع ہوتا ہے جس کے ہر زمانے میں مطلب ایک اور الفاظ مختلف ہوتے ہیں کہ شیخ احمد نامی خادم مسجد نبوی ﷺ کہتے ہیں کہ میں روضہ رسول ﷺ پر تلاوت کررہا تھا کہ مجھ پر نیند نے غلبہ کردیا۔خواب میں حضور ﷺ نے آکر مجھے یہ اطلاع دی۔کہ میرے امت کو یہ باتیں پہنچادو۔اور اس میں مختلف باتیں لکھی ہیں جو کہ طوالت کے خاطر چھوڑتا ہوں۔اور آخر میں لکھتے ہیں کہ اس کے بیس پرچیاں لکھ کر تقسیم کرو۔بعض میں دس ہوتے ہیں۔اور جس نے انکار کیا اس نے اتنا اتنا نقصان اٹھایا وغیرہ۔میں نے اسکے متعلق سنا ہے۔کہ ۲۸ مفتیوں نے اس کے متعلق فتوے جاری کیئے ہیں براہ کرم مدلل جواب سے نوازیں۔کہ یہ وصیت نامہ صحیح ہے یا غلط؟ بینوا وتوجروا.

المستفتی: اس کے متعلق کثیر تعداد میں استفتاء کیا گیا ہے اس لیے صرف ایک جواب پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری من اصرعلی امر مندوب و جعله عزما ولم یعمل با لرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال .(مرقاة المفاتیح ص ۵۳ جلد ۲) قال ابن عابدین و بان تخصیص الذكر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع .(ردالمحتار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

الجواب: یہ فریت نامہ نصف صدی سے زائد عرصہ سے بے پرو پا شائع کیا جاتا ہے۔اکابر کا فرمان ہے۔کہ اس وصیت نامہ کی اشاعت زنادقہ نے قائم کی ہے۔اس میں وقتاً فوقتاً کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے بسا اوقات اس میں خلاف شرع مضمون بھی شائع ہوتا ہے اور شیخ احمد متولی ایک فرضی شخص ہے۔اس نام کا متولی کوئی بھی نہیں پہچانتا ہے۔نیز امت کے برے اعمال کا پیغمبر ﷺ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اور اس میں لکھا ہوتا ہے کہ میں شرمندہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔لھذا پیغمبر علیہ السلام کا وہ فرمان جو حالت حیات میں بیدار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بیان کیا گیا ہے۔اور باقاعدہ ہم کو پہنچا ہے وہ ہمارے لیے کافی ہے۔کسی افتراء وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔دین مکمل ہوا ہے۔اس فریت نامہ کا انسداد موجب ثواب اور موجب برکت ہے۔تو ہم پرست لوگ اس فریت نامہ سے متاثر ہوتے ہیں۔افسوس کہ سادہ لوح مسلمان قرآن وحدیث کی صریح وعیدات سے تو نہیں گھبراتے اور کسی کے خواب سے بے چین ہو جاتے ہیں۔فالی الله المشتکی۔﴿۱﴾

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

مزارات کا نذر و نیاز کس کا حق ہے

سوال: پیر بابا کے خدمت گار و اولاد وغیرہ اپنے حق اور نمبر کا شکرانہ لیکر کسی نیک کام مثلاً تعمیر مسجد اور غرباء ومساکین کو وقف کریں یا خیرات کریں۔کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: بخت شیر حسین کلپانی ڈگر بونیر سوات.......۲۶ /۷/ ۱۴۰۱ھ

الجواب: ہدایا کا شرعی مالک وہ شخص ہے۔جس کو ہدیہ دینے والا مالک قرار دیں۔اور مالک اپنی مملوکہ اموال کو ہر کام میں استعمال کرسکتا ہے۔نوٹ: جو ہدایا ما اھل به لغیر الله ہوں۔انکا دینے والا مشرک ہے

﴿۱﴾ عن العرباض بن ساريه قال صلى بنا رسول الله ﷺ ذات يوم ثم اقبل علينا بوجهه فوعظنا موعظة بليغة...... فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبداحبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرًا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها با لنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة رواه احمد و ابو داؤد والترمذى وابن ماجه الا انهما لم يذكر الصلوة (مشكواة المصابيح ص ۳۰ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

اور لینے والا مالک شرعی ہے۔﴿۱﴾

مزار پر شرکیات اور منکرات کرنے اور کرانے والے مجاور کا قتل وغیرہ

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین کہ ایک مزار پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہے۔ جو مرتکب شرکیات ہے۔ اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے۔ کہ ایسا کرو۔ طواف کرو۔ قبر کو رگڑو۔ جھاڑو کو جسم پر ملو وغیرہ۔ اب یہاں قریب ایک مسجد اور چند کمرے ہیں جن میں یہ مجاور رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جن کے ساتھ چرسی اور بھنگی بھی رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے قتل کرنا کیسا ہے۔ اور مسجد کے متصل کمروں کو جلانا کیسا ہے۔ جبکہ مسجد کو جلانے سے محفوظ رکھا جائے۔ تاکہ شرکیات کا یہ اڈہ ختم ہو جائے؟

المستفتی: حافظ نجم الاسلام ہائی سکول کاھی ہنگو کوہاٹ ...... ۲۸ رجمادی الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: قتل اور آگ لگانا سنگین جرائم ہیں ان سے بلا اذن شرعی اجتناب ضروری ہے۔ ایسے شخص کو اہل علم حضرات سمجھائیں۔ اور اصرار کی صورت میں اس کی زبانی اور عملی مخالفت شروع کریں۔﴿۲﴾ فقط

مولود شریف کا حکم

سوال: آج کل لوگ جو مولود شریف کرتے ہیں۔ اور اسے کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اور اس میں فائدہ بھی ہے۔ کہ دینی تقاریر وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے زندگی وغیرہ پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ لہٰذا مولود شریف کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم ...... ۵ رمحرم ۱۴۰۳ھ

﴿۱﴾ قال الحصكفي و شرائط صحتها في الواهب العقل والبلوغ والملك ...... وشرائط صحتها في الموهوب ان يكون مقبوضا غير مشاع مميزاً غير مشغول كماليتضح و ركنها هو الايجاب والقبول كما سيجئ و حكمها ثبوت الملك للموهوب له غير لازم. (الدر المختار ص ۵۶۷ جلد ۴ كتاب الهبة)

﴿۲﴾ عن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقّر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام رواه البيهقي في شعب الايمان مرسلاً (مشكواة المصابيح ص ۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب و السنة)

الجواب: مولود شریف اگر تبلیغی اجتماع کا نام ہو تو جائز ہے۔ اور اگر ذکر ولادت کا نام ہو۔ تو بذات خود ایک بڑی عبادت ہے۔ لیکن عوارض خارجیہ اسراف امارد کی نعت خوانی' خطرہ اعتقاد حاضر وناظر وغیرہ کی وجہ سے یہ موجودہ مروجہ مجالس میلاد منعقد کرنا ممنوع ہیں ﴿۱﴾ فقط

ختنہ کے بعض رسومات کی وضاحت

سوال: ہمارے علاقہ میں جب بچوں کا ختنہ کیا جاتا ہے۔ تو ختنہ کے وقت خیرات لازمی سمجھتے ہیں۔ اور طویل مدت میں اس کیلئے قرض کا بند وبست کرتے ہیں دور دور سے رشتہ دار اور اقرباء بلائے جاتے ہیں۔ اور عین ختنہ کے وقت لوگوں سے دس' دس' پانچ' پانچ روپے لیتے ہیں۔ اور رشتہ دار وغیرہ اپنے ساتھ ختنہ کے گھر والوں کے لیے آٹا' گھی' چینی وغیرہ سامان خوراک لاتے ہیں۔ ختنہ میں روپے دینا ایک لازمی امر ہوتا ہے۔ اور نہ دینے والے کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ تو کیا یہ رسومات جائز ہیں یا بدعت ہیں؟ شرعی حیثیت بیان کیجئے۔

المستفتی: محمد رشاد مڈل سکول چملہ بونیر

الجواب: چونکہ یہ رسوم دین کی حیثیت سے نہیں کئے جاتے ہیں۔ یعنی ثواب کے ارادہ سے نہیں کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان پر بدعت کا اطلاق غلط ہے۔ اشار الیه الشارع علیه السلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه. ﴿۲﴾ پس یہ رسوم اگر ریاء اور فخر کی ارادہ سے کئے جاتے ہوں تو یہ رسوم فخر اور ریاء کی وجہ سے حرام ہیں۔ اور اگر بقاء وقار کے ارادہ سے ہوں تو جائز ہیں۔ ورنہ لایعنی امور سے ہیں۔ جن سے اجتناب حسن اسلام کا

﴿۱﴾ قال ابن عابدین لو دعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن هناک معصية ولا بدعة والامتناع اسلم فی زماننا الا اذاعلم یقینا ان لا بدعة ولا معصية والظاهر حمله علی غیر الولیمه لما مر .وفی التقریرات الرافعی ص۳۰۶ لا یظهر هذا لحمل بل الظاهر حمله علی عمومه .

(ردالمحتار ص ۲۴۵ جلد ۵ کتاب الحظر والاباحة)

﴿۲﴾(مشکواة المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

شرط ہے لیکن عدم اجتناب فسق نہیں ہے۔﴿۱﴾ فقط

ختنہ کے موقعہ پر ضیافت ودعوت کا حکم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ختنہ کے موقعہ پر ضیافت ودعوت اور روٹی پکانا سنت ہے یا نہیں اور جواز وعدم جواز کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: ڈاکٹر ظہور محمد واڑی ضلع دیر......۲۲ ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب: روایات میں دعوت کا معمول نہ ہونا بھی ثابت ہے اور ذبح کرنا بھی ثابت ہے۔﴿۲﴾ بہر حال دعوت کا اہتمام کرنا تعامل سلف سے مخالف ہے۔ لحدیث ورد بذالک ﴿۳﴾ واما ما رواه البخاری فی الادب المفرد فلا یدل علی الدعوة. فقط

وعظوں سے قبل نعت خوانی وغیرہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل وعظوں سے قبل یا جلسوں وغیرہ میں نعت خوانی ہوتی ہے۔ کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: ننگ اسلاف اصلاح الدین ڈیروی ڈی، آئی، خان...... یکم ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: وہ اشعار جو حسن ہوں اور شنیعات ومکروہات پر مشتمل نہ ہوں ان کا کہنا جائز ہے۔ لان

﴿۱﴾ قال ابن عابدین المراد بقوله فی التعریف ما ثبت ثبوت طلبه لا ثبوت شرعیته والمباح غیر مطلوب الفعل وانما هو مخیر فیه و ایضاً قال فیه الاباحة اصلاً والحرمة بعارض النهی .
(ردالمحتار ص ۷۸ جلد ۱ مطلب المختار ان الاصل فی الاشیاء الا باحة کتاب الطهارة)وهابّ

﴿۲﴾ قال سالم ختننی ابن عمر وو نصیحا فذ بح علینا کبشا فلقد را تینا وانا لنجذل به علی الصبیان ان ذبح عنا کبشا . (الادب المفرد للامام البخاری رقم حدیث : ۱۲۴۶)

﴿۳﴾ عن عثمان بن ابی العاص انه دعی الی ختان فابی ان یجیب ،فقیل له فقال انا کنا لا نأتی الختان علی عهد رسول الله ﷺ ولا ندعیٰ الیه .رواه الامام احمد .(مسند امام احمد محول منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۵۱ جلد۵)

الشعر حسنه حسن وقبيحه قبيح﴿۱﴾ فجاز رفع الصوت بهذه الامور عند عدم الايذاء الى المصلى والنائم يدل عليه ما فى ردالمختار ص۶۱۸ جلد ۱ ﴿۲﴾ فقط

سنن سے متصادم رسومات بدعات شرعیہ ہیں

سوال: جتنے رسومات ہیں۔ مثلاً تیجہ، ساتواں، گیارھواں، قوالیاں، حاضروناضر، علم غیب وغیرہ کیا ایسے رسومات بدعات ہیں۔ اوراس کی تردید واجب ہے یانہیں؟ بینوا و توجروا.

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی......۲۳/۷/۱۹۷۸ء

الجواب: جورسومات سنن کے متصادم ہوں۔﴿۳﴾ یادین ہونے کے عقیدہ سے کئے جاتے ہوں۔﴿۴﴾ بدعات شرعیہ اور محرم ہیں۔ ان کی تردید اوران سے بچنا لازمی ہیں۔﴿۵﴾ فقط

ماہ صفر کو بلیات کا مہینہ کہنا

سوال : ماہ صفر کو بعض لوگ نزول بلیات کا مہینہ کہتے ہیں۔ نیز ایک کتاب میں بھی اسے بلاوآفات

﴿۱﴾ قال ابن عابدين قال فى الضياء المعنوى العشرون اى من افات اللسان الشعر سئل عنه ﷺ فقال كلام حسنه حسن و قبيحه قبيح و معناه ان الشعر كا لنثر يحمد حين يحمد و يذم حين يذم الخ (ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى انشاد الشعراحكام المسجد)

﴿۲﴾قال ابن عابدين عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارى الخ (رد المحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت بالذكر)

﴿۳﴾ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب والسنة)

﴿۴﴾ قال الشيخ مفتى اعظم محمد فريد ان البدعة هى اعتقاد ما ليس من الدين دينا وهى قسمان مكفرة ومفسقة. (فتح المنعم شرح مقدمه مسلم ص ۲۹ الفائدة التاسعه)

﴿۵﴾عن العرباض بن سارية قال قال رسول الله ﷺ ....اياكم ومحد ثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة، وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام. رواه البيهقى. (مشكوٰة المصابيح ص ۳۰، ۳۱ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

کا مہینہ لکھا ہوا ہے۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد ایوب خان شیام گنج مردان......۱۰ رصفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: اس ماہ کے متعلق یہ تمام باتیں توہم پرستی ہے۔ جو کہ عوامی باتیں ہیں۔ جو بچپن سے طبیعت میں راسخ ہوئی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

استاد وغیرہ کا ہاتھ پاؤں چومنا بدعت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ استاذ، والد، والدہ کسی بزرگ اور صالحین کا ہاتھ پاؤں چومنا برائے تعظیم جائز ہیں یا ناجائز۔ بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم......۱۶ رجولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: استاد وغیرہ کا ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے۔ ﴿۲﴾ لان الصحابه يقبلون يد رسول الله ﷺ ورجله و كذا بعضهم يقبل ايدى بعضهم من شاء الاطلاع على الروايات فليراجع الى الادب المفرد المولفة للامام البخارى. وهو الموفق

اذان سے پہلے یا بعد میں بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

سوال: ہمارے مسجد کے امام صاحب صبح کے اذان سے پہلے بعض دفعہ بعد میں بلند آواز سے الصلواة والسلام عليك يا رسول الله دومرتبہ کہہ کر پھر اذان دیتا ہے۔ اور جو لوگ یہ کام نہیں کرتے ان کو

﴿۱﴾ عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لا عدوى و لا طيرة ولا هامة ولا صفر و فر من المجذوم كما تفر من الاسد. (صحيح البخارى ص ۸۵۰ جلد ۲ كتاب الطب باب الجذام)

﴿۲﴾ قال العلامه حصكفى ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك درر ...... و قيل سنة مجتبى و تقبيل راسه اى العالم اجود. قال ابن عابدين اى تقبيل يد العالم و السلطان العادل قال الشر نبلالى و علمتُ ان مفاد الاحاديث سنيته او ندبه كما اشار اليه العينى.

(الدرالمختار مع ردالمختار ص ۲۷۱ جلد ۵ قبيل فصل فى البيع كتاب الحظر والاباحة)

برا کہتے ہیں۔اس کا کیا حکم ہے۔کہ یہ درود شریف اذان کے ساتھ لازمی ہے؟بینوا وتوجروا
المستفتی: حکیم اختر حسین صدر کیملپور...... ماہ محرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: اذان سے پہلے یا بعد درود شریف کہنے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اسے اذان کا حصہ ماننا اور اسے ضروری سمجھنا ﴿۱﴾ جو آج کل اہل بدع کا شعار بن چکا ہے۔بدعت ہے۔کیونکہ خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔فقط

سورۃ عنکبوت رمضان میں یا دوسرے مہینہ میں بطور عملیات اور بطور کثرت ثواب پڑھنا

سوال: سورۃ عنکبوت جب سات دفعہ پڑھ لیا جائے تو سب غموم سے بچ جائیگا۔ایضا نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔کہ جب رمضان کے ۲۳ ویں رات کو سورۃ عنکبوت پڑھ لیا جائے۔تو سات سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔اور اس میں شک نہیں اور اگر کسی نے شک کیا۔تو کافر ہوگیا۔(نقل از تفسیر مشارق وکشاف واز کتاب شاطبی)
(۱) کیا یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں؟ (۲) اگر یہ حدیث صحیح نہ ہو تو مذکورہ رات میں مذکورہ سورت کے بارے میں اور کوئی دلیل ہے یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی دلیل نہ ہو۔تو اس سورۃ کے تعین کرنے میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟
المستفتی: شیخ محمد تاج الدین لدھیانوی فیصل کالونی کراچی نمبر ۲۵...... ۱۲/رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) اس حدیث کی نہ سند معلوم ہے اور نہ مخرج یہ حدیث، حدیث ثابتہ نہیں ہے۔(۲) نہ حدیث سے یہ تخصیص ثابت ہے۔اور نہ جزئیہ فقہاء سے ثابت ہے۔(۳) بطور عملیات کے پڑھنا نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے اور بطور مندوبات وکثرت ثواب کے بدعت سیئہ ہے۔ وھو الموفق

جزوی مصلحت کی وجہ سے بدعت، بدعات کے باب سے خارج نہیں ہوتا

سوال: ہمارے گاؤں میں میت کو جب قبرستان کی طرف لے جاتے ہیں۔تو کچھ لوگ ذکر الہی اونچی

﴿۱﴾ قال العلامه ابن نجیم ولان ذکر الله تعالی اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشی دون شی لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع .
(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

آواز سے کرتے ہیں۔مگر بعض لوگ اس کو منع کرتے ہیں۔کہ اونچی آواز سے یہ ذکر بدعت ہے۔اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر نہ پڑھا جائے تو پھر لوگ باتیں کرتے ہیں۔بینوا و توجروا

المستفتی: قیصر خان، وی، اے، یو مارکیٹ مری راولپنڈی......۸رمئی ۱۹۸۴ء

الجواب: جنازہ کے پیچھے ذکر بالجہر مکروہ ہے۔کما فی ردالمحتار ص ۸۳۷ ج ۱ ﴿۱﴾۔

واضح رہے کہ ہر بدعت کا مبنیٰ نوع مصلحت واستحسان پر ہوتا ہے۔پس جزوی مصلحت کی وجہ سے کوئی بدعت، بدعت کے باب سے خارج نہیں ہوتا ہے۔وهو الموفق

مردے کی کفن پر کلمہ لکھنے کی تحقیق

سوال: دریں جا اختلاف واقع است۔بعض گویند کہ کلمہ برمیت نوشتہ مستحب است۔اگر برکلوخ است یا سنگ،سنگ است بہ برابر روی نہد بل کار حسن است۔ترک کند او را بنود۔چرا کار نیک ترک کنی۔اعتقاد عوام برایں است کہ نوشتن کلمہ از مفروض زیادہ شمارد۔اگر امام نوشتہ کلمہ و بسم اللہ نہ کند۔بر آں پیش امام نامہا کیدانی و پنج پیری نہد بر تحقیر انکار مہربانان مسئلہ راواضح کن۔

المستفتی: ملا داد محمد یا ملا محمد عمر تحصیل گلستان ضلع پشین بلوچستان......۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

الجواب: امام صغار کے نزدیک یہ کتابت جائز ہے۔اور ابن صلاح کے نزدیک ناجائز ہے۔اور امام شامی نے کراہت کی طرف میلان کیا ہے۔کیونکہ جب دراھم اور محاریب پر واجب الاحترام کلمات لکھنا مکروہ ہے۔کما صرح به فی رد المحتار قبیل باب المیاہ۔تو کفن اور جبھہ وغیرہ پر بطریق اول مکروہ ہوگا۔اور یا

﴿۱﴾ قال الحصكفي كره كما كره فيها رفع صوت بذكر او قراءة .قال ابن عابدين و ينبغي لمن تبع الجنازة ان يطيل الصمت وفيه عن الظهيرية فان اراد ان يذكر الله تعالى يذكره في نفسه لقوله تعالى انه لا يحب المعتدين اى الجاهرين بالدعاء و عن ابراهيم انه كان يكره ان يقول الرجل وهو يمشي معها استغفروا له غفر الله لكم . (الدر المختار مع ردالمحتار ص ۲۵۸ جلد ۱ مطلب في دفن الميت)

جواز کی روایت کو کتابت بلامداد پر محمول کیا جائیگا۔ **کما مال الیه الشرجی.** ﴿۱﴾ **وهو الموفق .**

ہفتہ کے کسی دن کپڑے دھونا منع نہیں ہیں

سوال: بعض لوگ ہفتے کے بعض دنوں میں کپڑے دھونا جائز نہیں سمجھتے۔ تو کیا ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ کے کسی دن میں کپڑے دھونا منع ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: شاہ میڈیکل کیملپور...... ۱۹۷۶ء/۹/۱۷

الجواب: ان ایام میں کسی وقت غسل یعنی کپڑوں کا دھونا ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ یہ ممنوعیت جاہلانہ رسم ہے۔ فقط وهو الموفق

جلسہ عید میلاد النبی اور اولیاء کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے لگانا

سوال: (۱) جلوس عید میلاد النبی کا کیا حکم ہے؟ (۲) اولیاء اللہ کے مزارات پر چراغ جلانا اور جھنڈے لگانا کیسا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حاجی سراج الدین ہری پور...... ۲۱ رجولائی ۱۹۷۹ء

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدين و فى البزازيه قبيل كتاب الجنايات و ذكر الامام الصغار لو كتب على جبهة الميت او على عمامته او كفنه عهدنا مه يرجى ان يغفر الله تعالى للميت ...... و قد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يس والكهف ونحو هما خوفامن صديد الميت ...... و قدمنا قبيل باب المياه عن الفتح انه تكره كتابة القرآن و اسماء الله تعالى على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش و ما ذاك الا لاحترامه و خشية و طئه و نحوه مما فيه اهانة فالمنع هنابا لاولى ما لم يثبت عن المجتهد او ينقل فيه حديث ثابت فتأمل نعم نقل بعض المحشين عن فوائد الشرجي ان مما يكتب على جبهة الميت بغير مداد با لا صبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحيم و على الصدر لا اله الا الله محمدالرسول الله و ذلك بعد الغسل قبل التكفين والله اعلم . (ردالمختار هامش الدرالمختار ص ۲۲۸، ۲۲۹ جلد ۱ قبيل باب الشهيد)

﴿۲﴾ عن عائشة رضى الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام با لكتاب و السنة)

الجواب:(۱) جائز ہے۔ جبکہ منکرات سے خالی ہو۔ ﴿۱﴾ (۲) یہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔ ﴿۲﴾

سیّدان اورمیاں گاں کوشکرانہ دینا

سوال: میاں گان صاحبان (سیدلوگ) جولوگوں سے ایک،ایک،دو،دوصاع غلہ مانگتے ہیں۔اس بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ ہو۔ کہ اگر میں یہ صاع اور شکرانہ فلاں ولی کا ادانہ کروں۔ تو اولاد اور مویشیوں کو ضرور کوئی نقصان پہنچے گا۔ نیز یہ شکرانہ لینے والے غنی اور مالدار ہوتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد رشاد ڈھیرئی چملہ بونیر

الجواب: میاں گان کو اس ارادہ سے کچھ دینا کہ ان کے آباؤ اجداد ہمارے اموال کی حفاظت کریں گے۔ یا نہ دینے کی صورت میں ہمارے اموال کو ہلاک کریں گے۔ امور شرکیہ سے ہے اور امداد کے ارادہ سے دینا اس وجہ سے کہ یہ نیک لوگوں کے اولاد ہیں، جائز ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ فی الهندیه ان کان الاصل الا باحة ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجود المحرم فا لکراهة للتحریم و الا الخ (عالمگیری ص ۳۰۸ جلد۵ کتاب الکراهیة) وان لم یخلو عن المنکرات کالتخصیص بوقت دون وقت و اشتمال التزام ما لا یلزم والرغابة فوق الرعایة الشرعیة و الا سراف و الا صرار علیه وغیرها فبدعة و غیر جا ئز .(وهاب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین الشامی لان النص اقوی من العرف لا ن العرف جاز ان یکون علی باطل کتعارف اهل زماننا فی اخراج الشموع و السرج الی المقابر لیالی العید .

(ردالمحتار ص ۲۰۲ جلد ۴ مطلب فی ان النص اقوی من العرف باب الربوٰء)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین النذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون للمخلوق و منها ان المنذور له میت وا لمیت لا یملک و منها ان ظن ان ا لمیت یتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر اللهم الا ان قال یا الله انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم الفقرا ء الذین بباب السیده نفیسة او الامام الشافعی او الامام اللیث او اشتری حصر ا لمساجد هم او زیتا لوقودها او دراهم لمن یقوم بشعا ئر ها الی غیر ذلک مما یکون فیه نفع للفقراء و النذر لله عزوجل الخ .

(رد المحتار هامش الدرالمختار ص ۱۳۹ جلد ۲ مطلب فی النذر للاموات قبیل باب الاعتکاف)

خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کا نقشہ گھروں میں آویزاں کرنا بدعت نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر جگہوں میں خانہ کعبہ اور روضہ اقدس کا نقشہ آویزاں ہوتا ہے خاص کر لوگ گھروں میں آویزاں کرتے ہیں۔ کیا یہ بدعت ہے۔ وضاحت فرمادیں؟

المستفتی: حبیب اللہ فقیرآباد پشاور......۱۹/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس علیہ واجب الاحترام ہیں اور ان کی تصویر نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع۔ ﴿۱﴾

مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور کھانا بدعت نہیں ہے

سوال: رمضان یا ختم القرآن یا کسی اور خوشی وغیرہ کے دوران مسجد میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور تقسیم کے وقت کھائی جاتی ہے کیا اس میں بدعت کا کوئی اندیشہ ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فدا محمد اچھریاں مانسہرہ ہزارہ......۱۹۷۵ء/۸/۲۰

الجواب: مسجد میں شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور اس کا کھانا ممنوع نہیں ہے۔ نظیرہ تعلیق قنو التمر فی المسجد فی زمن النبی ﷺ ﴿۲﴾ وفی الهندیه صفحه ۳۸۲ جلد ۵ لا بأس بنشر السکر والدراهم فی الضیافة وعقد النکاح کذا فی السراجیه قلت وصرحوا باستحباب عقد النکاح فی المسجد فافهم.

میت کا ایک سال تک مسلسل گھر کا چکر لگانا بے اصل بات ہے

سوال: حضرت مفتی صاحب السلام علیکم! کیا یہ صحیح ہے کہ انسان جب مرجائے تو ایک سال مسلسل

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و المباح غیر مطلوب الفعل و انما هو مخیر فیه.
(ردالمختار ص ۷۸ جلد ۱ مطلب المختار ان الاصل فی الاشیاء الاباحة)

﴿۲﴾ و ایضا یدل علیه هذا الحدیث عن عبد الله بن حارث بن جزء قال اتی رسول ﷺ بخبز و لحم و هو فی المسجد فاکل و اکلنا معه ثم قام فصلی و صلینا معه و لم نزد علی ان مسحنا ایدینا بالحصباء. رواه ابن ماجه (مشکواة المصابیح ص ۳۶۲ جلد ۲ کتاب الاطعمة الفصل الثانی)

اسکی روح گھر اور محلّہ کی مسجد کا چکر لگاتی ہے چاہے جمعہ کی رات ہو یا نہ ہو۔ اگر یہ بات درست ہے تو علیین جیسے مقدس مقام سے یہاں آنے کی کونسی ضرورت اور سجین سے نجات پانے کا کیا مطلب؟ وضاحت چاہئے۔

المستفتی: محمد ثناء اللہ آف کتوزی شبقدر فورٹ چارسدہ.....۳ے۱۹ء/۷/۹

الجواب: اگرچہ باذن اللہ تعالی ارواح کا آنا ممکن ہے۔﴿۱﴾ لیکن یہ امر کہ ایک سال تک الخ، نہ روایت سے ثابت ہے اور نہ عقل اس کی تائید کرتی ہے، کیونکہ منعمین کا جیل اور پاخانہ سے رغبت اور معذبین کا ملائکہ سے نجات نامعقول بات ہے۔﴿۲﴾ فقط

مساجد میں یا اللہ یا محمد خیر لکھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ "یا اللہ یا محمد خیر" ایک مسجد کے اندر لکھا گیا ہے اس کا کیا حکم ہے یا اگر صرف یا محمد لکھا ہوا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد بخت سفیر، محمد ایوب.....۱۴/جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: چونکہ یا محمد اہل بدع کا شعار ہے۔ لہٰذا ایسے کتبوں سے مساجد کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔﴿۳﴾

زیارت جناب رسول ﷺ کو جانا، کھجور نمک وغیرہ دم کرنا اور زیارتوں پر جانا بدعت نہیں ہے

سوال: (۱) کیا زیارت رسول ﷺ بدعت ہے؟ (۲) دم کیا ہوا نمک کھجور وغیرہ کھانا بدعت ہے یا

﴿۱﴾ عن ابن عباس رضی الله عنه قال بلغنی ان ارواح الاحیاء والاموات تلتقی فی المنام فیتسألون بینهم، فیمسک الله ارواح الموتی ویرسل ارواح الاحیاء الیٰ اجسادها ،ذکره الطبری فی تفسیره . (کتاب الروح ص ۳۱ المسألة الثالثة)

﴿۲﴾ قال ابن القیم الجوزیة واما قول من قال ان ارواح المؤمن فی علیین فی السماء السابعه وارواح الکفار فی سجین فی الارض السابعه فهذا قول قد قاله جماعة من السلف والخلف ویدل علیه قول النبی ﷺ اللهم الرفیق الاعلیٰ الخ (کتاب الروح ص ۱۴۱ فصل فی بیان قول من قال مستقر الارواح الخ)

﴿۳﴾ اتقوا عن مواضع التهم .رواه البخاری فی المفردات (الموضوعات الکبریٰ لملا علی قاری ص ۴۹ رقم حدیث : ۱۵۱)

جائز ہے؟ (۳) کیا زیارتوں پر جانا بدعت اور ناجائز ہے؟ مختصر جوابات سے نوازیں۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد قاسم شاہ دامان کیملپور اٹک ۵/۹/۱۹۷۲ء

الجواب: (۱) زیارت قبر النبی ﷺ سنت بلکہ قریب الی الواجب ہے (فتح القدیر) (۲) تبرک بآثار الصالحین ثابت اور مشروع ہے۔ لیکن عوام کا خود ساختہ تبرک واجب الرد ہے۔ (۳) اگر توسل عملی، حالی کے ارادہ سے ہو۔ تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور سدا للباب منع کرنے سے ہم مخالف نہیں۔ فقط

فضیلت ختم قرآن کے بارے میں ایک بے سند قصہ

سوال: ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب نے محفل میلاد میں برسر منبر لاؤڈ سپیکر پر یہ مسئلہ بیان کیا۔ کہ کسی قبر میں ایک میت سخت عذاب میں مبتلا تھا۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ آپ نے صاحب قبر کیلئے دفع عذاب کے واسطے ہزاروں اور سینکڑوں رکعت نفل نماز پڑھی۔ مگر عذاب رفع نہ ہوئی۔ پھر کہیں ختم قرآن ہوا۔ جس میں گوشت بھی کھلایا گیا۔ ختم والے گوشت کی ایک ہڈی کسی کوے نے اٹھالی۔ وہ ہڈی اتفاقا کوے کی چونچ سے عذاب والی قبر پر گر پڑی۔ جسکی برکت سے میت کا عذاب دفع ہوا۔ تو کیا یہ واقعہ درست ہے۔ اور ایسا ختم قرآن مروج اس زمانے میں بھی تھا؟

المستفتیان: جملہ اساتذہ ہائی سکول جعفر خان کلے باڑہ خیبر ایجنسی ۴/رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: باقاعدہ ختمات جائز ہیں۔ لیکن یہ قصہ نہ کتب متداولہ میں مسطور ہے اور نہ سند رکھتا ہے بلکہ نکات مضمون کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ ہڈی میں قرآن کے طفیل سے حاصل شدہ تبرک عین قرآن سے جو کہ نماز میں پڑھا جاتا ہے حاصل شدہ تبرک سے بالاتر ہونا منکر امر ہے۔ **وهو الموفق**

مجلس میلاد میں حضور ﷺ کیلئے کرسی خالی چھوڑنا

سوال: میں حضرت صاحب کا ادنی غلام ہوں۔ اس ماہ ربیع الاول میں عموما میلاد کے جلسے ہوتے ہیں۔ جس میں بریلوی حضرات اخیر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک مجلس کی انعقاد کے وقت

ایک شخص کوصدارت کیلئے کہا گیا۔تو اس نے جواب دیا۔کہ مجلس سعید جن کی مقرر کی جارہی ہے۔اس کرسی پر میں کیسے بیٹھوں۔یہ صدارت تو انہی کی ہوگی جنکے ذکر سعید کی مجلس مقرر کی گئی ہے۔جب تقریر کر چکا تو بولا کہ اٹھو حضور ﷺ پر سلام پڑھو وہ حاضر مجلس ہے۔سامعین میں ایک مستند دیوبندی عالم دین بھی اٹھ کھڑے ہوگئے۔صرف ایک شخص نہ اٹھا۔اس نے جواب میں کہا۔کہ اکابرین علمائے دیوبند کو تو میں نے کبھی بھی ایسے مجلس میں اٹھتے نہیں دیکھا ہے۔لھذا میں یہ بدعت کا کام کیوں کروں۔تو کھڑے ہونے والے مولوی صاحب نے حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا ایک واقعہ دکھایا کہ وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔تو میں نے کہا۔کہ ان کے بعد یہ سلسلہ دیوبندیوں میں کیوں جاری نہ ہوا۔جسکا جواب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے دیا تھا۔تو سوال یہ ہے کہ کیا یہ کرسی خالی چھوڑنا وغیرہ امور صحیح ہے یا غلط ؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: گلزار محمد خان کوہ نور ٹکسٹائل ملز، راولپنڈی......۱۹۶۹ء/۶/۲۲

الجواب : کرسی کا خالی چھوڑنا اس ارادہ سے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام اس پر تشریف فرما ہوں گے۔اور قیام کرنا وغیرہ تمام کے تمام بدعات ہیں۔قرآن وحدیث سے یہ امور غیر ثابت ہیں۔لہٰذا ایسے مجالس میں صحیح العقیدہ لوگوں کیلئے عدم شرکت ضروری ہے۔فقط

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھا چومنا

سوال: حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر لگانا کیسا ہے؟

المستفتی: ملک فضل الرحمٰن مقام اڑہ ضلع جہلم......۱۹۷۲ء/۷/۱۷

الجواب: علاجاً مباح ہے۔اور احتساباً بدعت ہے۔فقط

مردوں کا سننا اور انکے نام پر نذر و نیاز کرنا

سوال : دو فریق ایک اعتقادی مسئلے میں اختلاف رکھتے ہیں۔فریق اول کہتا ہے کہ مردے نہ سنتے ہیں۔اور نہ دیکھتے ہیں۔اور ان کے نام پر نذر و نیاز ماننا بالکل حرام ہے۔فریق ثانی کہتا ہے کہ مردے سنتے بھی ہیں۔اور

دیکھتے بھی ہیں۔اور کے نام پر نذر ومنت ماننا موجب قربت ہے۔مختصر فیصلہ کر کے صحیح عقیدہ کا اظہار فرمائیے؟

المستفتی: سلطان روم جلبئی صوابی ضلع مردان......۱۹۷۲ء/۳/۳

الجواب: اکثر احناف اور ابن تیمیہ اور ابن القیم کے نزدیک مردے قریب سے سنتے ہیں۔اور بعض احناف کے نزدیک مردے نہیں سنتے ہیں۔لیکن دلائل کی رو سے قول اول صحیح ہے۔غیر اللہ کیلئے نذر کرنا حرام ہے بلکہ مفضی الی الشرک ہے یہ تمام اکابر کی رائے ہے اگر تفصیل کی ضرورت ہوتو عند الطلب ایک سوال تفصیل کیلئے روانہ کیا جائے۔فقط

فیروزہ کے نگینہ کے بارے میں توہم پرستی

سوال: انگوٹھی کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں۔کہ اسمیں فیروزہ کا جو نگینہ ہوتا ہے۔اس کی یہ تاثیر ہے۔کہ وہ دوسروں کے مرض میں اضافہ کرتا ہے اور اس سے مرض بڑھتا ہے۔کیا یہ درست ہے؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دار العلوم حقانیہ......۷رجنوری ۱۹۸۴ء

الجواب: یہ توہم پرستی ہے۔جو کہ حرام ہے۔اس سے احتراز کرنا لازمی ہے۔وھو الموفق

عوامی توسل اور موتیٰ کو فریادرس قرار دینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) اگر کوئی شخص عقیدۃً کسی بیمار کو کسی خاص مزار کیلئے لے جاتے ہیں۔اور توسل کرتے ہیں۔تو کیا یہ صحیح ہے؟ (۲) اگر کسی کا بیٹا نہ ہوتو کیا کسی خاص مزار کیلئے جانا اور اولاد مانگنا جائز ہے؟ (۳) کوئی ولی یا نیک شخص وفات کے بعد کسی کے حال سے باخبر ہو کر فریاد سنتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دار العلوم حقانیہ......۱۹۸۵ء/۴/۱

الجواب: (۱)(۲) توسل بالصالحین جائز ہے۔لیکن عوام توسل شرعی اور توسل شرکی میں فرق نہیں کر سکتے۔لہذا عوام کیلئے یہ از ام ممنوع ہے۔(۳) سماع الموتی حق ہے۔لیکن موتی کو فریادرس قرار دینا ناحق ہے۔وھو الموفق

مملوک قرآن مجید سے حیلہ اسقاط کرنا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میت کے جنازہ کے بعد جو حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے۔اس میں قرآن مجید کو دائرہ میں پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی : تاج محمد ہری پور

الجواب : اگر یہ مصحف مملوک ہو موقوف نہ ہو۔تو اس کا تملیک اور تملک جائز ہے۔لہٰذا اس سے حیلہ اسقاط کرنا فی نفسہ جائز ہے ۔ لکونہ مالاً .وهو الموفق

کسی چور کے خلاف ختم قرآن اور بددعا کرنا

سوال: ہمارے ہاں کسی سے چوری ہوگئی ۔تو اس شخص نے لوگوں سے ختم قرآن کرایا۔اور پھر چور کے حق میں سب لوگوں نے الٹے ہاتھوں بددعا کی ۔تو کیا شریعت میں ایسا ختم قرآن کرنا اور پھر بددعا کا کوئی جواز ہے یا نہیں۔اور اگر جائز ہے۔تو پھر قرآن پاک ھدایت کیلئے آیا ہے۔نہ کہ کسی کے خانہ خرابی کیلئے ۔تو وضاحت فرما کر تشفی فرمایئے؟

المستفتی : مشتاق احمد پرائمری سکول حاجی زئی.....۱۹۷۲ء

الجواب : واضح رہے۔کہ جس شخص سے چوری ہوئی ہے۔تو وہ مظلوم ہے۔اور مظلوم کیلئے بددعا کرنا ظالم کے حق میں جائز ہے۔قال الله تعالى لا يحب الله الجهر با السوء الا من ظلم﴿۱﴾وقال رسول الله ﷺ اياک و دعوة المظلوم۔﴿۲﴾اور چونکہ عبادت کے بعد دعا مستجاب ہے لھذا ختم قرآن کے بعد بددعا کرنا جائز ہوگا۔کیونکہ قرآن کو اعانت للمظلوم کیلئے وسیلہ بنانا ہدایت سے تضاد نہیں رکھتا ہے.وهو الموفق

مسئلہ توسل بالصالحین کی تفصیل

سوال: توسل بالصالحین کا کیا حکم ہے؟

المستفتی : حاجی ہمشیر خان دوبئی.....۱۵/۶/۱۴۰۱ھ

﴿۱﴾(پارہ : ٦ سورة النساء رکوع : ۱ آیت : ۱۴۸)

﴿۲﴾(مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۵ جلد ۲ باب الظلم الفصل الثالث)

الجواب : حالاً مسئلہ توسل بالصالحین کے متعلق صرف چند سطور روانہ ہیں۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے اختصار پر پریشان نہ ہوں۔ ۱۴۸۹۸۱ نمبر پر آپ کو متعدد سوال روانہ کر چکے ہیں۔ اس پر اکتفا کریں۔ واضح رہے کہ توسل بالصالحین دو قسم پر ہے۔ شرکی اور غیر شرکی۔ شرکی سے مراد یہ ہے۔ کہ ان صالحین کی عبادت (نذر وغیرہ) اس ارادہ سے کیجائے۔ کہ یہ صالحین ہمارے حاجات اللہ تعالیٰ کو پیش کریں۔ یہ حرام اور شرک ہے۔ قال الله تعالى حاكيا عنهم ما نعبد هم الاليقر بونا الى الله زلفى (سورة زمر) ﴿۱﴾ اور غیر شرکی چار قسم پر ہے۔

اول توسل بالدعاء : اور یہ بے شمار احادیث میں مروی ہے۔ اور اس کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دوم توسلْ بالاعمال : یہ بھی جائز اور حق ہے۔ لقوله تعالى وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون ﴿۲﴾ ولقوله تعالى وكان ابو هما صالحا ﴿۳﴾ ولقوله تعالى الحقنا بهم ذريتهم وما التناهم من عملهم من شئى ﴿۴﴾ . و لقوله عليه السلام الابدال يكون بالشام يسقى بهم الغيث وينتصربهم الاعداء ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب (مشكوة باب الذكر اليمن والشام) ﴿۵﴾ . ولتقرير اشارة قول زينب بنت جحش ا نهلك وفينا الصالحون (رواه البخارى ص ۵۰۸ جلد ۱) ولحديث من قرء اية الكرسى حين مضجعه آمنه الله على داره ودار اجاره و اهل دو يرات حوله رو اه البيهقى . (مشكواة باب الذكر بعد الصلاة) واسنادة ضعيف لا كن الحكم من قبيل الفضائل ولحديث من قراء القرآن وعمل بمافيه البس والداه تاجايوم القيامة. رواه ابوداؤد.

سوم توسل بالجاہ : اور یہ بھی حق ہے۔ لحديث هل تنصرون وترزقون ا لابضعفاء كم رواه الترمذى وابو داؤد . اسئالک بمحمد نبيک نبى الرحمة. (رواه الترمذى)

چہارم توسل بالشرکتہ ہے : اور یہ توسل صرف احیاء کے ساتھ جائز ہے۔ والدليل على مشروعية هذا التوسل قوله تعالى ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم ﴿۶﴾ . وقوله عمر رضى الله تعالى عنه اللهم انا

﴿۱﴾ (پارہ : ۲۳ سورۃ زمر آیت : ۳) ﴿۲﴾ (پارہ : ۹ سورۃ انفال رکوع : ۱۸ آیت : ۳۳)
﴿۳﴾ (پارہ : ۱۶ سورۃ کہف آیت : ۸۲) ﴿۴﴾ (پارہ : ۲۷ سورۃ الطور رکوع : ۳ آیت : ۲۱)
﴿۵﴾ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۸۲ جلد ۲ باب الذکر الیمن والشام) ﴿۶﴾ (پارہ : ۹ سورۃ الانفال رکوع : ۱۸ آیت : ۳۳)

كنا نتوسل اليك فسقينا و انا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا (رواه البخاری) وقوله علیه السلام یاتی زمان یغزو فیه فئام من الناس فیقال فیکم من صحب النبی ﷺ فیقال نعم فیفتح لهم . رواه البخاری .

واضح رہے۔ کہ جولوگ (طائفہ سلفیہ) توسل بالصالحین نہیں مانتے وہ کبھی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ جن میں توسل شرکی پر انکار موجود ہو۔ مگر توسل شرکی کی حرمت سے غیر شرکی کی حرمت لازم نہیں۔ اور کبھی حدیث لایستغاث بی (رواه الطبرانی) سے استدلال کرتے ہیں۔ مگر اس حدیث کے سند میں ابن لہیعہ متکلم فیہ ہے۔ نیز یہ حدیث استغاثو بآدم ثم بموسی ثم بمحمد ﷺ (رواه بخاری) ص ۱۹۹ جلد ا سے معارض ہے۔ اور دونوں روایات میں تطبیق بھی ہوسکتی ہے۔ بحمل النهی علی العزیمة ۔ اور کبھی حدیث عمر بن خطاب اللهم انا کنا نتوسل (رواه البخاری) سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن اس حدیث سے توسل نمبر ۳ کی نفی لازم ہوتی ہے۔ نہ کہ مطلق توسل کی نیز درحقیقت اس حدیث میں بھی توسل بالاموات ہے۔ کیونکہ " نتوسل بعم نبینا " لفظ مروی ہے۔ نہ کہ نتوسل بالعباس بن عبد المطلب .فافهم

اور یہ طائفہ کبھی فقہاء کے ان عبارات سے تمسک کرتے ہیں۔ " ویکره بحق النبی لا نه لا حق للمخلوق علی الخالق ". والجواب عنه ان حق المخلوق علی الخالق ثابت لقوله تعالی وکان حقاً علینا نصر المؤمنین﴿ ۱ ﴾.ولحدیث یا معاذ هل تدری ما حق الله علی العباد وما حق العباد علی الله .... وحق العباد علی الله ان لا یعذب من لا یشرک با الله شیئاً (متفق علیه)ولحدیث الطبرانی الصغیر ص ۲۰۷ اسألک بحق محمد الاّغفرت فیحمل کلام الفقهاء علی نفی الحق الذی یوجب الاضطرار و یحمل الحدیث علی معنی الحرمة او الحق الذی التزمه الله تعالی بفضله هکذاقرره مولانا رشید احمد الجنجوهی فی الفتاوی. ویجاب عنه ان المنفی ههنا ان لا یتوسل بهذا للفظ للاتقاء عن تهمة الاعتزال و لا یلزم منه نفی

﴿ ۱ ﴾(پاره : ۲۱ سورة الروم رکوع : ۸ آیت :۴۷)

التوسل مطلقا.فافهم.و هو الموفق

گیارہوں شریف کا حکم

سوال: گیارہویں شریف کیا چیز ہے۔اس میں حصہ لینا کیسا ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی :اختر حسین راولپنڈی.....۱۴/دسمبر۱۹۷۴ء

الجواب: گیارہویں شریف اگر پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام نذر کا نام ہو۔تو حرام ہے۔اوراگر ایصال ثواب ونفع کا نام ہو۔تو فی نفسہ جائز ہے۔لیکن تخصیص کی وجہ سے بدعت ہے۔﴿۱﴾ وھو الموفق

نماز تراویح کے بعد پابندی سے سورۃ ملک پڑھنا

سوال: رمضان کے مہینہ میں تراویح کے بعد امام قوم کے سامنے سورۃ ملک پڑھتا ہے۔اور باقی مہینوں میں نہیں پڑھتا۔بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اور بعض لوگ اسے کارثواب سمجھتے ہیں۔وضاحت فرمائیں۔

المستفتی :امیر جان افغانستان.....۲۸/نومبر۱۹۷۴ء

الجواب: (۱) رمضان کے ساتھ تخصیص کرنا بدعت ہے۔ لعدم المخصص كما لا يخفىٰ قال صاحب البحر ولان ذكرالله تعالىٰ اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به. (ص ۱۵۹ جلد۲) وھوالموفق

بغیرالتزام کے ہررات کوسورۃ ملک پڑھنا بدعت نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص اگر ہررات بغیرالتزام کے سورۃ ملک پڑھے۔یعنی اپنے لئے ایک وظیفہ بنایا ہو،تو کیا یہ بدعت ہے۔اگرچہ بعض اعذار کے بناء پر چھوڑا بھی جاتا ہے .بینوا وتوجروا

المستفتی :ڈاکٹر امیر خان ڈینٹل کلینک بنوں

﴿۱﴾قال ابن نجيم ولان ذكر الله تعالىٰ اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت اور بشئ دون شئ لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع .(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد۲ باب العيدين)

الجواب: سورۃ الملک ہررات کو پڑھنا بدعت نہیں ہے۔جیسا کہ رائیونڈ میں ہررات کوسورۃ یٰسین کا ختم ہونا اور کرانا بدعت نہیں ہے۔البتہ التزام بدعت ہے۔ و كم من فرق بين الدوام والالتزام .وهو الموفق

بچے کو نیک آدمی سے گھٹی دلاکر دعا کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچے کو گھٹی دینے کا کیا حکم ہے؟ جبکہ پیدا ہوتے ہی کسی سے گھٹی دیتے ہیں؟

المستفتی: منصور احمد خان شیر شاہ کالونی کراچی.....۲۵ر جولائی ۱۹۸۹ء

الجواب: حدیث شریف میں گھٹی کا ذکر موجود ہے۔کہ حضور ﷺ نے بچے کو دی تھی۔(عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ) کو۔وهو اول مولود ولد با لمدينة المنورة في المهاجرين ﴿۱﴾ لہٰذا کسی نیک آدمی سے گھٹی دیکر دعا بھی کرانی چاہیے۔﴿۲﴾ وهو الموفق

محرم کے دسویں تاریخ کوقبروں پر پانی ڈالنا

سوال: محرم کے دسویں تاریخ کو مقبرہ میں قبروں پر پانی ڈالنا یا دال مسور وغیرہ ڈالنا ثواب کا کام ہے یا گناہ۔اگر ثواب کا کام ہو تو حوالہ بتا کر مشکور بنائیں؟

المستفتی: شیر محمد اکوڑہ خٹک.....۸ر فروری ۱۹۷۵ء

الجواب: چونکہ یہ عمل یعنی قبور پر پانی وغیرہ ڈالنا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔اور نہ خیر القرون میں ہوا ہے اور نہ ائمہ دین سے مروی ہے۔اور نہ فقہاء کرام کا تجویز شدہ ہے۔لھذا یہ عمل ثواب کے ارادے سے کرنا بدعت اور موجب عذاب ہوگا۔فقط

﴿۱﴾ وهو اول مولود ولد في الاسلام للمهاجرين با لمدينة اول سنة من الهجرة و اذن ابوبكر في اذنه ولد ته امه اسماء بقبا واتت به الى النبي ﷺ فوضعته في حجره فدعا بتمرة فمضغها ثم تفل في فيه و حنكه فكان اول شئى دخل في جو فه ريق رسول الله ﷺ ثم دعا له و بر ك عليه الخ
(مشكواة ، اكمال في اسماء الرجال لصاحب المشكواة ص ۶۰۴ جلد ۲)

﴿۲﴾ عن اسماء بنت ابي بكر انها حملت بعبد الله بن الزبير بمكة قالت فولدت بقباء ثم اتيت به رسول الله ﷺ فو ضعة في حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل في فيه ثم حنكه ثم دعا له وبرك عليه و كان اول مولود ولد في الاسلام .متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۳۶۲ جلد ۲ باب العقيقة)

مروجہ درود وسلام پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے

سوال: آجکل مساجد میں مروجہ صلاۃ وسلام جس کی بنا پرامت میں تفریق ونفرت ابھر رہا ہے۔ حنبلی، شافعی، مالکی مذاہب کے علاوہ حنفی مذہب کا ایک گروہ اس کے خلاف ہے۔ اور اسے بدعت کہتے ہیں۔ جبکہ فریق مقابل کہتے ہیں۔ کہ یہ طریقہ بآواز بلند پڑھنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین نے بھی یہ عمل کیا ہے۔ جبکہ دوسرا فریق اسکو بدعت اور ناجائز قرار دیتا ہے تو کیا (۱) مروجہ صلاۃ وسلام مساجد میں کھڑے ہو کر اجتماعی طور پر بلند آواز سے پڑھنا جبکہ بقیہ مسلمان نماز تلاوت تسبیحات وغیرہ میں مشغول ہوں جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مروجہ درود وسلام کوئی فرض ہے یا واجب یا سنت ومستحب۔ (۳) اگر کسی ایک مکتب فکر کے مسجد میں یہ عمل ہو رہا ہو تو دوسرے مکتب فکر کے لوگوں کو جو اسکے خلاف ہیں۔ کیلئے اس مسجد پر جبراً قبضہ کرنے کی کوشش کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقیوم ملک سندھ ٹنڈو آدم..... یکم رفروری ۱۹۷۵ء

الجواب: مروجہ صلاۃ وسلام بدعت اور مکروہ ہے کیونکہ اس میں نمازیوں کی ضرر رسانی اور التزام مالا یلزم موجود ہیں۔ کما فی ردالمحتار ص ۶۱۸ جلد ۱ اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصل او قارئ الخ وانکر الله تعالیٰ علی من التزم الاتیان من ظهور البیوت وکذا انکر عبدالله بن مسعود علی من التزم الا نصراف عن الیمین (بخاری) خصوصاً جبکہ اس امر میں فساد کا خطرہ ہو۔ تو یہ طریق اول ممنوع ہوگا۔ ونظیره ترک النبی ﷺ بناء البیت علی بناء ابراهیم علیه السلام لاجل قریش کانوا اسلموا حدیث فافهم رواه مسلم . وهو الموفق

آج کل عرسیں بے دینی اور منکرات کا سبب بن جاتے ہیں

سوال: کیا ایصال ثواب کیلئے محفل وعظ، قرآن خوانی اور ذکر وغیرہ میں لوگ شرکت کرنے سے واقعی گمراہ اور بے دین ہو جاتے ہیں؟ جب راسخ العقیدہ اور حنفی مسلک کا صحیح مسلمان کہ عرسوں میں خلاف شریعت امر ان سے ظاہر نہ ہو۔ ان کیلئے عرس میں جانا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: غلام حسین سرڈھیری.....۶ / رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: علماء دیوبند اور سہارنپور عرس منانے سے متنفر ہیں۔ اگر چہ اس عرس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

ہوتا ہو۔ کیونکہ جس عرس کا اختیار بے علم لوگوں کے پاس ہو۔ تو بالعاقبت اس میں سرود، اعتقاد حاضر و ناظر ا نکار بشریت عن حضور سید البشر ﷺ خلاف شرع اشعار گوئی اور شیطانی جذبات وغیرہ منکرات شروع ہو جاتے ہیں .وھو الموفق

مسجد کے محراب سے بدن ملنا

سوال: بعض لوگ مسجد کے محراب سے اپنے آپ کو ملتے رہے ہیں اسلئے کہ موجودہ نقص جسمانی دور ہو جائے۔ اس حرکت پر بندہ نے بعض ائمہ مساجد کو بھی دیکھا ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی: عبدالحمید ایس وی دراز ندہ ڈیرہ اسماعیل خان ۱۹۷۳ء/۲/۱۴

الجواب: علاجاً تو ہم پرستی ہے۔ اور تبرکاً بے اصل بات ہے۔ فقط

ثواب کی نیت سے سورۃ ملک بشب جمعہ پڑھنا

سوال: سورۃ ملک کو شب جمعہ میں ثواب کی نیت سے پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے۔ کہ آدمی اس کو پڑھے اور بعض لوگ سن لیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم ۲۶/شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: یہ تخصیص بلا مخصص ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔ یدل علیه ما فی البحر ص ۱۵۹ جلد ۲ ولان ذکر الله اذا قصد به التخصیص بوقت دون وقت او بشئی دون شئی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد الشرع به . وھو الموفق

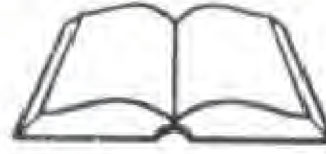
"یا رسول اللّٰہ اغثنی" پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بندہ دربار موہڑہ شریف کوہ مری میں بیعت ہے۔ وہ لوگ ختم خواجگان پڑھکر آخر میں" اغثنی یا رسول الله" پڑھتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

المستفتی: محمد رازق مانیری ضلع صوابی ۱۹۷۴ء/۳/۱۹

الجواب: یہ الفاظ جب اس اعتقاد سے پڑھے جائیں۔ کہ پیغمبر ﷺ تسلط غیبی (من حیث العلم والقدرۃ) رکھتے ہیں تو کفر اور شرک ہیں۔ اور اگر صرف عشق ومحبت کی وجہ سے پڑھے جائیں۔ تو کفر نہیں ہیں لیکن عوام کیلئے اس سے پرہیز ضروری ہے .وھو الموفق

والذین یذکرون اللّٰہ قیاماً و
قعوداً و علٰی جنوبھم و
یتفکرون فی خلق السمٰوٰت
والارض ج ربنا ما خلقت
ھذا باطلا ج سبحانک فقنا
عذاب النّار ہ





کتاب

الذکر والدعا والصلوٰۃ علی النبی ﷺ



كتاب الذكر والدعاء والصلوٰة على النبی ﷺ

کھانا کھانے کے بعد دعائے اجتماعیہ جائز ہے

سوال: اگر کسی گھر میں کھانا کھانے کے بعد بہیئت اجتماعیہ دعاء کی جائے تو کیا یہ جائز ہے بعض لوگ اسے بدعت کہتے ہیں اگر جائز ہو تو قرآن وحدیث میں اس کا کیا ثبوت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: نا معلوم

الجواب: کسی کے کھانے کے بعد دعا کرنا مشروع ہے۔ يدل عليه ما في اطعمة ابوداؤد ﴿۱﴾ و ان كان صائما فليدع و في باب الدعاء لرب الطعام عن جابر بن عبدالله قال صنع ابوالهيثم بن التيهان للنبي ﷺ طعاما فدعا النبي ﷺ و اصحابه فلما فرغوا قال اثيبوا اخاكم قالوا يا رسول الله ﷺ وما اثابته قال ان الرجل اذا دخل بيته فاكل طعامه و شرب شرابه فدعوا له فذالك اثابته ﴿۲﴾ جن علماء نے ان سے منع کیا ہے تو شاید ان کی مراد التزام ہے. فافهم

بعد از سنن تین دفعہ دعا کرنا اور قبروں پر گلپاشی اور تبرک تقسیم کرنا

سوال: ایک خطیب صاحب بعد از سنن تین دفعہ بہیئت اجتماعی دعا کرتا ہے اور اس کے بعد زور سے ان الله و ملائكته الاية پڑھتا ہے اور پیچھے لوگ درود شریف پڑھتے ہیں یہ عمل از روئے شرع کیسا ہے؟

(۲) یہ خطیب صاحب قبروں پر جا کر گلپاشی، فاتحہ خوانی کے علاوہ تبرک بھی تقسیم کرتا ہے ایسے شخص کو دیوبندی حنفی مسجد کا امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

﴿۱﴾ عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ بمعناه زادفان كان مفطرا فليطعم وان كان صائما فليدع.
(ابو داؤد ص ۱۲۹ جلد ۲ باب ما جاء في الاجابة الدعوة كتاب الاطعمة)

﴿۲﴾ (سنن ابی داؤد ص ۱۸۲ ج ۲ باب في الدعاء لرب الطعام كتاب الاطعمه)

المستفتی: محمد نذیر خٹک لانڈھی کراچی ۵/۸/۱۹۷۹ء

الجواب: سنن یا فرائض کے بعد دعا کرنا مشروع ہے ﴿۱﴾ اگرچہ تین مرتبہ ہو ﴿۲﴾ البتہ التزام ممنوع ہے۔ ﴿۳﴾ جن حضرات نے تین دفعہ دعا کو ممنوع قرار دیا ہے وہ التزام کی وجہ سے ہے۔

(۲) دیوبندیت صحیح حنفیت ہے اور قواعد حنفیہ پر فاتحہ خوانی جائز ہے اور پھول رکھنا جائز ﴿۴﴾ اور گلپاشی اہل دنیا کی رسم ہے اور ممنوع ہے اور تقسیم تبرک نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے اور مجموعی حیثیت سے ان امور کا ارتکاب ننگ دیوبندیت ہے۔ فقط

پنج پیریوں اور فریق مخالف کے درمیان مسائل اختلافیہ میں محاکمہ

سوال: (۱) ہم پنج پیری کہتے ہیں کہ مردے کے گھر میں تین دن تک صدقہ کھانا شریعت میں نہیں ہے اور مکروہ ہے فریق مخالف اسے جائز کہتے ہیں۔

(۲) درود تاج میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کہنا ہمارے نزدیک ناجائز اور فریق مخالف کے نزدیک جائز ہے۔

(۳) بعد از سنت بہیئت اجتماعیہ دعا کرنا رسول اللہ ﷺ صحابہ اور مجتہدین سے ثابت نہیں ہم پنج پیری اسے دین میں نیا کام کہتے ہیں اور فریق مخالف اسے مستحب کہتے ہیں (۴) نماز جنازہ کے فوراً بعد جنازہ اٹھانا ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک جائز اور دعا کیلئے ٹھہرنا نہیں ہے یہ ہمارے نزدیک بدعت اور ناروا ہے اور فریق مخالف کے

﴿۱﴾ قیل یا رسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخرو دبر الصلوت المکتوبات.
(مشکواۃ المصابیح ص ۸۹ جلد ۱ باب الذکر بعد الموت)

﴿۲﴾ جاء النبی ﷺ البقیع فقام فا طال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مرات ثم انحرف.
(مسلم شریف ص ۳۱۲ جلد ۱)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری من اصرّ علی امر مندوب و جعلہ عز ما و لم یعمل با لرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال.
(مرقاۃ المفاتیح علی مشکواۃ المصابیح ص ۵۳ جلد ۲)

﴿۴﴾ قال فی الھندیہ وضع الورد والریا حین علی القبور حسن وان تصدق بقیمۃ الورد کان احسن کذا فی الغرائب.
(فتاویٰ العالمگیریہ ص ۳۵۱ جلد ۵ الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقرأۃ القرآن فیہ)

نزدیک بعد کسر الصفوف جائز ہے (۵) وسیلہ بہ ذوات فاضلہ فریق مخالف کے نزدیک شریعت میں جائز ہے اور ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک ناجائز ہے (۶) مردے زندہ لوگوں کی باتیں سنتے ہیں فریق مخالف کے نزدیک اور ہمارے پنجپیریوں کے نزدیک نہیں سنتے۔

ہمارے پنج پیریوں کے دستخط:

امیر عبدالمجید ملک دین خیل، مولوی محمد نقیب محسن کناڑی، مولوی محمد زکریا کناڑی، مولوی سید حضرت عبدالمالک اکا خیل، سمرگل قمبر خیل۔

فریق مخالف کے دستخط:

مولوی باغی گل صاحب ملک دین خیل، مولوی غلام علی صاحب ملک دین خیل، مولوی علی خان صاحب اکا خیل، مولوی محمد خان صاحب قمبر خیل۔

الجوابات علی ترتیب السوالات:

(۱) اہل میت کی طرف سے تصدق علی المساکین ہر وقت جائز ہے اور پابندی رسم و رواج ہر وقت ناجائز ہے اور دعوت و ضیافت تین دن تک ناجائز ہے۔ (ماخوذ از رد المحتار ص ۸۴۱ جلد ۱) ہندیہ ص ۳۸۰ جلد ۵ ﴿۱﴾

(۲) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر دافع البلاء والوباء والقحط والمرض کا اطلاق کرنا اس معنی سے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دعا اور توسل سے ان کی تکالیف کو دفع کرتا ہے جائز ہے۔ ﴿۲﴾ اور اس معنی سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

﴿۱﴾ قال ابن عابدین ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول (والثانی) والثالث وبعدالاسبوع وفیھامن کتاب الاستحسان وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا. (مخلصا) (ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۶۶۳ جلد ۱ مطلب فی کراھۃ الضیافۃ من اھل المیت) وفی الھندیہ ولایباح اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایّام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذلا بأس بالا کل منہ کذافی خزانۃ المفتین وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذاکانت الورثۃ بالغین.
(ھندیہ ص ۳۴۴ جلد ۵ الباب الثانی عشرفی الھدایا والضیافات کتاب الکراھیۃ)

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی الاعظم محمد فرید صاحب دامت برکاتھم: اعلم ان التوسل قسمان شرکی وشرعی الاول ما ذکرہ اللّٰہ تعالی فی قولہ: ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (الزمر) ای العبادۃ لغیر اللہ تعالی لیقربہ وحاجاتہ الی اللہ والثانی ما لایکون کذلک ولہ اقسام متعددۃ الاول التوسل بالایمان الی الغفران کما فی قولہ تعالی ربنا اننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا (آل عمران) انا آمنا بربنا لیغفرلنا خطایانا وما اکرھتنا علیہ من السحر (طہ) ولا شک فی جوازہ والثانی التوسل باعمال نفسہ لقضاء حاجاتہ الدنیویۃ کما روی البخاری فی حدیث الغار ان اھل الغار توسلوا باعمالھم الصالحۃ من العصمۃ من الزنا الخ ...... والثالث التوسل باعمال غیرہ لقضاء والحاجات کما فی قولہ تعالیٰ وکان ابوھماصالحا (الکھف) حیث حفظ اللہ خزانۃ الیتیمین لاجل صلاح ابیھما ...... والرابع التوسل بالدعاء الخ (رسالۃ التوسل ص ۲ فی آخر منھاج السنن ص ۳۲۲ جلد ۴)

مسلط اور مقرر کیا ہے ناجائز اور شرک ہے واضح رہے کہ چونکہ یہ درود غیر ماثور ہے خواص اس سے مستغنی ہیں اور عوام کیلئے موھم ہے لہٰذا احتیاط نہ پڑھنے میں ہے البتہ صحیح العقیدہ شخص کیلئے اس کا پڑھنا شرک یا حرام یا مکروہ نہیں ہے

(۳) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ دعا نہیں کی ہے نہ فرائض کے بعد اور نہ سنن کے بعد نہ اللھم انت السلام پڑھنے کے وقت اور نہ دیگر ذکر و دعا پڑھنے کے وقت البتہ استسقاء کے وقت کیا ہے۔

(رواہ البخاری) یعنی فعل الرسول اس میں مروی نہیں ہے البتہ حدیث قولی سے دونوں کا جواز ثابت ہے متصل فرائض و هو مختار البقالی و مال الیه اکثر الاکابر اور سنن کے بعد و هو مختار جمهور الاحناف کما فی شرح شرعة الاسلام و الیه میلان صاحب البحر و الخلاصة و مراقی الفلاح وغیرهم ۔ پس اس میں جانبین کی گنجائش ہے۔ البتہ التزام بدعت ہے خواہ فرائض کے بعد یا سنن کے بعد ہو البتہ دوام اور التزام میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ﴿۱﴾

(۴) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا جائز ہے بدعت نہیں ہے جبکہ کسر الصفوف کے بعد ہو کیونکہ جن فقہاء اور مفسرین نے اس کو ممنوع قرار دیا ہے تو اکثر نے دلیل ترک کیا ہے اور بعض نے دلیل ذکر کیا ہے کہ اس دعا میں زیادت علی الجنازہ اور تکرار جنازہ کی تشبیہ ہے اور بلاشک وشبہ کسر الصفوف کے بعد یہ تشبیہ نہیں ہے لہٰذا کراہیت بھی نہ ہوگی نیز مخفی نہ رہے کہ کسی فقیہ نے اس کراہیت کی دلیل ذکر نہیں کی ہے کہ خیر القرون میں یہ معمول نہ تھا یہ سلفی دلیل ہے حنفی دلیل نہیں ہے۔

﴿۱﴾ قال الشيخ المفتي الاعظم محمد فريد : اعلم ان النبی ﷺ لم يدع على وجه الهيئة الا جتماعية بعد الصلوة ولا بعد المكتوبات ولا بعد السنن الرواتب ومن ادعى فعليه حوالة الحديث ...... نعم دعا على هذاالوجه في الخطبة رواه البخاري من حديث انس ...... واختلف مشائخنا في تعين الافضل كما في شرح شرعة الاسلام ويغتنم الدعا بعد المكتوبه قبل السنة علىٰ ما روى البقالي المعتزلي في الاصول الحنفي في الفروع كصاحب الكشاف ...... وبعد السنن والاوراد على ما روى عن غيره وهو المشهور المعمول في زماننا ...... ورجح اكثر الفقهاء خلافه قال صاحب البحر ...... صاحب خلاصة الفتاوىٰ ...... والاشباه والنظائر ...... وابن الهمام في فتح القدير ...... والعلامة الشامي في ردالمحتار ...... وصاحب مراقي الفلاح وتمامه.

(في منهاج السنن شرح جامع السنن ص۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷ جلد۲ باب ماجاء في الانصراف عن يمينه وعن يساره)

وايضاالتفصيل في المقالات للشيخ محمد فريد دامت بركاتهم.

(۵) توسل بالصالحین جائز اور مشروع ہے البتہ توسل بالصالحین میں توسل بالذات من حیث الذات (حیوان ناطق) مراد نہیں ہوتا ہے ذات تمام نیک و بد کا یکساں ہے توسل بالمحبۃ، بالشرکۃ، بالدعا، بالعمل اور بالوصف مراد ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾

(۶) سماع موتی (قریب سے) میں سلفاً وخلفاً اختلاف چلا آ رہا ہے احناف بھی اس میں مختلف ہیں کما فی فتح القدیر البتہ دلائل کی رو سے سماع حق ہے قرآن اس سے ساکت ہے اور احادیث اس پر ناطق ہیں۔ و ھو المختار عند ابن تیمیہ و ابن القیم و ابن کثیر پس اس معاملہ میں تشدد مناسب نہیں ہے۔ ﴿۲﴾ و ھو الموفق

کنکریوں سے ذکر کرنا اور التزام مالا یلزم

سوال: ہمارے ہاں ایک امام بعد نماز فجر اجتماعی کنکریوں پر ذکر کرتے ہیں اور اسے لازمی وضروری سمجھتے ہیں اور مقتدیوں سے بھی پڑھواتے ہیں جبکہ دوسرا امام ان کنکریوں پر ذکر نہیں کرتا ہے اور نہ اسے لازمی سمجھتا ہے تو ان دونوں میں کون حق پر ہے اور کس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے نیز کنکریوں پر پڑھنا نبی کریم ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: غلام حیدر شینہ باغ کیملپور اٹک ۴/صفر ۱۳۹۲ھ

الجواب: کنکریوں سے ذکر کرنا جائز ہے لما رواہ ابوداؤد عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

﴿۱﴾ (والتفصیل فی رسالۃ التوسل الملحق بمنهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۲۲ جلد ۴)

﴿۲﴾ قال الشیخ مفتی الاعظم محمد فرید مدظلہ العالی: سماع الموتی کے متعلق اہل علم میں سلفاً خلفاً اختلاف آ رہا ہے۔ ابوطلحہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے پیغمبر علیہ السلام سے روایت سماع الموتی کیا ہے۔ کما فی مغازی صحیح البخاری۔ اور اسی طرح عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سیدان رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت سماع الموتی کیا ہے۔ کما فی فتح الباری ص ۳۰۳ جلد ۷ عن الطبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع الموتی سے انکار کیا ہے۔ اور موتی کیلئے علم اور ادراک کا اثبات کیا ہے۔ کما فی مغازی صحیح البخاری۔ اور بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے قول سے رجوع کیا ہے۔ بدلیل حدیث امام احمد محمد بن اسحاق عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اس حدیث میں سماع کا اثبات موجود ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی طرح کمافی الفتح ص ۳۰۴ جلد ۷)

الی آخرہ بالتفصیل فی المقالات (المقالات ص ۸۲ بحث سماع الموتی)

مرفوعا و عن ابی هریرة رضی الله عنه موقوفا ﴿۱﴾ البتہ اس کوضروری اور لازم سمجھنا اور نہ کرنے والوں پرلعن طعن کرنا ناجائز ہے۔ ﴿۲﴾ لان اهتمام الشئی فوق المقدار المشروع بدعة یدل علیه قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافة ﴿۳﴾ و انکار الله تعالیٰ علی من التزم دخول البیوت من ظهورها ﴿۴﴾ وحدیث عبدالله بن مسعود رضی الله عنه . ﴿۵﴾ فقط

نوٹ: مبتدع اور فاسق کے پیچھے اقتدا مکروہ تحریمی ہے ﴿۶﴾ و هو الموفق

مستفتی کے دوبارہ استفسار پر جواب

الجواب: کنکریوں سے ذکر کرنے کی تشریع احادیث سے ثابت ہے۔ روی ابو داؤد والترمذی والنسائی و ابن حبان والحاکم و قال صحیح الاسناد انه دخل مع رسول الله ﷺ علی امرئة و بین یدیها نویً او حصی تسبح به الحدیث ﴿۷﴾ و کذا رواہ ابو داؤد موقوفا و فی الدر المختار لا بأس باتخاذ المسبحة ﴿۸﴾ لہٰذا ان سے ذکر کرنا فی نفسہ جائز ہوگا بے شک ان کا التزام فعلاً یا ترکاً قبیح ہوگا۔ ﴿۹﴾ اور اسی اصل پر امامت کی کراہت اور عدم کراہت بنا کی جائیگی۔ فقط

﴿۱﴾ عن سعد بن ابی وقاص انه دخل مع النبی ﷺ علی امرأة و بین یدیها نوی او حصی تسبح به فقال الاخبرک بما هو ایسر علیک من هذا افضل سبحان الله عدد ما خلق فی السماء و سبحان الله عدد ما خلق فی الارض و سبحان الله عدد ما بین ذالک و سبحان الله عدد ما هو خالق والله اکبر مثل ذالک والحمد لله مثل ذالک ولااله الا الله مثل ذالک ولا حول ولاقوة الا بالله مثل ذالک رواہ الترمذی و ابو داؤد قال الترمذی هذا حدیث غریب . (مشکواۃ المصابیح ص ۲۰۱ جلد ۱ باب ثواب التسبیح)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم ولان ذکر الله تعالیٰ اذا قصدبه التخصیص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم یکن مشروعا حیث لم یرد الشرع به لانه خلاف المشروع. (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العیدین)

﴿۳﴾ (پارہ: ۲ سورۃ: البقرہ رکوع: ۸ آیت: ۲۰۷)

﴿۴﴾ (پارہ: ۲ سورۃ: البقرہ رکوع: ۷ آیت: ۱۸۸)

﴿۵﴾ (رواہ الدارمی ص ۶۱ جلد ۱)

﴿۶﴾ قال الحصکفی ویکرہ امامته فاسق ومبتدع ای صاحب بدعة. (الدرالمختار ص ۴۱۳ جلد ۱ باب الامامة)

﴿۷﴾ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحة باب ما یفسد الصلواۃ)

﴿۸﴾ (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ المسبحه باب ما یفسد الصلواۃ)

﴿۹﴾ قال ابن عابدین ان المباح یطلق علی متعلق الاباحة الاصلیة کما یطلق علی متعلق الاباحة الشرعیة .... والمباح غیر مطلوب الفعل وانما هو مخیر فیه.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۸۷ جلد ۱ مطلب ان الاصل فی الاشیاء الاباحة کتاب الطهارة)

قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد اور تعزیت کیلئے آنے والوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال: قبر پر مٹی ڈال کر دعا کرنا کیسا ہے اور تعزیت کیلئے آنے والوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کس طرح ہے؟

المستفتی : مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم جنڑ نوالہ میانوالی ۳۰/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب: میت کے دفنانے کے بعد دعا مانگنا مشروع ہے لحدیث ابی داؤد وغیرہ کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا لہ باالتثبت فانہ الآن یسئل ﴿۱﴾ البتہ نماز سے خارج وہ ادعیہ جن میں رفع الایدی بالخصوص مروی نہ ہو ہاتھ اٹھانا نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب اس کو جائز قرار دینا اقویٰ ہے بنسبت ناجائز قرار دینے کے لکون رفع الایدی من آداب الدعا ﴿۲﴾ اور اس طرح تعزیت کے وقت دعا کرنے کا حکم بھی ہے۔ و ھو الموفق

کسی کو دعائے مغفرت کرنے سے سقوط الحق اور ایک دوسرے کو بخش کرنے سے ذمہ کی براءت کی تحقیق

سوال: (۱) زید کا بکر کے ساتھ لین دین تھا اس میں زید نے بکر سے کچھ رقم یا زمین بھی قبضہ کیا ہے اب زید مر گیا ہے اور بکر زید کے دعا کیلئے آیا اور تعزیت میں کہا کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ زید کو مغفرت نصیب کرے لیکن دل نہ چاہتا تھا کہ مغفرت ہو تو کیا اس زبانی کہنے سے بکر کا وہ حق جو زید پر تھا ساقط ہو جائے گا؟

(۲) خالد اور عامر دونوں ایک کمرہ میں رہتے ہیں۔ خالد نے عامر سے چوری کی ہے کبھی تیل، کبھی چائے وغیرہ

﴿۱﴾ ابو داؤد ص ۱۰۳ جلد ۲ باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الانصراف

﴿۲﴾ قال الشیخ المفتی الاعظم محمد فرید دامت برکاتھم : دعا کرنے کے بہت سے آداب ہیں جن کا اپنے درجے کے موافق رعایت کرنا بہت اہم ہے۔ دونوں ہاتھ اٹھانا کمافی البھیقی یرفع یدیہ فی الدعا۔ لیکن نماز میں عام طور پر ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کما فی ابن ابی شیبۃ ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیہ حتیٰ یفرغ من صلاتہ. (مقالات ص ۲۶ المقالۃ الثالثہ فی الدعا) نیز اس کی تائید ابوداود کی کتاب الجہاد کی حدیث سے بھی ہو رہی ہے عن سھل ابن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ ثنتان لاتردان او قل ما تردان الدعاء عند النداء وعند البأس حین یلحم بعضہ بعضا قال موسیٰ .... قال وقت المطر .(ابوداؤد ص ۳۵۱ جلد ۱ باب الدعاء عند اللقاء کتاب الجھاد) وایضاً عن مالک بن یسار قال قال رسول اللہ ﷺ اذاسألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم ولاتسئلوہ بظھورھا وفی روایۃ ابن عباس قال سلموا اللہ ببطون اکفکم ولا تسألوہ بظھورھا فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم رواہ ابو داؤد .(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ جلد ۱ کتاب الدعوات)

ایک سال بعد خالد نے عامر سے کہا کہ ابھی جدائی اور فراق ہے ایک دوسرے کو بخشش کریں گے۔ عامر نے کہا کہ میں نے آپ کو بخشش کر دی ہے لیکن عامر کو اس کا مراد وہ مخصوص چیز معلوم نہیں تو کیا اس صورت میں مغفرت ہوگی؟

المستفتی: نامعلوم متعلم دارالعلوم حقانیہ......۲۵رجب۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) بخشش کرنے اور دعائے بخشش میں زمین وآسمان جتنا فرق ہے۔

(۲) یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے البتہ مفتیٰ بہ قول کی بناء پر بخشش ہو جاتی ہے کما فی شرح الفقه الاکبر ص ۱۲۷ لملا علی قاری و فی الخلاصه قال لاخر حللنی من کل حق هو لک ففعل فابرء ه ان کان صاحب الحق عالما به بریٔ حکما و دیانة و ان لم یکن عالما به بریٔ حکما بالاجماع و اما دیانة فعند محمد لا یبرء و عند ابی یوسف یبرء و علیه الفتویٰ انتهی و فیه انه خلاف اختاره ابواللیث و لعل قوله مبنی علی التقویٰ. و هو الموفق

اجتماعی طور پر ذکر بالجہر، درود شریف وغیرہ پڑھنا

سوال: (۱) خواب، ریا، نیند کے علاوہ ذکر بالجہر جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بعض لوگ ذکر بالجہر کو بدعت اور منع کرتے ہیں قول فیصل کیا ہے؟

(۳) ذکر جہری بطور اجتماع تا کہ دلوں کو آپس میں ایک دوسرے سے انوارات منتقل ہو جائیں آپس میں شوق و رغبت پیدا ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟

(۴) نماز با جماعت میں سلام کے بعد زور سے چند دفعہ کلمہ طیبہ استغفار یا اور ذکر واذکار منقولہ کرنا کیسا ہے بدعت تو نہیں ہے؟

(۵) درود شریف صل علی نبینا صل علی محمد صل علیٰ رسولنا صل علیٰ محمد اور شوق دل سے کہتا ہے تا کہ دل کو مزہ آجائے شوق پیدا ہو جائے جائز ہے یا ناجائز؟

(۶) فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ ہے کہ ہمارا مشرب قول صاحبین کا ہے انہیں ذکر بالجہر کہتے ہیں۔

المستفتی: مولوی رفیع محمد ہنگو کوہاٹ

الجواب: (۲،۱) ذکر بالجہر جائز ہے جبکہ ریاء اور ایذا سے خالی ہو اگر چہ یہ ذکر ہیئت اجتماعیہ سے ہو۔ کما فی رد المحتار فی باب احکام المساجد عن الامام الشعرانی ﴿۱﴾ واما الهيئة الاجتماعيه فيدل عليها ماروا ه الترمذی عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا و ما رياض الجنة قال حلق الذكر ﴿۲﴾ و ما رواه مسلم قال خرج معاويه على حلقة فى المسجد و فى آخره ان الله يباهى بكم الملائكة. ﴿۳﴾

(۳) یہ تحریک علاجاً مشروع ہے اور بذات خود مسنون نہیں ہے۔ ﴿۴﴾

(۴) جہال لوگوں کے نزدیک سنت فعل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مختص ہے حالانکہ سنت فعل وقول وتقریر تینوں کا نام ہے ان کے نزدیک پائجامہ پہننا اور پشتو یا اردو میں ترجمہ قرآن کرنا بھی بدعت ہوں گے۔

(۵) اگر یہ صلاۃ وسلام ریاء اور ایذا سے خالی ہو اور اہل بدع کا شعار نہ ہو تو اس پر انکار کرنا منکر ہے۔ ﴿۵﴾

(۶) تمام فروع میں فقہ حنفی کا اتباع ضروری ہے۔ و هو الموفق

صبح کی نماز کے بعد بلا التزام پتھروں پر کلمہ شریف اور درود شریف پڑھنا جائز ہے

سوال: ہم صبح کی نماز پڑھ کر دعا کے بعد جو لوگ جانا چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ فارغ لوگ بیٹھ کر

﴿۱﴾ قال ابن عابدين وفى حاشية الحموى عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد وغير ها الا ان يشوش جهرهم على نائم اومصل او قارئ الخ
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت با لذكر باب احكام المساجد)

﴿۲﴾ (مشكواة المصابيح ص۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عزوجل والتقرب اليه)

﴿۳﴾ مشكواة المصابيح ص۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عز وجل والتقرب اليه)

﴿۴﴾ قال ابن عابدين ان الجهر افضل لا نه اكثر عملا ولتعدى فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذكر فيجمع همه الى الفكرو يصرف سمعه اليه ويطر دالنوم ويزيدالنشاط.
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت با الذكر باب احكام المساجد)

﴿۵﴾ قال ابن عابدين بان ذالک يختلف با ختلاف الاشخاص والاحوال كما جمع بذالک بين احاديث الجهر والاخفاء با لقراءة ولا يعارض ذالک حديث خير الذكر الخفى لانه حيث خيف الرياء او تأذى المصلين اوالنيام فان خلاهماذكر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل .الخ
(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فى رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

گول گول پتھروں پر درود شریف اور کلمہ شریف پڑھتے ہیں کیا ایسا کرنا برا ہے یا اچھا ہے۔اس کے متعلق منع یا جواز کسی کتاب سے تحریر فرماویں۔

المستفتی: غلام حسین بازار کیملپور اٹک

الجواب: بلاالتزام جائز اور کارثواب ہے بشرطیکہ اس عمل کو تخصیص اور تقیید کے اعتقاد سے نہ کرتا ہو بلکہ صرف ذکر کی حیثیت سے کرتا ہو۔یدل علیہ مافی البحر لان ذکر اللہ اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشیٔ دون شیٔ لم یکن مشروعا انتھٰی . ثم قال بعد و لکن لو کبر لانہ ذکر اللہ یجوز و یستحب و فیہ ایضا امام یعتاء فی کل غداۃ مع جماعتہ قراءۃ آیۃ الکرسی و آخر البقرۃ و شھد اللہ و نحولہ جھرا لا باس بہ .﴿۱﴾ فقط

لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت اور تراویح پڑھنا

سوال: بعض حافظ قرآن تراویح میں قرآن مجید لاؤڈ سپیکر پر پڑھتے ہیں حالانکہ مقتدی بغیر لاؤڈ سپیکر کے بھی سن سکتے ہیں محلہ والوں اور گھروں میں نماز پڑھنے والوں کی نماز میں کافی خلل بھی پڑتا ہے۔اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: حافظ عطاء اللہ مدرسہ عربیہ قلات بلوچستان ...... ۲۸؍شوال ۱۴۰۲ھ

الجواب: لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھنا ختم القرآن کرنا بذات خود نہ مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے البتہ ایذا کی صورت میں ممنوع ہے۔ کما فی الحموی عن الامام الشعرانی و فی الشامیۃ ص ۶۱۸ ج ۱ مصرح ﴿۲﴾ نیز جس شخص کو گانا بجانا ریکارڈنگ وغیرہ سے تکلیف نہیں ہوتی اور لاؤڈ سپیکر پر قرآن پڑھنا تکلیف دیتا ہو تو وہ قابل تعجب ہے .و ھو الموفق

نماز جمعہ کے فوراً بعد ذکر بالجہر کرنا

﴿۱﴾(البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۱ .باب العیدین)

﴿۲﴾قال ابن عابدین اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم اومصل اوقاریٔ الخ

(ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ .مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

سوال: ہمارے ہاں ایک مسئلہ پر اختلاف ہے کہ دو رکعت نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد فوراً بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھنا کیسا ہے اور ذکر بالجہر کرنے والے آدمی کا کیا حکم ہے اور نیز یہ کہ ذکر بالجہر کرنا واجب ہے سنت یا مستحب ہے عقلی و نقلی دلائل سے جواب مزین فرماویں؟

المستفتی: محمد سفارش علی ہائی سکول گلہڑہ گلی مری...... ۱۵ر صفر ۱۳۸۹ھ

الجواب: ذکر بالجہر میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور راجح جواز ہے بشرطیکہ اس میں کسی مصلی یا نائم کو تکلیف نہ ہو وفی الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهر هم علی نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۱﴾ (رد المحتار ص ۶۱۸ ج ۱) نیز قرآن مجید میں ذکر بالجہر سے منع نہیں ہوا ہے اور جن روایات حدیثیہ میں منع وارد ہے تو وہ نہی تحریمی نہیں ہے بلکہ ترحمی اور ارشادی ہے۔ ﴿۲﴾

ایذا اور ریاء سے خالی ذکر بالجہر جائز ہے

سوال: ذکر بالجہر کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: نذیر محمد قریشی انجرا پنڈی گھیپ اٹک...... ۷ر رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: ذکر بالجہر جائز ہے جبکہ ایذا اور ریاء سے خالی ہو۔ کما فی رد المحتار ص ۶۱۸ ج ۱ و فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۳﴾ انتهیٰ قلت و یؤیده مارواه البخاری عن ابن عباس رضی الله عنهما انهم کانوا لا یعرفون انقضاء الصلاة الا بالجهر بالذکر او کما قال۔ ﴿۴﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ . مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین بان ذالک یختلف با ختلاف الاشخاص والاحوال کما جمع بذالک بین احادیث الجهر والاخفاء بالقراءة ولایعارض ذالک حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء اوتأذی المصلین اوالنیام فان خلاهما ذکر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل الخ

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ . مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۳﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ . مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۴﴾ عن ابی معبد مولی ابن عباس اخبره ان ابن عباس اخبره ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی ﷺ وقال ابن عباس کنت اعلم اذا انصرفوا بذالک اذا سمعته. (صحیح البخاری ص ۱۱۶ جلد ۱ . باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

مرشد کا ذکر بالجہر کیلئے مسجد میں حلقہ بنانا

سوال: ایک مرشد صبح کی نماز کے بعد اپنے گرد حلقہ بنا کر ذکر بالجہر کرتے ہیں اور حلقے والوں کو بھی ذکر بالجہر کا حکم دیتے ہیں اس وقت نماز پڑھنے والے کو، اس طرح تلاوت و درود شریف والے کو باہر نکلنے کا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نماز اور تلاوت کا وقت نہیں ذکر کا وقت ہے لیکن یہ ذکر اتنے زور سے کیا جاتا ہے کہ نماز وغیرہ ناممکن ہو جاتا ہے اگر انہیں آہستہ ذکر کا کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ذکر بالجہر کا مانع کافر ہے اور دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ تین نمازیں جہری کیوں ہیں اور دوسری دلیل و اذا قرء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون. تو کیا یہ ذکر اسی طریقے سے جائز ہے؟

المستفتی: قاری فضل عظیم اکبر پورہ نوشہرہ پشاور......۲۲/۳/۱۹۷۳

الجواب: ذکر بالجہر اگر چہ فی نفسہ جائز ہے لیکن ایذاء کی وجہ سے ناجائز ہوگا یدل علیہ مافی رد المحتار ص ۴۸۸ ج ۱ و فی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ ﴿۱﴾ فقط

لاؤڈ سپیکر پر ذکر جہری کو بکواس کہنا اور اس پر تنبیہ کرنیوالے کا حکم

سوال: ایک شخص لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز سے کلمہ پڑھ رہا تھا جس پر ایک شخص نے کہا کہ یہ کیا بکواس بک رہا ہے۔ کیا یہ بات کرنے سے وہ شخص کافر بن گیا ہے یا نہیں جو سامعین اس پر اعتراض نہیں کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور جو شخص اس پر تنبیہ کرے اس کا کیا حکم ہے ایسے طریقے پر مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی: سید محمد

الجواب: چونکہ جہر موذی کو بکواس کہنے کا احتمال موجود ہے لہذا اس شخص پر کفر کا فتوی لگانا بے محل ہے ﴿۲﴾ سامعین بشرط قدرت گنہگار ہیں اور تنبیہ کرنیوالا شخص گناہ سے بچ گیا اور اس نے حکم شرعی ادا کیا۔ فقط

﴿۱﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۱. مطلب فی رفع الصوت بالذکر باب احکام المساجد)

﴿۲﴾ قال الحصکفی اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص ۳۱۶ جلد ۳. باب المرتد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کنکریوں پر ذکر سے ممانعت تخصیص علی وجہ التشریع پر محمول ہے

سوال: کتاب راہ سنت صفحہ ۱۱۸ پر مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے یہ حدیث نقل کی ہے جس سے کنکریوں وغیرہ پر ذکر کرنے سے ممانعت معلوم ہوتی ہے حدیث یہ ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دن گذر ایک مسجد سے ہوا تو مسجد میں ذاکرین کی جماعت میں سے ایک شخص کہتا تھا سومرتبہ الله اکبر پڑھو تو حلقہ نشین لوگ کنکریوں پر سومرتبہ تکبیر کہتے، پھر وہ کہتا کہ سومرتبہ لاالہ الا اللہ پڑھو وہ سوبار پڑھتے پھر وہ کہتا سو دفعہ سبحان اللہ کہو وہ سن کر کنکریوں پر سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ان سنگریزوں اور کنکریوں پر کیا پڑھتے تھے وہ کہنے لگے ہم تکبیر و تہلیل و تسبیح پڑھتے رہے ہیں آپ نے فرمایا تم ان کنکریوں پر اپنے گناہوں کو شمار کیا کرو میں اس کا ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے کچھ بھی ضائع نہ ہوگا۔ تعجب ہے تم پر اے امت محمد ﷺ کیا ہی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہوابھی تک صحابہ کرام تم میں بکثرت موجود ہیں اور ابھی تک حضور ﷺ کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اور ابھی تک آپ کے برتن نہیں ٹوٹے اندریں حالت تم بدعت کا دروازہ کھولتے ہو''اس حدیث کی بنا پر تسبیح وغیرہ کا حکم کیا ہوگا؟ بینوا و توجروا

المستفتی: غلام حسین کیمل پور

الجواب: اس روایت کو راہ سنت کے مصنف نے دارمی وغیرہ سے نقل کیا ہے لیکن واضح رہے کہ صورت مذکورہ میں امر منکر کنکریوں پر تسبیح کرنا نہیں ہے لانہ ثابت موقوفا و مرفوعا بروایات صحیحۃ اور منکر حلقہ اور جماعت کے ساتھ ذکر بھی نہیں ہے لثبوتہ فی الاحادیث المرفوعۃ الصحاح اور منکر صرف تعین بھی نہیں ہے لانہ ثبت منہ تخصیص الخمیس للتذکیر بلکہ یہ انکار تخصیص علی وجہ التشریع یا سد باب پر محمول کیا جائے گا اور بظاہر اس کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ منکر کنکریوں سے شمار ہے لیکن یہ معارض ہے دیگر روایات سے لہٰذا تمام روایات پر نظر ڈالنے کے بعد حکم کرنا چاہیے نہ کہ صرف ایک روایت پر نظر کرنے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے۔ فقط ﴿۱﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین (ھل یکرہ رفع الصوت بالذکر والدعاء) اقول اضطرب کلام البزازیۃ فنقل اولا عن فتاویٰ القاضی انہ حرام لما صح عن ابن مسعود انہ اخرج جماعۃ من المسجد یھللون ویصلون علی النبی ﷺ جھراً وقال لھم ما اراکم الامبتدعین ثم قال البزازی وما روی فی الصحیح انہ علیہ السلام قال لرافعی اصواتھم یا لتکبیر اربعوا علی انفسکم انکم لن تدعوا اصم ولا غائباً انکم تدعون سمیعاً بصیراً قریباً انہ معکم الحدیث یحتمل ان لم یکن للرفع مصلحۃ فقد روی انہ کان فیہ غزاۃ ولعل رفع الصوت یجر بلاء (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سنگریزوں پر کلمہ یا درود شریف پڑھنا

سوال: روزانہ بوقت بعد از نماز فجر عموماً یا کسی اور مقررہ وقت پر سنگریزوں کے ذریعہ کلمہ شریف یا درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: ماسٹر غلام محمد ماڑی کنجور کیمل پور اٹک ....۲۵/ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

الجواب: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے انکار مروی ہے لیکن احادیث نبوی اور بعض آثار سے جواز معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ جائز ہے جس طرح لکڑی کی تسبیح کے ساتھ جائز ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) والحرب خدعة ولهذا نهى عن الجرس في المغازي واما رفع الصوت بالذكر فجائز كما في الاذان والخطبة والجمعة والحج وقد حرر المسئلة في الخيريه وحمل ما في فتاوئ القاضي على الجهر المضر وقال ان هناک احاديث اقتضت طلب الجهر واحاديث طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذالک يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء او تاذى المصلين او النيام والجهر الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد النشاط.

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۸۲ جلد ۵ كتاب الحظر والاباحة)

وايضاً في ردالمحتار. لا بأس باتخاذ المسبحة.............. ودليل الجواز ما رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاكم وقال صحيح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص انه دخل مع رسول الله ﷺ على امرأة وبين يديها نوى او حصاً تسبح به فقال اخبرک الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۸۱ جلد ۱ مطلب الكلام على اتخاذ المسبحه)

وايضاً ما رواه الترمذی عن انس قال قال رسول الله ﷺ اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا قالوا وما رياض الجنة قال حلق الذكر. مشكوٰة المصابيح ص ۱۹۸ جلد ۱ باب ذكر الله عز وجل والتقرب اليه)

﴿۱﴾ قال ابن عابدين والمشهور شرعاً اطلاق السبحة بالضم على النافلة قال في المغرب لانه يسبح فيها ودليل الجواز مارواه ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاكم وقال صحيح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص انه دخل مع رسول الله ﷺ على امرأة وبين يديها نوى او حصا تسبح به ....الخ مثل ذالک فلم ينهها عن ذالک وانما ارشدها الى ماهو ايسر وافضل ولوكان مكروها لبين لهاذالک ولا يزيد السبحة على مضمون هذا الحديث الا بضم النوى في خيط ومثل ذالک لايظهر تاثيره في المنع فلا جرم ان نقل اتخاذها والعمل بها عن جماعة من الصوفية الاخيار وغيرهم الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۸۱ جلد ۱. مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة)

نمازعید کے بعد دعا مانگنا مباح ہے

سوال: عید کی نماز کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: سراج الدین حقانی ڈومیل جہلم.....۳/ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

الجواب: نمازعید کے بعد دعا مانگنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی، امر مباح ہے اور ہر مباح عوارض خارجیہ کی وجہ سے کبھی حرام اور کبھی واجب ہو جاتا ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

عدم ایذاء کے وقت مسجد میں ذکر بالجہر جائز ہے

سوال: کیا مسجد میں ذکر بالجہر مکروہ تحریمی ہے جبکہ اس وقت نہ کوئی نماز پڑھتا ہے اور نہ کوئی اور نقص ہو اگرچہ افضل تو اخفاء ہے لیکن جہراً کیوں حرام ہے؟ دلیل سے مطلع کر کے ممنون فرماویں۔

المستفتی: حکیم عبدالرزاق ہری پور ہزارہ.....۱۹/۳/۱۹۶۹

الجواب: جهر في المسجد میں اختلاف ہے راجح یہ ہے کہ جب نائم یا مصلی کو تکلیف نہ ہو تو جائز ہے في حاشية الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا علی استحباب ذکر الجماعة في المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصلی او قارئ ﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين والمباح غير مطلوب الفعل وانما هو مخير فيه .(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۸۷ جلد ۱ .مطلب المختار ان الاصل في الاشياء الاباحة)

وايضاً في تقريرات الرافعي (اماما نص على اباحته او فعله عليه السلام فلاينفع)فيه ان ما نص الشارع على اباحته اوفعله تثبت الاباحة فيه بان الاصل في الاشياء الاباحة ونص الشارع او فعله انما افاد حقيقة تقرير الثابت بالاصل .(تقريرات رافعي ص ۱۶ جلد ۱ كتاب الطهارة)

وعن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيدين وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم تعتزل الحيض الخ(مشكواة المصابيح ص۱۲۵ جلد ۱ باب صلواة العيدين)

﴿۲﴾ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص۴۸۸ جلد ۱ مطلب في رفع الصوت بالذكر في المساجد باب احكام المساجد)

نماز تراویح میں الصلاۃ بر محمد زور سے پکارنا

سوال: چار رکعت نماز تراویح پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے وقت الصلاۃ بر محمد ﷺ زور سے پکارنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: صوفی محمد سخی محمد چتال سہگل آباد جہلم ۱۰/۳/۱۹۶۹ء

الجواب: التزام مالایلتزم کی وجہ سے بدعت ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

ذکر و درود سے منکر کی امامت اور منکر دعا کا مسئلہ

سوال: ایسے لوگ جو درود شریف کے مخالف ہوں فاتحہ و دعا کے مخالف ہوں کیا ایسے شخص کو پیش امام بنانا جائز ہے نیز کنکریوں پر درود پڑھنا اور جہر سے درود وغیرہ پڑھنا اس میں کیا نقص ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: شاہ میڈیکل ہال کیمل پور ۵/شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: جو گروہ درود ماثورہ سے منکر ہیں تو ان کو امام نہ بنائیں اور اگر درود کی وجہ سے تکلیف پہنچانے کو برا کہتے ہوں یا خلاف شرع درود سے منکر ہوں تو ان کو امام بنانے میں کوئی حرج نہیں نیز دعا سے منکر اور التزام سے منکر میں فرق ہے اول نا قابل امامت ہے اور دوسرا قابل امامت ہے اور کنکریوں سے کوئی ذکر کرنا مشروع اور مسنون ہے ﴿۲﴾ البتہ جہر مفرط وغیرہ امور نا جائز ہیں۔ فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدین لا یمنع من ذکر اللہ تعالیٰ فی وقت من الاوقات بل من ایقاعہ علی وجہ البدعۃ............ وبان تخصیص الذکر بوقت لم یرد بہ الشرع غیر مشروع.
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۶۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین لا بأس باتخاذ المسبحۃ ،والمشھور شرعاً اطلاق السبحۃ بالضم علی النافلۃ قال فی المغرب لانہ یسبح فیھا ودلیل الجواز ما رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد عن سعد بن ابی وقاص الخ فلم ینھھا عن ذالک وانما ارشدھا الی ما ھو ایسر وافضل ولو کان مکروھا لبین لھا ذالک ولایزید السبحۃ علی مضمون ھذا الحدیث الا بضم النوی فی خیط ومثل ذالک لایظھر تاثیرہ فی المنع الخ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۴۸۱ جلد ۱ مطلب الکلام علی اتخاذ السبحۃ)
وایضاً فی ردالمحتار اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم او مصل او قارئ الخ (ردالمحتار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فی رفع الصوت بالذکر)

درود ماثور یا غیر ماثور اور ذکر خفی یا جہری میں کونسی افضل ہے

سوال :ذکر بالجہر افضل ہے یا ذکر خفی ۔ نیز درود شریف جو احادیث میں آئے ہیں وہ درست ہیں یا اپنی طرف سے مصنوعی درود شریف پڑھنا؟ بینوا و توجروا

المستفتی : نامعلوم

الجواب: جہاں جہر مطلوب شرعاً نہ ہوتو وہاں اخفاء بہتر ہے البتہ جہر جائز ہے بشرط عدم ایذاء ﴿۱﴾ رد المحتار وغیرہ)جب درود ماثور میں کثرت ہے تو غیر ماثور کی کیا حاجت ہے لیکن باوجود یکہ اگر مضمون درست ہوتو پڑھنا جائز ہے ۔ فقط

دعاالحمد لله رب السموات والارض رب العالمين الخ کی سند

سوال :ایک چیز کی سند دریافت کرنا چاہتا ہوں اس کے متعلق روایت ہے کہ اس کا پڑھنے والا ماں باپ کے حقوق ادا کرنیوالوں میں سے ہوگا تسبیح یہ ہے ۔بسم الله الرحمن الرحيم الحمدلله رب السموات والارض رب العالمين و له النور في السموات والارض و هو العزيز الحكيم ۔اس کے متعلق ذرا تحقیق فرما کر جواب مرحمت فرمائیں کہ آیا یہ حدیث مبارک ہے یا اور کچھ ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی :محمد غفار فقیر آباد پشاور......۱۹ر رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب : مناسب تتبع کے باوجود یہ دعا حدیث نبوی میں نہ ملی شاید یہ کسی بزرگ کا ارشاد ہوگا۔

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

سوال :اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا افضل ہے یا دل میں بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرنا افضل ہے اس کے درمیان علماء کا کیا اختلاف ہے؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾قال ابن عابدين اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم اومصل او قارئ الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب في رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

المستفتی: مثل زادہ ترلانڈی صوابی......۱۹۶۹ء/۵/۱۲

الجواب: اس دعا میں ہاتھ اٹھانا یا اس سے منع کوئی بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے اور ہاتھ اٹھانے والے پر انکار بھی نہ کرے۔ و ھو الموفق

اسم اعظم اللہ کا نام ہے

سوال: اسم اعظم کیا چیز ہے؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلہ مردان......۱۹۷۷ء/۸/۱۹

الجواب: اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے جس کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ و ھو الموفق

درود تاج کا پڑھنا

سوال: درود تاج میں جو الفاظ دافع البلاء والوباء سے لیکر والاحد تک مذکور ہیں بعض صاحبان کہتے ہیں کہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس لئے ان کا پڑھنا اچھا نہیں ہے اس سے شرک پیدا ہوتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: سید فداء الرحمٰن پرائمری سکول شبقدر فورٹ چارسدہ......۱۹۷۲ء/۱۰/۱۲

الجواب: درود تاج اس عقیدے سے پڑھنا کہ پیغمبر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دفع بلایا وغیرہ کیلئے مقرر کیا ہے شرک اور حرام ہے اور ایک صحیح العقیدہ آدمی کیلئے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا اور توسل سے بلایا وغیرہ کو دفع کرتا ہے جائز ہے لیکن درود ماثور کو چھوڑ کر غیر ماثور کو پڑھنا انصاف سے بعید ہے۔ و ھو الموفق

توسل بذوات الانبیاء والاولیاء اور مسلک دیوبند

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ توسل بذوات الانبیاء میں جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک کیا ہے حضرات دیوبند کا اس بارے میں کیا مسلک ہے اور اس کا منکر دیوبندی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتیان: اہالیان ایبٹ آباد ضلع ہزارہ......۱۹۶۹ء/۶/۲۲

الجواب: تمام اکابرین دیوبند توسل بالصالحین کے قائل ہیں مثلاً حضرت گنگوہی مولانا نانوتوی وغیرہما ملاحظہ ہو المہند۔ توسل بالصالحین فرقہ نجدیہ سلفیہ نہیں مانتے ہیں لیکن قرآن وحدیث سے جواز ثابت ہے ﴿۱﴾ اگر ضرورت ہو تو دلائل طلب کر سکتے ہیں۔ فقط

صلاۃ وسلام پڑھنا

سوال: صلاۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے بعض لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں؟
المستفتی: محمد امین تلہ گنگ کیمل پور

الجواب: نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنا عبادت ہے خواہ اذان سے قبل ہو یا اذان کے بعد ہو ان میں سے کوئی ایک ممنوع نہیں ہے البتہ بطور التزام پڑھنا ﴿۲﴾ اور جہر سے نمازی وغیرہ کو تکلیف پہنچانا ﴿۳﴾ اور حضور ﷺ کو حاضر ناظر کے اعتقاد سے پڑھنا ممنوع ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ التوسل بمحبة الصالحين. قال الله تعالىٰ و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا . (بقره) ذكر السدى انهم كانوا اذا اشتد الحرب بينهم و بين المشركين اخرجوا التوراة وو ضعوا ايديهم على موضع ذكر النبى ﷺ و قالوا اللهم انا نسئلك بحق نبيك الذى و عدتنا ان تبعثه فى آخر الزمان ان تنصرنا اليوم على عدونا . فينصرون (روح المعانى ص ۳۲۰ جلد ۱)

(۲) التوسل بشركة الصالحين : قال الله تعالىٰ و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم . (الانفال) (۳) التوسل باعمال الصالحه والجاه للصالحين : قال الله تعالىٰ و كان ابو هما صالحاً (الكهف) (۴) التوسل بالاعمال و القرابة للصالحين : قال الله تعالىٰ و الذين آمنوا و اتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم. (سورة الطور) (۵) التوسل باعمال نفسه و طاعتها : قال الله تعالىٰ و ابتغوا اليه الوسيلة • (المائدة)

﴿۲﴾ قال ابن نجيم و لان ذكر الله تعالى اذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت او بشئى دون شئى لم يكن مشروعاً حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف المشروع . (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين و فى حاشية الحموى عن الامام الشعرانى اجمع العلماء سلفاً و خلفاعلى استحباب ذكر الجماعة فى المساجد و غير ها الا ان يشوش جهر هم على نائم او مصل او قارئ الخ (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب فى رفع الصوت با ب الذكر باب احكام المساجد)

خودساختہ درود شریف کا پڑھنا

سوال: ہمارے مسجد میں عموماً جمعۃ المبارک کے دن امام صاحب قبل اذان خطبہ حمد وثنا کے بعد مسلمانوں کو شوق دلانے کیلئے فضیلت سیرت پاک کا بیان کرتے ہوئے درود شریف کو آواز بلند پڑھتے جاتے ہیں اور لوگ بھی پڑھتے ہیں درود یہ ہے صل علی سیدنا صل علی محمد ، صل علیٰ شفیعنا صل علی محمد ، صل علیٰ رحیمنا، صل علیٰ محمد ، صل علیٰ نورنا صل علیٰ محمد ، بعض لوگ اس کو بکواس کہتے ہیں ہمیں صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جائے۔

المستفتی: نامعلوم......۱۳ محرم ۱۳۹۷ھ

الجواب: واضح رہے کہ یہ درود خودساختہ ہے پڑھنا جائز ہے افضل نہیں ہے واضح رہے کہ بسا اوقات ایک جائز اور مباح چیز عوارض خارجیہ کی وجہ سے ممنوع قرار دی جاتی ہے اور درود ماثور کو انفرادی طور سے پڑھنا سب سے بہترین امر ہے البتہ کسی جائز درود کو بکواس کہنا بکواس ہے۔ و هو الموفق

درود تاج کے موہم الفاظ کی مناسب تاویل

سوال: (۱) درود تاج کے یہ الفاظ حضور ﷺ کی شان میں کہنا کس طرح ہیں دافع البلاء والوباء والمرض والقحط والالم (۲) اور اس درود شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں نور ، من نور الله . یعنی اللہ کے نور میں سے ایک نور ہے لہٰذا اگر ان الفاظ کی کوئی مناسب تاویل ہو تو لکھ دیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی: شمس الحق سرکی اٹک......۵ محرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) تاویله ان الله تعالیٰ یدفع بدعائه و برکته القحط وغیرہ

(۲) و تاویل نور من نور الله ان نور الله مبدء ہ لا انه مادته

ملاحظہ: هذه الصلاة لیست ماثورة و مع ذالک هی موهمة للعوام و مستغنی عنها الخواص و یدل علیه اختلاف طبائع الناس . و هو الموفق

درود تاج کا موہم ہونے کی وجہ سے پڑھنا موجب ریب ہے

سوال: درود تاج کے یہ الفاظ حضور ﷺ کی شان میں عقیدۃ یا بلا عقیدۃ کہنا کس طرح ہے کہ دافع البلاء والوباء والمرض والقحط والالم اور یہ الفاظ کہ نور من نور الله ؟

المستفتی: شمس الحق سرکی تحصیل وضلع اٹک.....۲۲رذی الحجہ۱۴۰۲ھ

الجواب: درود شریف پڑھنا بڑی عبادت ہے البتہ یہ کوشش مناسب ہے کہ ماثور درود پڑھا جائے نہ کہ غیر ماثور اور چونکہ درود تاج حضور ﷺ اور سلف صالحین سے غیر ماثور ہے لہٰذا خواص کیلئے اس کا پڑھنا اور ماثور کا ترک کرنا موجوب ریب ہے اور عوام صحیح العقائد کیلئے (جو کہ پیغمبر ﷺ کے تسلط کے قائل نہ ہوں، نیز ذات خداوندی کے مادہ مخلوق ہونے کے معتقد نہ ہوں اور ان الفاظ میں یہ تاویل کرتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر کی دعا اور توسل سے بلایا دفع کرتے ہیں ﴿۱﴾ اور اللہ تعالیٰ مبدء مخلوق ہے نہ مادہ) موہم ہونے کی وجہ سے اس کا پڑھنا موجب ریب ہے۔ و هو الموفق

اہل بدعت کے ذکر وصلاۃ سے اجتناب ضروری ہے

سوال: ہمارے علاقہ کے گردونواح میں مبتدعین ذکر اور درود بآواز بلند اور قوالی وگیت کی شکل میں کرتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے؟

(۲) صلاۃ وسلام مروجہ قبل وبعد از اذان کی بھی وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: مولانا ولی الرحمٰن مدرسہ تعلیم القرآن بالاکوٹ مانسہرہ.....۱۹۸۵ء/۷/۱

الجواب: (۱) ذکر بالجہر جائز ہے اگر چہ ہیئۃ اجتماعیہ سے ہو مگر بشرطیکہ نائم یا مصلی کی ایذا سے خالی ہو كما فی رد المحتار ص ۶۱۸ ج ۱ عن الامام الشعرانی ﴿۲﴾ البتہ جو ذکر اہل بدع کا شعار ہو تو اس

﴿۱﴾ قال ابن عابدين عن السبكي يحسن التوسل بالنبي الى ربه و لم ينكره احد من السلف و لا الخلف الا ابن تيمية فابتدع ما لم يقله عالم قبله . (ردالمحتار ص ۲۸۱ جلد ۵ فصل في البيع كتاب الحظر و الاباحة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين عن الامام الشعراني اجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد و غيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او قارى الخ (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۴۸۸ جلد ۱ مطلب في رفع الصوت بالذكر باب احكام المساجد)

سے صحیح العقیدہ شخص کیلئے بھی اجتناب ضروری ہے۔

(۲) صلاۃ وسلام بہترین عبادت ہے مگر مروج مبتدعین کا شعار قطعاً بدعت ہے اس سے احتراز اس طریقہ پر لازم ہے قال علیه السلام من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد ۔ ﴿۱﴾۔

درود شریف جناب رسول اللہ ﷺ کو فرشتے پہنچاتے ہیں

سوال: جو درود شریف ہم پڑھتے ہیں وہ خدا کے محبوب حضرت محمد مصطفی ﷺ خود سنتے ہیں یا فرشتے ان تک پہنچاتے ہیں؟

المستفتی: محمد سلیم اعوان فیروز سنز لیبارٹریز نوشہرہ......۱۰؍ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

الجواب: صحیح احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ دور سے پڑھا گیا صلاۃ وسلام فرشتے ان کو پہنچاتے ہیں ﴿۲﴾ اور یہ خیال کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام دور سے خود سنتے ہیں حدیث سے مخالف ہے اور امام زرقانی نے لکھا ہے کہ یہ بات خطیبوں میں مشہور ہے لیکن اس کیلئے کوئی اصل نہیں ہے۔ و هو الموفق

درود شریف میں ضمیر مفرد کا مرجع

سوال: ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللهم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم علیه کہ اگر کسی نے یہ درود پڑھا تو یہ درود غلط ہے کیونکہ یہاں ضمیر علیہ ضمیر مفرد ہے اور ضمیر سے پہلے دو چیزیں ذکر ہیں محمد ﷺ اور آل۔ تو ضمیر تثنیہ ہونی چاہیے تو اس بات کا کیا جواب ہے کہ واقعی یہ درود شریف غلط ہے؟

المستفتی: حافظ محمد شفیع......۱۹۷۲ء؍۱۰؍۱۰

الجواب: یہ ضروری نہیں کہ ضمیر تمام مذکورات کی طرف راجع کیا جائے گا علاوہ یہ کہ تاویل کل واحد اس میں جاری ہوسکتا ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ متفق علیه (مشکواۃ المصابیح ص ۲۷ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب و السنة)

﴿۲﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام. رواہ النسائی و الدارمی. (مشکواۃ المصابیح ص ۸۶ جلد ۱ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ وفضلها)

کسی کو ایذا اور تکلیف سے خالی ذکر جہری جائز ہے

سوال: اگر کوئی شخص نشیات اور چرس میں پڑے ہوئے اسلام سے دور لوگوں کو حجروں سے نکالیں اور گاؤں سے باہر صحراء میں جس میں کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو بغیر کسی دنیاوی غرض اور بغیر ریاء کے محض اللہ کی رضاء کیلئے ذکر جہری کیلئے لے آئیں اور وہ لوگ ذکر جہری کریں تو اس میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟

المستفتی محمد جمیل باغبانان گجرات ضلع مردان ۱۹۷۲ء/۱۰/۴

الجواب: چونکہ اس ذکر جہری میں کسی کو ایذاء اور تکلیف نہیں ہے لہٰذا یہ ذکر جہری جائز ہوگا۔ فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا خلفا علیٰ استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم او مصل او قارئ (رد المحتار ص ۴۴۴ ج ۱) قلت الذکر بالجماعة مشروع لحدیث مرفوع رواه الترمذی وغیره و اما الموقوف فلا یعارض المرفوع فلا بد من التاویل فی الموقوف ۔﴿۱﴾ وهو الموفق

اللہ تعالیٰ سے براہ راست یا وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اپنی حاجات اور مرادوں کیلئے اولیاء اللہ کے قبور پر جا کر یہ دعا کرنا ضروری ہے کہ اے فلاں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں ضروری ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ ہم براہ راست اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کر سکتے کیونکہ ہم گناہگار ہیں لیکن ایک گروہ کا خیال ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے

﴿۱﴾ قال ابن عابدین جاء فی الحدیث ما اقتضی طلب الجهر به نحو ان ذکر نی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم رواه الشیخان و هناک احادیث اقتضت طلب الاسرار و الجمع بینهما بان ذلک یختلف با ختلاف الاشخاص و الاحوال کما جمع بذلک بین احادیث الجهر و الاخفاء با لقراءة و لا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانه حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام فان خلا مما ذکر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل لانه اکثر عملاً و لتعدی فا ئدته الی السامعین و یوقظ قلب الذاکر فیجمع همه الی الفکر و یصرف سمعه الیه و یطرد النوم و یزید النشاط ۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار ص ۴۸۸ جلد ۲ مطلب فی رفع الصوت با لذکر)

ہر کوئی ہر وقت اور ہر حالت میں براہ راست سوال کر سکتا ہے ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے اسلامی نقطہ نظر سے وضاحت فرماویں۔

المستفتی: حضرت جمال گورنرا کاؤنٹنٹ برانچ گورنر ہاؤس پشاور ......۲۲ ررمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: قرآن، حدیث اور فقہ کی رو سے اللہ تعالیٰ سے جو کہ قریب ومجیب ہے۔ براہ راست سوال کرنا بلا ریب جائز ہے۔ اور دوسروں کے وسیلہ سے کرانا بھی جائز ہے۔ ﴿۱﴾ البتہ جس کے نزدیک سماع موتی ثابت نہ ہو۔ ان کے نزدیک وفات شدہ اولیاء سے دعا کرانا ایک عبث اقدام ہے۔ اور یہ دیگر تمام کے تمام منکرات اور بدعات ہیں۔ و هو المؤفق

چارپائی پر لیٹ کر یا بیٹھ کر درود شریف پڑھنا

سوال: درود شریف کے متعلق مطلع فرمائیں کہ آیا چارپائی پر بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کا جواز ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: جلال الدین ایڈوکیٹ ظہیر آباد کالونی مرچ منڈی پشاور......۱۹۸۵ء/۱۲/۲۱

الجواب: درود شریف پڑھنا کسی بھی حالت میں ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ لیٹ کر بیٹھ کر پڑھنا حدث اصغر اور جنابت میں پڑھنا تمام کی تمام جائز ہیں قرآن اور حدیث میں درود شریف پڑھنے کی بلا تقید اجازت دی گئی ہے البتہ تلاوت قرآن کا حالت جنابت میں منع وارد ہے اور لیٹنے کی حالت میں جب سر چادر وغیرہ میں پوشیدہ ہو، فقہاء نے منع کیا ہے۔ ﴿۳﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن الهمام و يسئل الله حاجته متوسلا الى الله بحضرة نبيه ثم قال يسأل النبی ﷺ الشفاعة فيقول يا رسول الله اسألك الشفاعة يا رسول الله اتوسل بك الى الله. (فتح القدير ص ۳۳۷ جلد ۲)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين و مستحبة فی كل اوقات الامكان ای حيث لا مانع و نص العلماء على استحبابها فی مواضع يوم الجمعة وليلتها الخ

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۸۳ جلد ۱ مطلب نص العلماء على استحباب الصلاة على النبی)

﴿۳﴾ و فی الهنديه لا بأس بالقراءة مضطجعاً اذا اخرج راسه من اللحاف لانه يكون كاللبس و الا فلا كذا فی القنيه. (فتاوى العالمگيريه ص ۳۱۶ كتاب الكراهية)

الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں رمضان کے دوران بعض جگہوں پر الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ زورزور سے پڑھا جاتا ہے تاکہ لوگ سحری کیلئے بیدار ہوجائیں تو کیا یہ درود شریف پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی: مولوی اللہ داد گلستان پشین بلوچستان..... ۱۹۸۹ء/۹/۱۳

الجواب: یہ کلمات حاضر وناظر کے اعتقاد سے پڑھنا شرک ہے اور ابلاغ ملائکۃ کے اعتقاد سے بذات خود مشروع ہے لیکن چونکہ اہل بدع کا شعار بنا ہے اس حیثیت سے ممنوع ہے ﴿۱﴾ و ھو الموفق

جماع سے قبل دعا پڑھنا

سوال: جماع کرنے سے قبل کیا پڑھنا چاہیئے اور اس کا کیا فائدہ ہوگا؟

المستفتی: محمد حنیف پشاور..... ۱۸/ذی القعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: آپ جماع سے قبل " اللھم جنبنا الشیطن و جنب الشیطن ما رزقتنا " ﴿۲﴾ پڑھا کریں تاکہ خبائث کی شرکت سے محفوظ رہیں۔ و ھو الموفق

دعا کے بارے میں جاہلانہ کلام اور مستحبات پر دوام

سوال: (۱) اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ دعاؤں کی کوئی قدر ومنزلت نہیں انبیاء کی بہت سی دعائیں قبول نہیں ہوئی ہیں تو اس بات کا کیا حکم ہے؟ (۲) دوام علی المستحبات کا کیا حکم ہے؟

﴿۱﴾ قال العلامہ طیبی (قولہ من تشبہ بقوم) ھذا عام فی الخلق و الحلق والشعار و اذا کان الشعار اظھر فی التشبیہ ذکر فی ھذا الباب . (شرح الطیبی ص ۲۱۹ جلد ۸ کتاب اللباس الفصل الثانی)

﴿۲﴾ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ لو ان احدکم اذا اراد ان یاتی اھلہ قال بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا فانہ ان یقدر بینھما ولد فی ذلک لم یضرہ شیطان ابداً . متفق علیہ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۱۲ جلد ۱ باب الدعوات فی الاوقات)

المستفتی: مولانا فضل ربی......۲۱؍رجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) یہ جاہلانہ کلام ہے﴿۱﴾ایسی باتوں سے احتراز کرنا لازم ہے۔
(۲) مندوب اور مستحب ہے کہ کما فی حدیث البخاری ﴿۲﴾

خاتمہ بالخیر کیلئے مفید وظائف

سوال: خاتمہ بالخیر کیلئے کیا وظیفہ اور ذکر ہونا چاہیے۔ کہ ہمیشہ پڑھنے سے زیادہ مناسب ہو۔ اور کوئی دقت اس میں نہ ہو؟ بینوا و توجروا

المستفتی: ابن شیر محمد ترلاندی مردان...... ۱۹۶۹ء/۱۲/۵

الجواب: آیت الکرسی، تسبیحات فاطمی، تشہد وغیرہ۔ فقط

تلاوت کرنا افضل اور وظیفہ کرنا انفع ہے

سوال: میں نے ایک پیر باشریعت سے بیعت کی ہے اور مجھے ایک وظیفہ کم از کم پانچ سو مرتبہ روزانہ پڑھنے کا حکم کیا ہے میں نے سنا ہے۔ کہ سب سے افضل ذکر تلاوت قرآن پاک ہے خرابی صحت کی وجہ سے میں دونوں وظیفے اور تلاوت قرآن نہیں کرسکتا۔ اب شریعت کی رو سے وظیفہ اختیار کروں یا تلاوت قرآن؟

المستفتی: نامعلوم......۱۵؍جنوری ۱۹۷۵ء

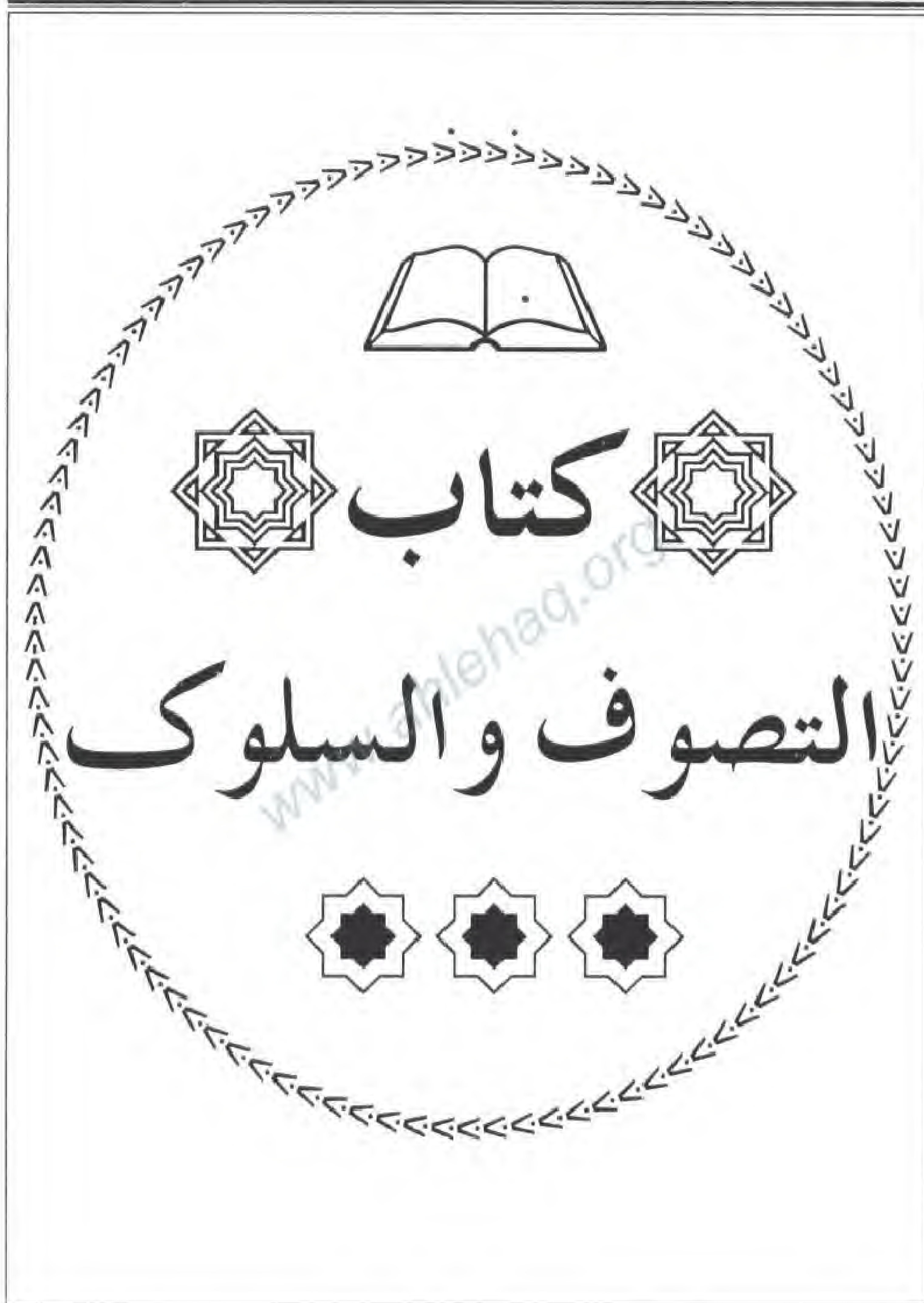
جواب: تلاوت کرنا افضل ہے اور وظیفہ کرنا انفع ہے۔ فقط

﴿۱﴾ عن ابن سعید ن الخدری ان النبی ﷺ قال ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیھا اثم و لا قطیعۃ رحم الااعطاہ اللہ بھا احدی ثلث اما ان یعجل لہ دعوتہ و اما ان یدخرھا لہ فی الاخرۃ و اما ان یصرف عنہ من السوء مثلھا قالوا اذانکثر قال اللہ اکثر رواہ احمد .(مشکواۃ المصابیح ص ۱۹۶ جلد ۱ کتاب الدعوات)

﴿۲﴾ عن عائشۃ ان النبی ﷺ دخل علیھا و عند ھا امرأۃ قال من ھذہ قالت فلا نۃ تذکر من صلاتھا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا و کان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ . (قلت اعلم ان الدوام علی الاعمال مندوب لکن التزام ما لا یلزم مذموم)

(صحیح البخاری ص ۱۱ جلد ۱ باب احب الدین اللہ کتاب الایمان)

قال اللّٰه تعالیٰ : یا یها النبی اذا جآء ک المؤمنٰت یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن با للّٰه شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دهن ولا یاتین ببهتان یفترینه بین ایدیهن وارجلهن ولا یعصینک فی معروف فبایعهن و استغفر لهن اللّٰه ط ان اللّٰه غفور رحیم ہ الایة


کتاب
التصوف والسلوک

كتاب التصوف والسّلوك

مرشد کی رحلت کے بعد دوسرے مرشد سے بیعت

سوال: اگر ایک مرشد وفات پا جائے۔تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں۔اگر جائز ہے تو پہلے مرشد جو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔کیا وہ حقیقت میں زندہ نہیں۔وہ ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کے حوالوں سے جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

المستفتی :عبدالغنی کمپنی اے پلاٹون :۱۴۱ ٹریننگ بٹالین رسالپور........۱۹۷۰ء/۴/۲۱

الجواب: ایک مرشد کے رحلت کے بعد دوسرے مرشد سے بیعت جائز ہے۔تمام کے تمام مشائخ کا یہی معمول رہا ہے۔شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں تحریر فرماتے ہیں۔ان تكرار البيعة من رسول الله ﷺ ما ثور وكذلك عن الصوفية اما من الشخصين فان كان بظهور خلل في من بايعه فلا بأس وكذلك بعد موته او غيبته المنقطعة واما بلا عذر فانه يشبه المتلاعب ويذهب بالبركة ويصرف قلوب الشيوخ عن تعهده انتهى .﴿۱﴾(مجموعة الفتاوى مولانا لكنهوى ص ۲۱۸ جلد ۲) لہذا دوسری جگہ بیعت بلاشک وشبہ جائز ہے۔اور مردہ سے اگر چہ فیض پہنچتا ہے۔﴿۲﴾ لیکن بیعت میں فیض مقصود نہیں ہوتا ہے۔بلکہ اصلاح اور تزکیہ مقصود ہوتے ہیں۔جو کہ مردہ سے نہیں ہو سکتے ہیں۔اور اولیاء اللہ کیلئے جو حیات ثابت ہے۔وہ دنیوی نہیں ہے۔ورنہ انکا میراث تقسیم نہ ہوتا۔اور ان کے بیویوں کے ساتھ نکاح جائز نہ ہوتا۔اور جو مرشد مرید کو کہدے۔کہ میرے وفات کے بعد دوسری جگہ بیعت نہ کرو۔مجھ

﴿۱﴾ ترجمہ :تکرار بیعت کی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے۔اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے۔لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے پہلے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے۔(شفاء العليل ترجمه القول الجميل للامام ولى الله الدهلوى ص ۲۹)

﴿۲﴾ قال الامام ولى الله الدهلوى و اما الاطلاع على نسبة اهل الله فطريقة ان يجلس بين يديه ان كان حيا او عند قبره ان كان ميتاً و يفرغ نفسه عن كل نسبة و يفضى بروحه الى روح هذا الشخص زماناً حتى يتصل بها و يختلط ثم يرجع الىٰ نفسه الخ (القول الجميل للامام ولى الله ص ۹۷ اشغال مشائخ نقشبنديه)

سے فیض پہنچے گا۔ یہ کوئی خودغرض صاحب دنیا ہے۔ جو کہ اخلاص اور تصوف سے عاری ہے۔ فقط

زیارت رسول، کشف قبور کا طریقہ اور مختلف اذکار کا ثبوت

سوال : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بصد آداب وتعظیم وتکریم کے معروض خدمت ہوں۔ کہ بندہ نے کتاب مسمّٰی کلیات امدادیہ، ضیاء القلوب مصنفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی میں دیکھ لیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کی روح مبارک کے شرف کا ذکر آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے۔ اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور دائیں طرف یارسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے۔ انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔ (کلیات امدادیہ ص ۳۵، ۳۶) اور کشف قبور کے بارے میں بھی ص ۴۴۰ پر لکھا ہے۔ تو زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہوسکتا ہے۔ یا نہیں۔ ضیاء القلوب ص ۵۰، ۵۱ میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کا طریقہ اس میں آنحضرت ﷺ کا مثالی تصور سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے۔ الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تصور مثالیہ اور حرف ندا سے پکارنا درست ہے یا نہیں۔ ہاں کہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر وناظر نہ جانے۔ صرف تصور مثالیہ اور حرف ندا سے پکارے۔ اور ذکر جاروب، ذکر حدادی، سلطان الاذکار، ذکر ارہ، ذکر کے ضربیں وغیرہ لگانا یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: میاں عالمگیر خان ڈاک اسمٰعیل خیل پشاور...... ۲۳؍رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب : ایسے اوراد کو عملیات کہا جاتا ہے جن میں یہ ضروری ہے کہ مخالف شریعت نہ ہوں۔ اور ان میں یہ ضروری نہیں کہ بعینہا منقول اور مروی ہوں۔ والدلیل علیہ ما ثبت فی غیر حدیث واحد من تغیر الرقیٰ و تقریر ھا فی بعض فافھم۔ ﴿۱﴾ ولا تکن من النجدیین. اور ایک صحیح العقیدہ شخص کیلئے نداء میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لانہ لایعتقد النبی ﷺ حاضراً وناظراً وعالماً بالغیب واما تصورہ فلا ضیر فیہ بدلیل جواز ذکر شمائلہ وھو لایمکن بدون التصور فتدبر. ولا تکن من المتوحدین. اور کشف قبور وغیرہ بھی ایک عمل ہے عملیات سے اور اہل فن کے نزدیک مجرب اور مشاہد ہے۔ ﴿۲﴾ لیکن یہ ایک امر ظنی

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیۃ فقلنا یا رسول اللہ کیف تریٰ فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقیٰ مالم یکن فیہ شرک. رواہ مسلم.
(مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال العلامہ ملا علی قاری وھذا الحدیث مثل قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لو علمتم ما اعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیرا. و فیہ ان الکشف بحسب الطاقۃ و من کوشف بما لا یسعہ یطیح و یھلک.
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ ص ۳۴۶ جلد ۱ کتاب الایمان)

ہے۔ قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو ملزم نہیں سمجھا جائے گا۔ واضح رہے۔ کہ تمام طرق (تصوف) کا مقصود مرتبہ احسان کا حصول ہے۔ و هو ان تعبدالله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک ﴿۱﴾ اور یہ اذکار اور مراقبات جو مشائخ نے تلقین کئے ہیں۔ اس مرتبہ کے حصول کے ذرائع اور اسباب ہیں۔ بالفاظ دیگر معالجات ہیں۔ اور علماء نے تصریح کیا ہے۔ کہ معالجات وغیرہ کو بدعات نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ﴿۲﴾ بلکہ یہ درحقیقت مصالح وقت میں داخل ہیں۔ فقط

پیر کے مخصوص الفاظ اور بزرگوں کے تصاویر آویزاں کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں بعض لوگ اپنے آپ کو اہل الطریقت کہہ کر ایک ختم بشب جمعہ کرتے ہیں اس میں وہ یہ الفاظ کہتے ہیں امداد کن امداد کن از ہر غمے۔ آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔ ساتھ ساتھ یہ لوگ بزرگوں کے تصاویر دیواروں پر اپنے سامنے لٹکا کر ان کے تعظیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا طریقہ دوسرے طریقوں سے جداگانہ ہے جناب آپ صاحبان مسائل میں پاکستان کا مأویٰ وملجاء ہیں اس لئے ان مسائل کا حل بمعہ حوالہ جات تحریر فرماویں۔

المستفتی: قاضی فیض الرحمٰن سیاہ بدرگئی علاقہ ڈوگدرہ دیر بالا ...... ۲۹ / ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

الجواب: یہ الفاظ اگر حاضر و ناظر کے عقیدہ یا تسلط غیبی کے عقیدہ سے کہتے ہوں۔ تو مشرک ہیں اور کافر ہیں۔ لما فی البزازیه من قال اروا اح المشائخ حاضرة یکفر ﴿۳﴾ انتهیٰ . و صرح ابن القیم فی مدارج السالکین ان العبادة هی عبارة عن التسلط الغیبی علماً و قدرة وصرحا الفقهاء والمتکلمون با ختصاص علم الغیب بالله تعالیٰ (فلیراجع الی الخانیه باب النکاح و المسامره) ﴿۴﴾ اور پیغمبر علیہ السلام نے تصویر کشی پر لعنت بھیجی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جہاں جاندار کے تصاویر

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۱۲ جلد ۱ باب سوال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان والا سلام والاحسان)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین (البدعة) قد تکون واجبة کنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للکتاب والسنة ومندوبة کا حداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۱۲ جلد ۱ مطلب البدعة خمسة اقسام)

﴿۳﴾ (فتاوی بزازیه علی هامش الهندیه ص ۳۲۶ جلد ۶ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفر او خطاء) وایضا قال ابن نجیم من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر (بحر الرائق ص ۱۲۴ جلد ۵ باب احکام المرتدین) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہوں۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تدخل الملئكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير . (متفق عليه) وقال اشد الناس عذاباً عندالله المصورون (متفق عليه) ﴿١﴾ اور بالخصوص اس صورت میں بت پرستی اور صورت پرستی کا شدید خطرہ موجود ہے۔ پس ایسے پیروں سے ہر مسلمان کیلئے اجتناب ضروری ہے۔ فقط

مستورات کیلئے زیارت القبور اور قرآن وعلم پر پیر کو فضیلت دینا

سوال : (۱) اس پرفتن دور میں عورتوں کیلئے قبرستان اور اولیاء کرام کے مزارات پر جانا کیسا ہے؟ جبکہ قدم قدم پر نئے نئے فتنے ایمان کو لوٹنے کے درپے ہیں۔ (۲) اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میرے لئے میرا پیر قرآن سے بہتر ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ (۳) مجھے علم سیکھنے کی ضرورت نہیں اپنے پیر اور اولیاء کرام کے عمل پر بخشا جاؤنگا۔ اسکا کیا حکم ہے؟

المستفتی: جمعہ گل محلہ کرشن پورہ پشاور شہر...... ۱۹۷۰ء/۵/۱۸

الجواب : (۱) زیارت القبور اگر چہ اصل مذہب میں مرد اور عورت کیلئے یکساں جائز ہے۔ لعموم الحديث الآن زوروها۔ ﴿۲﴾ لیکن مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ عورتوں کو فتنوں کی وجہ سے اجازت نہیں دی جائیگی۔ جیسا کہ نماز باجماعت کیلئے مسجد میں حاضری کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ﴿۳﴾

(۲) (۳) یہ شخص جہل کی وجہ سے غلو میں مبتلا ہے۔ اس کیلئے توبہ ضروری ہے۔ ﴿۴﴾ فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ﴿۴﴾ رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلاً لقوله ﷺ لا نكاح الا بشهود وكل نكاح يكون بشهادة الله وبعضهم جعلوا ذلك كفراً لانه يعتقدان الرسول ﷺ يعلم الغيب وهو كفر . (فتاوىٰ قاضيخان على هامش الهنديه ص ٣٣٤ جلد ١ فصل في شرائط النكاح)

﴿١﴾ (مشكوة المصابيح ص ٣٨٥ جلد ٢ باب التصاوير)

﴿٢﴾ (مشكوة المصابيح ص ١٥٤ جلد ١ باب زيارة القبور)

﴿٣﴾ قال العلامه ابن عابدين (قوله ولو للنساء) وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن بحر وجزم في شرح المنية بالكراهة لمامر في اتباعهن الجنازة وقال الخير الرملي ان كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ماجرت به عادتهن فلا تجوز وعليه حمل حديث لعن الله زائرات القبور وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس اذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد وهوتوفيق حسن . (ردالمحتار هامش الدرا لمختار ص ٦٢٥ جلد ١ مطلب في زيارة القبور)

﴿٤﴾ قال الله تعالىٰ ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ (پاره: ٢٣ سورة الزمر آيت: ٨)

کافروں میں اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ کافروں میں بھی اولیاء اللہ ہوا کرتے ہیں اور حوالہ مولانا روم کے مثنوی کا دیتا ہے کیا یہ عقیدہ رکھنا درست ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: میاں احسان اللہ ڈاک اسماعیل خیل نوشہرہ پشاور......۳۰/جولائی ۱۹۷۳ء

الجواب: کافروں میں اولیاء اللہ نہیں ہو سکتے۔ لان الولی هو المؤمن المتقی ﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون ﴿۲﴾ والذین امنوا و کانوا یتقون. ﴿۳﴾ بے شک کفار میں صاحب توجہ، صاحب تصرف اور صاحب نسبت ہو سکتے ہیں لیکن ایمان نہ ہونے کی وجہ سے ان کے تمام کے تمام اعمال عبث اور باطل ہیں۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

مرشد کامل سے بیعت کرنا قرآن وحدیث اور تعامل صلحاء امت سے ثابت ہے

سوال: البیعة من المرشد الکامل المکمل جائز ام لا ؟

المستفتی: اراکین دارالعلوم بحرین سوات......۲۱/رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: بیعة الارشاد والسلوک جائزة مذکورة فی القرآن والحدیث و تعامل بها صالحوا الامة. ﴿۵﴾ و هو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری الولی هو العارف بالله و صفاته بقدر ما یمکن له المواظب علی الطاعات المجتنب عن السیأت المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات.
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۹ خوارق العادات والکرامات للاولیاء حق)

﴿۲﴾ (پاره: ۱۱ سورة یونس آیت: ۶۲) ﴿۳﴾ (پاره: ۱۱ سورة یونس آیت: ۶۳)

﴿۴﴾ قال الملا علی قاری واما التی تکون ای الخوارق للعادة التی توجد لاعدائه......مثل ابلیس......وفرعون...... والدجال ای حیث وردانه یقتل شخصا ویحییه مما روی فی الاخبار ......فلا نسمیها ای تلک الخوارق ایات ای معجزات لانها مختصة بالانبیاء علیهم السلام ولا کرامات ای لاختصاصها بالاصفیاء ولکن نسمیها قضاء حاجات لهم......لان الله تعالیٰ یقضی حاجات اعدائه استدراجاً ای مکراً بهم فی الدنیا وعقوبة لهم فی العقبیٰ......ویزدادون عصیانا ای ان کانو افجاراً او کفراً ای ان کانوا کفاراً...... وذلک کله جائز ای وقوعه من الله اوثابت نقلاً وممکن ای عقلاً کما فی قضیة ابلیس ودعوته بقوله انظرنی الی یوم یبعثون واجابته بقوله سبحانه فانک من المنظرین الی یوم وقت المعلوم الخ. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۸۱ مایظهر من الخوارق علی ایدی بعض الکفرة والفساق)

﴿۵﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی. قال الله تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله. ید الله فوق ایدیهم فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفیٰ بما عهد علیه الله فسیؤتیه اجراً عظیماً.
واستفاض عن رسول الله ﷺ ان الناس کانوا یبایعونه تارة علی الهجرة والجهاد وتارة علی اقامة ارکان الاسلام وتارة علی الثبات والقرار فی معرکة الکفار وتارة علی التمسک بالسنة والاجتناب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسمی پیر کے رسمی طریقے اور اس پیر سے بیعت کرنا

سوال: محترم المقام جناب مفتی محمد فرید صاحب مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک پیر صاحب ہیں۔لوگوں کو وظائف دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ درمیان ذکرنفی اثبات اپنے پیر کا تصور کیا کرو یعنی لا الہ سے آگے اور الا اللہ سے پہلے۔کیا یہ تصور جائز ہے۔دوران تراویح پہلی تسبیح کے بعد یہ پیر دائیں طرف متوجہ ہو کر" مرحبا مرحبا یا شهر رمضان یا شهر غفران"وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں کیا یہ طریقہ کتب فقہ میں موجود ہے؟ یہ پیر تہجد،اشراق،ظہر،عصر،عشاء کے قبل چار سنت وغیرہ نفل نمازیں نہیں پڑھتے۔اس پیر کے ہاتھ دھونے کا برتن الگ ہے لوگ اس برتن میں ہاتھ دھونے کی شرکت نہیں کر سکتے۔مرید مصافحہ کے وقت تقبیل یدین اور انحناء کرتے ہیں اور پیر صاحب لوگوں کو منع نہیں کرتے بلکہ پیر صاحب اس کو جائز کہتے ہیں نیز پیر صاحب دونوں وقت گوشت کھانے کا عادی ہے۔تو کیا اس پیر سے بیعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی محمد قمر الدین لاچی کرم ایجنسی ......۳۰؍شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ یہ رسمی پیر ہے اور جاہل بھی ہے اس سے بیعت نہ کرنا ضروری ہے اور بیعت شدہ گان کے لئے اجازت ہے کہ دوسرے متبع سنت پیر سے بیعت کریں۔ ﴿۱﴾ فقط

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)عن البدعة والحرص على الطاعات كما صح انه ﷺ بايع نسوة من الانصار على ان لا ينحن. وروى ابن ماجة انه بايع ناساً من فقراء المهاجرين على ان لا يسئل الناس شيئاً فكان احدهم يسقط سوطه فينزل عن فرسه فياخذه ولا يسئل احداً و مما لا شك فيه ولا شبهة انه اذا ثبت عن رسول الله ﷺ فعل على سبيل العبادة والاهتمام بشانه فانه لا ينزل عن كونه سنةً في الدين.
(القول الجميل في بيان سواء السبيل ص ۱۳ الفصل الاول)

﴿۱﴾ قال العلامه على قارى رحمة الله عليه الولى هو العارف بالله وصفاته بقدر ما يمكن له المواظب على الطاعات المجتنب عن السيئات المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات والغفلات واللهوات. (شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۷۹ الكرامات للاولياء حق)
وقالي ابن القيم الجوزية فاولياء الرحمن هم المخلصون لربهم المحكمون لرسوله في الحرم والحل الذين يخالفون غيره لسنته لا يخالفون سنته لغيرها فلا يبتدعون ولا يدعون الى بدعة ولا يتحيزون الى فئة غير الله ورسوله واصحابه ولا يتخذون دينهم لهوا ولعبا ولا يستحبون سماع الشيطان على سماع القرآن الخ. (كتاب الروح ص ۳۲۷ الفرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان)

طریقت، مراقبہ اور ذکر و اذکار کا ثبوت اور توسل بالصالحین

سوال :(۱) سلسلہ ہائے طریقت کے بزرگ جو مراقبات اور ذکر و اذکار کے طریقے بتلاتے ہیں احادیث صحیحہ سے اور صحابہ یا تابعین سے اس کا وجود ثابت نہیں تو پھر یہ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک نہ کوئی بدعت سیئہ ہے اور نہ حسنہ ہے۔ اور تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے بلکہ حضرت کے تصانیف سے خود معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے موجد ہیں۔ تو کیا یہ بدعات نہیں ہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

(۲) لطائف سبعہ اذکار و مراقبات کیلئے متعین فرمائے گئے ہیں۔ ان کا وجود کہاں سے ثابت ہے۔ خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کا سارا خاندان رحمہم اللہ اور اسی شان کے دیگر حضرات اس کے قائل ہیں۔ حالانکہ اس کا وجود ثابت نہیں۔

(۳) اسی طرح دعا کرنا ''کہ اے اللہ فلاں بزرگ کے طفیل اور توسل سے میرا فلاں کام کر دیں'' اس کا ثبوت اگر صحابہ کے منقولہ دعاؤں سے ہو سکے تو دیویں اور قرآن وحدیث سے نیز جواب دیویں۔

المستفتی: نامعلوم......

الجواب:(۱)(الف) مرتبہ احسان حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے جس کی تفسیر پیغمبر علیہ السلام نے الاحسان ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک سے ﴿۱﴾ ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ مرتبہ ذکر وفکر سے حاصل ہوتا ہے تو بزرگان دین نے جو اذکار اور مراقبات منتخب کئے ہیں تجربہ کے بنا پر یا کشف کے بنا پر یا فراست ایمان کی بنا پر ﴿۲﴾ تو درحقیقت یہ مشق اور ریاضت کے طور سے منتخب ہوئے ہیں اور یہ مبادی اور معالجات میں داخل ہیں۔ جن کو بدعت نہیں کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ صیغ اور تراکیب کا مشق کرانا۔ وغیرہ وغیرہ

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۱۲ جلد ۱ باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان الخ)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری ان کشف العلم با لا مور الشرعیة خیر من کشف العلم بالامور الکونیه...... ثم اعلم انه قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله ثم قرء قوله تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین ای المتفرسین رواه الترمذی من روایة ابی سعید الخدری رضی الله عنه ومما ینبغی التنبیه علیه هنا ان الفراسة ثلاثة انواع فراسة ایمانیة وسببها نور یقذفه الله تعالیٰ فی قلب عبده وحقیقتها انها خاطر یهجم علی القلب ویثب علیه کوثوب الاسد علی الفریسة ومنها اشتقاقها وهذه الفراسة علی حسب قوة الایمان فمن کان اقویٰ ایماناً فهو احدّ فراسته قال ابو سلیمان الدارانی الفراسة مکاشفة النفس و معاینة الغیب وهی من مقامات الایمان انتهی الخ. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۸۰ مایظهر من الخوارق علی ایدی بعض الکفرة)

(صرح به الشاطبی) بے شک اس کو معالجت یا مصلحت وقت سے تعبیر کرنا درست ہے۔

(ب) نیز واضح رہے کہ بر مقتضائے حدیث انا عند ظن عبدی بی ﴿۱﴾ صوفیائے کرام ریاضت اور ذکر وفکر (مراقبہ) سے اللہ تعالیٰ سے اپنے حسن ظن کے بنا پر واقعات معلوم کرتے ہیں۔ جو کہ کسی پر حجت تو نہیں ہو سکتے ہیں۔ لیکن فوائد اس میں موجود ہیں۔ مثل اطمینان کے۔ ﴿۲﴾ (۲) ریاضت، فراست اور کشف سے۔ ﴿۳﴾ (۳) اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے اور جواز پر بہت سے روایات موجود ہیں تمام اکابرین دیوبند اس کے جواز پر قائل ہیں ومن دلائل جوازہ کان ابوهما صالحا ﴿۴﴾ الآیہ ,وقوله تعالیٰ الحقنا بهم ذريتهم ۔﴿۵﴾ وحديث اسألک بمحمد نبیک وحديث بحق السائلين عليک وحديث السؤال بصعا ليک المهاجرين. ﴿۶﴾ فقط

صوفیاء کرام کے چلہ کشی کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں۔ علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مشائخ چالیس دن چلہ کشی کرتے ہیں کیا یہ چلہ کشی جائز ہے۔ اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

المستفتی: رحمت کریم قادریہ غفوریہ جنیدیہ چشتیہ نظامیہ نوشہرہ......۱۹۶۹/۲/۱۹ء

﴿۱﴾ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ يقول الله تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذكرنی فان ذكرنی فی نفسه ذكرته فی نفسی الخ متفق عليه .(مشكواة المصابيح ص ۱۹۶ جلد ۱ باب ذكر الله عزوجل والتقرب اليه)

﴿۲﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی و اما كشف الوقائع المستقلة فطريقه ان يفرغ نفسه عن كل شئ الا انتظار معرفة هذه الواقعة فاذا انقطع عنه كل حديث وكان الانتظار كطلب الماء للعطشان جعل يربوا بنفسه زمانا بعد زمان الی الملأ الاعلیٰ او السافل بقدر استعداده و يتجرد اليهم فانه عن قريب ينكشف عليه الامر بهتف هاتف او روية واقعة فی اليقظة او رؤيا فی المنام . (القول الجميل للشاه ولی الله ص ۹۸ طريق كشف الوقائع المستقلة)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری ان كشف العلم با لامور الشرعية خير من كشف العلم بالامور الكونيه..... ثم اعلم انه قال رسول الله ﷺ اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ثم قرء قوله تعالیٰ ان فی ذلک لآيات للمتوسمين ای المتفرسين رواه الترمذی من رواية ابی سعيد الخدری رضی الله عنه ومما ينبغی التنبيه عليه هنا ان الفراسة ثلاثة انواع فراسة ايمانية وسببها نور يقذفه الله تعالیٰ فی قلب عبده وحقيقتها انها خاطر يهجم علی القلب ويثب عليه كوثوب الاسد علی الفريسة ومنها اشتقاقها وهذه الفراسة علی حسب قوة الايمان فمن كان اقویٰ ايمانا فهواحدّ فراسته قال ابو سليمان الدارانی الفراسة مكاشفة النفس و معاينة الغيب وهی من مقامات الايمان انتهی الخ .(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۸۰ مايظهر من الخوارق علی ايدی بعض الكفرة)

﴿۴﴾ (پارہ: ۱۶ سورة كهف آیت: ۸۲) ﴿۵﴾ (پارہ: ۲۷ سورة الطور آیت: ۲۱)

﴿۶﴾ اللهم انی اسئلک واتوجه اليک بنبينا محمد ﷺ الخ الحديث رواه الطبرانی صغير وكبير والبيهقی وحديث ان النبی ﷺ كان يستفتح بصعاليک المهاجرين رواه صاحب شرح السنة فی شرح السنة وقال الملا علی قاری فی شرح فقه الاكبر قلت قدوردايضا اللهم انی اسئلک بحق السائلين عليک وبحق ممشای اليک الخ .(شرح فقه الاكبر لملا علی قاری ص ۱۳۲ دعاء الكافر غير مستجاب)

الجواب: اگر چلہ کشی سے مقصود خلوت میں عبادت ہو ﴿۱﴾۔ اور یہ مقصد ہو کہ چالیس دن لگاتار جو عبادت کی جاتی ہے وہ نفس میں راسخ ہو جاتی ہے اور یہ چلہ طیبات کے تحریم عملی سے بھی خالی ہو۔ تو اس کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ قال الله تعالیٰ لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم ﴿۲﴾. ونظیره الخلاء فی غار حراء ﴿۳﴾ واعتکاف موسیٰ علیه السلام اربعین لیلة المروی بلا نکیر ﴿۴﴾ وقال علیه الصلاۃ والسلام من صلی لله اربعین یوما فی جماعة یدرک التکبیرة الاولیٰ کتب له برآء تان براءة من النار وبراءة من النفاق. ﴿۵﴾ فقط

ذکر اسم ذات کے وقت تصور شیخ

سوال: اگر کوئی آدمی اپنے شیخ کو حاضر وناظر تو نہ سمجھے لیکن ذکر اسم ذات کرتے وقت اپنے ساتھ بیٹھا ہوا تصور کرے تو کیا اس میں کوئی شرعی موانع ہیں۔ اور تھوڑی دیر کیلئے تصور شیخ کا کرکے ذکر اسم ذات کا کرنا جائز ہے؟

المستفتی: محمد یعقوب خان اندرون فتح پوری دروازہ مظفر گڑھ

الجواب: تصور شیخ جائز ہے۔ یعنی جبکہ بطور علاج ہو ﴿۶﴾ نہ کہ بطور ثواب ہو۔

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وفراسة ریاضیة وهی التی تحصل بالجوع والسهر والتخلی فان النفس اذا تجردت عن العوائق والعلائق بالخلائق صا رلها من الفراسة والکشف بحسب تجردها.
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۸۰ ما یظهر من الخوارق علی ایدی بعض لکفرة)

﴿۲﴾ (پ: ۷ سورة المائدة رکوع: ۲ آیت: ۸۷)

﴿۳﴾ عن عائشة ام المؤمنین رضی الله عنها انها قالت اول مابدئ به رسول الله صلی الله علیه وسلم من الوحی الرؤیا الصالحة فی النوم فکان لایریٰ رؤیا الا جاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء وکان یخلو بغار حرآء الخ. (صحیح البخاری ص ۲ جلد ۱ باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم)

﴿۴﴾ قال الله تعالیٰ واذ وٰعدنا موسیٰ اربعین لیلةً ثم اتخذ تم العجل من بعده وانتم ظٰلمون (پاره: ۱ سورة البقره آیت: ۵۱)

﴿۵﴾ (ترمذی ص ۳۳ جلد ۱ باب فی فضل التکبیرة الاولیٰ ابواب الصلواة)

﴿۶﴾ قال الشیخ محمد بن عبد الله الخانی النقشبندی الحنفی ،الرابطة وهی طریقة مستقلة للوصول وعبارة عن ربط القلب بالشیخ الواصل الی مقام المشاهدة المتحقق بالصفات الذاتیة وحفظ صورته فی الخیال ولو بغیبته فرؤیته بمقتضی الذین اذا رؤاذکر الله تحصل بها الفائده کما تحصل من الذکر بموجب هم جلساء الله تعالیٰ ولا یخفیٰ ماورد من الاحادیث فی الحث علی الجلیس الصالح والشیخ کا المیزاب ینزل الفیض من بحره المحیط الی قلب المرید المرابط وان وجد الفتور فی الرابطة یحفظ صورة شیخه فی خیاله بموجب المرء مع من احب فیحفظ الصور" یتحقق ویتصف المرید باوصاف الشیخ واحواله التی له الخ. (کتاب البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۴۲ فصل فی طرق الوصول)

پیری مریدی کا اثبات اور مقدار وظائف

سوال: پیری مریدی کس آیت یا حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے۔ اور وظائف کے مقدار کا کیا ثبوت ہے۔ بینوا وتو جروا

المستفتی: دارالعلوم ہاشمیہ جم روڈ قمبر آباد باڑہ پشاور......۱۹/ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

الجواب: قد ثبت هذه البيعة بقوله تعالىٰ يا ايها النبى اذا جاءك المؤمنات يبايعنك الآية ﴿۱﴾. وبقوله عليه السلام بايعونى على ان لا تشركوا الخ ﴿۲﴾ واصل التصوف حديث ان تعبد الله كانك تراه ﴿۳﴾. وتعين العدد لتطيب خاطر المريد ولتعرف تاثيره بالتجربة وليس هو امراً لازماً ونظيره مقدار الدواء واجزاءه. ﴿۴﴾ فافهم

عورت کا اجنبی پیر سے پردہ کرنا ضروری ہے

سوال: کیا کسی عورت کیلئے اپنے پیر صاحب سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: سیف الدین ایم اے سرائے نورنگ بنوں......۱۳۹۷ھ

الجواب: پیر جب اجنبی ہو ﴿۵﴾ تو اس سے پردہ ضروری ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ (پارہ: ۲۸ سورة الممتحنة آیت: ۱۲)

﴿۲﴾ عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال وحوله عصابة من اصحابه بايعونى على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ...... فبايعناه على ذلك. (صحيح البخارى ص۷ جلد ۱ باب علامة الايمان حب الانصار)

﴿۳﴾ (صحيح البخارى ص۱۲ جلد۱ باب سوال جبريل النبى ﷺ عن الايمان والاسلام والاحسان الخ)

﴿۴﴾ يدل عليه ما قال العلامه الوسى فى الكلام على النسخ وحقيقته فقال وذلك يختلف باختلاف الاعصار والاشخاص كالدواء الذى تعالج به الادواء فان النافع فى عصر قد يضر فى غيره.
(تفسير روح المعانى ص۵۵۶ جلد۱ سورة البقره آیت:۱۰۶)

﴿۵﴾ قال الله تعالىٰ وقل للمؤمنات يغضضن من ابصرهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ماظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن الا لبعولتهن او ءابآءهن او ءابآء بعولتهن او ابنآئهن او ابنآء بعولتهن او اخوانهن او بنى اخوانهن او بنى اخوتهن او نسائهن او ما ملكت ايمانهن او التابعين غير اولى الاربة من الرجال اوالطفل الذين لم يظهروا على عورت النساء الخ (سورة النور پارہ:۱۸ آیت:۳۱)

قال المجدد الف ثانى المحبوب الصمدانى رحمة الله عليه مجيبا لمن سأله عن طريق التعليم للنساء ان كانت المرأة محرما فاى مانع والا فتجلس وراء الحجاب وتأخذ الطريقه. (البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص۴۰ فصل فى بيان ما يتعلق بالاخذ والشروع)

دوسروں کومرید کرنے کیلئے خلافت واجازت شرط نہیں البتہ موجب برکت ہے

سوال: کیا کسی شخص کیلئے اپنے پیر کی اجازت وخلافت کے بغیر لوگوں کومرید بنانا جائز ہے یانہیں؟

المستفتی: محمد اشرف عاطف تلمبہ ملتان.....۲۳رذی قعدہ۱۳۹۶ھ

الجواب: کسی کے مرید کرنے کی صحت کیلئے خلافت اوراجازت شرط نہیں ہیں۔البتہ برکت کے حصول کیلئے خلافت اوراجازت شرط ہیں۔ نیز اہلیت کیلئے اپنا ظن ﴿۱﴾ کافی نہیں ہے۔اہل فن کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے۔وھو الموفق

ایک سلسلہ میں دوسرے مرشد سے بیعت خواہ قبل وفات ہو یابعد الوفات

سوال:(۱)ایک شخص مثلاً سلسلہ قادریہ میں کسی مرشد سے بیعت کرچکا ہےتواب وہ اپنے مرشد کے حین حیات ہی میں اسی سلسلہ قادریہ میں دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے یانہیں۔

(۲) کیابعدازوفات مرشداول دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے؟اوراگردوسرے سلسلہ میں ہوتو پھرکیاحکم ہوگا۔

(۳)بعض حضرات کاخیال ہے کہ طریقت کے بغیرولایت حاصل نہیں ہوتی۔کیاواقعی ولایت کیلئے بیعت شرط ہے؟

المستفتی: حافظ نورالہادی محب بانڈہ مردان.....۲رذی الحجہ۱۴۰۵ھ

الجواب:(۱)جائز ہے﴿۲﴾ کما فی تنقیح الفتاوی الحامدیه .

(۲)صالحین کاتعامل دوسری جگہ بیعت کرنے پرواقع ہےخواہ اسی سلسلہ میں ہو،یادوسری سلسلہ میں۔البتہ بیک وقت متعدد سلاسل کےاورادکامشق کرنامضرصحت بدن ودماغ ہے۔

﴿۱﴾قال الشيخ محمد بن عبدالله الخانى النقشبندى عن الرازى رحمة الله عليه ولا يخفى ان من تصدر للمشيخة من غير اذن فما يفسده اكثر مما يصلحه وعليه اثم قاطع الطريق فانه بمعزل عن رتبة المريدين الصادقين فضلاً عن المشائخ العارفين الخ.(كتاب البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۵ باب فى بيان المشيخة)

﴿۲﴾ قال الشيخ محمدبن عبد الله الخالدى النقشبندى الحنفى وجوزوا التعدبل فى حياة الشيخ الاول اذرأى الطالب رشده فى موضع آخر يجوز له من غير انكار لشيخه الاول ان يذهب اليه ويأخذعليه ويتخذه شيخا ثانيا.
(البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۰ باب فى بيان المشيخة)
وقال الامام ولى الله الدهلوى فاعلم ان تكرار البيعة من رسول الله ﷺ ماثور و كذا لک عن الصوفية اما من الشخصين فان كان بظهور خلل فى من بايعه فلا بأس و كذالک بعد موته او غيبته المنقطعة واما بلا عذر فانه يشبه المتلاعب و يذهب بالبركة و يصرف قلوب الشيوخ عن تعهده .(القول الجميل ص ۲۹ حكمت تكرار بيعت)

(۳) بیعت امر مستحب ہے۔ ﴿۱﴾ البتہ حصول ولایت کیلئے جتنے ذرائع ہیں ان میں شاہراہ اور کامیاب ذریعہ یہی ہے ﴿۲﴾ وھو الموفق

بیعت میں حضور ﷺ سے ملانا اور شیخ طریقت کی پہچان کا معیار

سوال: ایک صاحب نے تصوف وسلوک کے موضوع پر کتاب لکھی ہے۔ اور شیخ طریقت کے متعلق پہچان کے ذکر میں فرمایا ہے کہ تصوف اور سلوک کے منازل طے کرنے کیلئے مراقبہ فنافی الرسول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو شیخ اتنا نہیں کرسکتا۔ وہ یقیناً شیخ طریقت ہونے کے اعتبار سے ناقص ہے۔ (دلائل السلوک ص ۲۶، ۲۷) اپنے طریقہ بیعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس ناچیز کا طریقہ یہی ہے کہ اولاً اپنے ہاتھ پر بیعت طریقت کبھی نہیں لی۔ صرف تعلیم دیتا ہوں اور ابتدائی منازل طے کرا کر دربار نبوی ﷺ میں پیش کرتا ہوں۔ جو تمام جہان کے پیر ہیں۔ صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ کہ پیر صاحب فرمادیں۔ اور تمہیں دربار نبوی ﷺ میں پہنچادیا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ سالک خود مشاہدہ کرے کہ منازل سلوک طے کررہا ہے۔ اور دربار نبوی میں پہنچ کر حضور ﷺ کے دست مقدس پر بیعت کررہا ہے۔ اگر کوئی مدعی دربار نبوت تک رسائی نہیں رکھتا۔ پھر بیعت لیتا ہے تو وہ دھوکہ باز ہے۔ ماخوذ ہوگا پس کامل وناقص کی یہی پہچان ہے خوب سمجھ لو۔ (دلائل السلوک ۲۶، ۲۷) اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعی شیخ طریقت کیلئے حضور ﷺ کے دست مقدس پر مرید کو بیعت کرانا اس کے کامل ہونے کی پہچان ہے ورنہ (العیاذ باللہ) وہ دھوکہ باز ہے ماخوذ اور ناقص ہے، کیا یہ تصوف کتاب وسنت پر مبنی ہے اور ان عقائد ونظریات میں مصنف کتاب اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ دیوبندیہ سے منسلک کرتا ہے۔ تو کیا اس انتساب عقیدہ میں وہ صحیح ہے؟

المستفتی: محمد الطاف ربانی دیوبندی خطیب جامع مسجد راوی روڈ لاہور ..... ۱۰/ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس مولف نے ارشاد اور دعوت کی صحت کے لئے جو شرط مقرر کیا ہے وہ خود ساختہ ہے اور بدعت ہے یہ اشتراط نہ قرآن وحدیث سے معلوم ہے اور نہ اجماع وقیاس سے مبرہن ہے اور نہ صوفیائے عظام نے یہ

﴿۱﴾ قال الامام ولی اللہ الدهلوی فاعلم ان البیعة سنة و لیست بواجبة لان الناس بایعوا النبی ﷺ و تقربوابها الی اللہ تعالیٰ ولم یدل دلیل علی تاثیم تارکها ولم ینکر احد من الائمة علی انها لیست بواجبة . (القول الجمیل ص ۱۹ الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال الشیخ محمد بن عبد اللہ الخانی عن الشیخ عبد الوهاب الشعرانی قدس اللہ سره قال ولا شک ان علاج امراض الباطن من حب الدنیا و الکبر والعجب والریاء والحقد والحسد والغل والنفاق کله واجب کما تشهد له الاحادیث الواردة فی تحریم هذه الامور والتوعد بالعقاب علیها فعلم ان کل من لم یتخذله شیخا یرشده الی الخروج عن هذه الصفات فهو عاص للہ تعالیٰ ورسوله ﷺ لانه لا یهتدی لطریق العلاج بغیر شیخ ولو حفظ الف کتاب فی العلم الخ . (کتاب البهجة السنیة فی اداب الطریقة العلیة النقشبندیه ص ۴ مقدمه)

شرط لگائی ہے۔اور یہ مدعی اپنے کلام میں متناقض بھی ہے۔اس نے اس کتاب میں کشف کی بہت مذمت کی ہے اور اس کے بعد اس خاص کشف کو مدار کمال اور مدار ارشاد قرار دیا ہے حقیقت یہ ہے۔کہ یہ مدعی خدا رسیدہ نہیں ہے۔ورنہ یہ فناء اور ترک دعویٰ سے آراستہ ہوتا۔وھو الموفق

طریقت کے مقاصد سے ناواقف پیر سے دور رہنا چاہئے

سوال: ایک شخص اپنے آپ کو اہل اللہ کہتا ہے۔ذکر کرتے وقت کہتا ہے کہ مجھے بیت اللہ نظر آرہا ہے مسجد نبوی نظر آرہا ہے حضورﷺ نظر آرہے ہیں۔یہ شخص بیعت بھی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ آپ سب حضورﷺ کے مرید ہوگئے اور کہتا ہے کہ میں اپنے مرید کو چھ مہینے کے اندر حضورﷺ سے ملاقی کرتا ہوں اور نہ ماننے والوں کو برا بھلا کہتا ہے۔تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ وھو الموفق

المستفتی: خادم جامع مسجد شاہ فیصل ڈیرہ اسماعیل خان......۲۴ رصفر ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ شخص اہل اللہ نہیں ہے یہ شخص بیعت اور طریقت کے مقاصد ﴿۱﴾ سے بہت دور ہے۔طالبان حق کو اس سے دور رہنا ضروری ہے۔وھو الموفق

مرشد کی وفات کی وجہ سے دوسرے مرشد سے بیعت اور تعویذات وعملیات کرنے کا حکم

سوال: (۱) اگر ایک شخص نے کسی سے بیعت کی ہو بعد میں وہ مرشد فوت ہوجائے تو کیا وہ دوسرے مرشد سے بیعت کرسکتا ہے۔جبکہ ان کی تکمیل کیجائے۔(۲) حزب البحر پڑھنا اور تعویذات وعملیات کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم......۶ رربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: صالحین کے نزدیک یہ معروف ہے کہ وہ شیخ کی وفات کے بعد دوسرے شیخ سے تکمیل کرتے

﴿۱﴾ قال غوث الاسلام والمسلمین شاہ غلام علی عبد اللہ المجددی پوشیدہ نیست کہ طریقہ (علیہ نقشبندیہ) عبارت است از دوام توجہ بقلب وبمبدأ فیاض واعتدال در نوافل عبادات وتوسط در ترک مألوفات وتعمیر اوقات باوراد واذکار کہ بحدیث صحیح ثابت شدہ اند ودرین طریقہ مقامات سلوک از توبہ تا مقام رضا باجمال معمول است وحاصل آن دوام حضور بذات الٰہی وانجذاب جی روحی وذوق وشوق وجمعیت قلبی است واستغراق در مشھود خود موافق حدیث شریف (الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ) وصف حال این طریقہ است۔(مقامات مظہریہ ص ۵ فصل اول در ذکر طریقہ نقشبندیہ مجددیہ)

ہیں۔﴿۱﴾ (۲) حزب البحر کا ورد کرنا اور تعویذات وعملیات کرنا درست ہیں۔ جبکہ ناجائز اور شرکی کلمات سے خالی ہوں۔ لحدیث مسلم اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیه شرک ﴿۲﴾ ولحدیث عبدالله بن عمرو بن العاص رواه ابوداؤد۔ ﴿۳﴾ وهو الموفق

جذبہ کے طاری ہونے کی وجوہات اور توجہ کے اثر کے ازالے کا علاج

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک آدمی نے ایک پیر صاحب سے بیعت کیا ہے۔ اور اب خود بھی لوگوں کو بیعت کراتے ہیں جمعہ کی رات کو بہیئت اجتماعیہ ذکر کرتے ہیں۔ اور دوران ذکران پر جذبہ آتا ہے۔ اور مسجد میں کودتے چلانگیں لگاتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ اور اس کا اثر کس طرح زائل ہوگا؟

المستفتی: ابوعاصم تجمل شاہ مٹہ مغل خیل پشاور ...... ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: جذب طاری ہونا حق ہے۔ ﴿۴﴾ مگر اس کے طاری ہونے کی متعدد وجوہات ہیں (۱) عظمت الوہیت کی تجلی کا ورود (۲) توجہ کی وجہ سے ضیق صدر کا طرد (۳) شیطان کا باطن میں دخول۔ پس اس جذباتی کیفیت کو

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد بن عبد الله الخالدی النقشبندی وجوزوا التعدد بل فی حیاة الشیخ الاول اذا رای الطالب رشده فی موضع آخر یجوز له من غیر انکار لشیخه الاول ان یذهب الیه ویأخذ علیه ویتخذه شیخاً ثانیاً۔ (البهجة السنیة فی اداب الطریقه الخالدیه النقشبندیه ص ۳۰ باب المشیخة وادابها) وقال الامام الدهلوی ان تکرار البیعة ...... اما من الشخصین فان کان بظهور خلل فی من بایعه فلا بأس و کذلک بعد موته او غیبته المنقطعة . (القول الجمیل ص ۲۹ تکرار البیعت)

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقیٰ)

﴿۳﴾ (ابو داود ص ۱۸۷ جلد ۲ کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۴﴾ جذب بذات خود حق ہے۔ لیکن یہ مغلوبیت ہے کمال نہیں ہے۔ البتہ بعض اوقات سھو اور نسیان کی طرح کاملین پر بھی آتا ہے۔ تاکہ شان بشریت ظاہر ہوجائے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظمت تجلی کے مشاہدے سے بے ہوش ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا (الاعراف ع ۱۷) اور اسی طرح صحابہ کو عذاب قبر مستحضر ہوا۔ تو آواز لگائی۔ کما فی صحیح البخاری ص ۱۸۳ جلد ۱ قام رسول الله ﷺ خطیبا فذکر فتنة القبر التی یفتتن فیها المرء فلما ذکر ذلک ضج المسلمون ضجة۔ اور اسی طرح زرارہ بن اوفی نے جب نماز میں فاذا نقر فی الناقور تلاوت کیا۔ تو وفات ہوا۔ کما فی الترمذی فی باب من وصف صلاة النبی ﷺ باللیل قبل باب نزول الرب تبارک وتعالی الی السماء الدنیا کل لیلة۔ اور فقہاء کرام بھی وجد کو جائز کہتے ہیں جب بلا اختیار ہو۔ کما فی الطحطاوی ص ۲۵۹ قبیل باب ما یفسد الصلاة۔ وفی مجمع الانهر عن التسهیل الواجد مراتب وبعضه یسلب الاختیار فلا وجه لمطلق الانکار وفی التتار خانیه مایدل علی جوازه للمغلوب اللذی حرکاته کحرکات المرتعش انتهیٰ۔ مرتعش کے اندام بلا اختیار حرکت کرتے ہیں لیکن ان حرکات کا علم اسے ہوتا ہے۔ بعض سلف اور بعض خلف نے اس وجد اور جذب پر انکار کیا ہے جیسا کہ علامہ آلوسی نے وتقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر الله کے تفسیر میں حضرت اسماء، ابن عمر، قتادہ، ابن جبیر اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے انکار روایت کیا ہے۔ روی عن عبد الله بن عروة بن الزبیر قال قلت لجدتی اسماء کیف کان یصنع اصحاب رسول ﷺ اذا قرء والقرآن . قالت کانوا کما نعهم الله تدمع اعینهم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہر حال کمال جاننا تصوف سے عاری ہونے کی دلیل ہے اور سمجھدار لوگوں کیلئے تصوف سے تنفر کرنے کا ذریعہ ہے۔
نوٹ: ایسے مجمع میں بیٹھنے والا جب حسبنا الله ونعم الوکیل ولا حول ولاقوۃ الا بالله پڑھے تو اس سے توجہ کا اثر زائل اور کالعدم ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ کہف کے اوائل پڑھنے سے دجال کا اثر زائل اور کالمعدوم ہوتا ہے۔ وھو الموفق

بیعت کی شرعی حیثیت اور ڈاکٹر اسرار کی بیعت سمع وطاعت

سوال: (۱) بیعت کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ یہ کتنی قسم کی ہوتی ہے۔ (۲) صحیح مسلم کی حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ جو شخص بغیر بیعت امیر کے مرگیا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ تو موجودہ دور میں اس وعید سے بچنے کی کیا سبیل ہے۔ (۳) ڈاکٹر اسرار احمد (تنظیم اسلامی) جو بیعت سمع وطاعت لے رہے ہیں کیا قرآن وحدیث کی رو سے اس کی کوئی گنجائش ہے؟

المستفتی: عبدالقدوس ہاشمی لالہ رخ واہ کینٹ ...... ۲۶ر شوال ۱۴۰۵ھ

الجواب: (۱) قرآن اور احادیث سے پانچ قسم کے بیعت ثابت ہیں۔ بیعت علی الایمان، بیعت علی الجهاد، بیعت علی الخلافۃ، بیعت علی الہجرۃ، بیعت ارشاد۔ وهي في قوله تعالیٰ یا ایها النبی اذا جاء ک

(بقیہ حاشیہ) وتقشعر جلودهم .قلت فان ناسا ههنا اذا سمعوا ذلک تاخذ هم غشية قالت اعوذبالله تعالیٰ من الشيطان (ص ۲۵۹ جلد ۲۳) سورۃ الزمر مکتبہ رشیدیہ) اور ص ۲۶۰ جلد ۲۳ میں فرماتے ہیں کہ اسماء عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں لاتقعد معهم . اور اس صفحہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پیٹ میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ قال ابن عمر وقدرء ى ساقطاء من سماع القرآن فقال انا نخشى الله تعالیٰ وما نسقط .هؤلاء يدخل الشيطان في جوفهم۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انما هذا ذهاب العقول والغشيان في اهل البدع وانما هو من الشيطان . اور ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ بيننا وبين هؤلاء اللذين يصرعون عند قرأة القرآن ان يجعل احدهم على حائط باسطا رجليه ثم يقرء عليهم القرآن كله فان رمى بنفسه فهو صادق ۔ پس تحقیق یہ ہے کہ منکر وہ وجد ہے جو تکلف سے ہو اور قصد واختیار سے ہو۔ اور مکر اور فریب ہو۔ انبیاء علیہم السلام کے عقول قوی اور حوصلے فراخ ہوتے ہیں اور اسی طرح صحبت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے فراخ اور عقول قوی تھے۔ تو تجلیات اور برکات کا تحمل کر سکتے تھے۔ اور چونکہ صوفیاء کرام کے حوصلے اور ظروف اتنے فراخ نہیں ہوتے تو تجلیات اور برکات کا تحمل وہضم نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان پر وجد اور جذب آتا ہے۔ اس لئے علامہ آلوسی روح المعانی میں ص ۲۶۰ جلد ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ ويقول مشائخهم ان ذلك لضعف القلوب عن تحمل الوارد وليس فاعلو ذلک في الكمال كالصحابة اهل الصدر الاول في قوة التحمل فما هو الا دليل النقص ۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد ۸ سورۃ الزمر میں فرماتے ہیں۔ قلت وجه طريان هذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفي وضعف استعداده انتهى .(والتفصيل في السلسله المباركه للشيخ محمد فريد دامت بركاتهم) (از مرتب)

المؤمنات الآیۃ ﴿۱﴾۔ وفی حدیث عبادۃ بن الصامت۔ رواہ البخاری وغیرہ ﴿۲﴾۔ اور یہ مروجہ بیعت طریقت قسم خامس ہے۔ (۲) اس حدیث میں قسم ثالث مراد ہے۔ خلیفہ برحق کا نصب کرنا واجبات عامہ ﴿۳﴾ سے ہے۔ (۳) جو شخص دیندار علماء کے نزدیک قابل اعتماد نہ ہو اور صالحین کی صحبت اور تربیت سے محروم ہو تو اس سے بیعت کرنا اہل فن کے مذاق سے مخالفت بلکہ دین کی تباہی ہے ﴿۴﴾۔ وھو الموفق

طریقت میں قوالی، سماع مزامیر اور مجلس موسیقی وغیرہ نہیں ہے

سوال: بعض خودنما پیر اپنے آپ کو طریقہ چشتیہ سے منسلک اور دعویدار ہونے کے باوجود قوالی، مجلس موسیقی وغیرہ کو فعل مستحسن اور موجب اجر وثواب قرار دیتے ہیں اور علماء منکرین من ہذا الفعل القبیح پر رد وقدح کرتے ہیں۔ تو کیا کسی طریقہ اور شریعت میں اس قسم کی قوالی اور موسیقی وسماع مزامیر وغیرہ کی جواز کی کوئی دلیل شرعی موجود ہے؟

المستفتی: محمد ثناء اللہ خان شبقدر چارسدہ.....۱۹۷۸ء

الجواب: واضح رہے کہ احادیث اور عبارات فقہ سے مزامیر اور ملاہی کی حرمت روز روشن کی طرح معلوم ہے۔ البتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کچھ شرائط سے جواز کی طرف میلان کیا ہے۔ اور وہ شرائط ان قوالوں میں معدوم اور مفقود ہیں۔ لہٰذا ان کو جائز سمجھنے والوں پر کفر کا شدید خطرہ موجود ہے۔ یہ لوگ اپنی بدمعاشیوں اور

﴿۱﴾ (پارہ: ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت: ۱۲)

﴿۲﴾ (صحیح البخاری ص۷ جلد ۱ باب علامۃ الایمان حب الانصار)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری مسئلہ نصب الامام فقد اجمعوا علی وجوب نصب الامام وانما الخلاف فی انہ یجب علی اللہ او علی الخلق بدلیل سمعی او عقلی فمذھب اھل السنۃ وعامۃ المعتزلۃ انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علی ما اخرجہ مسلم من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بلفظ من مات بغیر امام مات میتۃ الجاھلیۃ ولان الصحابۃ رضی اللہ عنہم جعلوا اھم المھمات نصب الامام حتی قدموہ علی دفنہ علیہ الصلاۃ والسلام ولان المسلمین لا بد لھم من امام یقوم بتنفیذ احکامھم الخ. (شرح فقہ الاکبر للقاری ص۱۴۶ ومنھا مسئلۃ نصب الامام)

﴿۴﴾ قال العلامہ حصکفی وعند اھل الحقیقۃ الجمع بین العلم والعمل لقول الحسن البصری انما الفقیہ المعرض عن الدنیا الزاھد فی الاخرۃ البصیر بعیوب نفسہ. قال ابن عابدین الزاھد فی الاخرۃ..... اقول ومثلہ فی الاحیاء للامام الغزالی بزیادۃ حیث قال سأل فرقد السنجی الحسن عن شی فاجابہ فقال ان الفقھاء یخالفونک فقال الحسن ثکلتک امک وھل رأیت فقیھاً بعینک انما الفقیہ الزاھد فی الدنیا الراغب فی الاخرۃ البصیر بدینہ المداوم علی عبادۃ ربہ الورع الکاف عن اعراض المسلمین العفیف عن اموالھم الناصح لجماعتھم. (الدر المختار مع رد المحتار ص۲۸ جلد ۱ مقدمہ) وفی البھجۃ السنیۃ قال الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ ویجب علی الطالب الصادق فی بدایتہ ان لا یصحب اکثر مدعی المشیخۃ فی ھذا العصر البتۃ الا بظھور امارات الصدق بالھام من اللہ تعالیٰ للطالب او بشھادۃ الصادقین من اھل الطریق لذلک الشیخ. (کتاب البھجۃ السنیہ ص۳۴ باب فی بیان المشیخۃ)

عیاشیوں پر ان بزرگوں کے کلام سے پناہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔لیکن فقہ حنفی نے ان (مستحلی الرقص والغناء) کو کافر کہا ہے۔﴿۱﴾

دوسرے پیر سے بیعت کرنا ممنوع نہیں ہے

سوال: بندہ ایک پیر سے بیعت کر چکا ہے لیکن ابھی اس پیر میں کچھ مخالف سنت امور نظر آئے ہیں۔کیا میں اس سے بیعت ختم کر کے دوسرے جگہ بیعت کر سکتا ہوں یا نہیں۔

المستفتی: مولوی اختر زمان بنوں.....۱۹۷۸ء/۱۰/۱۸

الجواب: فقہاء اور صوفیاء کے نزدیک دوسری جگہ بیعت کرنا ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ خصوصاً جبکہ عذر شرعی کی وجہ سے ہو۔ کما فی تنقیح الفتاویٰ ص ۳۶۹ جلد ۲. وهو الموفق

شاعر کا اشعار میں اپنے پیر کیلئے اوصاف شرکیہ بیان کرنا

سوال: اگر ایک شاعر اپنے پیر کیلئے اوصاف شرکیہ ثابت کرے اور غلط غلط شرکیہ اشعار کہتا ہو۔تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم.....۱۹۷۸ء/۱۰/۱۸

الجواب: بشرط صدق وثبوت شرکیہ اشعار سے شاعر کافر ﴿۳﴾ ہو کر نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔اس کی اصلاح کرنے کیلئے توبہ ضروری ہے۔اور اصرار کی صورت میں اس کے ساتھ ترک موالات ضروری ہے۔فقط

﴿۱﴾ قال ابن عابدين (قوله ومن يستحل الرقص قالوا بكفره) المراد به التمائل والخفض والرفع بحركات موزونة كما يفعله بعض من ينتسب الى التصوف وقد نقل فى البزازيه عن القرطبى اجماع الائمة على حرمة هذا الغناء وضرب القضيب والرقص قال ورأيت فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكرمانى ان مستحل هذا الرقص كافر وتمامه فى شرح الوهبانية ونقل فى نور العين عن التمهيد انه فاسق لا كافر ثم قال التحقيق القاطع للنزاع فى امر الرقص والسماع يستدعى تفصيلا ذكره فى عوارف المعارف واحياء العلوم وخلاصته ما اجاب به العلامة النحرير ابن كمال باشا الخ. (ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۷ جلد ۳ قبيل باب البغاة مطلب فى مستحل الرقص)

﴿۲﴾ قال الشيخ محمد بن عبد الله النقشبندى وجوزوا التعدد بل فى حياة الشيخ الاول اذا رأى الطالب رشده فى موضع آخر يجوز له من غير انكار لشيخه الاول ان يذهب اليه وياخذ عليه ويتخذه شيخاً ثانياً فيجوز استفادة التعليم والصحبة مع مشايخ متعددة وينبغى ان يعلم ان الشيخ هو الذى يدل المريد على الحق تعالىٰ واكثر ما يلاحظ هذا المعنى واوضح فى تعليم الطريقة وشيخ التعليم استاد الشريعة ودليل الطريقة الخ. (كتاب البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۰ باب فى بيان المشيخة وادابها)

﴿۳﴾ فى الهنديه يكفر اذا وصف الله تعالىٰ بما لايليق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انكر وعده ووعيده اوجعل له شريكاً اوولداً او زوجة او نسبه الى الجهل اوالعجز اوالنقص. (فتاوىٰ هنديه ص ۲۵۸ جلد ۲ باب موجبات الكفر منها مايتعلق بذات الله وصفاته)

صلاۃ وسلام، ندا لغیر اللہ، پیروی نفس، توجہ وتصور شیخ، پیر کو مریدوں کے احوال معلوم ہونا اور کشفیات کے متعلق

سوال: بندہ مولانا عبدالغفور المدنی العباسی سے بیعت شدہ ہے اور خواب میں درود حاضری پڑھتے ہوئے دیدار حبیب علیہ السلام، صدیق اکبر، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے۔ ان ایام میں مولانا عبدالسلام صاحب سے سلسلہ قادریہ میں خلافت کی نعمت حاصل ہوئی۔ اس وقت چند مسائل حل طلب ہیں۔ (۱) ندائے محمد ﷺ درود میں جائز یا ناجائز جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب وغیرہ کے نعتیہ کلام میں ہے۔ نیز یا محمد، یا رسول اللہ واستمداد کا جواز کیا ہے۔ (۲) یا علی مشکل کشا، گنج بخش فیض عالم اور یا سید غوث الاعظم کہنا جائز ہے یا نہیں۔ (۳) مخلوق سے طمع اور استمداد، خواہش نفس کی پیروی یا غیر خدا سے طلب کرنا شرک ہے یا نہیں؟ (۴) مشائخ کا توجہ دینا کس طرح ہے۔ (۵) تصور شیخ کا کیا حکم ہے۔ (۶) ذکر بمع تصور جائز ہے یا نہیں۔ (۷) بعض مشائخ کا اپنے مریدوں کی احوال سے آگاہ ہونا کیسا ہے۔ (۸) علم غیب عطائی نہ ذاتی، کشف قلبی کشف القبور عطائے الٰہی شرک ہے یا نہیں۔ (۹) کشفیات مطابق سنت پر عمل کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: شیخ محمد اسلم کریانہ مرچنٹ اکوڑہ خٹک ...... ۲ / رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) صلاۃ وسلام میں کلمات ندا کا استعمال جائز ہے۔ جبکہ یہ ندا اس عقیدہ پر مبنی ہو کہ ملٰئکہ اس درود وسلام کو حضور ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ اور ان کلمات ندا کا استعمال حاضر وناظر کی عقیدہ سے علم غیب کے عقیدہ سے (کہ یہ غیر اللہ غیب دان ہے) شرک جلی اور کفر بواح ہے۔ جیسا کہ صحیح العقیدہ شخص کیلئے عشق ومحبت کے طور پر جائز اور مباح ہے۔ (۲) صحیح العقیدہ شخص کے کلام میں تأویل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور دیگران کو تأویل تکفیر سے بچا نہیں سکتا ہے۔ (۳) تسلط غیبی کے عقیدہ پر مبنی استمداد شرک جلی ہے۔ (۴) ممکن اور جائز ہے۔ ﴿۱﴾ (۵) جائز ہے۔ اور بسا اوقات مضر ہو جاتا ہے۔ (۶) جائز ہے۔ ﴿۲﴾ (۷) جزوی طور پر ہوتا ہے نہ کلی طور پر۔ (۸) علم کلی عطائی شرک جلی اور کشف ممکن وجائز۔ (۹) جب شریعت سے متصادم نہ ہوں تو جائز ہے۔ ﴿۳﴾

نوٹ: یہ مسائل تفصیل طلب ہیں۔ اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف ایک سوال روانہ کریں۔ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الامام ولی الله الدهلوی فالتاثیر فی الطالب ان یتوجه الشیخ الی نفسه الناطقة و یصادمها با لهمة التامة القویة ثم یستغرق فی نسبة با لجمعیة و هذا بعد ان تکون نفس الشیخ حاملة لنسبة من نسب القوم و کانت ملکة راسخة فیها فتنتقل نسبته الی الطالب علی حسب استعداده و منهم من یشوب بهذا التوجه الذکر والضرب علی قلب الطالب واذا غاب الطالب فانهم یتخیلون صورته و یتوجهون الیها . (القول الجمیل ص ۹۴ توجه دادن)

﴿۲﴾ قال العلامه شکارپوری و اذا غاب الشیخ عنه یخیل صورته فی خیاله بوصف المحبة والتعظیم فانه یفید فائدة صحبة . (قطب الارشاد ص ۵۵۸ الشغل العاشر)

﴿۳﴾ قال ملاعلی قاری و لذا لم یعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فی الفروع الفقهیة بما یظهر للصوفیة من الامور الکشفیة او من حالات المنامیة . (مرقاة المفاتیح شرح مشکواة ص ۳۵۸ جلد ۹ کتاب الفتن)

غوث، قطب ابدال کی وضاحت اور تصرف کا مطلب

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں علاقے کا متصرف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ فلاں آدمی پہاڑوں کا متصرف ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ نیز غوث، قطب، ابدال پہلے امتوں میں بھی تھے یا یہ شرف صرف اس امت کو حاصل ہے۔ وضاحت فرمائیں۔ المستفتی: محمد اصغر صدہ کوہاٹ...... یکم رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: انبیاء علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے اگر وہ غوث وقطب نہ ہوں۔ تو دنیا میں اور کوئی شخص غوث اور قطب کس طرح ہو سکے گا۔ اور وہ نہ دنیا کا متصرف تھا اور نہ علاقے کا۔ یہ غوث اور قطب اصطلاحی الفاظ ہیں ﴿۱﴾ اور اولیاء اللہ کے مدارج مختلفہ کے عنوانات ہیں اور یہ لوگ تصرف اصطلاحی ﴿۲﴾ (قوت ارادی سے انقلاب لانا) کرتے ہیں۔ لیکن ''وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ. اور انک لا تھدی من احببت ولکن الخ، الآیۃ'' کو زیر نظر رکھنا ضروری ہے۔ وھو الموفق

حالت مراقبہ میں حضور ﷺ کی ملاقات اور حکم پر عمل کرنے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس بارے میں۔ کہ ایک عورت تہجد گزار اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رات دن مصروف رہتی ہے (ہاں عالمہ نہیں) فرماتی ہے کہ جب میں توجہ کروں تو مراقبہ میں دیدار رسول ﷺ سے مشرف ہوتی ہوں اور باقاعدہ حضور ﷺ سے سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ عورت صاحب نصاب نہیں ہے۔ بلکہ غربت وافلاس کی زندگی گزار رہی ہے۔ گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر فرمانے لگی کہ مجھے مراقبہ کی حالت میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ کہ عید کے موقع پر دو عدد جانور ذبح کرلو (گائے) اور زید، عمر، بکر کے نام سے قربانی دیدو۔ اب

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد زاھد بن الشیخ حسن الدوزجوی قال السید الغوث ھو القطب حین ما یلتجأالیہ ولا یسمیٰ فی غیر ذلک الوقت غوثا آہ والقطب عبارۃ عن الواحد الذی ھو موضع نظر اللہ فی کل زمان اعطاہ الطلسم الاعظم من لدنہ بیدہ قسطاس الفیض الاعم وزنہ یتبع علمہ وعلمہ یتبع الحق وعلم الحق یتبع الماھیات الغیر المجعولۃ فھو یفیض روح الحیات علی الکون الاعلیٰ والا سفل. (ارغام المرید فی شرح النظم العتید ص ۵۶) وقال الملا علی قاری قلت مھم الاقطاب فی الاقطار یاخذون الفیض من قطب الاقطاب المسمیٰ بالغوث الاعظم فھم بمنزلۃ الوزرا تحت حکم الوزیر الاعظم. (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ ص ۳۵۵ جلد ۹ کتاب الفتن)

﴿۲﴾ اعلم. کہ توجہ، تصرف اور تاثیر ایک چیز ہے۔ جو نفسانی کمال ہے۔ نہ کرامت ہے اور نہ تصوف میں داخل ہے یہ کافر اور فاسق بھی کر سکتا ہے توجہ کا حکم اسلحے کا حکم ہے کہ جائز مقصد کیلئے جائز ہے۔ اور ناجائز کیلئے ناجائز ہے۔ توجہ کی حقیقت قوت ارادی سے ایک کام کرنا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں. ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ. رواہ البخاری۔ یعنی بعض بندگان خدا صاحبان ہمت اور قوت ارادی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ارادہ میں نامراد نہیں کرتے اور حدیث قدسی میں فرماتے ہیں انا عند ظن عبدی بی رواہ الشیخان الخ. (سلسلہ مبارکہ ص ۱۷۴ للشیخ محمد فرید دامت برکاتھم)

سوال یہ ہے کہ کیا اس حالت افلاس میں اس ولیہ کیلئے قربانی درست ہے۔ یا نہیں واجب ہوگی یا نفل۔ اس کے علاوہ کیا ہر وقت حالت مراقبہ میں یہ عورت دیدار رسول ﷺ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور کیا حالت ملاقات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وظائف لے کر عمر زید بکر کو پہنچا دینا درست ہے یا نہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: الحاج محمد قاسم صاحب صدر منتظمہ کمیٹی مدنی جامع مسجد نوشہرہ صدر ......۲۳ رصفر ۱۴۰۸ھ

الجواب: حالت مراقبہ میں توجہ سے لقاء رسول، اولیاء اللہ اور اعداء اللہ دونوں کیلئے ممکن بلکہ واقع ہے۔ لیکن اس حالت میں جو کلام رسول سننے میں آئے تو اس کا ضابطہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ کلام قرآن وحدیث سے تضاد رکھتا ہو۔ تو اس پر عمل نہ کیا جائے یہ کلام الہام اور کشف میں داخل ہے اور اس سے ان جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ اور اگر اس کلام کا قرآن وحدیث سے تضاد نہ ہو تو اس پر عمل کرنا نہ مطلوب شرعی ہے۔ اور نہ ممنوع شرعی ﴿۱﴾ لہٰذا اس ضابطے کے بنا پر یہ عورت اختیاری طور سے قربانی کر سکتی ہے۔ نہ وجوبی طور سے۔ وھو الموفق

نماز کے دوران جذب آنے کا حکم نیز قوت حافظہ کا وظیفہ

سوال: بعض لوگ مراقبہ کے دوران جذب ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی بحالت جذب ایسی زبان بولتے ہیں جس پر کسی کو سمجھ نہیں آتا نہ پیر کو نہ مرید کو۔ بعض حضرات نماز کے دوران اچھلتے کودتے ہیں۔ اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔ نیز قوت حافظہ کیلئے اور اجراء مطالعہ کیلئے کوئی وظیفہ بتادیں۔

المستفتی: شیر زمان دار العلوم نظامیہ عیدک میر علی وزیرستان......۴ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: جذب صادق ﴿۲﴾ اور جذب کاذب میں ہر صاحب قلب فرق کر سکتا ہے۔ ایسے جذبات سے امان مانگنا چاہئے جو کہ نماز اور عبادت میں رکاوٹ پیدا کردیں۔ آپ حصول علم اور اجراء مطالعہ کیلئے نماز خفتن (عشاء) کے بعد اکیس مرتبہ سورۃ کوثر پڑھا کریں۔ وھو الموفق

"الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" حضرت خواجہ عبدالمالک رحمہ اللہ کا بتلایا ہوا وظیفہ نہیں ہے

سوال: بندہ کو پیر عبدالمالک صاحب رحمہ اللہ نے یہ وظیفہ بتلایا تھا "الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ"

﴿۱﴾ قال العلامہ شیخ احمد الفاروقی المجدد الف ثانی ،الہام مثبت حل وحرمت نہ بود و کشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت نماید ارباب ولایت خاصہ یا عامہ در تقلید مجتہدان برابر اند کشوف والہامات ایشان را مزیت نمی بخشند۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۱۵۵ جلد ۲ مکتوب نمبر ۵۵)

﴿۲﴾ قال العلامہ سید احمد الطحطاوی الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلا وجہ لمطلق الانکار وفی التارخانیہ ما یدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴ جلد ۱ قبیل باب ما یفسد الصلوٰۃ)

کہ اس کو شب وروز میں تین سو تیرہ (۳۱۳) بار پڑھا کرے۔ اٹھارہ سال سے بندہ کا یہ وظیفہ ہے اب ایک مولوی صاحب نے بتلایا کہ یہ وظیفہ نہیں بلکہ مشرکانہ وظیفہ ہے۔ یہ تجھے شرک کی تعلیم دی ہے۔ تو آیا مولوی صاحب کا قول درست ہے یا پیر صاحب مرحوم کا؟

المستفتی: عبدالرحیم نقشبندی شاہی آباد کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی نمبر۱۴ ...... ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

الجواب: یہ وظیفہ حضرت صاحب قدس سرہ کا بتلایا ہوا وظیفہ نہیں ہے اور بہر حال اگر یہ درود شریف اس اعتقاد سے پڑھا جائے کہ فرشتے اس کو پہنچاتے ہیں۔ ﴿۱﴾ تو شرک نہیں ہے۔ البتہ جب علم غیب اور حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ ہو تو شرک ہے۔ وھو الموفق

بریلوی پیر سے بیعت یا مصطفےٰ مشکل کشا الغیاث الخ کا ورد

سوال: (۱) اگر کوئی شخص کسی پیر سے وظیفہ لے لے پھر معلوم ہوا کہ یہ پیر بریلوی عقائد رکھنے والا ہے۔ آیا دوسرے پیر سے وظیفہ لینا درست ہے یا نہیں۔ (۲) یا مصطفےٰ مشکل کشا الغیاث یا رسول اللہ اغثنا یا حبیب اللہ یہ ورد پڑھنا کس طرح ہے؟

المستفتی: عبداللہ مہاجر مدرسہ منبع العلوم لالحاج جلال الدین حقانی میران شاہ ...... ۱۶ صفر ۱۴۰۹ھ

الجواب: (۱) ایسے مرید پر ضروری ہے۔ کہ بلا اجازت دوسرے (صحیح العقیدہ) مرشد سے بیعت کرے۔ تاکہ علم وعمل میں ترقی نصیب ہو۔ ﴿۲﴾ (۲) خواص کیلئے یہ ورد جائز ہے۔ وہ تأویل سے خبردار ہوتے ہیں۔ اور عوام کیلئے زہر قاتل ہے۔ وھو الموفق

کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوشی سے جذبہ کا استدلال اور مسجد میں جذبہ کا حکم

سوال: بعض لوگ مسجد میں ذکر کرتے وقت امام لوگوں کو متوجہ ہو کر مخاطبین پر جذبہ لاتے ہیں اور جذبہ کے

﴿۱﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام. (رواه النسائي والدارمي. (مشكواة المصابيح ص ۸٦ جلد ۱ باب الصلوٰة على النبي ﷺ)

﴿۲﴾ قال الامام ولي الله الدهلوي ان الغرض من البيعة امره بالمعروف و نهيه عن المنكر وارشاده الى تحصيل السكينة لباطنة و ازالة الرذائل واكتساب الحمائد ثم امتثال المسترشد به في كل ذلك فمن لم يكن عالما كيف يتصور منه هذا. (القول الجميل ص ۲۲ شرائط البيعت)

وقت مسجد میں کودتے اچھلتے ہیں۔اور کروٹ بدلتے ہیں اور دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت کا پیش کرتے ہیں۔کہ ''وخرّ موسیٰ صعقا .الآیة''۔کیا مسجد میں شوروغوغا اور چیخ وپکار کا کوئی جواز ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی :اہالیان بانڈہ اربابان اسماعیل خیل نوشہرہ......۱۱/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب: مسجد میں اچھلنا کودنا،چیخنا ناجائز امور ہیں یہ مسجد کی توہین ہے اور طریقت سے تنفیر ہے۔موسیٰ علیہ السلام صحرا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے بے ہوش ہوئے تھے۔اور یہ لوگ اور ان کے پیر اس عظمت سے کورے ہیں یہ بے ہوش نہیں ہوتے۔﴿۱﴾ اور اگر بے ہوش ہوں تو بے ہوشی کی حالت میں نہ وضوء رہتا ہے اور نہ نماز صحیح ہوتی ہے﴿۲﴾ یہ عجیب لوگ ہیں کہ ان پر صحرا میں جذب نہیں آتا اور لوگوں کے سامنے جذب آتا ہے۔وھو الموفق

جہال اور اتباع سنت سے محروم لوگوں کو جذب آنا طریقت سے نفرت پیدا کرنا ہے

سوال : ہمارے ہاں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے۔جو بہت زور سے ذکر کرتا ہے اور رقص اور ہلٹر بازی کرتے ہیں اس کو عوام جذبہ کہتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی :عظیم الدین تنگی چارسدہ......۶/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب:جذب آنا حق ہے۔مگر اس کو کمال سمجھنا ناحق ہے جو لوگ علم دین نہ رکھتے ہوں قرآن پڑھنے سے وجد میں نہ آتے ہوں۔اتباع سنت سے محروم ہوں ﴿۳﴾ تو ان کا جذب طریقت سے نفرت پیدا کرنے والا ہے۔اعاذ نا اللہ تعالیٰ عنہ .وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ آلوسی ،عن ابن عمر وقد رأی ساقطا من سماع القرآن فقال انا لنخشی اللہ تعالیٰ وما تسقط .ھؤلاء یدخل الشیطان فی جوف احدھم ھذا نعت اولیاء اللہ تعالیٰ قال تقشعر جلودھم وتبکی اعینھم وتطمئن قلوبھم الی ذکر اللہ تعالی ولم ینعتھم اللّٰہ سبحانہ بذھاب عقولھم والغشیان علیھم انما ھذا فی اھل البدع وانما ھو من الشیطان .واخرج بن ابی شیبہ عن ابن جبیر قال الصعقۃ من الشیطان وقال ابن سیرین بیننا وبین ھؤلاء الذین یصرعون عند قراءۃ القرآن ان یجعل احدھم علی حائط باسطا رجلیہ ثم یقرأ علیھم القرآن کلہ فان رمیٰ بنفسہ فھو صادق. (روح المعانی ص ۳۸۴ جلد ۱۳ سورۃ الزمر آیت:۲۳)

﴿۲﴾قال الحصکفی وینقضہ اغماء ومنہ الغشی. (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار ص۱۰۲ جلد ۱ باب نواقض الوضوء)

﴿۳﴾قال الامام رازی رحمہ اللّٰہ وقد اجمعوا علی ان کل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ وان الشریعۃ حق العبودیۃ والحقیقۃ ھی حقیقۃ العبودیۃ وکل من صار من اھل الحقیقۃ وجب علیہ التقید بحق العبودیۃ وحقیقتھا وصار مطالبا باداب زائدۃ لیست علی غیرہ وکل من خلع من عنقہ ربقۃ التکلیف خامر باطنہ الزیغ والتحریف وقد کان الجنید رضی اللہ عنہ یقول لا تلتفتوا قط لشخص ولو تربع فی الھواء الا ان رأیتموہ تقید بالشریعۃ امراً ونھیا .(البھجۃ السنیہ فی اداب طریقۃ النقشبندیہ ص ۳۵ قبیل کتاب الاذکار)

مودودی جماعت میں داخل ہونے والے مرید سے مصلحتاً تعلق ختم کیا جاسکتا ہے

سوال: بیعت میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی مرید مودودی جماعت میں شمولیت اختیار کرے۔اور اپنی تمام ہمدردیاں جماعت کیلئے وقف کرے تو ایسے شخص کے بارے میں آنجناب کا کیا ارشاد ہے۔آیا اس کا یہ طریقہ کار بیعت کے خلاف تو نہیں ہے ویسے تو تمام اکابر امت اور علماء ربانی بالخصوص شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی اور مولانا محمد ذکریا صاحب اس جماعت کے شدید مخالف تھے جس پر ان کے مکتوبات اور رسالے شاہد عدل ہیں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد صادق کھلابٹ ٹاؤن شپ ہری پور.....۲۱رمحرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: مودودی گروپ میں داخل ہونے سے بیعت نہیں ٹوٹتی۔البتہ مرشد جب ایسے شخص کی اصلاح سے مایوس ہو۔تو مصلحتاً اس سے تعلق ختم کرنا چاہئے۔﴿۱﴾ وهو الموفق

نقباء،ابدال،عمد،غوث وغیرہا کی تشریح اور ثبوت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مولانا محمد ایوب پشاوری اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء کے ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔ وعن الكناني النقباء ثلثمائة والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخيار سبعة والعمد اربعة والغوث واحد مسكن النقباء المغرب ومسكن النجباء مصر ومسكن ابدال الشام والاخيار سياحون فى الارض والعمد فى زوايا الارض ومسكن الغوث مكه۔اس مسئلہ کے بارے میں آپ صاحبان کی رائے کیا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالحق اکبر پورہ نوشہرہ......۱۶ر نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: احادیث میں اولیاء اور ابدال کے الفاظ وارد ہیں دیگر تمام القاب علماء کے وضع شدہ ہیں۔اور

﴿۱﴾ قال الشيخ محمد بن عبد الله الخاني النقشبندي انه يجب على الشيخ اذا علم ان حرمته سقطت من قلب مريد ان يطرده من منزله سياسة فانه من اكبر الاعداء وكذلك يجب على الشيخ ان يشغل المريد بظواهر الشريعة وطريق العبادة ... وينبغى للشيخ ان لا يغفل عن ارشاد المريد الىٰ مافيه صلاحه فيأمره ان يغلق الباب بينه وبين بقية من عنده من اولاده فانه ما على المريد اضر من صحبة الضد. (البهجة السنية فى اداب الطريقة النقشبندية ص ۳۴ باب فى بيان المشيخة)

ان میں سے جو لقب یا ڈیوٹی نصوص سے متصادم نہ ہوتو ان کی تسلیم میں کوئی حرج نہیں ہے ﴿۱﴾ ۔ لاکن هـذا الـكـلام الـمسـطـور في الاستفتاء لا يخلو من نظر لانّ مولانا عبد القادر الجيلاني قدس سره كان يسكن في بغداد الى آخر حياته وكان عند اهل الفن غوثا وقطبا۔ فافهم

بیعت وسلوک، طلب فیض اولیاء ووسیلہ ودعا نمودن بحرمت اولیاء

سوال: (۱) چند مسائل تحت بحث علمائے افغانستان بود لہذا حل مطلب نماییم، اول حکم طریقت یا بیعت چیست کہ برائے مردم توسط شیخ تلقین میگردد۔ ویا بہ اصطلاح مرید میشوند مشروع است یا نہ؟ (۲) طلب نمودن فیض از اولیاء واولیاء اللہ را وسیلہ ساختن بہ خداوند چہ حکم دارد۔ (۳) دعا نمودن بہ حرمت انبیاء واولیاء جواز دارد یا نہ۔

المستفتی: عبد اللہ صاحب افغان مہاجر پشاور شہر ...... یکم رشعبان ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) مریدی عبارت است از بیعت شدن ومشروعیت آں ثابت است از آیت يا ايها النبي اذا جاءك المؤمنات يبايعنك الآية ﴿۲﴾ (سورة الممتحنه) واز حديث عبادة بن صامت رواه البخاري في كتاب الايمان ﴿۳﴾ وكفى بالتعامل اصلاً ودليلاً ۔ (۲) استفاضہ اہل از اہل جائز بلکہ واقع است لاکن بہ نحیکہ اہل فن متعین کردہ اند۔ ﴿۴﴾ (۳) جائز است بلا شک وشبہ۔ ﴿۵﴾

﴿۱﴾ قال الملا علي قاري: حديث الابدال من الاولياء له طرق عن انس مرفوعا با لفاظ مختلفة كلها ضعيفة ذكره ابن الديبع وعن ابن الصلاح اقوى ما روينا في الابدال قول علي انه بالشام يكون الابدال واما الادباء والنجباء والنقباء فقد ذكرها بعض مشائخ الطريقة ولا يثبت ذلك قلت قال الزركشي في مسند احمد من حديث عبادة ابن الصامت مرفوعا الابدال في هذه الامة ثلاثون مثل ابراهيم خليل الرحمن كلمامات رجل ابدل الله مكانه رجلاً وهو حسن وله شاهد من حديث ابن مسعود في الحلية. (الموضوعات الكبرى للقاري ص۴۸ رقم حديث ۔۱۲۵)

﴿۲﴾ (پاره: ۲۸ سورة الممتحنه آيت: ۱۲)

﴿۳﴾ عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال وحوله عصابة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تأتوا ببهتان تفترونه بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فاجره على الله ...... فبايعناه على ذلك.
(صحيح البخاري ص۷ جلد ۱ باب علامة الايمان حب الانصار كتاب الايمان)

﴿۴﴾ قال العارف عبد الغني النابلسي قدس سره في شرح ابن الفارض قدس سره ما يتحليه السالك من معاني تجليات الحضرة الالهية وقت حضوره معها بها لا بنفسه انما يكون من المرشد الكامل بطريق التوجه الرباني والامداد الرحماني فتارة ياتي بالالقاء الالهامي من القلب الى القلب مع صدق الحال وتارة ياتي بتقرير العبارات وتبيين الاشارات وتارة بالباس خرقة الصوفية المشهورة وشرطها (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غوث،قطب،ابدال،بندگی اورعبدیت کے مدارج ہیں نہ کہ الوہیت کے

سوال: تصوف میں جوغوث،قطب اورابدال کی اصطلاحات ہیں۔یہ کہاں سے ثابت ہیں اورکس زمانے سے شروع ہوئے ہیں۔ان مراتب کی تفصیل فرمائیں۔

المستفتی: محمد شعیب دارالعلوم عربیہ گجرات مردان......۲۰رشوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: اولیاءکاوجودقرآن﴿۱﴾واحادیث سے ثابت ہے۔اورابدال کاوجودصرف احادیث سے ثابت ہے۔اخرجہااحمدوابن عساکر۔البتہ دیگرالفاظ(غوث وقطب)وغیرہ کاثبوت علماءراسخین کے کلام سے معلوم ہوا ہے۔﴿۲﴾اوربہرحال یہ بندگی اورعبدیت کے مدارج ہیں نہ کہ الوہیۃ،ربوبیت اورقیومیت کے مناصب۔وھو الموفق

مولوی اللہ یارخان چکڑالوی کااختراعی اورمن گھڑت طریقت

سوال: محترم جناب حضرت العلامہ مولاناشیخ الحدیث مفتی اعظم محمدفریدصاحب دامت برکاتہم!

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) کمال الصدق من الطرفین فیسری الحال الصادق با مر اللہ تعالیٰ فی المرید الصادق وتارۃ ینظر الشیخ الصادق من قولہ ﷺ حکایۃ عن ربہ کنت بصرہ الذی یبصربہ فی الحدیث المشروط بالتقرب بالنوافل الخ .(البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقہ النقشبندیہ ص ۴۲ فصل کتاب الاذکار)

﴿۵﴾قال ابن عابدین یراد بالحق الحرمۃ والعظمۃ فیکون من باب الوسیلہ وقد قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقد عد من اداب الدعاء التوسل علی ما فی الحصن وجاء فی روایۃ اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطراً الحدیث.(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۸۱ جلد۵ فصل فی البیع کتاب الحظر والاباحۃ)

﴿۱﴾ قال اللہ تعالیٰ الآان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون .الذین آمنوا وکانوا یتقون .(سورۃ یونس آیت:۶۲،۶۳پارہ:۱۱) وقال اللہ تعالیٰ وما کانوا اولیاءہ .ان اولیاءہ الا المتقون ولکن اکثرھم لایعلمون . (پارہ:۹ سورۃ الانفال ع:۱۸ آیت:۳۴)

﴿۲﴾قال الملا علی قاری الابدال من الاولیاء (الحدیث)لہ طرق عن انس مرفوعابالفاظ مختلفۃ کلھا ضعیفۃ ذکرہ ابن الدیبع .وعن ابن الصلاح :اقویٰ مارویناہ فی الابدال قول علی انہ بالشام یکون الابدال واما الادباء والنجباء والنقباء فقد ذکرھا بعض مشائخ الطریقۃ ولایثبت ذلک .قلت وقال الزرکشی فی مسند احمد من حدیث عبادۃبن الصامت مرفوعا الابدال فی ھذہ الامۃ ثلاثون مثل ابراھیم خلیل الرحمن کلمامات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلاً .(کشف الخفاء ص ۲۴ جلد ۱ مسند احمد ص ۳۲۲ جلد۵)وھو حسن ولہ شاھد من حدیث ابن مسعود فی الحلیۃ .قال السیوطی ولہ شواھد کثیرۃ بنیتھا فی التعقبات علی الموضوعات،ثم افردتھا بتالیف مستقل .(الموضوعات الکبریٰ للقاری ص۴۸ رقم حدیث: ۱۳۵)

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی ایک مولوی ہے جو کہ ایک خاص طریقہ تصوف پر چل رہا ہے۔اور ان کے کچھ اتباع ہمارے وطن میں موجود ہیں۔انہی کا طریقہ بیعت یہ ہے کہ عام طور پر اس کے بیعت میں، رجال، نساء، صبیان سب داخل ہو سکتے ہیں۔اور جب داخل ہوتے ہیں تو اسی روز یا نہایت دوسرے روز یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے اتنا کشف مل گیا کہ مجھ کو ہر شخص کے احوال معلوم ہوتے ہیں۔اور لوگوں کو کہتا ہے کہ فلاں شخص دوزخ میں ہے۔فلاں جنت میں ہے اور بعض سے یہ کہتے ہیں کہ ہر آدمی جو ہمارے طریقہ میں داخل ہو جائے ہم بالذات اس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاتے ہیں۔اور ہر آدمی جب اس میں داخل ہوا اسی روز خلیفہ مجاز بنتا ہے اور وہ سب کچھ کہتا ہے جو اصل خلیفہ کہتا ہے۔مولوی اللہ یار خان اپنے تصنیف میں کہتا ہے کہ جو پیر کسی کو رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچا سکتا تو وہ پیر راہزن ہے(**دلائل السلوک ص ۴۷، ۴۸**) ان میں سے بعض متبعین کہتے ہیں کہ مراقبہ میں ہمیں سارے انسان خنزیر، کتے، لومڑی وغیرہ کے شکل میں معلوم ہوتے ہیں اور بعض لوگ ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ روح کی اصلی شکل وہی ہے کہ مابعد الموت دیا جاتا ہے اور وہی شکل ہم ابھی دیکھتے اور نظر آتے ہیں۔اور یہ بھی کہتا ہے کہ فلاں میت کو میں نے تعلیم دیا اور اس کے لطائف کو منور کر دیا تو اس کیلئے عذاب میں تخفیف ہوئی اور یہ کہتا ہے کہ ہم جب بھی چاہیں۔اموات، ملائکہ، ارواح اور احیاء مع بعد مسافت کے ان کے ساتھ باتیں کر سکتے ہیں۔منجملہ اس کے یہ ہے کہ جب کوئی آدمی ہمارے حلقہ میں نیا داخل ہوتا ہے تو یہ لوگ ژوب (بلوچستان) سے آواز کرتے ہیں اللہ یار خان! اور اللہ یار خان چکڑالہ سے جواب دیتا ہے کہ اس آدمی کو میں نے رسول پاک ﷺ کے ہاں پیش کر دیا بس اس کو داخل کرو۔اور جب کسی آدمی کو دعوت دیتے ہیں تو اس کو مقبرہ میں لے جا کر برزخ کا عذاب وغیرہ دکھائے گا۔اور پھر وہ ان امور کو دیکھ کر مجبور ہو جاتا ہے اور داخل ہو جاتا ہے اور ان میں سے جو لوگ تلاوت کے لائق ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم لوح محفوظ پر تلاوت کر رہے ہیں۔کیونکہ اس قرآن میں کبھی غلطی ہوتی ہے اس لئے اس کے پڑھنے میں تکلیف ہے۔اور بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارا شق صدر چند دفعہ ہوا ہے جیسا کہ شق صدر رسول اللہ ﷺ کا ہوا ہے۔اگر انہیں سے یہ کہا جائے کہ شاید یہ مکاشفات شیطان کے تلبیس سے ہوں تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارے کشف کے منازل مافوق العرش ہیں اور وہاں شیطان کا تسلط نہیں ہے۔اور یہ مکاشفات سب کو ہوتے

ہیں۔لیکن الاجہل فالاجہل کوزیادہ ہوتے ہیں۔ بالخصوص صبیان ونساء کوزیادہ ہوتے ہیں اور غیر ہم بھی یہ تصدیق کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ رتبہ والے ہیں اوراس سلسلہ میں شیعہ لوگ بھی شامل ہیں جوزیادہ کشف والے ہیں اور جولوگ کسی تعلیم وتعلم دینی میں مشغول ہوں تواس کو کہتے ہیں کہ یہ راہ نجات نہیں ہے۔ بلکہ راہ نجات یہ ہے کہ عوام اور جاہل لوگوں میں جوگھومتا ہےاوردعوت دیتا ہےاور کہتا ہے کہ ہر حاجت کا علاج اس طریقہ میں ہے۔مثلاً مریض کوکہتا ہے کہ دوائی کے بجائے یہ سبب شفا ہےاور طالب علم کوکہتے ہیں کہ یہ سبب وسعت ذہن ہےاورسبب غنا ہےوغیرہ۔

(۱)قال الله یار خان فی اسرار الحرمین ص ۷۱ :میرا پہلے یہ عقیدہ تھا کہ شیعہ کافر ہےاور پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا توانہوں نے اس عقیدہ کوصحیح قراردیا۔

(۲)اسرار الحرمین ص ۶۲ : میں نے نوح علیہ السلام کودیکھا اس نے کہا کہ میری قبر مسجد خیف کے قریب ہے تفاسیر نے غلط بتلایا ہے۔ص ۳۷ پرلکھتا ہے فلاں حدیث میں یہ جملہ درج ہے کیونکہ مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے۔اس پیر کے بارے میں وضاحت فرمائی جائے۔

المستفتی :علماء،ژوب بلوچستان......۴رربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

الجواب:اس متعلقہ تحریر کے بنا پراس اختراعی (من گھڑت)طریقت میں داخل ہونا خلاف طریقت بلکہ خلاف شریعت ہے کیونکہ طریقت کی غرض وغایت احسان اوراخلاص کاحصول ہے۔ان تعبد الله کانک تراه فان لم تراه فانه یراک ۔،الحدیث ۔نہ کہ کشف،تصرف مثلاً مریدین کا براہ راست آنحضور ﷺ کے دربار تک پہنچانا وغیرہ۔ یہ امور اہل تصوف کے نزدیک نہ مقاصد ہیں۔اورنہ داروںمدار ہیں ﴿۱﴾ پس جب اس گروہ نے ان زوائد کومقاصد بنایا اوران کو دارومدار کمال بنایا۔اوراس مکر کودائرہ کی توسیع کا آلہ بنایا تو ایسے لوگوں سے اہل اسلام کواجتناب نہایت ضروری ہے۔

﴿۱﴾ قال الشیخ احمد الفاروقی المجدد الف ثانی فی رعایة الشریعة اعلم ان رعایة ادب من الاداب والاجتناب عن کراهة ولو تنزیهیة افضل من الذکر والفکر والمراقبة والتوجه بمراتب نعم اذا جمع هذه الامور مع تلک الرعایة فقد فاز فوزاً عظیماً ولایحصل ذلک بدون دوام العبودیة اذالمقصود من خلق الانسان انما هواداء وظائف العبودیة وامة العشق والمحبة فی الابتداء فتعلقه بهما لا جل قطعه عما سوی جناب الحق تعالیٰ ولیسامن المقاصد بل لاجل تحصیل مقام العبودیة فلهذا کانت العبودیة نهایة مراتب الولایة ولیس فی درجات الولایة مقام فوق العبودیة ودوامها لایتصور بدون اداء العبادة الخ (البهجة السنیة فی اداب الطریقة النقشبندیه ص ۳ مقدمه)

نوٹ: کشف اور خواب کی وجہ سے کسی مردہ یا زندہ پر بدظن ہونا حرام ہے۔ نیز ان کی وجہ سے اہل حق کی تحقیقات کا رد کرنا جسارت بلکہ حماقت ہے. وھو الموفق

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی کے بارے میں علماء ژوب کا دوبارہ استفسار

سوال: محترم مفتی صاحب آپ نے اس سے پہلے مولوی اللہ یار خان کے بارے میں ہمیں فتوی دیا تھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ میں نے مکمل کتابیں مطالعہ نہیں کی ہے اب ہم آپ سے دوبارہ فتوی کے خواہشمند ہیں کیونکہ شاید آپ نے ابھی ان کے کتب کا مطالعہ کیا ہوگا اس دفعہ ہم نے آپ کو ان کے کتابوں کے عبارات نہیں بھیجے۔ کیونکہ اس سے پہلے استفتاء میں ہم نے عبارات ارسال کئے تھے اور دوسری بات یہ کہ ہم یہ نہیں مانگتے کہ آیا یہ کافر ہے یا مسلمان۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آیا اس سے بیعت جائز ہے یا نہیں۔

مجانب: علماء ژوب بلوچستان

الجواب: محترم ہم اصولی طور سے سابقہ جواب سے زائد جواب دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ ایسے شخص سے جو کہ ,,ہر نئے تعمیر کو لازم ہے تخریب تمام،، کی پالیسی رکھتا ہو۔ اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

مولوی اللہ یار خان چکڑالوی کے بارہ میں سہ بارہ استفسار

سوال: محترم جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مولوی اللہ یار خان کے متعلق آپ کے جوابات موصول ہوئے ہیں۔ برائے مہربانی کوئی واضح اور صاف جواب تحریر فرماویں کہ ایک راستہ متعین ہوجائے۔ آپ صاحبان کا فتوی جانبین کے تائید کا محتمل ہے۔ مہربانی ہوگی۔

ازمولوی اللہ داد خطیب جامع مسجد فورٹ سنڈیمن

﴿۱﴾ قال الرازی رحمہ اللہ ومن المدعین للطریق جماعۃ وسموا انفسھم بالمشایخ الصادقین کما یقال الملامیۃ والقلندریۃ والحیدریہ والحریریہ وکذلک من ینسب نفسہ الی الاحمدیہ والدسوقیہ والرفاعیہ والمسلمیہ والبسطامیہ واشباھھم فان الغالب علی ھؤلاء مخالفتھم لطریق من انتسبوا الیہ فان المنقول عن اشیاخ ھؤلاء التقید باداب الکتاب والسنۃ قال والضابط فی تمییز الصادقین منھم من غیرھم اقامتھم الاعمال الشرعیۃ علی قانون المتابعۃ والتأدب باداب اھل الطریق علی وفق سیر المشائخ قال وکل من ادعی انہ خلص مع اللہ ضمیرہ ونال رتبتہ فی الحقیقۃ الخ. (البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقۃ النقشبندیہ ص۳۵ باب فی بیان المشیخۃ)

الجواب: محترم المقام جناب اللہ داد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی حضرت الاستاد مفتی اعظم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جناب مفتی صاحب مدظلہ کے نام آپ لوگوں کی جانب سے متعدد بار استفسارات ہوئے ہیں۔ حضرت دامت برکاتہم نے آپ کو اصولی جواب عنایت فرمایا ہے۔ اور مدلل جواب دیا ہے۔ دارالافتاء سے اس کے علاوہ شخصی فیصلہ صادر نہیں ہوسکتا۔ البتہ دو باتیں میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) ایسا شخص جس کے تصوف کا رنگ سلف صالحین اور اکابر مرحومین کے خلاف ہو۔ اور اس کے دعاوی جمہور اہل اسلام کے مطابق نہ ہوں۔

(۲) اس کے مریدین بلا پابندی شرع اڑنے کے مدعی ہوں۔ اور عوام میں فتنہ برپا کرنے کا عزم رکھتے ہوں۔ تو ایسے شخص سے نہ صرف یہ کہ بیعت نہ کرنی چاہئے بلکہ اس کے ساتھ مجالست اور تعلق داری سے بھی اجتناب ضروری ہے. ھذا ماعندی ولعل عند غیری احسن من ھذا.

کتبہ: عبدالحکیم خادم دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ۔ بمہر حضرت صدر مفتی صاحب مدظلہ دارالعلوم حقانیہ مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم۔

مولوی اللہ یار خان کا طریقت وتصوف عقیم اور غیر منتج ہے

سوال: مولوی اللہ یار خان اپنے کتاب دلائل السلوک کے ص ۴۴ پر لکھتے ہیں۔ چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں آنحضرت ﷺ سے روحانی تعلق قائم کرسکتا ہے۔ دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ ہماری جماعت میں کئی افراد ایسے موجود ہیں جو ایک ہفتے میں آنحضرت ﷺ کے دست مقدس پر بیعت کرا سکتے ہیں۔ ص ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مدعی دربار نبوی تک رسائی نہیں رکھتا۔ اور پھر بیعت لیتا ہے تو وہ ماخوذ ہوگا اور دھوکہ باز ہے۔ پس ناقص اور کامل کی یہی پہچان ہے۔ دلائل السلوک ص ۵۸ پر غوث، قیوم، قطب وغیرہ کے اعلیٰ اوصاف ذکر کرتے ہیں چونکہ غوث کے اوصاف میں یہ صفت بھی درج کی ہے۔ کہ وہ اپنے شاگردوں کو غیبی فیض دیتا ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ کئی مزارات پر میرا گزر ہوا۔ لوگ عقیدت کا اظہار کررہے ہیں اور صاحب قبر کو عذاب ہو رہا ہے آپ کے کئی شاگرد اور مریدین برسرعام دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے حضرت بھی تمام مناصب تقسیم کرتے ہیں۔ یعنی ظاہر شیخ سے نہ بیعت کی اور نہ تربیت حاصل کی۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: حق نواز فاضل وفاق المدارس ناظم دفتر جامعہ اشرفیہ سکھر ۔ ۸ر رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: اس پیر صاحب نے بیعت دینے کے جو شرائط مقرر کئے ہیں۔ تو اس میں اس پیر صاحب نے تمام ارباب طریقت، متقدمین اور متاخرین سے مخالفت کی ہے اور قابل تعجب یہ تضاد بیانی ہے۔ کہ کبھی کشف کو غیر معتد بہ قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو شرط کمال اور شرط ولایت کہتے ہیں بہر حال ایسا مدعی پیر جنگلی اور فوجی لوگوں سے مناسبت رکھتا ہے۔ طالبان خدا کیلئے ایسا تصوف عقیم اور غیر منتج ہے۔ وھو الموفق

پیر کے الفاظ ,,مقبولک مقبولی و مردودک مردودی'' کا حکم

سوال: اگر کوئی پیر کسی آدمی کو کہہ دیں ,,مقبولک مقبولی و مردودک مردودی'' پھر یہ آدمی ہمیشہ یہ بات مجالس میں کرتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عطاء الرحمن پیر سباق نوشہرہ..... ۲۳ر صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

الجواب: یہ الفاظ مکر اور خدع سے بولے ہوئے ہیں۔ ان سے عوام یا تابع اوہام مرغوب کئے جاتے ہیں ایسے الفاظ بکنے والا خود مردود ہونے کے خطرات میں گرفتار ہے۔ وارو مدار قبول ورد موافقت ومخالفت شریعت پر ہے ﴿۱﴾ نہ کہ کسی کے عزم وارادہ پر۔ فقط

فسخ بیعت، ارواح کی مجلس ذکر میں حاضری اور علماء حق کا اعتدال

سوال: (۱) جس شیخ سے مرید کو فائدہ نہیں ہوتا ہو۔ تو کیا دوسرے پیر سے بیعت کرنا درست ہے؟ جبکہ پہلے شیخ سے بھی اعتقاد رکھتا ہو۔ (۲) جو مرید پہلے مرشد سے باوجود فائدہ ہونے کے بیعت فسخ کردے۔ اور دوسرے پیر سے بیعت کرے۔ کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ (۳) کیا اولیاء کرام یا علماء عظام یا تمام انسانوں کی ارواح دنیا میں واپس آسکتے ہیں؟ (۴) ایک صوفی صاحب کہتے ہیں کہ مجلس ذکر میں ادب سے ذکر کرو۔ کیونکہ سلسلہ طریقت کے اصحاب کے ارواح حاضر ہو کر مجلس ذکر میں بیٹھتے ہیں۔ کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ (۵) ایک صاحب سے سنا ہے کہ

﴿۱﴾ وقد قال الجنيد رضي الله عنه يقول لاتلتفتوا قط لشخص ولو تربع في الهواء الا ان رأيتموه تقيد بالشريعة امراً ونهياً .(البهجة السنية في الطريقة النقشبنديه ص ۳۵ باب في بيان المشيخة)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔اور علماء دیوبند کا یہی مسلک ہے حتیٰ کہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے بھی یہ بات ''انوار ولایت'' میں نقل ہو چکی ہے۔ جو بات سوال نمبر ۴ میں لکھی ہے۔ کیاان کا یہ کہنا درست ہے؟

المستفتی: میاں گل زادہ ڈاگ اسماعیل خیل نوشہرہ پشاور.....۱۹۷۰ء/۹/۵

الجواب: (۱) اگر مرید کو باوجود پابندی معمولات فائدہ مثلاً اتباع سنت کی رغبت نہیں پہنچتا ہو تو اس کیلئے تجدید جائز ہے۔ (مجموعة الفتاوىٰ ص ۲۱۷ جلد ۲. ﴿۱﴾ (۲) ایسا شخص برکت اور فائدہ سے ہر جگہ محروم رہتا ہے۔ (القول الجمیل) یعنی یہ موثر نہیں مضر ہے۔ ﴿۲﴾ (۳) مولانا رشید احمد گنگوہی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور امام شاہ ولی اللہ صاحب اور امام سیوطی نے اپنے تصنیفات میں جواز لکھا ہے۔ یعنی آسکتے ہیں باذنہ تعالیٰ۔ اگر حوالوں کی ضرورت ہو۔ ﴿۳﴾ تو دوبارہ مراجعت کریں۔ (۴) اگر چہ یہ ممکن ہے۔ اور بسا اوقات کشف کے ذریعے فعلیت بھی ثابت ہے۔ لیکن یہ عقیدہ عوام کیلئے منجر الی الشکوک بنتا ہے۔ (۵) علماء حق میں اعتدال موجود ہوتا ہے۔ نہ وہ نجدیہ سلفیہ کی طرح تشدد کرتے ہیں اور نہ مبتدعین کی طرح امانی (خالی آرزوں) کو معتقد بناتے ہیں۔ مولانا احمد علی لاہوری کا صاحب کشف ہونا امر مسلم ہے۔ اور ان کا رد شرک و بدعت بھی امر مخفی نہیں ہے۔ فقط

﴿۱﴾ وایضا قال الشیخ محمد بن عبد الله الخانی النقشبندی وجوزوا التعدد بل فی حیاة الشیخ الاول اذا رأى الطالب رشده فی موضع آخر یجوز له من غیر انکار لشیخه الاول ان یذهب الیه ویاخذ علیه ویتخذه شیخا ثانیا. (البهجة السنية فی اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۰ باب فی بیان المشیخة)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن حجر المکی فی خاتمة الفتاوىٰ من المسائل المنثورة والاخذ عن مشائخ متعددین یختلف الحال فیه من بین من یرید التبرک ومن یرید التربیة والسلوک فالاول یاخذ ممن شاء لاحجر علیه واما الثانی فیتعین علیه علی مصطلح القوم السالمین ...... ان لا یبتدئ الا بمن جذبه الیه حاله قهراً علیه بحیث اضمحلت نفسه بقاهر حال ذلک الشیخ المحق وتحلت له عن شهواتها وارادتها فحینئذ یتعین علیه الا ستمساک بهدیه والدخول تحت جمیع اوامره ورسومه ...... فان لم یجد حال شیخ کذلک فلیتحر اورع المشائخ واعرفهم بقوانین الشریعة والحقیقة. ویدخل تحت اشاراته ورسومه کذلک ومن ظفر بشیخ بالوصف الاول والثانی فحرام علیه عند هم ان یترکه ...... اذخاصیته سوء الادب زوال البرکة وتبدل النور بالظلمة والحجاب والبعد المعنوی والضرر تغیر طبع الشیخ اولم یتغیر الخ. (البهجة السنية فی اداب الطريقة النقشبنديه ص ۲۴ باب فیما یلزم المرید من الشرائط)

﴿۳﴾ (والتفصیل فی کتاب الروح لابن القیم الجوزیه المسئالة الثالثه هل تتلاقی ارواح الاحیاوارواح الاموات)

حقیقت محمدی اور روح محمدی سے بریلویوں کے استدلالات کا جواب

سوال: بریلوی حضرات حضور ﷺ کو حاضر و ناظر، عالم الغیب اور متصرف فی الکائنات سمجھتے ہیں۔ جبکہ علماء دیوبند ان عقائد کو شرکیہ کہتے ہیں۔ بریلوی کہتے ہیں کہ ہم یہ عقائد حضور ﷺ سے بلحاظ بشریت ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ جہت حقیقت محمدیہ سے ثابت کرتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ مصدر کائنات اور مبدء کائنات اصل کائنات ہے۔ جس طرح مصدر اپنے تمام مشتقات میں موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح حقیقت محمدیہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری وساری ہے اس کو ہم حاضر و ناظر کہتے ہیں۔ اور اسی کے وسیلہ سے کائنات بنی ہے اور قائم بھی ہے۔ اس کو متصرف فی الکائنات کہتے ہیں۔ یہ عقائد ہم بلحاظ وجود نہیں مانتے۔ نیز علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حقیقت محمدیہ اصل کائنات اور مبدء الآثار ہے۔ علماء دیوبند اسی حقیقت محمدیہ کی جہت سے نبوت بالذات اور حیات بالذات کے عقائد رکھتے ہیں۔ بلکہ تخلیق آدم سے قبل حضور ﷺ کی نبوت بالفعل کے قائل ہیں۔ حالانکہ اصطلاح حقیقت محمدیہ نظریہ وحدۃ الوجود کی اصطلاح ہے جیسا کہ ابن عربی نے ساتویں صدی میں اختراع کیا ہے۔ حقیقت محمدیہ کو ذات مطلق (خدا تعالیٰ) کا تعین اول اور تنزل اول بھی مانتا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ نظریہ کشف سے ثابت ہے اور سہارا موضوع اور ضعیف احادیث کا لیا ہے۔ مثلاً حدیث لولاک الخ اول ماخلق اللہ نوری، اول ماخلق اللہ العقل، حدیث جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ قرن اول میں ایسی کوئی چیز ثابت نہیں دیوبندی حضرات اس نظریہ کو بھی تکمیل ایمان کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور اس کشفی اور اختراعی نظریہ کی مختلف تعبیروں کو عقائد کی کتب میں درج کر چکے ہیں۔ تو کیا یہ دیوبندی بریلوی اختلاف صحیح بنیادوں پر ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: صوفی انور حویلی بہادر شاہ شورکوٹ جھنگ......۲۴ ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: اول ماخلق اللہ روحی، اول ماخلق اللہ نوری ضعیف روایات ہیں۔ لیکن ضروریات دین سے متصادم نہیں ہیں۔ اور حقیقت محمدی ایک کشفی امر ہے۔ ﴿۱﴾ یہ نہ روح محمدی سے تعبیر ہے اور نہ نور محمدی سے تعبیر ہے۔ کما لا یخفی علیٰ من راجع الی کتب اھل التصوف. ﴿۲﴾ ایسے کشفی امر سے ضروریات دین کو

﴿۱﴾ قال الشیخ العلامہ مفتی عظم محمد فرید حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی کا فرق یہ ہے۔ حقیقت محمدی وہ حقیقت ہے۔ کہ محبوبیت کے ساتھ کچھ مقدار محبیت کا بھی خلط ہوا ہو۔ اور حقیقت احمدی وہ حقیقت ہے کہ خالص محبوبیت اس میں موجود ہو۔ (سلسلہ مبارکہ ص ۱۷۲ مراقبات ولایت کبریٰ)

﴿۲﴾ قال الشیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی در جواب گویم کہ حقیقت محمدی نہایت مقامات نزول محمد علیہ السلام است از واج تنزیہ وتقدیس وحقیقت کعبہ نہایت مقامات عروج است۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۳۳۴ جلد ۱ مکتوب ۲۰۹)

مجروح کرنا نفس کا تقاضا ہے۔ اور نہ عقل کا۔ اور عالم کا فیض روح محمدی ہونا نہ مردود ہے اور نہ ممنوع۔ لسکوت الاحادیث عنہ۔ البتہ روح محمدی کا مادہ اور مصدر ہونا تمام عالم کا مردود ہے لاستلزامہ وجود روح محمد
• فی المسلم والکافر وفی النجاسات والطیبات ولا ستلزامہ کون روحہ جزء من کل مخلوق مثل المصدر من المشتقات وغیر ذلک من الاشکالات۔ وھو الموفق

کسی زندہ پیر سے بیعت اور تعویذات کرانا اور درود شریف پڑھنا

سوال: (۱) کسی زندہ پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے۔ (۲) کسی پیر سے تعویذات کرانا کہ میرا فلاں کام ہو جائے کیسا ہے۔ (۳) نماز پڑھنے کے بعد یا کسی وقت بھی درود شریف پڑھنا از روئے شرع کیسا ہے۔ بینوا و توجروا

المستفتی: سیف الدین اٹک

الجواب: (۱) زندہ متشرع صحیح العقیدہ پیر سے بیعت کرنا مستحب اور اہم امر ہے۔ ﴿۱﴾ (۲) نہ ممنوع ہے اور نہ مطلوب ہے۔ بلکہ مباح ہے جبکہ مضمون غلط اور شرکی نہ ہو۔ ﴿۲﴾ (۳) درود شریف پڑھنا بذات خود عظیم عبادت ہے۔ لیکن التزام مالا یلزم ﴿۳﴾ عظیم بدعت ہے۔ فقط

مشرک مبتدع اور جاہل یا متجاہل پیر سے بیعت کرنا

سوال: (۱) ایک پیر عرس کراتا ہے۔ انگھوٹے چومتا ہے۔ اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام ندائیہ بلا ناغہ پڑھتا

﴿۱﴾ قال الامام العارف الشیخ عبدالوھاب الشعرانی قد اجمع اھل الطریق علی وجوب (لزوم) اتخاذ الانسان لہ شیخا یرشدہ الی زوال تلک الصفات التی تمنعہ من دخول حضرت اللہ تعالیٰ بقلبہ لتصح صلاتہ من باب مالایتم الواجب الا بہ فھو واجب (لازم) ولا شک ان علاج امراض الباطن من حب الدنیا والکبر والعجب والریاء والحقد والحسد والغل والنفاق کلہ واجب الخ (البھجۃ السنیۃ فی اداب الطریقۃ النقشبندیہ ص ۴ مقدمہ)

﴿۲﴾ لحدیث ورد فیہ لاباس بالرقی مالم یکن فیہ شرک رواہ مسلم وابوداؤد (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی) وایضا عن عبد اللہ بن عمر ومن لم یعقل کتبہ فاعلقہ (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین وبان تخصیص الذکر بوقت لم یرد بہ الشرع غیر مشروع (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۱۳ جلد ۱ باب العیدین)

ہے۔ایسے پیر سے بیعت کرنا اور مرید ہونا کیسا ہے؟(۲)ایک پیر علماء دیوبند کو اسلام سے خارج سمجھتا ہو۔اور احمد رضا خان کو حق ومقتدا مانتا ہو۔ایسے پیر سے بیعت ہونا کیسا ہے؟

المستفتی: قائم الدین ڈھوک زمان میانوالی ۔۔ ۲۳٫۷٫۱۹۷۸ء

الجواب:(۱)اہل اسلام کیلئے مشرک اور مبتدع پیر سے بیعت کرنا حرام اور عظیم ترین گناہ ہے۔ ﴿۱﴾

(۲)ایسے جاہل یا متجاہل پیر سے مرید ہونا جہل مرکب میں باقی رہنے کا کامیاب ذریعہ ہے۔

صفات جمالیہ اور جلالیہ اور مراقبات کی وضاحت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمالی صفت اور اسکا مصداق اور نشانی کیا ہے۔وهكذا صفت الجلال کیا ہے۔اور اس کے مراقبوں کے اثرات کیا اس کے مطابق ہوتے ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: خلیل الرحمٰن انور خطیب موٹن آرٹلری رجمنٹ جہلم ... ۳رشعبان ۱۳۸۹ھ

الجواب: جن صفات میں غلبہ کا معنی ہو جیسے عزیز، ملک، قہار، منتقم وغیرہ۔تو ان کو صفات جلالیہ کہا جاتا ہے۔ اور جن صفات میں شفقت اور ترحم کا معنی ہو جیسے رحمان، رحیم، کریم، غفور۔تو ان کو صفات جمالیہ کہا جاتا ہے۔ ﴿۲﴾(وفي الحقيقة الصفات هي المبادي والاسماء هي المشتقات)اور ان صفات اور اسماء کے مراقبات وغیرہا جمالی اور جلالی ہوتے ہیں علی وفق الصفات والاسماء۔فقط

کامل پیر طریقت کی پہچان کا طریقہ

سوال: کامل پیر طریقت آپ صاحبان کے نزدیک پاکستان میں کون ہیں۔اور قابل بیعت پیر کی پہچان کیا ہے؟

﴿۱﴾قال الامام رازي والضابط في تميز الصادقين منهم من غيرهم اقامتهم الاعمال الشرعيه على قانون المتابعة والتأدب باداب اهل الطريق على وفق سير المشائخ قال وكل من ادعى انه خلص مع الله ضميره ونال رتبة في الحقيقة وانه تنزه عن التقيد بظاهر الشريعة وسقط عنه التكليف والارتسام بمراسم الشريعة وجعل التقيد بالشريعة للعوام المنحصرين في مضيق الاقتداء فاعلموا انه مفتون في دينه وهو من اهل الالحاد والزندقة والفلسفة والاباحة فاياكم ان تصحبوا مثل هذا وتعتقدوه فان ظلمة انفاسه سم قاتل لقلوب المريدين اولايعلم هذاالجاهل المغرور ان الشريعة هي قشر لب الحقيقة الخ .(البهجة السنية في اداب الطريقة النقشبنديه ص ۳۵ باب اداب المشيخة)

﴿۲﴾قال العلامه الوسي والصفات اما جمالية او جلالية،وللاولى السبق كما يشير اليه حديث سبقت رحمتي غضبي . وباء الجر اشارة اليها لانها الواسطة في الاضافة والافاضة . الخ

(روح المعاني ص ۸۹ ابحاث جليلة في البسملة)

المستفتی: محمد عبدالغفور نزول دروازہ ڈیرہ اسماعیل خان ۱۹۷۲ء/۷/۱

الجواب: علما اور صلحاء کے دل میں جس پیر کی مقبولیت موجود ہو۔ ﴿۱﴾ تو اس سے بیعت کرنا چاہئے۔ مثلاً مولانا محمد عبدالمالک صاحب صدیقی، مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ فقط

اللہ جل جلالہ کی موجودات کے ساتھ معیت کی وضاحت

سوال: اللہ جل شانہ کی معیت مع الموجودات کس نوعیت کی ماننا صحیح ہے۔ کیونکہ علماء محققین معیت علمی کے قائل ہیں جبکہ وجودی صوفیاء معیت ذاتی کے قائل ہیں۔ یہ مسئلہ چونکہ معرفت خداوندی سے متعلق ہے۔ لہٰذا اس کی صحیح نوعیت کیا ہے؟

المستفتی: صوفی انور خالد شورکوٹ ضلع جھنگ ...... ۲۴ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: معیت علمی اور معیت ذاتی کمایلیق بشانہ تعالیٰ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ وھو الموفق

کتاب ''فیوض الحرمین'' کے مؤلف پر تنقیدی نظر

سوال: نظر بر کتاب ''فیوض الحرمین'' مصنفہ ماسٹر فاروق مردان

المستفتی: نامعلوم معرفت محمود الحق حقانی صاحب ...... یکم نومبر ۱۹۸۳ء

الجواب: اگر یہ مؤلف (صاحب کشف) مجذوب ہو۔ تو اس کا مواخذہ اور اس پر عتاب کرنا خلاف قاعدہ اقدام ہے۔ اور اگر مجذوب نہ ہو۔ تو یہ کاملان کے طبقہ سے معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کاملان کا رویہ فناء اور ترک دعویٰ ہوتا ہے۔ لیکن ان کشوف کی شریعت سے غیر متصادم ہونے کی وجہ سے اس کی تضلیل وغیرہ کرنا قابل اعتراض ہے۔

نوٹ: ایسے مدعیوں کی گرفت ہر زمانہ میں اہل علم کا معمول رہا ہے۔ وھو الموفق

ایک اردو شعر کی وضاحت

﴿۱﴾ وعن الامام الرازی رحمه الله تعالى ويجب على الطالب الصادق فی بدايته ان لايصحب اكثر مدعی المشيخة في هذالعصر البتة الا بظهور امارات الصدق بالهام من الله تعالىٰ للطالب اوبشهادة الصادقين من اهل الطريق لذلک الشيخ. (كتاب البهجة السنية فی اداب الطريقة النقشبنديه ص ۴۳)

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند دن پہلے ایک عرس میں ایک نعت خوان نے یہ شعر کہا کہ

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے اجمیر کا رستہ
جو رکھے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

کیاایسا کہنادرست ہے؟بینوا وتو جروا

المستفتی: خلیل احمد صاحب......۴/۳/۱۹۷۴ء

الجواب: اس شعر میں خلاف شرع بات نہیں ہے۔ کیونکہ خانہ خدا میں بھی بغیر شیخ کامل کے وصول الی اللہ مشکل ہے. وھو الموفق

نبی ﷺ سے براہ راست بیعت، گفتگو وغیرہ کا دعویٰ کرنا

سوال: زید دعویٰ کرتا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ سے براہ راست بیعت کرتا ہوں۔ اور جو پیر دربار نبوی تک براہ راست رسائی نہیں کرتا وہ پیر نہیں ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ میں ہر مردے سے کلام کر کے بتا سکتا ہوں۔ کہ جنتی ہے یا دوزخی۔ اور مقتول کے قاتل کا بھی مقتول سے پوچھ سکتا ہوں۔ تیسرا دعویٰ زید کا یہ ہے کہ جب میں حج پر گیا۔ تو دربار نبوی میں جا کر نبی کریم ﷺ کے آگے کئی مسائل پیش کر کے حل کرائے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ میری اور اپنی گفتگو سب لکھ کر طبع کرادو۔ تاکہ دین مضبوط ہو اور لوگ مستفیض ہوں۔ کچھ باتیں اور بھی کی ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اکتم فی صدرک۔ اسی جگہ بیٹھے تھے۔ کہ روضہ اطہر کے اندر سے مؤذن کی آواز آنی شروع ہوگئی۔ جب اشہد کا لفظ سنائی دیا وہاں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ حضرت بلال ہیں۔ حی علی الفلاح پر پہنچے تو مسجد نبوی سے مؤذن نے آذان دینی شروع کی۔ چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ میں جب حج پر گیا تو انبیاء سے ملاقات اور کلام کیا۔ اور ان کے دفن کی جگہ معلوم کی۔ چاہے ان قبور کے نشانات ظاہر تھے یا نہ تھے۔ اور جن کا نام قرآن میں تھا یا نہیں۔ اور صحابہ سے ملاقات اور کلام ہوئی از روئے شریعت اسی آدمی کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: نامعلوم......۱۵/جنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: یہ تمام امور ممکنات بلکہ واقعات ہیں۔ لیکن ان کا مدعی غالباً دھوکہ باز اور کاذب ہوتا ہے۔ وھو الموفق

طریقہ چشتیہ میں قوالی اور موسیقی نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس کے بارے میں کہ صاحبان چشتیہ جو قوالی کے ساتھ موسیقی بھی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: سید عنایت الرحمن چارسدہ ۱۹۹۱ء/۲/۱۹

الجواب: سرود کرنا حرام ہے۔ قرآن، احادیث اور فقہ سے اس کی حرمت ثابت ہے، ومن فعله فقد فعله علاجاً لا التذاذاً کشرب الخمر للتداوی. وقیل فعله جذباً لاهل الهنود. ﴿۱﴾ فافهم

پیر اور استاد ایک جیسے صاحب حق ہیں

سوال: کسی شخص پر پیر کا حق زیادہ ہوتا ہے یا استاد کا۔ یا دونوں برابر ہیں؟

المستفتی: حافظ اختر علی دارالعلوم گجرات مردان ..... ۵ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

الجواب: پیر اور استاد کا ایک جیسا حق ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعة اللمعات میں لکھا ہے۔ کہ طریقہ اور سلوک علم ظاہر میں داخل ہیں۔ فلیراجع الی کتاب العلم.

کرامات اولیاء اور استفاضہ قبر

سوال: کیا کسی ولی کے وفات کے بعد کرامت برقرار رہتی ہے۔ یا ختم ہو جاتی ہے۔ نیز کتاب ''شاہ عبدالعزیز اوران کی تعلیمات'' کے ص ۱۵ پر لکھا ہے۔ کہ اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں متشنیٰ ہیں۔ اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت نہیں ہے۔ ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے۔ کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی

﴿۱﴾ قال ابن عابدین وما یفعله متصوفة زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیه ومن قبلهم لم یفعل کذلک قلت وفی التاتر خانیه عن العیون ان کان السماع سماع القرآن والموعظة یجوز وان کان سماع غناء فهو حرام باجماع العلماء ومن اباحه من الصوفیه فلمن تخلی عن اللهو وتحلی بالتقویٰ واحتاج الی ذلک احتیاج المریض الی الدواء وله شرائط والحاصل انه لارخصة فی السماع فی زماننا. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۴۲ جلد۵ کتاب الحظر والاباحة)

جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع سورۃ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے پھر قبر کی پاؤں کی طرف جاوے۔ اور آمن الرسول آخر سورۃ بقرہ پڑھے اور زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلاں کام کیلئے درگاہ الٰہی سے دعا والتجا کرتا ہوں آپ بھی دعا کریں۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں،،۔ تو کیا یہ طریقہ کسی حدیث سے ثابت ہے یا خودساختہ ہے۔ علاوہ ازیں اس میں کسی بزرگ سے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت سے پہلے کسی کی سفارش ہوسکتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ مردہ سنتا ہے۔ اور دعا بھی کر سکتا ہے۔ تو کیا یہ صحیح ہے۔ یہ کتاب مؤلہ مولوی ظہیر الدین اور حمد وتبصرہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی تصحیح مولانا سبحان محمود استاد کراچی۔

المستفتی: خلیل اللہ زروبوی از تھائی لینڈ ۲۵/جنوری ۱۹۷۵ء

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ موت سے وہ عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ جس پر ثواب وعذاب مرتب ہوتے ہیں۔ الا باذنہ فی حق البعض۔ نیز احادیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ قبر میں مردہ کو ایک گونہ حیات دی جاتی ہے۔ جس سے وہ ثواب وعذاب کا ادراک کرتا ہے اور بول سکتا ہے۔ اور سن سکتا ہے۔ البتہ قرآن پاک میں ان اکثر مسائل کی طرف توجہ نہیں کی گئی ہے۔ نیز احادیث سے کرامت بعد الممات اور توسل بھی ثابت ہے جو کہ تمام اکابر دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے۔ خلافا للسلفیة والنجدیہ۔ اور دعا بھی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں اس کا علم نہیں ہوتا ہے۔ ان سے فیض بھی پہنچتا ہے۔ اور استفاضہ کے جو طرق مشائخ سے منقول ہیں۔ تو ان میں یہ ضروری ہے۔ کہ قرآن وحدیث سے متصادم نہ ہوں تمام عملیات میں یہ ضابطہ ہے۔ لان النبی ﷺ قرر الرقیٰ التی لا تشتمل علی الکلمات الشرکیه. ﴿۱﴾ فافهم

خلاف شریعت پیر سے اقالہ اور متبع سنت پیر سے بیعت ضروری ہے

سوال: ایسا پیر جس سے خلاف شریعت امور ثابت ہوتے ہیں۔ تو ایسے پیر کا اتباع ضروری ہے یا اس سے ایک طرف ہونا؟

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی ... فقال لاباس بالرقیٰ مالم یکن فیه شرک. رواه مسلم (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

المستفتی: الحاج نیاز ولی شاہ حسن خیل شمالی وزیرستان......۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: خلاف شریعت پیر سے بیعت کرنا امر مہلک ہے﴿۱﴾۔پس اس سے اقالہ اور دوسرے مرشد سے (جو پابند شریعت اور متبع سنت ہو) بیعت کرنا ضروری ہے۔خواہ یہ پیر راضی ہو یا ناراض۔فقط

بدعتی اور جاہل پیر سے بیعت باعث بے برکتی اور باعث ہلاکت ہے

سوال: ایک بریلوی پیر جو سخت مبتدع اور مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں۔حضورﷺ کی بشریت سے منکر ہے اور جاہل بھی ہے۔تو کیا ایسے پیر سے بیعت کرنا جائز ہے؟

المستفتی: گل محمد خان کوٹ ادو مظفر گڑھ......۱۹۸۵ء/۴/۲۳

الجواب: ایسے پیر سے بیعت ہونا جو کہ نہ عالم ہو اور نہ علماء کو مراجعت کرتا ہو حرام ہے۔ایسا پیر جو خود کالاعمیٰ ہے۔تو دوسروں کو خدا کا راستہ کس طرح دکھا سکتا ہے۔﴿۲﴾ پس بہر حال جو پیر غیر اللہ کو غیب دان مانتا ہو۔اور یا سید البشرﷺ کی بشریت سے منکر ہو۔اور غیر اللہ کے تسلط غیبی پر ایمان رکھتا ہو۔اور یا سرود کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔تو ایسے پیر سے بیعت کرنا باعث بے برکتی اور باعث ہلاکت ہے۔وھو الموفق

وجد اختیاری امر ہے

سوال: کیا ذکر کے وقت وجد کا آنا باعث ثواب ہے؟ ایسے وجد کے بارے میں علماء احناف کی کیا رائے ہے؟

المستفتی: سبحان اللہ آلو مردان......یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

﴿۱﴾ قال الشیخ محمد بن عبد اللہ الخانی الخالدی وایاک ان تصحب احداً من المدعین للطریق بلبس الزی او تدعھم یاخذون علیک العھد فانھم اذی من الثعبان وذلک لانک تشھد الاذی من الثعبان فتاخذمنہ حذرک ولا ھکذا من ظھر مظھر الصلاح وھو فی الباطن شیطان فی زی انسان ...... والضابط فی تمییز الصادقین منھم من غیرھم اقامتھم الاعمال الشرعیہ علی قانون المتابعۃ والتأدب باداب اھل الطریق علی وفق سیر المشائخ الخ .(البھجۃ السنیۃ ص۳۵ باب فی بیان المشیخۃ وادابھا)

﴿۲﴾ قال الامام ولی اللہ الدھلوی وانما شرطنا العلم لان الغرض من البیعۃ امرہ بالمعروف ونھیہ عن المنکر وارشادہ الی تحصیل السکینۃ الباطنۃ وازالۃ الرذائل واکتساب الحمائد ثم امتثال المسترشد نہ فی کل ذلک فمن لم یکن عالما کیف یتصور منہ ھذا .(القول الجمیل مع شفاء العلیل ص ۲۲ حکمت بیعت)

الجواب: وجد ایک غیر اختیاری امر ہے۔ سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر انکار کرنا منکر ہے ﴿۱﴾

وجد کے بعض مسائل

سوال: وجد کی حالت میں قے وغیرہ سے جب مسجد ملوث ہو جاتی ہے۔ تو ایسی قے سے مسجد گندہ ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ طرز عمل واقعی باعث ثواب ونجات ہے۔ یا قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ بینوا وتو جروا

المستفتی: سبحان اللہ آلو مردان ..... یکم ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

الجواب: قے فی (ملأ الفم) گندہ اور نجس ہے ﴿۲﴾۔ جس شخص سے قے کرنے کا یقین یا ظن غالب ہو۔ اس کو مسجد سے منع کرنا جائز ہے۔ خواہ ذاکر ہو یا غیر ذاکر ہو۔ اور اگر اس حیثیت (وجد وقے) کو علاجاً و رفعاً للخطرات کرر ہا ہو۔ تو موجب ثواب ہے۔ اور اگر اس کو بالخصوص ثابت سمجھتا ہو۔ یا التزام مالا یلزم کی درجہ کو پہنچا ہو۔ تو بدعت ہے۔ ﴿۳﴾ فقط

خلاف شرع آدمی ولی اللہ نہیں ہوسکتا

سوال: اگر کوئی شخص آنے والے حالات کے بارے میں پیشن گوئیاں کرتا ہے۔ جس میں سے بعض باتیں درست بھی نکلتی ہیں۔ مگر ان کا ظاہر بھی شرع کے موافق نہیں ہے۔ اور قول وفعل اسلام سے مخالف ہے۔ تو کیا ایسا شخص ولی اللہ ہوسکتا ہے؟

المستفتی: حضرت جمال کلرک افس گورنر ہاؤس پشاور ..... ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: ایسے شخص کو ولی اللہ ماننا جاہل یا متجاہل کا کام ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامہ طحطاوی الوجد مراتب وبعضه بسلب الاختيار فلاوجه لمطلق الانكار وفي التتار خانية مايدل على جوازه للمغلوب الذي حركاته كحركات المرتعش (طحطاوي على المراقي ص ۱۷۳ قبيل باب ما يفسد الصلاة)

﴿۲﴾ قال العلامه سيد احمد طحطاوي انه لا فرق بين انواع القئ سواء قاء من ساعته ام لا ..... والصحيح انه حدث ونجس في الكل كما في المجلي. (طحطاوي على المراقي ص ۴۹ فصل في ماينقض الوضوء)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم ولان ذكر الله اذاقصدبه تخصيص بوقت دون وقت او بشئ دون شئ لم يكن مشروعا حيث لم يرد الشرع به لانه خلاف مشروع (البحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۲ باب العيدين)

﴿۴﴾ قال العلامه محمد عبد العزيز الفرهاري الولي هو العارف بالله تعالى وصفاته بحسب ما يمكن اى بقدر الامكان المواظب اى الملازم على الطاعات حتى قيل ان الولي الكامل لايترك المندوب، المجتنب عن المعاصي حتى انه يخرج بالكبيرة واصرار الصغير عن الولاية، المعرض عن الانهماك اى الا ستغراق في اللذات والشهوات .الخ (النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۹۵ كرامات الاولياء حق)

قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم

ما انزل اللّٰه دآء الا انزل

له شفاء۔ (الحدیث)






كتاب
الطب والرقية
والتعويذ

کتاب الطب و الرقیة و التعویذ

ظالم کے لئے بتوسل ختم قرآن بددعا کرنا

سوال: عمر ایک شرارتی اور ظالم آدمی ہے جو زید کو تنگ کرنے اور اس کی بے عزتی اور لوگوں کے سامنے کسی طریقہ سے شرمندہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اس سے جان چھوٹنا مشکل ہے۔ کیا شریعت میں ایسے آدمی کیلئے بددعائی کے طور پر ختم القرآن جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: سید واچ میکر بس اڈہ مردان......۶ رمحرم ۱۴۰۳ھ

الجواب: ظالم کے حق میں بددعا کرنا جائز ہے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم ﴿۱﴾ خواہ ختم قرآن سے توسل ہو یا نہ ہو۔ فقط

سانپ کے زہر اتارنے کے منتر کا حکم

سوال: بندہ ایک عمل سانپ کے زہر اتارنے کا کرتا ہے۔ جو کافی عرصہ سے ایک بزرگ سے چلا آ رہا ہے۔ یہ عمل خالص انسانی ہمدردی ہر قسم کی مالی فوائد سے خالی ہے قطعاً کچھ حاصل نہیں کیا جاتا۔ اور آج تک یہ عمل ناکام نہیں ہوا ہے۔ عمل کے الفاظ یہ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم . کالا کھیرا کالابس جس کو کاٹے کالا کرچڑ بس ۔ حضرت شیخ شرف الدین یحی منیری کی دھائی سے اتربس اتر بس اتر بس) کیا یہ الفاظ تو شرکیہ نہیں اس کا کیا حکم ہے؟ کہ یہ منتر جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد سرور اسماعیل پور بھکر پنجاب......۱۰ رذیقعدہ ۱۴۰۴ھ

الجواب: اگر دہائی گفتہ کو کہا جاتا ہے تو یہ ہمت اور عزیمت ہے جو کہ عملیات مباحہ ﴿۲﴾ سے ہے اور

﴿۱﴾ (پ: ۶ سورۃ النساء رکوع: ۱ آیت: ۱۴۸)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک قال کنا نرقی فی الجاھلیة فقلنا یا رسول اللہ ﷺ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اگر دبانی ہی دوسری چیز کا نام ہے تو ہمیں مطلع کریں۔ وهو الموفق

تیغ بندی کی تعویذ کی شرعی حیثیت

سوال: انسان جو اپنے آپ کے بچاؤ کیلئے تیغ بندی کرتا ہے شرعاً اس تعویذ کا کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

المستفتی: نامعلوم ۱۲ر محرم ۱۴۱۱ھ

الجواب: یہ بچاؤ ﴿۱﴾ معجزہ، کرامت، توجہ اور سحر سے ہو سکتا ہے۔ ﴿۲﴾

بچھو سانپ باؤلے کتے کا دم اور چاول وغیرہ کا مخصوص عمل جائز ہے

سوال: (۱) جس شخص کو بچھو، سانپ، باؤلا کتا وغیرہ کاٹے اس پر دم جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر جائز ہے تو ہر شخص دم ڈال سکتا ہے یا جس شخص کو اجازت ہو؟

(۳) ہمارے ہاں باؤلے کتے کے کاٹے شخص صاحبزادگان کے ایک گھرانے کے پاس جاتے ہیں وہ دس تولہ چاول الٹی چکی پر پسے ہوئے اس شخص سے طلب کرتے ہیں پھر اس کی گولیاں بنا کر اس شخص کو ہاتھ میں دیتے ہیں کہ ان کو مٹا کر دیکھو اور دم ڈالتے ہیں۔ ان گولیوں میں جس رنگ کے کتے نے کاٹا ہو اس کے بال نکلتے ہیں۔ آیا یہ چاول وغیرہ کا عمل از روئے شرع جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی: حاجی موسیٰ خان بازار مردان ۔۔۔۔۔۱۶ر ستمبر ۱۹۷۹ء

(بقیہ حاشیہ) کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقاما لم تکن شرکا.

(ابو داؤد ص ۱۸۲ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی کتاب الطب)

﴿۱﴾ پس جس تعویذ میں جائز الفاظ ہوں وہ جائز ہوگی۔ اور جس تعویذ میں شرکیہ اور ناجائز الفاظ ہوں وہ ناجائز ہوگی۔ لحدیث عوف بن مالک اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم تکن شرکا.

(ابو داؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی کتاب الطب) (از مرتب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین (السحر) تعلمه و تعلیمه حرام اقول مقتضی الا طلاق و لو تعلم لدفع الضرر عن المسلمین و فی شرح الزعفرانی السحر حق عندنا وجوده و تصوره و اثره و فی ذخیرة الناظر تعلمه فرض لرد ساحر اهل الحرب و حرام لیفرق به بین المرأة و زوجها و جائز لیوفق بینهما الخ

(ردالمختار هامش الدر المختار ص ۳۳ جلد ۱ مقدمة الشامی)

الجواب: (۱) جائز ہے لحدیث عوف بن مالک رواہ ابوداؤد ﴿۱﴾ (۲) بغیر اجازت کے حلت حاصل ہے لیکن ہمت حاصل نہیں ہوتی۔ ﴿۲﴾ (۳) جائز ہے۔ ﴿۳﴾

سانپ وغیرہ کا بذریعہ سپیرا جھاڑ پھونک

سوال: ایک شخص کو اگر سانپ وغیرہ کاٹے تو اس پر اس کے والدین یا گاؤں کے دیگر مسلمان بھائی قرآن وحدیث کا دم ڈالیں یہ افضل ہے یا کسی سپیرے کا اور جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: فضل کلام بازار تورڈھیر مردان

الجواب: جو دم اور افسوں کلمات شرکیہ سے خالی ہوں تو ان میں کوئی گناہ نہیں لحدیث عوف بن مالک قال رسول اللہ ﷺ اعرضو علیٰ رقاکم لاباس بالرقیٰ مالم تکن شرکا (رواہ ابوداؤد) ﴿۴﴾ باقی نیک وبد اور قرآن وغیر قرآن میں امتیاز سے کسی کو انکار نہیں۔ و ھو الموفق

شیخ بابر کے جنگل کی لکڑی درد کی جگہوں پر پھرانا

سوال: ایک شخص کے ساتھ شیخ بابر رحمۃ اللہ علیہ کے جنگل کی ایک لکڑی ہے جو کہ دردوں اور زخموں کیلئے اسی طرح استعمال کرتا ہے کہ لوگ آتے ہیں اور اس لکڑی کو درد کی جگہ پر پھراتا ہے کیا یہ شرک نہیں ہے۔ ایک مولوی صاحب بھی اپنے جوڑوں کے دردوں کیلئے اس کو استعمال کرتا تھا۔ تو میں نے اسے شرک کا کہا تو اس نے یہ حدیث پڑھی۔ "انما الاعمال بالنیات"۔ کیا اس حدیث کی رو سے یہ عمل درست ہو سکتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے

﴿۱﴾ عن عوف بن مالک قال کنا نرقی فی الجاهلیة فقلنا یا رسول الله ﷺ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علي رقاکم لا بأس با لرقا ما لم تکن شرکا (ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء با لرقی)

﴿۲﴾ قال العلامه ابن القیم الجوزیة ان الاذکار و الایات او الادعیة التی یتشفی بها ویرقی بها هی فی نفسها نا فعة شافعةولکن تستدعی قبول المحل وقوة و همة الفاعل ...... و کان للراقی نفس فعالة و همة مؤثرة فی ازالة الداء. (الجواب الکافی لابن القیم ص ۱۰ دواء العی السوال)

﴿۳﴾ یدل علیه ما فی الهندیة قال شهاب الدین الاذامی لا بأس با حراق الغثاء الملتقط من الطریق وادارته حول من اصابته العین و نظیره صب الشمع فوق الصبی الخائف قال الشیخ اللباری انما یباح اذا لم یرا لشفاء منه کذا فی القنیه (فتاوی هندیه ص ۳۵۶ جلد ۵ الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات کتاب الکراهیة)

﴿۴﴾ (ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی کتاب الطب)

تبرکاً استعمال کرتا ہوں نہ شرکاً؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: عبدالوہاب سکنہ زڑہ میانہ نوشہرہ ۔۔۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

الجواب: یہ عمل شرک نہیں ہے بلکہ تبرک ہے۔ والتبرک لیس بشرک لثبوتہ باشعار النبی ﷺ ﴿۱﴾ و لباسہ و وضوءہ و دمہ و فضلاتہ و غیر ذالک لیکن اس تبرک کا تبرکات ثابتہ میں کوئی اصل نہیں ہے لہذا نہ اس لکڑی میں تبریک ہے کما عند الفرقة القبریة اور نہ اس میں تشریک ہے کما عند الفرقة النجدیة و لنعم ماقیل الجاھل اما مفرط و اما مفرّط اور اس حدیث کا نقل اس محل میں بے موقع ہے البتہ حدیث انا عند ظن عبدی بی ﴿۲﴾ کچھ مناسبت رکھتی ہے۔ فقط

مریض کی شفاء کیلئے قرآن مجید سے پانی کا تولنا

سوال: بخدمت اقدس جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک!

میں نے یکے بعد دیگرے قرآن مجید کے دو عدد نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے پتہ نہیں کہ لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ قلمی نسخے ہیں اب لوگ آ کر اس کو ترازو کے ایک پلڑے پر رکھ کر دوسرے میں پانی رکھ کر وزن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب یہ پانی مریض کو پلایا جائے یا دوسرے پانی میں ملا کر مریض کو غسل کرایا جائے تو جیسے بھی مرض ہو شفاء ہوتی ہے تو کیا اس تولنے اور وزن کرنے میں قرآن مجید کا احترام ختم نہیں ہوتا اور کیا یہ عمل جائز ہے؟ برائے مہربانی شرعی حکم واضح فرمادیں تاکہ میں لوگوں پر واضح کروں۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: نائب صوبیدار شیر محمد قریشی دو بیرن کلاں راولپنڈی ۔۔۔ ۱۹/۵/۱۹۶۹ء

الجواب: چونکہ قرآن مجید کا تولنا اہانت نہیں ہے نہ شرعاً اور نہ عرفاً لہذا اس عمل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱﴾ عن عثمان بن عبداللہ بن موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمہ بقدح من ماء و کان اذا اصاب الانسان عین او شیٔ بعث الیھا مخضبہ فا خرجت من شعر رسول اللہ ﷺ و کانت تمسکہ فی جلجل من فضة فخضخضتہ لہ فشرب منہ قال فا طلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمراء۔ رواہ البخاری۔
(مشکواة المصابیح ص ۳۹۱ جلد ۲ باب الطب والرقی)

﴿۲﴾ عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ یقول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منھم۔ متفق علیہ
(مشکواة المصابیح ص ۱۹۶ جلد ۱ باب ذکر اللہ و التقرب الیہ)

بشرطیکہ عبادت اور ثواب کے ارادہ سے نہ ہو بلکہ عمل اور دوا کے ارادہ سے ہو ﴿۱﴾ والدلیل علی جواز العملیات تقریر النبی ﷺ الرقی التی صح مضمونہا ﴿۲﴾ فقط

فکر وسوسے اور پریشانی کیلئے وظیفہ

سوال: میں چاہتا ہوں کہ مجھے کسی چیز کی زیادہ فکر نہ رہے لیکن طبیعت ایسی بن گئی ہے کہ معمولی سی بات سے سخت فکر اور پریشانی ہوتی ہے جو کہ میری برداشت سے باہر ہوتی ہے مثلاً کپڑے کچھ میلے ہوں یا کوئی ایسی معمولی بات جو بالکل فکر کرنے کی قابل نہیں ہوتی اور مجھے سخت فکر ہوتی ہے حالانکہ دل سے میں بالکل فکر نہیں چاہتا ہوں اور یہ وسوسے آتے ہیں اور سخت پریشانی ہوتی ہے لہٰذا آپ صاحبان اس غیر اختیاری اور نفسانی اور شیطانی پریشانی کے بارے میں کوئی حل ارسال کریں اور دعاؤں کی خصوصی درخواست کی جاتی ہے۔

منجانب: عبدالرشید فورتھ ایئر میڈیکل ہاسٹل ۲ پشاور یونیورسٹی ۱۹۶۹/۴/۲۶

الجواب: آپ لا حول و لا قوۃ الا باللہ کثرت سے پڑھا کریں اور سورۃ الم نشرح لک جس کم از کم گیارہ دفعہ پڑھا کریں اور یونانی علاج بھی کچھ مدت کریں۔ فقط

نماز میں دفع وساوس کیلئے وظیفہ

سوال: مجھے نماز میں وسوسے آتا ہے اور خیال آتا ہے کہ بس نماز کو ہی چھوڑ دوں۔ بہت متفکر ہوں کہ یہ وساوس کس طرح ختم ہوں گے کوئی حل ارسال کیا جائے۔ تو بڑی مہربانی ہوگی۔

﴿۱﴾ قال ابن عابدین اختلف فی الاستشفاء با لقرآن بان یقرأ علی المریض او الملدوغ الفاتحۃ او یکتب فی ورق و یعلق علیہ او فی طست و یغسل و یسقی و عن النبی ﷺ انہ کان یعوذ نفسہ قال رضی اللہ عنہ وعلی الجواز عمل الناس الیوم و بہ وردت الاثار.

(ردالمحتار ہامش الدرالمختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر والاباحۃ)

﴿۲﴾ عن جابر قال نہی رسول اللہ ﷺ عن الرقی فجاء ال عمرو بن حزم فقالوا یا رسول اللہ ﷺ انہ کانت عندنا رقیۃ نرقی بہا من العقرب وانت نہیت عن الرقی فعرضوہا علیہ فقال ما اری بہا باساً من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم وایضاً عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاہلیۃ فقلنا یارسول اللہ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک رواہ مسلم (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقی)

السائل: عبدالرشید کامران جنرل سٹور ۔ ۵/ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

الجواب: آپ کا ان وساوس کو برا ماننا اور اس کے نہ آنے کی تمنا کرنا عین ایمان ہے کما فی حدیث مسلم نعم ذاک صریح الایمان ﴿۱﴾ (مشکوٰۃ ص ۱۹) یہ کفر نہیں ہے اور نہ گناہ ہے۔ آپ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کو ۷۰ مرتبہ روزانہ پڑھا کریں اور حلال خوراک کی کوشش کیا کریں۔ وھو الموفق

دم تعویذ احادیث سے ثابت ہیں

سوال: قرآن وحدیث کے حوالے سے دم درود تعویذ وغیرہ خواہ کسی قسم کی ہوں محبت، دشمنی، اولاد کی پیدائش، بیماری، حصول روزگار وغیرہ صحیح ہیں یا نہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دم کیا ہے یا تعویذ کیلئے کوئی حکم دیا ہے بحوالہ قرآن وحدیث مطلع کریں۔ فاجرکم علی اللہ

المستفتی: عبدالشکور ۔ ۱۹۷۳ء/۵/۹

الجواب: واضح رہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بیماروں کو دم کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دم پڑھنے کی اجازت دی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیماروں وغیرہ کو دم کیا ہے یہ تمام امور بخاری شریف وغیرہ میں صراحۃً موجود ہیں ﴿۲﴾ نیز وہ عملیات جو کہ خلاف شرع کلمات پر مشتمل نہ ہوں ان کو جائز قرار دیا ہے۔ لحدیث

﴿۱﴾ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال جاء ناس من اصحاب رسول اللہ ﷺ الی النبی ﷺ فسالوہ انا نجد فی انفسنا ما یتعاظم احدنا ان یتکلم بہ قال او قدوجدتموہ قالوا نعم قال ذاک صریح الایمان رواہ مسلم . (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸ جلد ۱ باب فی الوسوسۃ)

﴿۲﴾ (۱) عن عائشۃ ان النبی ﷺ کان ینفث علی نفسہ فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات فلما ثقل کنت انفث علیہ بھن وامسح بید نفسہ لبرکتھا فسألت الزھری کیف ینفث قال کان ینفث علی یدیہ ثم یمسح بھما وجھہ (۲) وعن ابی سعید الخدری ان ناساً من اصحاب النبی ﷺ اتوا علی حی من احیاء العرب اذا لدغ سید اولئک فجعل یقرأ بام القرآن و یجمع بزاقہ و یتفل فبرأ الخ (۳) عن عائشہ قالت امرنی النبی ﷺ او امر ان یسترقی من العین (۴) عن ام سلمۃ ان النبی ﷺ رای فی بیتھا جاریۃ فی وجھھا سفعۃ فقال استرقوا لھا فان بھا النظرۃ الخ (۵) عن عائشۃ قالت کان النبی ﷺ یعوذ بعضھم یمسحہ بیمینہ اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاؤک شفاء لا یغادر سقماً وھکذا احادیث اخر فی ھذا الکتاب (صحیح البخاری ص ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶ جلد ۲ کتاب المرضی)

مسلم اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقی ما لم یکن فیه شرک ﴿۱﴾ نیز تعویذ لکھنا اور گلے وغیرہ سے معلق کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے لحدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص (رواہ ابوداؤد) ﴿۲﴾ لہٰذا ان پر انکار کرنا غلط فہمی یا بدفہمی ہے۔ وھو الموفق

دفع وساوس کے مطالعہ کیلئے کتاب

سوال: ''موت کے وقت'' یہ تصنیف مفتی محمد شفیع صاحب کی ہے یہ کتاب کہاں سے ملے گی یا دفع وساوس کیلئے کوئی کتاب بتائیں؟

الجواب: یہ کتاب دارالعلوم کراچی سے منگوائیں اور دفع وساوس کیلئے احیاء العلوم کتاب عاشر کا مطالعہ کریں۔

خوف خداوندی پیدا ہونے کا طریقہ

سوال: خوف خداوندی پیدا کرنے کا ذریعہ بتائیں۔ مہربانی ہوگی۔

السائل: پائندہ خان لکی مروت ...... ۲۵ ر ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

الجواب: اللہ تعالیٰ کے وعیدات پر مشاہدات میں یقین اور استحضار رکھنا اور اس خیال پر کچھ وقت (بیس پچیس منٹ) قائم رہنا موجب خوف ہے ﴿۳﴾ و ھو الموفق

خیالات فاسدہ اور اس کیلئے وظیفہ

سوال: مجھے برے خیالات اور انتہائی ناروا خیالات آتے ہیں کیا اس سے نکاح ٹوٹتا ہے کوئی وظیفہ بھی مرحمت فرمائیں؟ بینوا و توجروا

السائل: شیر جان شہباز خیل بنوں ۱۳۹۶ھ

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب و الرقی)

﴿۲﴾ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ...... وکان عبد اللہ بن عمر ویعلمهن من عقل من بنیه ومن لم یعقل کتبه فا علقه علیه (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۳﴾ عن ابی بن کعب قال کان النبی ﷺ اذا ذهب ثلثا اللیل قام فقال یا ایها الناس اذکروا اللہ اذکروا اللہ جاءت الراجفة تتبعها الرادفة جآء الموت بما فیه جاء الموت بما فیه رواہ الترمذی (مشکواۃ المصابیح ص ۴۵۷ جلد ۲ باب البکاء والخوف)

الجواب: خیالات فاسدہ اگر غیر اختیاری ہیں۔ بربناء حدیث ﴿۱﴾ آپ گنہگار نہیں علاج یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم و من شر نفسی و من شر فرجی و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم روزانہ کم از کم ستر دفعہ پڑھا کریں۔ فقط

عثمانی برادران کا جائز تعویذات اور رقیات کو ناجائز قرار دینا الحاد ہے

سوال: تعویذ جائز ہے یا نہیں کیونکہ عثمانی برادران نے اس کے بارے میں رسالے لکھے ہیں کہ یہ شرک اور ناجائز ہیں پوری وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد یوسف ملک آباد جدون صوابی ...... یکم ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ مسائل جو کہ حزب اللہ کے بانی پروفیسر عثمانی یا ڈاکٹر اور کیپٹن عثمانی شائع کرتے ہیں سراسر خلاف شریعت ہیں۔ یہ لوگ قرآن و احادیث کی خودساختہ (خلاف علماء امت) تشریح کرتے ہیں جو تعویذ خلاف شریعت نہ ہوں وہ جائز ہیں۔ ﴿۲﴾ اور جائز رقیہ کو ناجائز قرار دینا الحاد ہے۔ ﴿۳﴾

﴿۱﴾ عن ابن عباس ان النبی ﷺ جاءہ رجل فقال انی احدث نفسی با لشی لان اکون حممۃ احب الی من ان اتکلم بہ قال الحمد اللہ الذی ردا مرہ الی الوسوسۃ رواہ ابوداؤد
(مشکواۃالمصابیح ص ۱۹ جلد ۱ باب فی الوسوسۃ)

﴿۲﴾ عن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ اعرضوا علی رقاکم لا بأس بالرقی ما لم تکن شرکاً (ابو داؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء فی الرقی کتاب الطب) و عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ...... و کان عبداللہ بن عمرو یعلمھن من عقل من بنیہ و من لم یعقل کتبہ فاعلقہ علیہ.
(ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)

﴿۳﴾ عن عائشۃ قالت امرنی النبی ﷺ او امر ان یسترقی من العین .(بخاری) و عن عائشۃ قالت کان النبی ﷺ یعوذ بعضھم بمسحہ بیمینہ اذھب البأس رب الناس واشف انت الشاف لا شفاء الا شفائک شفاءً لا یغادر سقما (واحادیث اخر فی ھذا لباب).(صحیح البخاری ص ۸۵۵، ۸۵۶ جلد ۲ کتاب المرضیٰ)
. قال ابن عابدین و لا بأس بالمعاذات اذا کتب فیھا القرآن او اسماء اللہ تعالیٰ و یقال رقاہ الراقی رقیا و رقیۃ اذا عوذہ و نفث فی عوذہ قالوا و انما تکرہ العوذہ اذا کانت بغیر لسان العرب و لا یدری ما ھو و لعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذلک و اما ما کان من القرآن او شی من الدعوات فلا بأس بہ.
(ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر والاباحۃ)

ابجد سے کتابت قرآن اور حیوان کے گلے میں تعویذ لٹکانا

سوال: (۱) القرآن عبارۃ عن اللفظ والمعنی هل یجوز کتابة القرآن بحساب الابجد ام لا

(۲) اذا کتب الاٰیة ثم خیط فی الثیاب و صار تعویذا هل یجوز تعلیق هذا التعویذ فی عنق الحیوان کالبقر وغیر ذالک ام لا؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: متعلم دارالعلوم حقانیہ ۔ یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: (۱) مثل هذا المکتوب هو الدال علی لفظ القرآن لا بالرسم المتوارث فلا یصح اطلاق المصحف علیه کما لا یصح اطلاق التسمیة علی ۷۸۶۔

(۲) الممنوع هو توهین الکلمات المبارکة لا تعلیقها بالحیوانات و الصبیان لان عبدالله بن عمرو بن العاص علق التعویذ المشتمل علی الکلمات المبارکة علی رقاب الصغار من ولده رواه ابوداؤد۔ (۱) و هو الموفق

تعویذات لکھنا اور اس پر اجرت لینا

سوال: تعویذات لکھنا شریعت میں کیسا ہے اور اس پر رقم وصول کرنا کیسا ہے؟ وضاحت کریں؟

المستفتی: شاہ محمد لانڈھی کراچی نمبر ۲۲ حسین ٹیکسٹائل مل ۔۔۔ ۳۰، ۱۹۷ء ۵/۲/۵

الجواب: جن تعویذات کا مضمون شرعی ہو تو ان کا لکھنا جائز ہے للتعامل و لحدیث عبدالله بن عمرو بن العاص (رواہ ابوداؤد) (۲) اور اس پر اجرت لینا جائز ہے لان الکتابة صنعة من الصناعات فافهم۔ (۳) و هو الموفق

---

(۱) کان عبد الله بن عمر ویعلمهن من عقل من بنیه و من لم یعقل کتبه فا علقه علیه۔
(ابوداؤد ص ۱۸۰ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)
قال ابن عابدین و علی الجواز عمل الناس الیوم و به وردت الآثار و لا بأس بان یشد الجنب و الحائض التعاویذ علی العضد اذا کانت ملفوفة
(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۲۵۴ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر و الاباحة)
(۲) و کان عبد الله بن عمر و یعلمهن من عقل من بنیه و من لم یعقل کتبه فا علقه علیه
(ابوداؤد ص ۱۸۰ جلد ۲ باب کیف الرقی کتاب الطب)
(۳) عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب رسول الله ﷺ مروا بماء فیهم لدیغ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ناجائز کلمات اور اعتقاد باطلہ سے خالی ختم خواجگان جائز ہے

سوال: ہماری مسجد میں امام صاحب ختم خواجگان کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: محمد سراج پشاوری متعلم دارالعلوم حقانیہ ۳۔۱۹۸۴ء، ۱۰/۴

الجواب: اگر یہ ختم ناجائز کلمات مثلاً یا عبدالقادر جیلانی شیاً للہ پر مشتمل نہ ہو اور ارواح کے حضور کے اعتقاد سے خالی ہو (۱) تو جائز ہے۔ فقط

وظیفہ برائے دفع وساوس وذوق تدریس ومطالعہ

سوال: بندہ علم کا شائق ہے مگر وسوسے زیادہ آتے ہیں [illegible] اکثر اوقات مطالعہ بھی بھول جاتا ہوں۔ تدریس میں بھی بات بھول جاتی ہے تقریر میں بھی تکلیف ہوتی ہے تدریس وتقریر میں ڈر زیادہ لگتا ہے جو وظیفہ مناسب ہو لکھ کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: [illegible] ۲۵ ۲۲ر شوال ۱۴۰۳ھ

(بقیہ حاشیہ) او سلیم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال هل فيكم من راق ان في الماء رجلا لديغا او سليما فانطلق رجل منهم فقرأ بفاتحة الكتاب على شاء فبرأ فجاء بالشاء الى اصحابه فكرهوا ذلك وقالوا اخذت على كتاب الله اجرا حتى قدموا المدينة فقالوا يا رسول الله اخذ على كتاب الله اجرا فقال رسول الله ﷺ ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله وهكذا في باب هل يؤاجر الرجل نفسه من مشرك في دار الحرب باب الاجارات

(صحيح البخاري ص ۸۵۴ جلد ۲، ص ۳۰۴ جلد ۱ باب الرقى بالقرآن والمعوذات)

قال ابن عابدين لان المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقا جوزوا الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوى لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۹ جلد ۵ مطلب الاستيجار على الطاعات كتاب الاجارة)

وفي الدرالمختار وفيها استأجره ليكتب له تعويذا لاجل السحر جاز ان بين قدر الكاغد والخط وكذا المكتوب (الدرالمختار ص ۲۳ جلد ۵ مطلب في اجرة صك القاضي والمفتي)

(۱) قال العلامة ابن نجيم وفي البزازية قال علماؤنا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر

(بحر الرائق ص ۱۲۴ جلد ۵ احكام المرتدين)

الجواب : یہ کلمہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم لا حول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم روزانہ صبح کے وقت سو دفعہ پڑھا کریں اور نماز خفتن (عشاء) کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ کوثر پڑھا کریں امید ہے کہ اللہ کریم کرم کرے گا۔ و ھو الموفق

الکوحل کی سیاہی سے تعویذات وساخت وغیرہ تحریر کرنا

سوال : چہ میفرمایند علماء کرام دریں مسئلہ کہ خط وکتابت کردن تعویذات وچاشت وغیرہ (ساخت) بہ سیاہی کہ مخلوط بہ سپرٹ ست چہ حکم دارد؟

المستفتی : مولوی محمد صدیق قلعہ عبداللہ تحصیل گلستان ضلع پشین ..... ۲۳؍شوال ۱۴۰۴ھ

الجواب : جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ الکوحل جو کہ سیاہی، دوائی، پینٹ سے مخلوط ہے انگوری ہے یا کھجور کی ہے تو اس وقت تک حرمت استعمال کا فتویٰ نہ دیا جائے گا۔ والوجہ فیہ ان الکوحل من اقسام الخمر لیکون حکمہ حکم الخمر فافہم۔ و ھو الموفق

عشق مجازی سے نجات کیلئے وظیفہ

سوال : میرا ایک دوست ایک بے ریش لڑکے کے عشق میں مبتلا ہے رات کے وقت اسے سبق پڑھاتا ہے اور تقریباً دس ساڑھے دس بجے تک ساتھ رہتا ہے۔ ناغہ کی وجہ سے عاشق کو سخت تکلیف ملتی ہے وہ سچے عشق کا دعویدار ہے اور غلط خیالات سے براءت کا اظہار کرتا ہے۔ کافی سمجھانے کے باوجود ماننے کو تیار نہیں لہٰذا التماس ہے کہ کچھ وظیفہ بتلا کر ممنون فرمائیں۔

السائل : خالد الرحمن وہاب ..... ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

الجواب : اس عاشق کیلئے مناسب ہے کہ آیت زین للناس تا حسن المآب ﴿۱﴾ نماز خفتن (عشاء) کے بعد گیارہ مرتبہ پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس انجام بد سے نجات دیدیں۔ و ھو الموفق

(۱) پ ۳ سورۃ ال عمران رکوع ۱۰ آیت ۱۴)

گھبراہٹ اور قوت حافظہ کا وظیفہ

سوال: بندہ پر بعض اوقات گھبراہٹ آجاتی ہے نیز قوت حافظہ کمزور ہے اس کے بارے میں کوئی وظیفہ بتلائیں مہربانی ہوگی۔ فقط

السائل: نامعلوم ۔۔۔ ۱۳ / جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ

الجواب: دفع گھبراہٹ کیلئے "یا وھاب" چودہ دفعہ پڑھا کریں اور تنہائی میں خوف کے دفع کیلئے " یا جبار" اکیس دفعہ پڑھا کریں اور قوت حافظہ کیلئے نماز عشاء سے قبل یا بعد گیارہ دفعہ سورۃ کوثر پڑھا کریں۔ و هو الموفق

آئینہ میں عامل کا چور معلوم کرنے کا حکم

سوال: بعض عامل آئینہ میں چور کو معلوم کرتے ہیں تو کیا اس پر یقین کرنا جائز ہے اگرچہ وہ سارق پھر چوری کا اقرار بھی کرلیں، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالحنان بار گل خیل وانا ڈیرہ اسماعیل خان ۔۔۔ ۲۲ / رمضان ۱۴۱۰ھ

الجواب: یہ عامل اور اس پر اعتماد کرنے والا دونوں مردود الشهادة ہیں۔ یہ عمل کہانت کا شعبہ ہے ﴿۱﴾ اس میں بعض اوقات نفس الامر سے موافق امر کا مشاہدہ ہوتا ہے اور کبھی مخالف کا بلکہ بسا اوقات عامل اور چور شہرت کیلئے یہ سمجھوتہ کرتے ہیں۔ وهو الموفق

جائز کلمات والی تعویذات لٹکانا جائز ہے

سوال: ہمارے ہاں ایک مولانا ہیں وہ کہتے ہیں کہ تعویذ لٹکانا خواہ قرآنی آیات ہوں یا اسماء ربانی شرک اور ناجائز ہے شرعاً اس کا حکم بتادیں؟ بینوا و توجروا

﴿۱﴾ (قوله والكهانة) وهي تعاطي الخبر عن الكائنات في المستقبل و ادعاء معرفة الاسرار قال في نهاية الحديث و قد كان في العرب كهنة كشق و سطيح فمنهم من كان يزعم ان له تابعاً يلقي اليه الاخبار عن الكائنات و منهم انه يعرف الامور بمقدمات يستدل بها على مواقفها من كلام من يساله او حاله او فعله و هذا يخصونه باسم العراف كالمدعي معرفة المسروق و نحوه و حديث من اتى كاهنا يشمل العراف و المنجم والعرب تسمي كل من يتعاطى علماً دقيقاً كاهنا و منهم من يسمى المنجم والطبيب كاهنا.
(ردالمحتار ص ۳۴ جلد ۱ مطلب في الكهانة مقدمه)

المستفتی: عبدالرزاق دوحہ قطر دوحان المانع کیپ ۱۹/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب: ناجائز تعویذ حرام ہے اور جائز تعویذ جس میں قرآن وغیرہ جائز کلمات مسطور ہوں جائز ہے۔ لما رواہ ابوداؤد ص ۵۴۳ ج ۲ کتاب الطب و کان عبداللہ بن عمرو یعلمھن من عقل من بنیہ و من لم یعقل کتبہ فاعلقہ علیہ ﴿۱﴾ قلت و اما التمائم فھی الخرزات کما صرحوا بہ و ما اشتملت علی الکلمات الشرکیہ فلیراجع الی شروح الاحادیث ﴿۲﴾ و ھو الموفق

ناخن کے ذریعے چور یا دوسرے امور معلوم کرنا

سوال: ہمارے علاقے میں ایک عورت ہے جو ناخن پر رنگ لگا کر کہتی ہے کہ میں دم ڈال رہی ہوں اور تم اس کو دیکھو جس نے بھی تم پر تعویذ کیا ہے یا چوری کی ہے وہ اس میں آ جائے گا اور تم خود دیکھ لو گے دیکھو وہ فلاں قبر میں تعویذ دبا رہی ہے یہ فلاں تمہارا دشمن ہے اس طریقہ سے لوگوں سے پیسے کماتی ہے اور لوگوں میں دشمنی پھیلاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: صوفی شاکراللہ پریمئر شوگر ملز مردان ..... ۲۴/ذی قعدہ ۱۴۰۸ھ

﴿۱﴾ (ابوداؤد ص ۱۸۷ جلد ۲ کتاب الطب باب کیف الرقی)

﴿۲﴾ قال العلامہ ابن عابدین (قولہ التمیمۃ المکروھۃ) اقول الذی رأیتہ فی المجتبیاالتمیمۃ المکروھۃ ما کان بغیر القرآن و قیل ھی الخرزۃ التی تعلقھا الجاھلیۃ . فلتراجع نسخۃ اخری . وفی المغرب و بعضھم یتو ھم ان المعاذات ھی التمائم و لیس کذلک انما التمیمۃ الخرزۃ و لا بأس با لمعاذات اذا کتب فیھا القرآن او اسماء اللہ تعالی و یقال رقاہ الراقی رقیا ورقیۃ اذا عوذہ و نفث فی عوذتہ و انما تکرہ العوذہ اذا کانت بغیر لسان العرب و لا یدری ما ھو و لعلہ یدخلہ سحر او کفر او غیر ذلک و اما ما کان من القرآن او شئ من الدعوات فلا بأس بہ و فی الشلبی عن ابن الاثیر التمائم جمع تمیمۃ و ھی خرزات کانت العرب تعلقھا علی اولادھم یتقون بھا العین فی زعمھم فابطلھا الاسلام الخ
(ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۲۵۷ ، ۲۵۸ جلد ۵ قبیل فصل فی النظر کتاب الحظر و الاباحۃ).
قال العلامہ آلوسی و عند ابن المسیب یجوز تعلیق العوذۃ و رخص الباقر فی العوذۃ تعلق علی الصبیان .
روح المعانی و فی فردوس دیلمی ص ۲۰ لابأس بتعلیق التعویذ من القرآن رواہ ابو نعیم عن عائشۃ رضی اللہ عنھا و ھکذا فی سنن الدارمی ص ۲۱۱ و مصنف عبد الرزاق ص ۳۴۵ .(مرتب)

الجواب: یہ عمل ناجائز ہے ﴿۱﴾ کیونکہ اس میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ پاک شخص متہم ہوجائے۔ فقط و ہو الموفق

عاملوں سے علاج اور تعویذات کا حکم

سوال: (۱) یہاں کے عامل لوگوں کا یہ عام دستور ہے کہ مریض یا مریضہ کیلئے عامل کتاب دیکھتے ہیں دیکھنے کے بعد معلوم نہیں کہ جنات کی مدد سے یا اور حساب کے ذریعہ مریض کو بتلاتے ہیں کہ آپ پر جن کا غلبہ ہے یا کوئی جادو کا اثر ہے اور بعض تو یہاں تک بتلاتے ہیں کہ جن فلاں ملک سے آئے ہیں یا جادو فلاں نے کردیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) عامل لوگ اگر جن کی مدد سے گذشتہ واقعات (جو مریض کے مرض سے تعلق رکھتے ہوں) بتادیں اور اس پر یہ مریض عمل کردے جبکہ اس میں دوسرے کا نقصان نہ ہو یہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

(۳) تعویذ میں اگر گمنام نقوش ہوتے ہیں جو پڑھے نہیں جاتے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(۴) ایسے عاملوں سے علاج کرانا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالحمید توی آئی خان ... ۱۶ر شوال ۱۴۰۴ھ

الجواب (۱) غالباً یہ الفاظ عوام کو دھوکہ دہی کیلئے استعمال ہوتے ہیں ماسوائے اقتاء، دوا اور تعبیر خواب کے۔

(۲) یہ بھی دھوکہ دہی ہے شرک نہیں ہے جن معالجات اور الہامات میں انسانوں کی مدارج تک رسائی نہیں کرسکتے۔

(۳) ایسا تعویذ ممنوع نہیں ہے ﴿۲﴾ لعدم تیقن اشتماله علی الكلمات الشركية لیکن دھوکہ دہی ہے۔

(۴) اجتناب ضروری ہے۔ وهو الموفق

اوہام و وساوس فی الایمان کیلئے وظیفہ وعلاج

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جس کے نفس میں مثلاً توہین رسالت، توہین

﴿۱﴾ قال ابن عابدين و منهم انه يعرف الامور بمقدمات يستدل بها على موافقها من كلام من يسأله او حاله او فعله و هذا يخصو نه با سم العراف كا لمدعى معرفة المسروق و نحوه الخ
(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۳۴ جلد ۱ مطلب في الكها نة مقدمه)

﴿۲﴾ عن عوف بن ما لک قال قال رسول الله ﷺ اعرضوا على رقاكم لا بأس با لرقى ما لم تكن شركاً
(ابوداؤد ص ۱۸۶ جلد ۲ باب ما جاء في الرقى كتاب الطب)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوہام ووساوس آتے جاتے ہوں مثلاً اس کے ہاں جب یہ اوصاف جمیلہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جائے ۔مثلاً ان رسول اللہ ﷺ کان اکحل العینین و ان عائشۃ رضی اللہ عنہا کانت بکرۃ اوراس کے دل میں ان باتوں کے متعلق مختلف وسوسے آجائیں اوراس طرح قرآن،احادیث محراب المسجد اور دوسرے شعائر اسلام کے بارے میں اور یہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں تو کافر ہوگیا مجھے ان اوہام باطلہ کے ظلمات سے نکالو اور سخت پریشانی ہے اس پر۔اس شخص کیلئے کوئی وظیفہ اور حل تلاش فرمایا جائے ۔تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی :حافظ سید قاسم مدرسہ انجمن تعلیم القرآن پراچگان کوہاٹ.....۲۴/۵/۱۹۸۴ء

الجواب :یہ شخص مسلمان ہے ﴿۱﴾ صبح وشام سوسو مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا کرے اور ایسے خیالات سے قلب کو قطع کرکے دوسرے خیالات میں مشغول ہوجائے تو ان شاء اللہ یہ بیماری جلدی ختم ہوجائیگی ۔ وھو الموفق

ظالم کی ہلاکت کیلئے ختم قرآن کرنا

سوال :کیا ختم قرآن کرنا یا کرانا برائے ہلاکت ظالم ،چور وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر وہ چور یا ظالم اس عمل کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔بینوا و توجروا

المستفتی :مولوی گل نور شاہ ککلوٹ دیر بالا.....۲ر ستمبر ۱۹۷۵ء

الجواب :عملیات کے ذریعے کسی کو ہلاک کرنا حرام ہے جیسا کہ اسباب ظاہرہ سے حرام ہے البتہ اگر ایسے شخص کو ہلاک کیا جائے جو کہ شرعاً مباح الدم ہو تو جائز ہوگا۔﴿۲﴾ فقط

﴿۱﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للشیطان لمۃ بابن ادم و للملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر و تکذیب بالحق و اما لمۃ الملک فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم . ثم قرأ الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء رواہ الترمذی (مشکوۃ المصابیح ص ۱۹ جلد ۱ باب فی الوسوسۃ)

﴿۲﴾ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وقال قال رسول اللہ ﷺ لا یحل دم امرئ مسلم یشھد ان لاالہ الا اللہ وانی رسول اللہ الا باحدی ثلث النفس بالنفس و الثیب الزانی و المارق لدینہ التارک للجماعۃ متفق علیہ . (مشکوۃ المصابیح ص ۲۹۹ جلد ۲ کتاب القصاص الفصل الاول)

تعویذ میں ابلیس، فرعون، شداد وغیرہ کے نام لکھنا

سوال: بعض لوگ فرعون، ابلیس یا شداد کا نام لکھ کر گردن میں ڈالتے ہیں کیا ایسا تعویذ لکھنا اور گلے میں ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ بينوا وتوجروا

المستفتی: شہباز خان حقانی بڈھ بیر پشاور ... ۲۶ر جون ۱۹۸۷ء

الجواب: یہ تعویذ ناجائز ہے ان اسماء میں کوئی تبرک نہیں ہے البتہ قرآن مجید کے نظم میں آنے کے وقت دیگر الفاظ قرآن کی طرح حکم رکھتے ہیں ﴿۱﴾ و هو الموفق

تعویذ اور تمیمہ میں فرق

سوال: ہمارے سکول میں ایک ماسٹر خفیہ طور پر ڈاکٹر عثمانی کا پیروکار ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ من علق التميمة فقد اشرک۔ جس نے بھی تعویذ لٹکایا۔ اس نے شرک کیا۔ قرآن وسنت کی رو سے ان اشیاء کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: علی زمان عربی ٹیچر نوشہرہ کلاں ۱۹۹۱ء/۵/۱۷

الجواب: تعویذ لکھنا اور لٹکانا جائز ہیں۔ كما في ابي داؤد ص ۵۴۳ جلد ۲ عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله ﷺ كان يعلمهم من الفزع كلمات. اعوذ بكلمات الله التامات الى اخرها . وكان عبدالله بن عمرو يعلمهن من عقل من بنيه ومن لم يعقل كتبه فاعلقه عليه .

اور تمیمہ لٹکانا ناجائز ہے. لحديث عبدالله بن عمرو بن العاص ما ابالي ان انا شربت ترياقا او اتعلقت تميمة . ابوداؤد ص ۵۴۰ جلد ۲ ۔ لیکن تمیمہ خرزات ، اظفار السباع و عظامها کو کہا جاتا ہے۔ مبارک کلمات کے مکتوب کو تمیمہ قرار دینا غباوت یا غوایت ہے۔ ﴿۲﴾ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

﴿۱﴾ قال ابن عابدين وانما تكره العوذة اذا كانت بغير لسان العرب ولا يدرى ما هو ولعله يدخله سحر او كفر او غير ذلك واما ما كان من القرآن او شئ من الدعوات فلا بأس به.

(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۲۵۷ جلد ۵ قبيل فصل في النظر كتاب الحظر والاباحة) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ان الرقی و التمائم و التولة شرک ص ۵۴۲ جلد ۲ ۔ پس جس طرح ہر رقیہ ناجائز نہیں ہے۔ بلکہ شرکی کلمات والی رقیہ ناجائز ہے۔ اسی طرح ہر تعویذ ناجائز نہیں ہے۔ شرکی کلمات والا تعویذ ناجائز ہے۔ وھو الموفق

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (۵ ۲) قال العلامہ ابن عابدین التمیمة المکروهة ما كان بغير القرآن و قيل هي الخرزة التي تعلقها الجاهلية و بعضهم يتوهم ان المعاذات هي التمائم و ليس كذلك انما التميمة الخرزة ولا بأس بالمعاذات اذا كتب فيها القرآن او اسماء الله تعالىٰ وانما تكره العوذة اذا كانت بغير لسان العرب ولا يدرى ما هو ولعله يدخله سحر او كفر اوغير ذلك و في الشلبي عن ابن الاثير التمائم جمع تميمة و هي خرزات كانت العرب تعلقها على اولادهم يتقون بها العين في زعمهم فابطلها الاسلام الخ (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۲ جلد ۵ قبيل فصل في النظر)




كتاب
الرؤيا و تعبيرها
www.ahlehadi.org

قال اللّٰه تعالىٰ

و كذالك يجتبيك ربك و يعلمك من تأويل الاحاديث... ﴿ الاية ﴾

کتاب الرؤیا وتعبیرھا

خواب میں سجدہ کی جگہ پر قاذورات کا دیکھنا

سوال:الاستاذ المحترم حفظه الله المنان من الهموم في الدنيا والآخرة!

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته! امابعد انی سائل فی امر قد وقع منه فی قلبی من الاضطراب والخوف فان بینت لی بیانا شافیا فهو کفانی انی خشیت ان اکون تحت قوله تعالیٰ ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون .لانی منذ جئت الی المدرسة ما رئیت رسول الله ﷺ فی النوم وایضا ما رئیت الرؤیا اظن انه جزء من اربعین اجزاء النبوة الا نادرا و نسیانا والحال انی اقرء کتب الاحادیث اذا کان هذا حالی الآن فکیف بعد الفراغ من العلم ولا اعلم من خطیئة فلذا اقول لعل انا لا اشعر بخطیئتی فامرنی بالشئ حتیٰ یحصل به ما هو المقصود الاعظم و یزیل به مرض قلبی حتی اریٰ فی القب نورا بفضل الله تبارک و تعالیٰ و ایضا فامرنی بالدعاء یحصل به روية النبی ﷺ والله انی رئیت نومة فی ظهيرة الامس . والله لا طاقة لی ان ابین لکم مشافهة فلذا انا أرسل بالصدیق و لو کان فیه قلةالحیاء فعافنی. قد رئیت فی النوم و کنت مصلیا فاذاقمت من الرکعة و نظرت فکنت مستقبل المشرق فتحولت الی القبلة فاذا نظرت الیٰ موضع السجود فاذا رئیت قریب السجدة قذ رات کثیرات فاردت السجدة فوقع الحصیر علی القذر فسجدت علیها حتی وصل اثرالقذر الی جبهتی فرفعت راسی وایضا کنت متحیرا هذا القذر وقع منی ام من الغیر فمن الشفقة ان ترسل و تکتب الی تأویل رویای علی قدر ما تعلم به و تعطی بیدالمرسل والحاصل ای تاویل کان فاکتب لی وارسلنی حتی تدفع منی الوساوس .

السائل: نامعلوم طالب علم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب : من اراد ازالة الامور الغير الاختيارية او تحصيلها فلن ينجو من الغم والحزن و منها الرؤيا الصالحة و اما تعبير الرؤيا المسطورة ففيها اشارة الى النزول و هو التوجه الى الخلق لارشادهم و كذا الى حصول الدنيا- و هو الموفق

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

سوال : خواب میں مجھے سرکار دو عالم کی زیارت نصیب ہوئی اس حال میں کہ حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک تھال (سنہری رنگ کا) اچھی طرح یاد نہیں کیا رنگ تھا لیکن تھوڑا سا یاد ہے کہ رنگ سنہری تھا۔ اسی تھال میں چینی کی مانند کوئی چیز تھی۔ جو آپ ﷺ مٹھی بھر بھر کر مسلسل تقسیم فرما رہے تھے لیکن کوئی آدمی سامنے موجود نہیں تھا۔ میں نے صرف تقسیم کرتے دیکھا۔ اس وقت میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ میرے دل پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی تھی اور میں حضور ﷺ کو دیکھتا رہا۔ بینوا و توجروا

السائل: اعجاز علی واہ کینٹ۔۔۔۔ ۱۵/شوال ۱۳۹۵ھ

الجواب : محترم المقام دامت برکاتہم السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کی صفت قابلیت کے بعض آثار کا مشاہدہ کیا ہے بے شک وہ حاضرین و غائبین دونوں کے قاسم ہیں ﴿۱﴾ اللہ کریم آپ کو نیک اولاد کی نعمت سے نوازے۔ آمین

خواب میں نبی کریم ﷺ کا خلاف شریعت حکم دینے کا مسئلہ

سوال : خواب میں اگر نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر کوئی حکم کرے اور وہ حکم خلاف شریعت ہو تو کیا اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں؟ بینوا و توجروا

السائل: اکبر حسن لنڈی کوتل پشاور۔۔۔۔ ۱۳۹۶ھ

الجواب: گفتار منامی کیلئے شرط ہے کہ گفتار حیاتی سے متصادم نہ ہو ﴿۲﴾ اور تصادم کی صورت میں اس گفتار

﴿۱﴾ عن معاوية قال قال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين وانما انا قاسم والله يعطي متفق عليه . (مشكواة المصابيح ص ۳۲ جلد ۱ كتاب العلم الفصل الاول)

﴿۲﴾ قال القارى و لذا لم يعتبر احد من الفقهاء جواز العمل فى الفروع الفقهية بما يظهر للصوفية من الامور الكشفية او من حالات المنامية (مرقاة المفاتيح شرح مشكواة ص ۳۵۸ جلد ۹ كتاب الفتن)

کو گفتار شیطانی پر محمل کیا جائے گا کما وجهه به حدیث تلک الغرانیق العلی الخ. ﴿۱﴾

ذات پاک کا خواب یا مراقبہ میں دیکھنے کا دعویٰ

سوال: ایک پیر صاحب کا دعویٰ ہے کہ دوران ذکر میں نے ذات پاک کے ساتھ معانقہ کیا ہے کیا یہ دعویٰ صحیح ہے؟

المستفتی: ظفر علی تھانوی مہاجر کیمپ کراچی نمبر ۲۰

الجواب: شاید اس سے مراد خواب یا مراقبہ میں دیکھنا ہوگا جو کہ نہ ممنوع ہے اور نہ مخصوص ہے۔ ﴿۲﴾ فقط

حضور ﷺ کا خواب میں لوگوں کا متبع بنانے اور کسی سے مال لینے کے حکم کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے جناب رسول پاک ﷺ نے بذریعہ خواب اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے لہٰذا لوگ میری اتباع کریں۔ کیا از روئے شرع اس شخص کا اتباع مسلمانانِ عالم پر ضروری ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

﴿۱﴾ فوائد عثمانیہ میں ہے کہ علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے، والـلات والـعـزیٰ ومناة الثالثة الاخریٰ هؤ لاء الغرانیق العلیٰ وان شفا عتهن لترتجی لـ کتب تفسیر میں اس موقع پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے، تو شاید یہ ہی ہوگی کہ آپ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورۃ پڑھی۔ کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن سننے نہ دیں، اور بیچ میں گڑبڑ مچادیں۔ کما قال الله تعالیٰ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لهذاالقران والغوا فیه لعلکم تغلبون (حم السجدہ رکوع ۴)
جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ہی کے لب ولہجہ سے وہ الفاظ کہہ دے ہوں گے۔ جو ان کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے، تلک الغرانیق العلیٰ ...... الخ۔ آگے تعبیر و ادا میں تصرف ہوتے ہوئے کچھ کا کچھ بن گیا ورنہ ظاہر ہے۔ نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہوسکتا ہے اور جس چیز کا امکان کیا جارہا ہے اس کی مدح پر ان کے کیا معنی انتہی ...... (تفسیر عثمانی سورۃ الحج آیت: ۵۳)
(والتفصیل فی الروح المعانی سورة الحج الایة: ۵۳ جلد ۱۰ ص ۲۰۰)

﴿۲﴾ قـال الـعلامه ملا علی قاری ان صح عن احد دعوی نحوه (رؤیة الله تعالیٰ فی الدنیا) فیمکن تأویله بـان غـلبة الاحـوال تـجـعـل الـغـائب کا لشاهد حتی اذا کثر اشتغال السر بشئ و استحضاره له یصیر کا نه حـضـر بیـن یـدیه انتهی و یؤیده حدیث الاحسان ان تعبد الله کا نک تراه و کذا حدیث عبد الله بن عمر حال الطواف کنا نتراءی الله. الخ
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۲۳ جواز رؤیة الباری جل شانه فی الدنیا)

(۲) ایک شخص۔نے بڑے سیٹھ کو کہا کہ میں نے خواب میں حضورﷺ کو دیکھ لیا ہے اور مجھ سے فرمایا کہ تم فلاں سیٹھ کے پاس جاؤ وہ تمہارا کام کرے گا۔کیا یہ خواب درست ہے اور اس کے پیش نظر اس سیٹھ پر اس کا اتباع لازم ہے؟ جواب سے نوازا جائے۔

المستفتی: منصور الرحمٰن جامعہ احسن العلوم ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی......۱۴۱۰ھ

الجواب: (۱) اگر واقعی اس شخص کو جانشین مقرر کیا گیا ہو تو لوگ خود بخود اس کے دائرہ میں داخل ہوں گے نہ اس شخص پر دعوت دینا ضروری ہے اور نہ لوگوں پر اس دعوت کا اتباع ضروری ہے۔(۲) اگر یہ شخص دلائل سے اس خواب کو ثابت کرے تو فبہا ورنہ اس شخص کے محض دعوی پر اعتماد کرنا بے قاعدہ اعتماد ہے۔وھو الموفق

بنگلہ سے مسلسل پانی بہنا

سوال: میں نے ایک بنگلہ ۱۹۷۶ء میں اسلام آباد میں بنایا تھا میں چونکہ وطن سے باہر تھا میرے دونوں بھائیوں نے یکے بعد دیگرے نگرانی کی اور دونوں وقفے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔میں ہر ماہ خواب دیکھتا ہوں کہ گھر ابھی تک نامکمل ہے اور اس سے مسلسل پانی بہہ رہا ہے برسوں سے اس قسم کا خواب دیکھ رہا ہوں تعبیر سے روشناس فرمائیں؟

المستفتی: عبدالجلیل ایم اے ارباب کالونی تہکال پشاور......۲/رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: تعبیر مشکل چیز ہے آپ نقد صدقہ اہل اللہ کو دیا کریں تاکہ خطرہ کا جبیرہ ہو ﴿۱﴾ والسلام

حضورﷺ کو گورونانک کی شکل میں دیکھنا خواب کے دیکھنے والے کے انحراف پر تنبیہ ہے

سوال: ایک شخص مسمی مرزا عبدالرشید ربوہ اپنا خواب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میری آنکھ لگ گئی دیکھا کہ مسجد میں داخل ہو کر ہر طرف چاندنی ہی چاندنی ہے جتنی تیزی سے ورد کرتا ہوں سرور بڑھتا اور چاندنی واضح ہو جاتی ہے محراب میں حضرت بابا گورونانک جیسے بزرگ شبیہ کی صورت میں حضورﷺ تشریف فرما ہیں۔حضورﷺ کے گرد نور اس قدر تیز ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔الخ

﴿۱﴾ عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقة لتطفئ غضب الرب و تدفع میتة السوء رواہ الترمذی (مشکواۃ المصابیح ص ۱۶۸ جلد ۱ باب فضل الصدقة الفصل الثانی)

یہ خواب مرزا عبدالرشید نے اشاعت کیلئے روزنامہ الفضل ربوہ میں بھیجا جنہوں نے ۶ نومبر ۸۲ء کو کالم نمبر ۳ میں چھاپا۔ اور اندرون و بیرون ملک تقسیم ہوگیا۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ بالا عبارت سے (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کی توہین کا پہلو واضح نہیں ہوتا ہے اور کیا مرزا عبدالرشید اور الفضل کا ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی پرنٹر سید عبدالحیٰ (اس کو لکھنے، چھاپنے اور نشر و اشاعت کی وجہ سے) یہ لوگ مرتکب توہین نہیں ہوئے ہیں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولانا محمد شریف جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان ...... ۲۵ر جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ

الجواب: پیغمبر ﷺ کو شمائل میں متعین شدہ صورت کے علاوہ دیگر مکروہ صورت میں دیکھنا ﴿۱﴾ اس خواب کے دیکھنے والے کی انحراف پر تنبیہ ہوتی ہے گورو نانک نے اہل اسلام کو ہندو بنانے کیلئے دام تذویر بنایا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل اسلام کو انگریز یا انگریز پرور بنانے کیلئے دام تذویر بچھایا تھا اور یہ خواب دیکھنے والا بھی اس مالیخولیا میں مبتلا ہے۔ وھو الموفق

خواب میں نیک کاموں کے حکم دینے والے کا دیکھنا اور اس کی تعبیر

سوال: مؤدبانہ گذارش ہے کہ بندہ نے تین رات مسلسل بدھ جمعرات جمعہ کی رات ایسے خواب دیکھے ہیں کہ خواب میں مجھے ایک آدمی کہتا ہے:

(۱) حج کرو (۲) سنت ادا کرو۔ سنت کے سوال کے جواب میں نے کہہ دیا کہ میں نے شادی کی ہے جواب دیا گیا کہ دوسری شادی کرو (۳) احادیث کا دورہ کرو۔ میں نے کہا کہ دورۂ حدیث کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دوبارہ دورہ کرو (۴) احسان آباد میں قرآن کی درسگاہ آباد کرو میں نے پوچھا کہ احسان آباد کہاں واقع ہے تو ہمارے گاؤں میں ایک غیر آباد زمین ہے وہ کہتے ہیں کہ یہی زمین احسان آباد ہے (۵) ظواہر سے ملفوف ہو جاؤ (۶) قرآن کریم کا حفظ کرو۔ بندہ نے جواب دہ ہو کر کہا کہ میں بہت مفلس اور نادار ہوں اور آپ کی سب باتیں بہت طاقت والے کر سکتے ہیں تو جواب دیا کہ تم تو غریب ہو لیکن حاجی الحرمین منیر خان نواب زادہ مردان والے

﴿۱﴾ عن ابی قتادہ قال قال رسول الله ﷺ من رانی فقد رای الحق متفق علیه. و علی ھا مشه ای معناه من رانی علی صورتی التی انا علیها فقد رانی حقیقةً لان الشیطان لا یتمثل بھذه الصورة المخصوصة. الخ (مشکواة المصابیح ص ۳۹۴ جلد ۲ کتاب الرؤیاالفصل الاول)

سے کہہ دیں اور میرا دعا سلام کہہ دیں وہ یہی کام کریگا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا کہ میں محمد مدینہ کا باشندہ ہوں اس خواب کی تعبیر بتلا کر مشکور فرماویں۔

السائل: محمد نذیر فتح پور سوات.....۱۳۹۰ھ

الجواب : آپ قرآن وحدیث کی اشاعت اور خدمت دین کا ارادہ کریں امید ہے کہ آپ کامیاب ہو جائیں گے اور اہل خیر کے قلوب کو اللہ تعالیٰ آپ کے امداد کی طرف مائل کرے گا۔ واللہ اعلم

خواب میں فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ دیکھنا

سوال : (۱) خواب دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ میں دیکھو جس کا عقیدہ خراب ہے اس کا ٹھکانہ آگ میں ہے۔ اور یا قاعدہ میرے سامنے تحریر ہوتا ہے'' و بئس المھاد '' یہ دیکھتے ہی خواب سے جاگ اٹھتا ہوں۔

(۲) خواب میں بس (لاری) کے اسٹیرنگ پر بیٹھا ہوں ڈرائیور نہ ہونے کے باوجود بس کو بغیر سٹارٹنگ کے چلا رہا ہوں اور چڑھائی پر چڑھ رہا ہوں۔ چڑھائی پر سے گذرنے کے بعد ایک خوبصورت شہر سامنے آتا ہے اس کا خوبصورت نظارہ اب میرے آنکھوں کے سامنے گذر رہا ہے۔ میں بس کو اسی خوبصورت شہر میں کھڑا کرتا ہوں اس سے آگے لے جانے کی ہمت نہیں۔ کیونکہ خوف ہے کہ ڈرائیوری کا ہنر نہ آنے کی وجہ سے بس مجھ سے الٹ جائے اس کے بعد جاگ اٹھا ہوں۔

(۳) خواب میں اپنے علاقہ جاتا ہوں۔ وہاں ایک قلعہ جس کو انگریز نے بنایا ہے اس کے نزدیک مغربی جانب کچھ دوکانیں ہیں۔ میں اپنے گھر کی طرف سے کسی لاری کے ذریعہ ایک نئے سڑک (جو وادی میں سے گذرتی ہے) پر اس قلعہ اور دوکانوں کی طرف آرہا ہوں۔ راستے میں بہت ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا چل رہی ہے قلعہ پر سے گذرتا ہوں اور دوکانوں پر پہنچتا ہوں تو ان دوکانوں کا ایک نیا نقشہ (جو پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا) دیکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ پورا بازار چار دیواری میں بند اور اس کے اوپر چھت عجیب خوبصورت نقش و نگار کے ساتھ پکی اینٹوں سے اور سیمنٹ کا بنا ہوا ہے میں بس ہی میں اس کے اندر چلا جاتا ہوں۔ اس جگہ کی اس خوبصورتی سے متاثر ہو کر دل خوش ہو جاتا ہے اور خواب سے بیدا ہو جاتا ہوں۔

(۴) خواب میں کسی پردیس چلا جاتا ہوں۔ وہاں مجھ سے کہا جاتا ہے کہ "آپ کو یہاں بنگلہ رہنے کو ملے گا" میں اس وقت کسی مسجد میں جاتا ہوں۔ شاید ظہر کا وقت ہے۔ با جماعت نماز ادا کرتا ہوں واپسی پر پورا خواب یاد نہیں ہے۔ بہر حال بنگلہ کو دیکھا نہیں اور بیدار ہو جاتا ہوں؟ ان خوابوں کی تعبیر بتلا کر مشکور فرماویں۔

المستفتی: عبدالحمید کھوئی بہارہ ایف آر ڈی آئی خان ...... ۲۹ر صفر ۱۳۹۰ھ

الجواب: (۱) رد بدعات اور شرکیات میں مداہنت پر تنبیہ معلوم ہوتی ہے۔

(۲) اشارۃً معلوم ہوتا ہے آپ کی قیادت کی طرف نیز اس کے سرانجام کرنے کی طرف خوبی اور احتیاط کے ساتھ۔

(۳) انگریزی سکول انگریزی قلعے ہیں۔ یہ دنیا بازار ہے جو کہ دن بدن لوگوں کے ابصار اور قلوب میں وقعت حاصل کرتا ہے آپ کا اس پر عبور اور مرور ہے لیکن امید ہے کہ اس کو مقام بنانے سے محفوظ رہیں گے۔ فقط



كل من عليها فان ه

ويبقىٰ وجه ربك

ذو الجلال

والاكرام ه ﴿الآية﴾





با لروح والبرزخ والموت



باب ما یتعلق بالروح والبرزخ والموت

موت کا مفہوم و معنی

سوال: تسکین الصدور میں محمد سرفراز خان نے موت کے دو مفہوم بیان کئے ہیں۔

پہلا مفہوم:۔ علماء نے موت کا معنی یہ کیا ہے کہ روح کا تعلق جسم سے منقطع ہوجائے۔ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موت کے وقت روح نکالی جاتی ہے۔ آسمانوں کی طرف لے جائی جاتی ہے پھر اپنی جگہ پر رکھی جاتی ہے۔

دوسرا مفہوم: مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں۔ کہ پیغمبروں سے حیات کا انقطاع نہیں ہوتا۔ فرق واضح فرماویں۔

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑالہ ضلع میانوالی...... ۳ ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: ان معانی میں معنی اول مشہور اور بلا تکلف ہے۔ نیز حدیث وفی الجنة مأ واہ وحدیث الرفیق الاعلی سے مناسب ہے۔ نعم اعیدت الی الجسد المبارک بدلیل ما رواہ البھیقی وغیرہ۔ اور معنی دوم درست ہے۔ یعنی روح بدن سے منقطع نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ قلب میں جمع ہوئی ہے۔ ویصاحبہ بعض الانقطاع عن بعض الاعضاء . اور تصیر کالشمس اذا غربت . فافھم . وھو الموفق

عذاب قبر اور حیات النبی ﷺ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا مسلک

سوال: (۱) کیا عذاب قبر وثواب قبر اس مخصوص گڑھے میں دیا جائے گا۔ یا علیین وسجین دونوں مراد ہیں۔ نیز عالم برزخ کا اطلاق اس محسوس گڑھے پر ہے۔ یا علیین وسجین پر یا دونوں پر ہے؟

(۲) حیات الانبیاء جو احادیث سے ثابت ہے اس حیات سے دنیوی حیات مراد ہے یا برزخی۔ یہ فتویٰ تبلیغی جماعت حلقہ بنوں نے اپنے عقائد کیلئے منگوایا ہے امید ہے جواب سے نوازیں گے۔

المستفتی: مولانا محمد بصیر صاحب غوریوالہ ضلع وتحصیل بنوں...... ۱۹۸۷ء/۹/۱۲

الجواب: حامداً ومصلیاً (۱) عذاب قبر کے بارے میں کثرت سے احادیث وارد ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک کو عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جارہا ہے۔ اور دوسرے کو چغلی کرنے کی وجہ سے پھر کھجور کی تر ٹہنی دو حصے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دی اور فرمایا شاید ان سے عذاب ہلکا ہو جائے جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں۔ قبر کا لفظ درحقیقت اس گڑھے کو کہا جاتا ہے۔ جس میں میت کا جسد عنصری رکھا جاتا ہے۔ اوپر والی حدیث اس کا واضح ثبوت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے جن دو قبروں پر ٹہنیاں رکھی تھیں وہ حسی قبریں اور گڑھے ہی تھے۔ کیونکہ اس سے علیین اور سجین کا وہ برزخی مقام مراد نہیں جو مستقر ارواح ہے کیونکہ ٹہنی کے دو حصے وہاں نہیں گاڑھے گئے تھے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میت کا جسم آگ میں جل جاتا ہے یا دریا برد ہو جاتا ہے اور مچھلیاں وغیرہ کھا جاتی ہیں یعنی قبر میں دفن کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ تو اس کے بارے میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ علیہ نے کتاب الروح ص ۷۲ میں لکھا ہے۔ ترجمہ یوں ہے۔ یہ جاننا مناسب ہے کہ عذاب قبر عذاب برزخ ہی کو کہا جاتا ہے پس ہر ایسا شخص جو عذاب کا مستحق ہے۔ جب مر جاتا ہے تو اس کو عذاب کا حصہ پہنچتا ہے۔ قبر میں دفن کیا گیا ہو یا نہ۔ سو اگر اسکو درندے کھا گئے ہوں یا جلا دیا گیا ہو حتیٰ کہ اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی گئی ہو یا سولی پر لٹکا دیا گیا ہو یا دریا برد ہو چکا ہو۔ بہر کیف اس کی روح اور بدن دونوں کو وہ عذاب حاصل ہوگا جو قبر میں دفن شدہ کو حاصل ہوتا ہے۔ بہر حال جملہ اہل سنت والجماعت اس عقیدے پر متفق ہیں۔ کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اہل طاعات کو لذت اور سرور نصیب ہوتا ہے۔ اور کفار و منافقین اور گنہگاروں کو عذاب و تکلیف حاصل ہوتی ہے۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن و سنت اور اجماع کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ مضبوط ہے۔ اور جو لوگ عذاب و راحت قبر یعنی حیات برزخی کے منکر ہیں۔ تو یہ مذہب ملاحدہ، خوارج کچھ معتزلہ اور بعض مرجئہ کا ہے۔

(۲) اہل سنت والجماعت کے نزدیک اتفاقاً انبیاء علیہم السلام قبور میں زندہ ہیں ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس کے بارے میں بہت سے دلائل ہیں۔ حدیث مبارک ہے۔ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تمام علماء دیوبند کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ جیسا کہ المهند علی المفند میں خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔ اور علماء حرمین شریفین اور

علماءِ ہند نے اس کی تصدیق کی ہے۔

کتبہ: رشید احمد صدیقی حقانی...... نائب مفتی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب: یہ جوابات درست ہیں۔ (۱) قرآن، احادیث، کلام، فقہ سے عذاب قبر کا حق ہونا ثابت ہے۔ ﴿۱﴾ اور قبر اس جگہ کا نام ہے۔ جہاں سے یہ اجزاء انسانی قرار پکڑیں۔ اور جو لوگ عذاب قبر کے منکر ہوں۔ جیسا کہ بعض معتزلہ اور عثمانی پارٹی۔ تو ان کے پیچھے اقتداء درست نہیں ہے۔ کما فی شرح کبیر. ﴿۲﴾
(۲) اور انبیاء علیہم السلام قبور میں ایک دفعہ وفات کے بعد حیات دنیوی سے زندہ ہیں۔ یعنی ان کے ارواح ان کے اجساد میں دوبارہ داخل ہوئے ہیں البتہ جو مشائخ حیات برزخی کے قائل ہیں وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ یہ مسئلہ نظریات سے ہے نہ ضروریات سے۔ و ھو الموفق

حضرت مفتی اعظم (محمد فرید عفی عنہ) شیخ الحدیث بدار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حیات الانبیاء کی ہیئت میں اختلاف ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعینہ وقت وفات پر بھی بدستور بقید حیات ہوتے ہیں یعنی انقطاع روح نہیں ہوتا جبکہ خالد کہتا ہے کہ دفن کرنے سے قبل روح کا تعلق جسم کے ساتھ نہیں رہتا۔ کیونکہ موت حیات کی ضد ہے۔ ایک کے واقع ہونے سے انتفائے آخر لازم ہے۔ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عطاء اللہ شاہ مدرس جامعہ رشیدیہ بھکر میانوالی...... ۳ رشعبان ۱۴۰۲ھ

﴿۱﴾ قال العلامة تفتازانی وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاة المئومنین ...... ثابت بالدلائل السمعیة لا نها امور ممکنة اخبر بها الصادق علی ما نطقت به النصوص قال اللہ تعالیٰ النّار یعرضون علیها غدوًّا وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلو آل فرعون اشد العذاب وقال اللہ تعالیٰ اغرقوا فادخلوا ناراً قال النبی ﷺ استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه وقال علیه السلام قوله تعالیٰ یثبّت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت نزلت فی عذاب القبر الخ (شرح العقائد للسنفی ص ۷۷ عذاب القبر الحق)

﴿۲﴾ قال الحلبی ومن ینکر الشفاعة اوا لروّیة او عذاب القبر اوالکرام الکاتبین واما من یفضل علیا فحسب فهو من المبتدعة الذین یجوز الاقتداء بهم مع الکراهة (غنیة المستملی ص ۴۷۲ باب الامامة)

الجواب: انبیاء علیہم السلام قبور میں با جسادھم و با رواحھم زندہ ہیں۔ ﴿۱﴾ یہ امر متفق علیہ ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اجسام میں حیات ارواح کی طرح ابتداء سے ہے یا تعلق ارواح کی وجہ سے ہے۔ والظاهر من الاثار الثانی۔ وهو الموفق

حیات الانبیاء کا حیات دنیاوی سے امتیاز

سوال: ایک کتاب میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطاء فرمائی ہے۔ جو شہداء کی حیات سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کی حیات اولیاء کی حیات سے ممتاز ہے۔ مگر یہ حیات حیات دنیاوی سے علیحدہ ہے۔ تو کیا یہ کہنا درست ہے۔ یا امتیاز اس میں ہے ؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد عبداللہ سکنہ چکڑ الہ غازی خیل ضلع میانولی...... ۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ کلام درست ہے۔ کیونکہ جو علماء حیات دنیوی کے قائل ہیں۔ وہ بھی ان لوازم سے ان کو

﴿۱﴾ الاحاديث الصحيحة دالة على حياة الانبياء عليهم الصلاة والسلام والشهداء والصديقين والصالحين كما في الحديث فنبي الله حي يرزق وكذافي الحديث من صل على نائيا ابلغته ومن صلى على عند قبرى سمعته (مشكواة ص ۹۷جلد ۱) وكذافي عقائد علماء الديوبند (المهند على المفند) بان للانبياء عليهم السلام حيا ة برزخية جسدانيه ويدل عليه قوله عليه السلام مررت بقبر موسىٰ فاذاهو يصلى فى قبره والصلاة تقتضى جسداً حيا . وكذايدل عليه مارواه الترمذى فى تلاوة سورة الملك من موضع لا يعرف فيه القبر (مشكواة باب فضائل القرآن)

وايضاروى ابو هريره رضى الله عنه عن النبى ﷺ مامن احد يسلم على الا ردالله تعالىٰ على روحى حتى ارد عليه السلام رواه ابوداؤد وكذا روى الدارمى والنسائى ان لله تعالىٰ ملائكة سياحين فى الارض يبلغوتى من امتى السلام (مشكواة ص ۸۷)

وايضاقوله صلى الله عليه وسلم الانبياء احياء فى قبور هم يصلون رواه ابو يعلى والبيهقى .وللعلامة السيوطى رسالة فى حياة الانبياء عليهم الصلاة والسلام .وايضاً للقاسم نانوتوى آب حيات ،،ذكر فيهما دلائل شافيه كافية دالة على حيات الانبياء من اراد فليطا لعها .(ازمرتب)

متصف نہیں مانتے ہیں ﴿۱﴾ و مثلهم كمثل اهل الجنة . وهو الموفق

میت کے حق میں نیک شہادت کی حیثیت

سوال: اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور پھر جنازہ کرنے والے اور فاتحہ خوانوں سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ متوفی کے حق میں اپنے زبان سے موجود لوگ یہ کہہ دیں۔ کہ متوفی ایک نیک مسلمان تھا یعنی ان کی حق میں نیک شہادت دیں۔ خواہ مردہ نیک ہو یا بد ہو۔ تو کیا واقعی ان الفاظ سے مردہ کو نفع پہنچتا ہے؟ شریعت محمدی ﷺ میں اس شہادت کی کہاں تک اجازت ہے؟

المستفتی: حاجی علی احمد جان صاحب چنگئی سوات.... ۲۰/۱۲/۱۹۷۱ء

الجواب: مسئلہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ جب بعض صالحین ایک میت کے متعلق (مشاہدہ یا حسن ظن کے بناپر) نیک شہادت دیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس شہادت کو (دعا اور شفاعت کی طرح) ذریعہ نجات بناتا ہے۔ (یشیر الیه ما فی المرقاة ص ۵۳ جلد ۴) اور یہ مراد نہیں ہے۔ کہ قصداً اور عمداً کسی شریر کو نیک بولنے سے (جیسا کہ خوشامدی لوگ کہتے ہیں) یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ قال رسول الله ﷺ ایما مسلم شهد له اربعة بخير ادخله الله الجنة رواه البخاری محولة من المشكوٰة . ﴿۲﴾ والشهادة المشاهدة حقيقة كانت او حكماً والاخبار خلاف الواقع عمداً و قصداً كذب ليس بشهادة فافهم . ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ الحياة البرزخية القوية حياة الانبياء حتى لا يجوز نكاح ازواجه المطهرات باحاد الامة وهذا اثر الحياة القوية وكونها امهات المؤمنين وجه اخر لحرمة نكاحهن ولاتنافي بين الوجهين فان الحكم الواحد يثبت بدلائل شتى وورد فی حديث الاسراء مررت بموسى فاذا هو يصلى فی قبره . والصلوٰة انما تكون بالجسد كما ذكره ايضاً خليل احمد سهارنپوری فی عقائد علماء ديوبند . والتفصيل فی كتاب الروح لابن القيم والبصائر للداجوی وغيرهما (ازمرتب)

﴿۲﴾ (مشكوٰة المصابيح ص ۱۴۵ جلد ۱ باب المشی بالجنازة الفصل الاول)

﴿۳﴾ قال العلامه ابن نجيم قوله هی اخبار عن مشاهدة وعيان لا عن تخمين وحسبان ای الشهادة وصرح الشارح بان هذا معناها اللغوی وهو خلاف الظاهر وانما هو معناها الشرعی ايضاً الخ (البحر الرائق ص ۵۵ جلد ۷ كتاب الشهادات)

عذاب قبر روح اور جسد دونوں کیلئے ثابت ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عذاب القبر علی الروح والجسد کو نہیں مانتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ عذاب صرف روح پر ہوگا تو کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: قاری یوسف مہتمم جامعہ مدنیہ ڈھیال سنگھ شیخوپورہ......۱۸؍ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب : یہ شخص غلطی پر ہے۔ اس نے "ضرب بالمطارق" والاحدیث ﴿۱﴾ کا نظر غائر سے مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

حیات انبیاء کے بارے میں احادیث مبارکہ

سوال : محترم مفتی صاحب! دو احادیث لکھیں جن میں انبیاء علیہم السلام کی موت کے بعد والی زندگی کا ذکر اور الفاظ حیات دنیوی کا ہو؟ بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑالہ میانوالی......۲۶؍ذیقعدہ ۹۶ھ

الجواب : آپ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل جو کہ حیات الانبیاء

﴿۱﴾ عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا وضع فی قبره وتولى عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم ...... ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين متفق عليه ولفظه للبخاری . (مشكواة المصابيح ص ۲۵ جلد ۱ باب اثبات عذاب القبر)

﴿۲﴾ قال الملا على قارى واعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالىٰ يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتالم او يتلذذ ولكن اختلفوا فى انه هل يعاد الروح اليه والمنقول عن ابى حنيفة رحمه الله التوقف الا ان كلامه هنا يدل على اعادة الروح اذجواب الملكين فعل اختيارى فلا يتصور بدون الروح وقيل قد يتصور الاترى ان النائم يخرج روحه ويكون روحه متصلاً بجسده حتى يتالم فى المنام ويتنعم ؟وقد روى عنه عليه الصلاة والسلام انه سئل كيف يوجع اللحم فى القبور ولم يكن فيه الروح فقال النبى ﷺ كما يوجع سنك وليس فيه الروح . (شرح فقه الاكبر لملا على قارى ص ۱۰۱ اعادة الروح الى الميت فى قبره حق)

﴿۱﴾ کے متعلق تالیف ہوئے ہیں مطالعہ کریں۔ان میں وہ روایات بھی مسطور ہیں جن میں ارواح مبارکہ کا اجساد مبارکہ میں عود کا تذکرہ ہے۔﴿۲﴾ وھو الموفق

جنت میں منکوحہ وغیر منکوحہ عورتوں کے ازواج کا مسئلہ

سوال: (۱) مسلمانوں کے جو منکوحہ زوجات ہیں کیا جنت میں یہ اپنے اپنے ازواج کو ملینگے یا کوئی اورصورت ہوگی؟ تفصیلاً ذکر فرماویں۔(۲) اگر اپنے ازواج کو ملینگے تو حور اور ان کے درمیان مرتبہ اور حسن وجمال میں تفاوت ہوگا یا نہیں؟ (۳) اگر خدانخواستہ زوج برائے تزکیہ دوزخ کو داخل کیا جائے۔اور منکوحہ جنت جائے تو یہ منکوحہ جنت میں بلا زوج رہیگی یا کوئی اورصورت ہوگی۔ بینوا بالتفصیل۔(۴) اگر زوج دنیا سے کافر چلا جائے اور منکوحہ مسلمان۔تو اس صورت میں زوج کی رہائی محال ہے۔تو اس صورت میں زوجہ کو جنتی مخلوق سے زوج ملے گا۔یا اس دنیا کے رجال میں سے؟ (۵) نیز جنت میں مسلمان بالغ عورت غیر منکوحہ کا کیا بنے گا۔کہ جنت میں

﴿۱﴾ روی ابن ماجه عن ابی درداء انه ﷺ قال اکثروا من الصلاة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احداً لن یصلی علی الا عرضت علی صلاته حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت ؟قال ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء .ووافق ابن ماجه واحمد وابو داؤد ابن حبان والحاکم فی روایة قوله ﷺ ان الله حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء .وایضاً عن النبی ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون رواه ابویعلی والبیهقی .وکذا ورد فی الحدیث من صلی علی نائیا ابلغته ومن صلی علی عند قبری سمعته (مشکواة ص ۸۷) وکذا روی الدارمی عن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرة ولم یؤذن فی مسجد رسول الله ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لایعرف وقت الصلاة الا بهمهمة یسمعها من قبر النبی ﷺ رواه الدارمی (مشکواة ص ۵۳۷) هذه نبذة من احادیث الحیاة للانبیاء والتفصیل فی (الشهاب الثاقب)لشیخ الاسلام سید حسین احمد المدنی ورسالة للسیوطی وللامام بیهقی وکذا تصریح بها فی عقائد علماء دیوبند .ففیها دلائل شافیة کافیة دالة علی حیاة الانبیاء من اراد فلیطالعها فان فیها شفاء العلیل ودواء الغلیل.(از مرتب)

﴿۲﴾ قال ابن عبدالبر ثبت عن النبی ﷺ انه قال ما من مسلم یمر علی قبر اخیه کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام .(الحاوی للفتاویٰ ص ۳۰۲ جلد ۲ للعلامه سیوطی)

شادی کرے گی یا نہیں؟اوضحوا الشقوق کلھا ۔لایبقیٰ خدشۃ ۔

المستفتی :سیف اللہ بنوں.....۱۳۷۹ھ

الجواب :(۱)منکوحہ مسلمان عورت اپنے خاوند کو دی جائیگی ۔ رواہ الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً کذا فی ھامش جلالین. ﴿۱﴾

(۲)نفس حسن اور تطہیر میں اشتراک ثابت ہے ۔ یدل علیہ ازواج مطھرۃ و رضوان من اللہ الایۃ ﴿۲﴾ اور باقی تفاوت غیر مضر ہے ۔یعنی حور کا جنت میں پیدا ہونا اوران منکوحات کا دنیا میں ۔

(۳) اسکے متعلق تصریح موجود نہیں ہے ۔اتنا اجمالاً معلوم ہے ۔کہ جنت میں حزن اور خوف وغیرہ منقول نہیں ہے ۔

(۴)،(۵) بظاہران دونوں کا حکم ایک ہے کہ ان کو تخییر دیا جائے ۔کہ ان جنتیوں میں سے کسی کی زوجہ بن جائے ۔ ورنہ اس کیلئے جنتی خاوند پیدا کیا جائے گا ۔(منقول از فتاوی مولانا عبدالحی ص۱۶ جلد۳) و ھو الموفق

قبض روح میں ملک الموت عزرائیل علیہ السلام مؤکل اوردوسرے فرشتے معاونین ہیں

سوال :کیا فرماتے ہیں علماءدین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آیا صرف عزرائیل علیہ السلام بذات خود انسان کے پاس جا کر روح قبض کر لیتے ہیں یا یہ کام اور فرشتوں سے بھی کروایا جاتا ہے ۔ نیز تینوں مقرب فرشتوں کے بھی معاونین ہیں ۔یا وہ بذات خود اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں ؟ بینوا وتو جروا

المستفتی :سید امیر اللہ نیوبس اڈہ مردان......۲۶رشعبان۱۴۰۳ھ

الجواب :قرآن مجید میں روح قبض کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف خالق اور فاعل کی نسبت ہے ۔اور ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی طرف نسبت مؤکل کی طرف نسبت ہے ۔اور ملائکہ کی طرف نسبت

﴿۱﴾عن ابن عباس مرفوعاً اذا دخل الرجل الجنۃ سال عن ابویہ وولدہ و زوجتہ فیقال انھم لم یبلغوا درجتک وعملک فیقول یارب قد علمت لی وھم فیؤمر بالحاقھم بہ. (ھامش جلالین سورۃ طور ص۴۳۵جلد۲)

﴿۲﴾قال العلامہ ابن کثیر وازواج مطھرۃ ای من الدنس والخبث والاذی والحیض والنفاس وغیر ذلک مما یعتری نساء الدنیا .(تفسیر ابن کثیر ص۳۶۱ جلد ۱ سورۃ ال عمران آیت :۱۵)

معاونین اور عملہ کی طرف نسبت ہے۔﴿۱﴾ و هكذا في سائر التصرفات . وهو الموفق

سماع الموتیٰ اور حیات دنیوی کے مسائل ضروریات دین میں سے نہیں ہیں

سوال: حیات الانبیاء کے بارے میں دو شخصوں کا اختلاف ہے۔ایک شخص حیات برزخی اور سماعت برزخی کا قائل ہے۔جبکہ دوسرا کہتا ہے کہ میں حیات دنیوی اور سماعت دنیوی کا قائل ہوں۔ان دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز جائز ہے۔اور کس کے پیچھے ناجائز ہے۔وضاحت فرماویں۔

المستفتی: حاجی عبدالرحمٰن مین بازار ڈومیل جہلم......۲۱رشوال ۱۴۰۳ھ

الجواب: سماع اور حیات دنیوی نظری مسائل ہیں۔ضروریات دین میں داخل نہیں ہیں۔پس یہ دونوں اشخاص لائق اقتداء ہیں۔البتہ دلائل کی رو سے حضور ﷺ کا قبر اور برزخ میں موت موعود کے بعد حیات دنیوی سے زندہ ہونا اور برزخ اور دنیا سے سماعت کرنا راجح اقوال ہیں۔﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه الوسى في قوله تعالىٰ ولو ترى اذالظالمون في غمرات الموت والملئكة اي الذين يقبضون ارواحهم وهم اعوان ملك الموت باسطو ايديهم اي بالعذاب (تفسير روح المعاني ص ۳۲۴ جلد ۵ سورة الانعام آيت: ۹۳) وايضاً يدل عليه عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ الميت تحضره الملائكة فاذاكان الرجل صالحاً قالوا اخرجي ايتها النفس الطيبه الخ

(مشكواة المصابيح ص ۱۴۱ جلد ۱ باب ما يقال عند من حضره الموت)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين واما مانسب الامام الاشعري امام اهل السنة والجماعة من انكار ثبوتها بعد الموت فهوافتراء وبهتان والمصرح به في كتبه وكتب واصحابه خلاف ما نسب اليه بعض اعدائه لان الانبياء عليهم الصلاة والسلام احياء في قبورهم وقدا قام النكير على افتراء ذالك الامام العارف ابو القاسم القشيري في كتابه شكاية السنة وكذا غيره كما بسط ذالك الامام ابن السبكي في طباقة الكبرىٰ في ترجمة الامام الاشعري. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۲۵۹ جلد ۳ مطلب في ان رسالته ﷺ باقية بعد موته) وايضاً يدل عليه وسماع الموتىٰ احاديث كثيرة فلير اجع الىٰ كتاب الروح ص ۱۱، والىٰ اقتضاء الصراط المستقيم ص ۳۲۶ والنونية ص ۱۴۵ الشمس الدين ابن قيم وابن تيميه والىٰ روح المعاني ص ۵۵ جلد ۲۱ للالوسي، وغيرها)

بیت المقدس میں انبیاء کے ارواح یا اجساد مع الارواح وغیرہ کی حاضری میں اختلاف ہے

سوال: ایک شخص کہتا ہے۔ کہ کتاب براہین قاطعہ کے ص ۲۰۰ پر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "ان روایات فقہ وحدیث سے ثابت ہوا کہ سب پیغمبروں (علیہم السلام) کی روحیں اپنے اپنے مقامات سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہوگئیں اور نماز یہاں آ کر پڑھی۔ تو یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبداللہ چکڑ الہ غازی خیل ضلع میانوالی..... ۱۸ رشعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: شهودهم البيت فيه احتمالات الاول ما ذكر القطب الجنجوهى. والثانى تمثل ارواحهم باجسادهم والثالث شهود اجسامهم بعينها. فليراجع الى فتح الملهم شرح صحيح المسلم. وهوالموفق

جانوروں کے ارواح کہاں جاتے ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جانوروں کے ارواح ماسوائے جن وانس کے موت کے بعد کہاں قرار کرتے ہیں یعنی تا روز قیامت کس مکان میں ہوتے ہیں۔ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالعظیم ہنڈ مردان

الجواب: مناسب تتبع کے باوجود یہ مسئلہ نہیں ملا۔ لہٰذا اس کے متعلق ہم تعین مستقر وغیرہ نہیں کر سکتے ہیں اگر چہ مقتضیٰ قیاس یہ ہے کہ موت کے ساتھ ان کی روح بھی فنا ہو جائے کیونکہ برزخ میں بقاء ثواب اور عذاب کیلئے ہوتا ہے اور یہ غیر مکلف ہیں۔ والله اعلم بحال مخلوقاته. فقط

قبر کی حیات برزخی ہے یا دنیوی

سوال: اموات کی قبر میں کونسی حیات ہے برزخی یا جسمانی۔ نیز انبیاء کی حیات کونسی ہے؟

المستفتی: حاجی محمد عبداللہ چکڑ الہ میانوالی

الجواب: ماسوائے تمام انبیاء علیہم السلام کے تمام اموات کی حیات برزخی ہے۔اجماعاً ﴿۱﴾ البتہ انبیاء علیہم السلام برزخ میں باجسادہم وارواحہم زندہ ہیں ﴿۲﴾ اور ہم سے ان کی حیات پوشیدہ ہے. وھو الموفق

سماع الموتیٰ کے بارے میں اختلاف اکابر اور مذہب احناف

سوال: سماع الموتیٰ کے مسئلہ پر ہمارے ہاں دیوبندی علماء کا اختلاف ہے جبکہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم نے بھی عدم سماع کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ براہ کرم اپنے خیالات سے ہمیں تحقیق کے ساتھ مستفید فرمائیں۔

المستفتی: جانباز ملک علوی مدیر الجامعۃ الحسینیہ وزیرآباد......۲۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

الجواب: واضح رہے کہ اکابر سماع الموتیٰ کے متعلق باہم اختلاف رکھتے ہیں اور تحقیق یہ ہے۔کہ سماع الموتیٰ راجح قول ہے۔کیونکہ قرآن موتیٰ کی سماعت سے ساکت ہے۔(البتہ عدم سماع نافع اور عدم انتفاع علی المسموع پر ناطق ہے۔ لصحۃ الاستعارۃ والتشبیہ علی التقدیر الاخیر دون الاولیٰ)اور احادیث سماع پر ناطق ہیں۔اما عند اول الوضع مثل حدیث قرع النعال واما فی سائر الاوقات مثل حدیث اجابۃ السلام الذی فی تفسیر ابن کثیر وشرح الصدور و فتاویٰ ابن تیمیہ وغیرہ۔ پس احادیث مثبت سماع میں تأویل کرنا خلاف قاعدہ ہے۔نیز واضح رہے کہ سماع الموتیٰ کے متعلق امام ابوحنیفہ

﴿۱﴾قال الملا علی قاری واعادۃالروح ای ردھا او تعلقھا الی العبد ای جسدہ بجمیع اجزائہ او ببعضھا مجتمعۃ او متفرقۃ فی قبرہ حق.........وفی المسئلۃ خلاف المعتزلۃ وبعض الرافضہ وقد وردت الاحادیث المتظاھرۃ فی المبنی المتواترۃ فی المعنیٰ فی تحقیق احوال البرزخ والعقبیٰ قد استوفاھا شیخ مشائخنا الجلال السیوطی فی کتابہ المسمی بشرح الصدور فی احوال القبور و فی کتابہ الاخر المسمی البدور السافرۃ فی احوال الاخرۃ فعلیک بھما ان کنت ترید اطلاع وارتفاع النزاع عن الطباع الخ (شرح فقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۱۰۱ اعادۃ الروح الی المیت فی قبرہ حق)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان الانبیاء علیھم السلام احیاء فی قبورھم ۔
(ردالمحتار ص ۲۵۹ جلد ۳ مطلب فی ان رسالتہ ﷺ باقیۃ بعد موتہ)

سے ظاہر الروایت اور غیر ظاہر الروایت میں نفی اثبات کے متعلق کوئی حکم مروی نہیں ہے۔ پس جس نے امام صاحب کی طرف نفی کی نسبت کی ہے۔ وہ کتاب الایمان کی جزیہ سے استخراج ہے۔ اور جس نے اثبات کی نسبت کی ہے وہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی پر مبنی ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

روز قیامت کفار کا عدم سجدہ اور اقامت کی جواب کے بارے میں وعید

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سجدہ کرینگے۔ لیکن کافر اس سے مستثنیٰ ہیں اسی طرح جو شخص اقامت کا جواب دل میں ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے روز وہ بھی سجدہ نہیں کریگا کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: مولوی محمد نظیر بانڈہ شیخ اسماعیل ضلع پشاور...... ۲۸ر جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

الجواب: حدیث شریف (بخاری وغیرہ) میں وارد ہے کہ کافر سجدہ نہ کر سکے گا۔ ﴿۲﴾ اور اجابت اقامت کے متعلق وعید کا حوالہ نامعلوم ہے. وھو الموفق

انبیاء اور شہدا کے حیات میں فرق

سوال: (۱) انبیاء کرام کی قبر کی زندگی کس طرح ہے۔ اور شہداء اور ان کی زندگی میں کیا فرق ہے؟ (۲) عندالقبر انبیاء کے سننے کا کیا معنی ہے۔ اور انک لاتسمع الموتیٰ سے کیا مطلب ہے؟ (۳) عند القبر سننا بھی فوق الاسباب ہے۔ تو پھر دور سے کیوں نہیں سنتے؟ (۴) شھداء کرام کا عند القبر سننا ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: عنایت اللہ شاہ کاکاخیل اسلام آباد...... ۲۵/۱۲/۱۹۷۵ء

الجواب: واضح رہے کہ حیات روحانی اور جسمانی علی حسب اختلاف المراتب ہر مردہ کیلئے ثابت ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ بدلیل احادیث ثواب القبر و عذابہ۔ البتہ انبیاء علیہم السلام کے ارواح مبارکہ طریان موت کے بعد اجساد مبارکہ کو واپس کئے گئے ہیں و یقال لھا الحیوٰۃ الدنیویۃ وھو قول اکثر

﴿۱﴾ والتفصیل فی کتاب الروح لابن القیم الجوزیہ ،وفی البصائر لمنکری التوسل باھل المقابر لحمد اللہ الداجوی ،وفی غوث العباد ببیان الرشاد للمصطفیٰ ابو یوسف الحمامی الازھری .

﴿۲﴾ عن ابی سعیدن الخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مؤمن ومؤمنۃ ویبقیٰ من کان یسجد فی الدنیا ریاءً وسمعۃً فیذھب یسجد فیعود ظھرہ طبقاً واحداً. متفق علیہ .(مشکواۃ المصابیح ص ۴۸۳ جلد ۲ باب الحشر الفصل الاول)

الاکابر ويؤيده حديث البيهقي في رسالته ۔بخلاف شہداء کے کہ ان کے ارواح جنت میں ہیں۔ لیکن ان کا اجساد سے ایک خاص تعلق ہے۔ و يقال لها الحيوٰة البرزخيه ولا ريب في كمال الاولیٰ مع ان جسد النبي خير من الجنة وغيرها ۔پس اس حیات کا موت کے ساتھ تصادم نہیں ہے لانها طارية بعد الموت ولان موت الانبياء ليس كموت غيرهم كما ان نومهم ليس كنوم غيرهم ۔اور سماع کا دارومدار نفس حیات پر ہے نہ کہ حیات دنیوی پر۔ والسماع امر غير معقول فيقصر على ما ورد به الخبر وهو السماع من القريب و فناء القبر . فقط

جنتوں کی تعداد

سوال: جنت کے متعلق کہتے ہیں کہ آٹھ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چار۔ صحیح قول کونسا ہے؟

المستفتی: حافظ عبدالمالک نریاب کوہاٹ......۱۷رجولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: دلائل کی رو سے چار ہونا راجح ہے۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

نابالغ لڑکیوں کاقبل التزوج وفات ہوکر جنت میں شوہر کا مسئلہ

سوال: نابالغ لڑکیوں کا قبل التزوج جب انتقال ہوجائے تو کیا جنت میں ان کی شادی کرائی جائیگی؟

المستفتی: مولانا فضل غنی فاضل دارالعلوم دیوبند میاں خان مردان

الجواب: هر آدمی راکه پسند خواهد کرد نکاحش باوخواهد گردید . و اگر راضی بکس آدمیان نه خواهد شد . او مردے را از خود پیدا خواهد ساخت و نکاح او باو خواهد کرد . في الغرائب . ولو ماتت قبل ان تتزوج فخير ايضاً ان رضيت بآدمي زوجت منه و ان لم ترض فالله تعالىٰ يخلق ذكر من الحور العين فيزوجها منه انتهىٰ .

﴿۱﴾ قيل الجنان ثمانية وقيل اربعة وهو الراجح صرح به ابوالليث السمر قندي وابن العربي شارح الترمذي وهو الظاهر من قوله تعالىٰ ولمن خاف مقام ربه جنتان مع قوله تعالىٰ ومن دونهما جنتان وكذا هو الظاهر من قوله ﷺ ان في الجنة جنتين من فضة انيتهما وما فيها وجنتين من ذهب آنيتهما وما فيها رواه الترمذي ص ۳۶۲ عن عبد الله بن قيس مرفوعاً .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۴۵ جلد ۱ باب ما يقال بعد الوضوء)

(مجموعة الفتاویٰ ص ۱۲۱ جلد ۳). ﴿۱﴾ وهو الموفق

جنت میں داڑھی کا مسئلہ

سوال: جنت میں آدمیوں کی داڑھی ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلیہ مردان......۱۹/۸/۱۹۷۷ء

الجواب: حدیث مرفوع میں ﴿۲﴾ جرد مرد کا لفظ وارد ہے۔ اور استثناء وارد نہیں ہے۔ البتہ بعض علماء نے بعض انبیاء علیہم السلام کو مستثنیٰ کیا ہے۔ مثل آدم علیہ السلام۔ وهو الموفق

کافروں کے نابالغ بچوں کا جنت جانا

سوال: کافروں کے نابالغ مردہ بچوں کا انجام کیا ہوگا۔ جنت جائینگے یا جہنم؟

المستفتی: محمد عارف اسماعیلیہ مردان......۱۹/۸/۱۹۷۷ء

الجواب: راجح یہ ہے کہ جنت کو جائینگے۔ ﴿۳﴾ فقط

﴿۱﴾ قال العلامہ ابن الحجر العسقلانی (و لکل واحد منهم زوجتان) ای من نساء الدنیا . فقد روی احمد من وجهٍ آخر عن ابی هریره مرفوعاً فی صفته ادنی اهل الجنة منزلة وان له من الحور العین لا ثنتین و سبعین زوجة سوی ازواجه من الدنیا ، وفی سنده شهر بن حوشب وفیه مقال ، ولابی یعلی فی حدیث الصور الطویل من وجه آخر عن ابی هریرة فی حدیث مرفوع . فید خل الرجل علی اثنتین و سبعین زوجة مما ینشیئ الله و زوجتین من ولد آدم . واخرجه الترمذی من حدیث ابی سعید رفعه ان ادنی اهل الجنة الذی له ثمانون الف خادم و ثنتان و سبعون زوجة وقال غریب ، ومن حدیث المقدام بن معدیکرب عنده " للشهید ست خصال " الحدیث وفیه و یتزوج ثنتین و سبعین زوجة من الحور العین . وفی حدیث ابی امامه عند ابن ماجه والدارمی رفعه " مااحد یدخل الجنة الا زوجه الله ثنتین و سبعین من حور العین و سبعین و ثنتین من اهل الدنیا و سنده ضعیف جداً ......الخ

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۷ جلد ۸ باب فی صفة الجنة و انها مخلوقة کتاب بدء الخلق)

﴿۲﴾ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اهل الجنة جرد مرد کحلی لا یفنیٰ شبابهم .الخ وعلی هامش المشکواة الجرد جمع اجرد و هو الذی لا شعر علی جسده و ضده الا شعر قوله و مرد جمع امرد وهو غلام لا شعر علی ذقنه و قد یراد به الحسین بناء علی الغالب . (مشکواة المصابیح ص ۴۹۸ جلد ۲ باب صفة الجنة و اهلها)

(۳) قال ابن عابدین و قد حکی فیهم الامام النووی ثلاثة مذاهب الاکثر انهم فی النار الثانی التوقف الثالث الذی صححه انهم فی الجنة لحدیث کل مولود یولد علی الفطرة و یمیل الیه مامر عن محمد بن الحسن و فیهم اقوال اخرضعیفة .

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۶۲۹ جلد ۱ مطلب فی اطفال المشرکین باب الجنائز)

﴿قال اللّٰه تعالیٰ﴾

و خلق الجآن من مارج من نارٍ ﴿الآیة﴾


باب
ما يتعلق
بالجنات و الشيطين

باب مایتعلق بالجنات و الشیٰطین

جنات عالم الغیب نہیں ہیں

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک لڑکے پر جنات کا اثر ہے یہ لڑکا سابقہ اور آئندہ آنے والی حالات کو بھی بتلاتا ہے۔ گم شدہ اشیاء بھی بتلاتا ہے۔ ہر شخص کو ہر سوال کا جواب بھی دیتا ہے۔ تو اس کا کیا حکم ہے؟ کہ واقعی جنات غیب کے خبروں کو جانتے ہیں یا یہ کیا معاملہ ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد سلیم زکریا (صوابی)......۲۱/نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: جنات عالم الغیب نہیں ہیں۔ ﴿۱﴾ البتہ تیز رفتاری کی وجہ سے جلدی اطلاع دیتے ہیں۔ اور ان میں دروغگو بہت ہوتے ہیں لہٰذا ان کے کلام کی تصدیق اور اس کے صدق پر جزم کرنا شرع اور عقل دونوں سے مخالف اور حرام ہے۔ لحدیث ورد بذالک۔ ﴿۲﴾

﴿۱﴾ قال ابن عابدین و الذی یدعی ان له صاحباً من الجن یخیره عما سیکون والکل مذموم شرعاً محکوم علیهم و علی مصدقهم با لکفر ...... و فی التتار خانیه یکفر بقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر عن اخبار الجن ایای. انتهی.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۲۵ جلد ۳ مطلب فی دعوی علم الغیب)

وفی التتارخانیه فان قال هذا لقائل انا اخبر با خبار الجن ایای بذلک قال هو و من صدقه یکون کافراً با الله لقوله علیه السلام من اتی کاهنا فصدقه فیما قال فقد کفر بما انزل الله علی محمد لا یعلم الغیب الا الله لا الجن و الانس یقول الله فی الاخبار عن الجن فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثو فی العذاب المهین.

(فتاخانیه موضوع علی هامش الهندیه ص ۵۷۶ جلد ۳ باب ما یکون کفرامن المسلم وما لایکون)

﴿۲﴾ عن عائشة رضی الله عنها قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الملائکة تنزل فی العنان وهو السحاب فتذ کر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعه فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها مائة کذبة من عندانفسهم رواه البخاری.

(مشکواةشریف ص ۳۹۳ جلد ۲ باب الکهانه الفصل الاول)

تعویذات، کوڈے، جنات کا انسان پر بیٹھ جانا وغیرہ حقیقت ہیں

سوال: شریعت میں تعویذات کوڈے وغیرہ کی کوئی حقیقت ہے یا نہیں نیز جنات کا انسان پر بیٹھ جانا یا انسان کو تکلیف دینا کس حد تک درست ہے؟ وضاحت فرماویں۔

المستفتی: خانہ گل درہ آدم خیل کوہاٹ......۲/۸/۱۹۷۲ء

الجواب: (۱) یہ امور حقیقت ہیں۔ان کی تاثیر ثابت ہے۔﴿۱﴾اور دفع کیلئے معوذتین ﴿۲﴾ اور سورۃ البقرہ کی آخری دو آیت پڑھنا مفید ہیں۔

(۲) قرآن اور حدیث اور مشاہدہ سے ثابت ہے۔ کہ جن انسان پر بیٹھ سکتے ہیں اور اس کو تکلیف دے سکتے ہیں۔﴿۳﴾فقط

اونٹ نہ فرشتہ ہے اور نہ شیطان ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ اونٹ فرشتہ ہے اس کے ساتھ انسان بہت سے آفات سے محفوظ ہوتا ہے لان الابل سفینۃالبر والبحر ۔اور عمرو کہتا ہے کہ اونٹ فرشتہ نہیں بلکہ شیطان ہے اس کے قریب نماز بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ان دونوں میں کون حق پر ہے؟

المستفتی: مہربان شاہ زکی خیل کوہاٹ......۱۵/ستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: اونٹ نہ فرشتہ ہے اور نہ شیطان ہے البتہ احادیث میں شرارت کی وجہ سے اس کی تشبیہ

﴿۱﴾ یدل علیه سورة الفلق ، و ،من شر النفثت فی العقد . الایة (سورة الفلق)

﴿۲﴾ و عن عقبة بن عامر قال بینا انا اسیر مع رسول الله ﷺ بین الجحفة و الابواء اذا غشیتنا ریح و ظلمة شدیدة فجعل رسول الله ﷺ یتعوذ با عوذ برب الفلق و اعوذ برب الناس و یقول یا عقبة تعوذ بهما فما تعوذ متعوذ بمثلها رواه ابوداؤد . وعن عبد الله بن خبیب قال خرجنا فی لیلة مطر وظلمة شدیدة نطلب رسول الله ﷺ فا در کنا ه فقال قل قلت ما اقول قال قل هو الله احد و المعوذ تین حین تصبح و حین تمسی ثلث مرات تکفیک من کل شئی . رواه الترمذی و ابو داؤد و النسائی .
(مشکواة المصابیح ص ۱۸۸ جلد ۱ کتاب فضائل القرآن)

﴿۳﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما منکم من احد الا و قد وکل به قرینه من الجن و قرینه من الملائکة الخ . و عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم متفق علیه
(مشکواة المصابیح ص ۱۸ جلد ۱ باب فی الوسوسة)

شیطان سے دی گئی ہے۔اور اونٹ کے پاس نماز پڑھنا جائز اور مشروع ہے۔البتہ مبارک الابل میں نماز پڑھنا خطرات سے سامنا ہوتا ہے۔اگرچہ گناہ نہیں ہے۔﴿۱﴾ وهو الموفق

شیطان کی اولاد اور بیوی بچے ثابت ہیں

سوال: کیا شیطان کی بیوی اور اولاد بھی ہیں؟

المستفتی: فضل رازق متعلم حقانیہ اکوڑہ خٹک...... ۶/اگست ۱۹۸۴ء

الجواب: شیاطین اور جنات کیلئے ذریۃ نصوص سے ثابت ہیں ﴿۲﴾ اور اولاد بیوی کے بغیر متصور اور ممکن نہیں۔وهو الموفق

جن وشیطان ایک نوع اور ان میں توالد تناسل ہوتا ہے

سوال: جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون . الایه .مگر انسان مٹی سے اور جن آگ سے پیدا ہوا ہے۔اور شیطان بھی آگ سے پیدا ہوا ہے۔تو کیا شیطان اور جن ایک ہی آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا الگ الگ قسم کے آگ سے۔دوسری یہ کہ کیا یہ شیطان اور جن ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں اور کیا جنات میں بھی مختلف مذاہب ہیں۔اور کیا شیطان شیطان سے پیدا ہوتا ہے۔یا بذات خود آگ سے؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: حاجی عبدالودود یار حسین (صوابی)

﴿۱﴾ قوله ولا تصلوا فی اعطان الابل .ارید منها المبارک یدل علیه حدیث ابی داؤد قال سئل رسول الله ﷺ عن الصلاة فی مبارک الابل فانها من الشیاطین و الفروق بین الغنم والابل ثلاثة الاول نظافةالمرابض وو ساخة المبارک هکذا جرت عادةالناس والثانی استواء المرابض وتسطیحها دون المعاطن والثالث کون الغنم سکینةوالابل نفاراً ......والنهی (عن الصلاة)للارشاد والشفقة عند الجمهور لان الابل خلقت من الشیاطین وهی شرار فلا یأمن المصلی عن ضررها وکذا لا یأمن عن اصابة بولها لان ذکرانها تبول الی الخلف واناثها ترش کثیرا لارتفاعها بخلاف الغنم – والدلیل علی مشروعیة الصلاةفی مبارکها ان النبی ﷺ اتخذالابل سترة فی الصلوة فا فهم .

(منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۲۳۳ جلد ۲ باب ماجاء فی الصلاة فی مرابض الغنم واعطان الابل)

﴿۲﴾ قال القاضی بدر الدین قال الله تعالی افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو وهذا یدل علی انهم یتناکحون لاجل الذریة قال القاضی عبد الجبار الذریة هم الولد والاهل ورقتهم لا تمنع من توالدهم اذا کان ما یلدونه رقیقا کما لا تمنع لطافة اللطیف من الولادة اذاکان مایلده لطیفا الخ

(اکام المرجان ص ۳۳ باب فی بیان ان الجن یتناکحون و یتوالدون)

الجواب :تحقیق یہ ہے کہ جن ایک نوع ہے۔اور شیطان صرف اسکے متمرد اور سرکش افراد کو کہا جاتا ہے۔ ﴿۱﴾ جنات ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔خورد و نوش کرتے ہیں۔اور ان میں توالد بھی ہوتا ہے ﴿۲﴾ قرآن وحدیث سے یہ امور ثابت ہیں۔ وھو الموفق

شیطان کو فرشتوں کا استاد قرار دینا بے اصل بات ہے

سوال :شیطان کے ملعون ہونے سے ماقبل زندگی کے متعلق قسما قسم روایات سننے میں آئی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ شیطان فرشتوں کا استاد تھا۔وغیرہ وغیرہ پس شیطان کی صحیح حالت کیا ہے؟ کہ قبل لعنت وہ کیا تھا؟ بینوا و توجروا

المستفتی :نامعلوم ۷/۷/۱۴۰۱ھ

الجواب :ابلیس ملعون ہونے سے پہلے عابد اور اعبد تھا۔ ﴿۳﴾ اس کو طاؤس الملائکہ کا لقب ملا تھا اسکو معلم قرار دینا بے اصل بات ہے۔نہ روایت حدیثیہ سے ثابت ہے اور نہ روایات اسرائیلیہ سے۔یہ صرف واعظوں میں مشہور ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه قاضی بدرالدین الشیاطین العصاة من الجن و هم ولد ابلیس و المردة اعتاهم و اغواهم و هم اعوان ابلیس ینفذون بین یدیه فی الاغواء کا عوان الشیاطین قال الجوهری کل عات متمرد من الجن و الانس و الدواب شیطان ...... و قال ابو البقاد الشیطان فیعال من شطن یشطن اذا بعد و یقال فیه شاطن و تشیطن و سمی بذالک کل متمرد لبعد غوره فی الشر .
(اکام المرجان فی احکام الجان ص ۷،۸ فصل فی معنی الجن و الشیطان لغةً)

﴿۲﴾ عن وهب بن منبه یقول و سئل عن الجن ما هم وهل یأکلون و یشربون ویتنا کحون فقال هم اجناس فا ما خالص الجن فهم ریح لا یأکلون و لا یشربون و لا یتوالدون و منهم اجناس یأکلون و یشربون و یتوالدون و یتناکحون الخ
(اکام المرجان فی احکام الجان ص ۲۹ باب فی بیان ان الجن یأ کلون و یشربون)

﴿۳﴾ قال العلامه عماد الدین ابن کثیر کان من اشد هم ای اشد الملائکة اجتهاداً و اکثر هم علماً کان من اشراف الملائکة من ذوالاجنحة الاربعة کان من اشرف الملائکة و اکرمهم قبیلة و کان خازنا علی الجنان کان له سلطان السماء الدنیا و کان له سلطان الارض و کان یسوس ما بین السماء و الارض فعصی فمسخه الله شیطانا رجیما . کان ابلیس رئیس ملائکة سما ء الدنیا .
(تفسیر ابن کثیر ص ۷۵ جلد ۱ سجود الملائکة لآدم)

﴿۴﴾ [illegible] حاشیہ بیضاوی [illegible]

جنات کا بدن میں داخل ہونا

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جنات آدمی کے اندر بدن کو داخل ہو سکتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جنات صرف انسان پر سایہ کرتے ہیں۔ تو کیا یہ صحیح ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد کریم تخت بھائی مردان ...... ۲۰ر جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: ابن حزم کے نزدیک جن انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک داخل ہو سکتے ہیں اور یہی راجح ہے ﴿۱﴾ لحديث ان الشيطان يجرى من الانسان مجرى الدم ﴿۲﴾ اى فى عروقه او كجريان الدم . وفى الحديث ان الشيطان جاثم على قلب ابن ادم فاذا ذكر العبد ربه خنس واذاغفل توسوس ﴿۳﴾ كما فى كما لين . وهو الموفق

جنات کا تبلیغ دین کرنا

سوال: زید پر جنات بیٹھتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور تبلیغ دین کرتے ہیں۔ لہذا جنات کے تبلیغ کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی حاجی ایوب کلا پور گلگت ...... ۸ر ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

الجواب: کسی شخص پر جنات کا بیٹھنا اور اس کے زبان پر بات چیت کرنا ممکنات بلکہ واقعات ہیں۔

﴿۱﴾ قال المحدث قاضى بدرالدين انكر طائفة من المعتزلة كالجبائى و ابى بكر الرازى محمد بن ذكريا الطيب وغيرهما دخول الجن فى بدن المصروع و احالوا وجود روحين فى جسد مع اقرارهم بوجود الجن اذا لم يكن ظهور هذا فى المنقول عن النبى ﷺ كظهور هذا و هذاالذى قالوه خطأ وذكر ابو الحسن الاشعرى فى مقالات اهل السنت والجماعة انهم يقولون ان الجن تدخل فى بدن المصروع كما قال الله تعالى الذين يأ كلون الرباء لايقومون الا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس ...... وعن ابن عباس ان امرأة جاءت بابن لها الى النبى ﷺ فقالت يا رسول الله ان ابنى به جنون وانه يأخذه عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول الله ﷺ صدره ودعا له فتفتفه فخرج من جوفه مثل الجرو الاسود فسعى الخ (اكام المرجان فى احكام الجان ص ۱۰۷ باب فى بيان دخول الجن فى بدن المصروع)

﴿۲﴾ (مشكواة المصابيح ص ۱۸ جلد ۱ باب فى الوسوسة)

﴿۳﴾ (مشكواة المصابيح ص ۱۹۹ جلد ۱ باب ذكر الله عزوجل)

البتہ ان سے استفادہ کرنا خطرات سے خالی نہیں ہے۔ انس میں جس قدر اشاعت دین اور تعلیم المتعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ جنوں میں اس کا عشر عشیر بھی متوقع نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

اپنے اوپر پری ہونے کا دعویٰ

سوال: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میرے اوپر پری ہے اور یہ مجھے غیب کی باتیں بتاتی ہے تو ان غیب کی باتوں پر یقین رکھنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: الحاج نیاز ولی خان شمالی وزیرستان حسن خیل ۲رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: یہ کہانت ہے۔ اس پر یقین کرنا کفر ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

یأجوج ومأجوج کونسی مخلوق ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یأجوج ومأجوج جنی مخلوق ہے یا برزخی۔ اس کی وضاحت فرمائیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد ابراہیم راولپنڈی...... ۱۶ ارستمبر ۱۹۷۹ء

الجواب: یہ قوم نہ جنی ہے۔ اور نہ برزخی بلکہ انسی ہیں۔ یافث کی اولاد ہیں۔ اور وقت فساد سے خروج کے قبل ان کا تعین کرنا کہ یہ یأجوج اور مأجوج ہے قیاس بے محل ہے۔ وھو الموفق

جنات کا بدن میں داخل ہونا اور اس کا علاج بذریعہ رقیات کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جنات لوگوں پر بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ بعض عامل حضرات اس کا علاج بھی بذریعہ تعویذات ورقیات کرتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: سید عنایت الرحمٰن قندہارو کلے چارسدہ...... ۱۹۹۱ء/۲/۱۹

﴿۱﴾ (والتفصیل فی اکام المرجان فی احکام الجان فی باب بیان وعظ الجن للانس وفی باب بیان تحمل الجن العلم عند الانس وافتوا ھم للانس، ص ۸۱)

﴿۲﴾ قال ابن نجیم وباتیان الکاھن وتصدیقہ وبقولہ انا اعلم المسروقات وبقولہ انا اخبر عن اخبار الجن ایای. (یکفر) (البحر الرائق ص ۱۲۰ جلد ۵ احکام المرتدین)

الجواب: حدیث ابی داؤد شریف (رواہ عن عبد اللہ بن عمرو) ﴿۱﴾ اور تعامل صالحین کے بنا پر تعویذ لکھنا جائز ہے، جبکہ ان میں کلمات شرکیہ نہ ہوں۔ ﴿۲﴾ البتہ تمائم تعویذات سے جدا چیز ہے۔ کما فی شرح ابی داؤد۔ اور قرآن وحدیث سے جن داخل ہونا ثابت ہے۔ ﴿۳﴾ اور اس کے رفع کیلئے رقیات پڑھنا بھی ثابت اور مباح ہے۔ فقط

شیطان کو بارش برسانے کا اختیار نہیں ہے

سوال: یہاں ہمارے ہاں ایک آدمی کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کو بارش برسانے کا اختیار دے رکھا ہے کیا یہ صحیح ہے کیا شیطان بادل پر چڑھ کر بارش برسا سکتا ہے؟

المستفتی:...... نامعلوم

الجواب: بارش برسانے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ دجال کو استدراجاً کچھ اختیار دیا جائے گا۔ ﴿۴﴾ اور کتب وعظ میں مسطور ہے کہ فرعون کے زمانہ میں شیاطین نے پیشاب کی بارش برسائی تھی۔ فقط

﴿۱﴾ (ابو داؤد شریف ص ۱۸۷ جلد ۲ کتاب الطب)

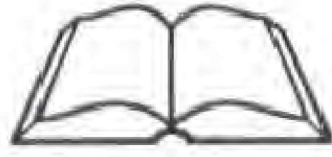
﴿۲﴾ عن عوف بن مالک الاشجعی ...... فقال اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقیٰ مالم یکن فیہ شرک. رواہ مسلم (مشکواۃ المصابیح ص ۳۸۸ جلد ۲ کتاب الطب والرقیٰ)

﴿۳﴾ قال القاضی بدر الدین الشبلی ان الجن تدخل فی بدن المصروع کما قال اللہ تعالیٰ الذین یأکلون الربالایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس. قال عبد اللہ احمدبن حنبل قلت لابی...... عن ابن عباس ان امرأۃ جاء ت بابن لھا الی النبی ﷺ فقالت یا رسول اللہ ﷺ ان ابنی بہ جنون وانہ یأخذہ عند غدائنا و عشائنا فمسح رسول اللہ ﷺ صدرہ ودعالہ فثعثعہ فخرج من جوفہ مثل الجروالا سود فسعیٰ الخ.

(اکام المرجان ص ۱۰۷ باب دخول الجن فی بدن المصروع)

﴿۴﴾ عن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ ...... فیاتی علی القوم فید عوھم فیؤ منون بہ فیا مر السماء فتمطر والارض فتنبت الخ (مشکواۃ المصابیح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب ذکر الدجال)





کتاب

السیر والمناقب

باب

ما یتعلق بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم



قال اللّٰہ تعالیٰ

ومن یطع اللّٰہ والرسول
فاولٰئک مع الذین انعم
اللّٰہ علیھم من النبین
والصدیقین والشھدآء
والصّٰلحین ج وحسن
اولٰئک رفیقاً (الآیة)

کتاب السیر والمناقب

باب ما یتعلق بالنبی ﷺ

حضور ﷺ کے والدین کی کفر اور ایمان میں توقف راجح ہے

سوال: حضور ﷺ کے والدین کس عقیدے پر تھے۔ مسلمان تھے یا کافر، اور فقہ اکبر کی عبارت "ووالدیه ﷺ ماتا علی الکفر" کا کیا جواب دیں گے۔ وضاحت فرمائیے۔

المستفتی: حمید الرحمٰن جامعہ محمدیہ جرما کوہاٹ......۲۵ر محرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: اختلف الروایات فیه فی بعضها موتهما علی الکفر وفی بعضها انهما اسلما بعد الاحیاء ثم ماتا .فالراجح التوقف فیه لا نه لیس من ضروریات الدین ولا یسئل عنه فی القبر ولا فی المحشر .﴿۱﴾وهو الموفق

"الصلاة والسلام علیک یا رسول اللّٰہ" کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال: حضور ﷺ پر بایں طریقہ درود وسلام پڑھنا "الصلاة والسلام علیک یا رسول اللہ" جائز ہے یا ناجائز؟

﴿۱﴾قال ابن عابدین واحیاء الابوین بعد موتهما لا ینافی کون النکاح کان فی زمن الکفر ولا ینافی ایضا ماقاله الامام فی الفقه الاکبر من ان والدیه ﷺ ماتا علی الکفر ولا مافی صحیح مسلم استأ ذنت ربی ان استغفر لامی فلم یأذن لی وما فیه ایضا ان رجلا قال یا رسول الله این ابی قال فی النار فلما قفا دعاه فقال ان ابی واباک فی النار لا مکان ان یکون الاحیاء بعد ذلک لانه کان فی حجة الوداع وکون الایمان عند المعاینة غیر نافع فکیف بعد الموت فذاک فی غیر الخصوصیة التی اکرم الله بها نبیه ﷺ واما الاستدلال علی نجاتهما بانهما ماتا فی زمن الفترة فهو مبنی علی اصول الاشاعرة ان من مات ولم تبلغه الدعوی یموت ناجیا اما الماتریدیة فان مات قبل مضی مدة یمکنه فیها التامل ولم یعتقد ایمانا ولا کفراً فلا عقاب علیه بخلاف ماذا اعتقد کفراً اومات بعد المدة غیر معتقد شیئا نعم البخاریون ......وبالجمله کما قال بعض المحققین انه لا ینبغی ذکر هذه المسئلة الامع مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها اویسئل عنها فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیها الا بخیر اولیٰ واسلم .(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ۴۱۹ جلد۲ باب نکاح الکافر)

المستفتی: اصغر علی متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ...... ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۸۴ء

الجواب: درود شریف پڑھنا بذات خود ایک عظیم عبادت ہے لیکن چونکہ یہ درود شریف بریلویوں اور اہل بدع کا شعار ہے، لہٰذا صحیح العقیدہ آدمیوں کیلئے بھی بدظنی کے وقت (اتہام کے وقت) اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

محمد ﷺ کے اولین و آخرین ہونے کا مطلب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اولین و آخرین ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اولین نہیں ہے۔ صرف آخرین ہیں۔ تو صحیح مطلب کی وضاحت کی جائے، مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد مسلم ہنگو ضلع کوہاٹ

الجواب: پیغمبر ﷺ کی روح مبارک تمام ارواح سے اول پیدا کی گئی ہے۔ اور جسد اطہر تمام انبیاء کے بعد اور سب کے آخر میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ معنٰی ہے اولین و آخرین کا ﴿۲﴾ نہ کہ لیس قبلہ شئی و لیس بعدہ شیء، جو کہ صفت خداوندی ہے۔ وھو الموفق

رسول اللہ ﷺ کے باپ دادا کے ایمان وعدم ایمان میں توقف کرنا چاہئے

سوال: ہمارے خاندان کے کچھ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کے باپ دادا میں سے کوئی کافر نہیں تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے کافر ہونے سے بھی وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آذر ان کا چچا تھا۔ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: محمد اکبر ڈیرہ غازی خان ...... ۲۷؍ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: قرآن سے صاف معلوم ہے کہ آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہے اور کافر گزرا ہے۔

﴿۱﴾ عن النبی ﷺ اتقوا مواضع التهم. رواه البخاری فی الادب المفرد، وایضاً وعن عمر من سلک مسالک التهم اتهم رواه الخرائطی فی مکارم الاخلاق، عن عمر موقوفا بلفظ من اقام نفسه مقام التهم فلا تلومن من اساء الظن به. (الموضوعات الکبریٰ ص ۴۹ رقم حدیث ۱۵۱)

﴿۲﴾ عن ابی هریرة قال قالوا یا رسول الله متی وجبت لک النبوة قال وادم بین الروح والجسد رواه الترمذی، وعن العرباض بن ساریة عن رسول الله ﷺ انه قال انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته الخ. (مشکوٰة المصابیح ص ۵۱۳ جلد ۲ باب فضائل سید المرسلین)

اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ آذر چچا ہے، لیکن تاریخی بلاسند روایات کی وجہ سے قرآن کی تصریح کو ترک کرنا نہ تقاضائے علم ہے، اور نہ تقاضائے عقل، اور پیغمبر ﷺ کے والدین کے متعلق کفر اور اسلام کے دونوں قسم کی روایات مروی ہیں۔ القسم الاول ظاهر مروی والاسلام بعد الاحياء مروی فی الطبرانی. ﴿۱﴾ لہٰذا احتیاط یہ ہے کہ ان کے متعلق توقف کیا جائے کما صرح بہ علامہ شامی۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

حضور ﷺ بذات خود بشر اور باعتبار ہدایت نور اور رہنما ہے

سوال: ہمارے ہاں دو قسم کے لوگ ہیں ایک قسم کے لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بشر ہے اور دوسرے قسم لوگوں کا نظریہ ہے کہ حضور ﷺ نور بھی ہے اور بشر بھی ہے برائے رفع اختلاف وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: امداد خان سعودی عرب......۲۵ نومبر ۱۹۸۴ء

الجواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پیغمبر ﷺ کو بشر بھی کہا ہے. حیث قال قل انما انا بشر مثلكم (كهف) سبحان ربی هل كنت الا بشراً رسولا. ﴿۳﴾ (سورة الاسراء) اور نور بھی کہا ہے حیث قال قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين. (مائده) ﴿۴﴾ حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ بذات خود بشر اور انسان ہیں اور باعتبار ہدایت اور نبوت کے نور اور رہنما ہیں. وهو الموفق

﴿۱﴾ قال ابن عابدين الاترىٰ ان نبينا ﷺ قد اكرمه الله تعالىٰ بحياة ابويه له حتى امنابه كمافى حديث صححه القرطبى وابن ناصرا لدين حافظ الشام وغيرهما فانتفعا بالايمان بعد الموت على خلاف القاعدة اكراماً لنبيه ﷺ كما احيا قتيل بنى اسرائيل ليخبر بقاتله ......وما قيل ان قوله تعالىٰ ولا تسئل عن اصحاب الجحيم نزل فيهما لم يصح وخبر مسلم ابى وابوک فى النار كان قبل علمه.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص۳۱۷ جلد۳ مطلب فى احياء ابوى النبى ﷺ باب المرتد)

﴿۲﴾ قال ابن عابدين وبالجمله كما قال بعض المحققين انه لاينبغى ذكرهذه المسئلة الامع مزيد الادب وليست من المسائل التى يضر جهلها اويسئل عنها فى القبر اوفى الموقف فحفظ اللسان عن التكلم فيها الابخير اولىٰ واسلم. (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۴۱۹ جلد۲ باب نكاح الكافر)

﴿۳﴾ قال العلامه آلوسى ،وقرأ ابن كثير وابن عامر قال سبحان ربى اى قال النبى ﷺ هل كنت الا بشراً رسولا. كسائر الرسل عليهم السلام وكانوا لا يأتون قومهم الابما يظهره الله تعالىٰ على ايديهم حسبما تقتضيه الحكمة من غير تفويض اليهم فيه ولا تحكم منهم عليه سبحانه و"بشراً" خبر كان و"رسولاً" صفته وهو معتمدالكلام وكونه بشراً توطئة لذلک ردا لما انكروه من جواز كون الرسول بشراً ودلالة على ان الرسل عليهم السلام من قبل كانوا كذلک ولهذا قال الزمخشرى هل كنت الا رسولاً كسائر الرسل بشراً مثلهم. (روح المعانى ص۲۴۴ جلد ۹ سورة الاسراء ص۹۴)

﴿۴﴾ قال العلامه آلوسى ،قد جاء كم من الله نور ،عظيم وهو نور الانوار والنبى المختار والىٰ هذا ذهب قتاده واختاره الزجاج وقال ابو على الجبائى عنى بالنور القرآن لكشفه واظهاره طرق الهدى واليقين واقتصر على ذلک الزمخشرى ....وقد جاء كم نور ويهديهم يرجع الىٰ قوله عز شانه و كتاب مبين كقوله هدى للمتقين انتهى. (تفسير روح المعانى ص۱۴۳ جلد۴ سورة المائدة آيت: ۱۵)

پیغمبر علیہ السلام کی بشریت قرآن سے ثابت ہے

سوال: رسول اللہ ﷺ نور ہے یا بشر، قرآنی آیات واحادیث سے حوالے لکھے جائیں۔

المستفتی: سراج احمد پیر پیائی نوشہرہ.....۱۹۷۳ء/۲/۱۹

الجواب: پیغمبر علیہ السلام نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں۔ قرآن کریم میں اس پر تصریح ہوئی ہے ﴿۱﴾ البتہ جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بشریت سے انکار کریں تو علامہ آلوسی نے روح المعانی میں اس کے کفر کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ فلیراجع الی تفسیر قوله تعالیٰ لقد من الله علی المؤمنین. ﴿۲﴾

نوٹ: چونکہ یہ عوامی مسائل نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ اس قدر تفصیل پر اکتفاء کریں۔ فقط

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات

سوال: حضور ﷺ کے تاریخ ولادت اور وفات کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ عام طور پر دونوں کا تعین بارہ ربیع الاول سمجھا جاتا ہے۔ اور حکومت پاکستان بھی بارہ ربیع الاول پر یوم ولادت مناتی ہے۔ لہٰذا صحیح تاریخ ولادت اور وفات سے روشناس فرمائیں؟

المستفتی: مولوی عبدالرحیم جلبئی ضلع صوابی مردان.....۱۴۰۱/۵/۲۳ھ

الجواب: تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ولادت باسعادت ۸/ربیع الاول اور تاریخ وفات ۲/ربیع الاول ہے۔ ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ،(سورة المائده آیت: ۱۵ پاره:۵) قال الله تعالیٰ وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جآء هم الهدیٰ الا ان قالوا ابعث الله بشراً رسولاً.(سورة الاسراء آیت :۹۴ پاره: ۱۵)

﴿۲﴾ قال العلامه آلوسی فلو قال شخص اومن برسالة محمد ﷺ الی جمیع الخلق لکن لاادری هل هو من البشر اومن الملائکة اومن الجن اولا ادری هل هو من العرب اوالعجم فلا شک فی کفره لتکذیبه القرآن وجحده ماتلقته قرون الاسلام خلفا عن سلف وصار معلوماً بالضرورة عند الخاص والعام ولا اعلم فی ذلک خلافاً.....فان جحده بعد ذلک حکمناه بکفره انتهی .(تفسیر روح المعانی ص۱۷۸ جلد۳ سورة آل عمران آیت: ۱۶۴)

﴿۳﴾ قال الشیخ محمد ادریس کاندهلوی: سردار دو عالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ ﷺ بتاریخ ۸/ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق ماہ اپریل ۵۷۰ عیسوی مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت ابوطالب کے مکان میں پیدا ہوئے جمہور محدثین اور مؤرخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہی ہے (سیرت مصطفےٰ ص۵۱ جلد۱) تاریخ وفات مشہور قول کی بناء پر ۱۲/ربیع الاول ہے موسیٰ بن عقبہ اور لیث بن سعد اور خوارزمی نے یکم ربیع الاول تاریخ وفات بتلایا ہے اور کلبی اور ابومخنف نے دوم ربیع الاول تاریخ وصال قرار دی ہے علامہ سہیلی نے روض الانف میں اور ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں اسی قول کو مرجح قرار دیا ہے۔ (سیرت المصطفےٰ ﷺ محمد ادریس کاندهلوی ص ۱۷۲ جلد۳)

حضور ﷺ کے چادر کی مقدار اور رنگ، بال مبارک اور آستین وقمیص کی مقدار

سوال: (۱) حضور ﷺ کا عام لباس یعنی چادر کی مقدار اور رنگ کیا تھا۔ (۲) بالوں کی مقدار کتنی تھی۔ (۳) آستین اور قمیص کی مقدار لکھئے، تو بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: شیر علی خان لکی مروت.......۱۶رجون ۱۹۷۰ء

الجواب: (۱) چادر کی طول چار شرعی گز اور عرض ڈھائی شرعی گز یا دو گز ایک بالشت اور اس کا رنگ سبز تھا۔ ﴿۱﴾ (زرقانی ص ۲۹ جلد ۵) ۔ (۲) حج کے ماسوائے بال رکھتے تھے۔ الی انصاف اذنیه، الی شحمتی الاذنین، الی المنکبین، الی مافوق المنکبین فی اوقات مختلفة، فلیراجع الی الشمائل وغیرھا. ﴿۲﴾ (۳) آستین بہت طویل اور بہت فراخ نہ تھے۔ رسغین تک لمبے تھے۔ ﴿۳﴾ اور قمیص کعبین سے اوپر تک ہوئی تھی۔ اور غالباً انصاف الساقین تک ہوتی تھی۔ ﴿۴﴾ (زرقانی ص ۵ جلد ۵) وھو الموفق

نماز جمعہ وخطبہ، اذان کی ابتداء اور حضور ﷺ کے والدہ ماجدہ اور والد کی تاریخ وفات ومواضع وفات

سوال: (۱) رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے خطبہ جمعہ کب (کس تاریخ کو) اور کہاں (کس مسجد میں) فرمایا۔ (۲) سب سے پہلے جمعہ کی نماز کب (تاریخ) اور کس مسجد میں پڑھی گئی۔ (۳) نماز سے قبل اذان کا رواج کس تاریخ سے ہوا سب سے پہلی اذان کس نے کونسی مسجد میں دی۔ (۴) آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک کس مقام

﴿۱﴾ عن رمثة قال رأیت النبی ﷺ وعلیه بردان اخضران. (شمائل ترمذی ص ۲ جلد ۲ باب ماجاء فی لباس رسول الله ﷺ)

﴿۲﴾ عن انس بن مالک قال کان شعر رسول الله ﷺ الی نصف اذنیه.
عن قتادہ قال قلت لانس کیف کان شعر رسول الله ﷺ قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان یبلغ شعرہ شحمة اذنیه.
عن عائشة کان له شعر فوق الجمة ودون الوفرة. (شمائل ترمذی ص ۳، ۴ جلد ۲ باب ما جاء شعر رسول الله ﷺ)

﴿۳﴾ عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول الله ﷺ الی الرسغ. (شمائل ترمذی ص ۵ جلد ۲ باب ما جاء فی لباس رسول الله ﷺ)

﴿۴﴾ عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ازرة المؤمن الی انصاف ساقیه لا جناح علیه فیما بینه وبین الکعبین وما اسفل من ذلک ففی النار الخ، رواہ ابوداؤد وابن ماجه. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۷۴ جلد ۲ کتاب اللباس)

پر ہے اور وفات کس سن کو ہوئی۔ (۵) آپ ﷺ کے والد ماجد کا مزار کس جگہ پر ہے اور وفات کس سن کو ہوئی؟

المستفتی: مرزا زاہد بیگ سمن آباد لاہور.....۱۲؍مئی ۱۹۷۰ء

الجواب: (۱)(۲) پیغمبر علیہ السلام جمعہ کے دن قبا سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور اسی دن بنی سالم بن عمرو بن عوف میں نماز جمعہ اور خطبہ پڑھا۔ جس سے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے خطبہ اور جمعہ نہیں پڑھا ہے۔(البدایة والنہایة ص ۲۱۲، ۲۱۳ جلد ۳)

(۳) بذل اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ اذان مدینہ میں ہجرت کے بعد ۱ھ میں مقرر ہوئی جس وقت کہ مسجد بنائی گئی۔ پہلی اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پڑھی مسجد سے خارج حصہ میں۔

(هكذا فى الروايات الحديثية). ﴿۱﴾

(۴) والدہ صاحبہ کا مزار مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں ہے اور ان کی وفات ہجرت سے سینتالیس (۴۷) سال پہلے ہوئی۔(البدایة والنہایة ص ۲۷۹ جلد ۲)

(۵) شام سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ میں وفات ہوئے۔ اور دار النابغہ میں دفن ہوئے۔ ہجرت سے ترپن (۵۳) سال پہلے۔(البدایة والنہایة ص ۲۶۳ جلد ۲) وهو الموفق

اجداد نبی ﷺ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے والے امام کا حکم

سوال: محترم المقام جناب مفتی صاحب دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک! عرض یہ ہے کہ گزشتہ جمعہ کو ہمارے پیش امام صاحب نے وعظ کے دوران حضور اکرم ﷺ کے دادا عبد المطلب کے نام کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔ مزید یہ بھی کہہ رہے تھے کہ ہاشم کی پشت سے تلبیہ کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے امام صاحب کو عبد المطلب کے نام کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ پڑھنے سے منع کیا۔ اور دوسری بات کے متعلق بھی توجہ دلائی کہ یہ دونوں باتیں

﴿۱﴾ عن ابن عمر قال كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون للصلوة وليس ينادي بها احد فتكلموا يوما في ذلك فقال بعضهم اتخذوا مثل ناقوس النصارىٰ وقال بعضهم قرنا مثل قرن اليهود فقال عمر اولا تبعثون رجلا ينادي بالصلوة فقال رسول الله ﷺ يا بلال قم فناد بالصلوة. متفق عليه (مشكواة المصابيح ص ۶۴ جلد ۱ باب الاذان الفصل الثالث)

صحیح نہیں ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ باتیں تواریخ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں اور صحیح ہیں اس سلسلے میں میں نے مولانا محمد یوسف بنوری صاحب، مفتی محمد شفیع صاحب کورنگی اور احتشام الحق تھانوی صاحب سے رجوع کیا۔جس میں مولانا محمد یوسف بنوری صاحب نیوٹاؤن کا جواب موصول ہوا۔انہوں نے دونوں باتوں کو غلط قرار دیا ہے۔ میں نے وہی فتویٰ امام صاحب کو دکھایا۔لیکن امام صاحب نے نہیں مانا تو اس صورت میں واقعی اگر دونوں باتیں غلط ہوں تو اس امام کے پیچھے اقتداء کرنا کیسا ہے؟ اور ان باتوں کا کیا بنے گا۔ بینوا توجروا

المستفتی: غلام حسین گل احمد ٹیکسٹائل ملز لانڈھی کراچی نمبر۲۲......۵رذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

الجواب: صحیح مسلم وغیرہ کے روایات میں مصرح ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے ابوطالب کو اسلام کی طرف بلایا تو اس نے کہا هو علی ملة عبد المطلب اور پیغمبر علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں کی تو اس سے معلوم ہوا کہ عبدالمطلب اسلام پر نہیں گزرا ہے لیکن بعض ضعیف اقوال میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے تمام آباء واجداد توحید پر گزرے ہیں اور اس کو ابوحیان وغیرہ نے مردود کہا ہے۔(فلیراجع الی فتح الملهم ص ۳۷۳ جلد ۱) لہٰذا عبدالمطلب کا حکم دیگران اموات کا ہوگا جو کہ زمانہ فترت میں مر چکے ہیں۔یعنی ان کا جہنمی ہونا یا میدان محشر میں ان سے امتحان لینا۔لہٰذا ان کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ نہیں کہنا چاہیے اور اگر کوئی کہے تو قول ضعیف کے تحقیق کی وجہ سے اشد انکار نہیں کرنا چاہئے اور ان کے پیچھے اقتداء کرنا چاہئے بشرطیکہ باقی اعتقادات بھی صحیح ہوں۔وهو الموفق

اجداد نبی ﷺ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا

سوال: بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعض اجداد مثلاً عبدالمطلب اور الیاس کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔اور حوالہ سیرة الجلیه مدارج النبوة للشیخ عبد الحق اور هامش سیرة الجلیة جو کہ سید احمد الزینی نے کیا۔ ہے کا حوالہ دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ہمیں زمانہ حال میں ایسے حوالوں پر عمل کرنا چاہئے تو کیا حضور ﷺ کے اجداد کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنا جائز ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: گوہر حسین سپروائزر گل احمد ٹیکسٹائل ملز لانڈھی کراچی نمبر۲۲......یکم رذی الحجہ ۱۳۷۹ھ

الجواب: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے تمام آباءواجداد اسلام پر گزرے ہیں قال فی فتح الملھم ص ۳۷۳ جلد ۱ قیل ان آباء ہ ﷺ کلھم موحدون لقولہ تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین لاکن ردہ ابوحیان فی تفسیرہ بانہ قول الرافضۃ ومعنی الایۃ وترددک فی تصفیح احوال المجتھدین فافھم۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے والدین کے متعلق متعارض نصوص آئے ہیں۔ لہٰذا ان کے حق میں توقف بہتر ہے اور عبدالمطلب کے متعلق حدیث شریف میں اتنا وارد ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام نے ابوطالب پر اسلام پیش کیا۔ تو انہوں نے کہا ھو علی ملۃ عبد المطلب اور پیغمبر علیہ السلام نے اس کی تردید نہیں کی۔ تو اس سے عدم اسلام کا راجح ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور باقی اجداد کا حکم وہ ہے۔ جو دیگر زمانہ فترت کے اموات کا ہے یعنی ایک قول کے بناپر جہنمی ہیں۔ اور دوسرے قول کے بناپر ان پر روز محشر میں امتحان کیا جائے گا، فلیراجع الی فتح الملھم (۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۳ جلد ۱) پس اگر کوئی ان کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہے تو ان پر اشد انکار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ قول مرجوح کے بناپر یہ موحدین ہیں۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کے احتمال کی وجہ سے اور جہنمی ہونے کا حکم غیر صحیح ہونے کی وجہ سے بھی گنجائش ہے۔ فقط

نزول عیسیٰ ختم نبوت محمد ﷺ کی منافی نہیں ہے

سوال: یہاں ہمارے ہاں متعدد علماء کرام موجود ہیں لیکن ایک اہم مسئلے میں خیال نے آپ کا انتخاب کیا ہے۔ جناب کی خدمت میں مسئلہ پیش کر رہا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک خبیث اور شیطان نے مجھے تذبذب میں ڈالا ہے۔ اور دماغ کو الجھایا ہے اگرچہ میں اس کا قائل نہیں رہا۔ لیکن پریشان کردیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو زندہ ہیں، اللہ پاک نے آسمان پر اٹھالیا ہے تو قرآن کریم کے حوالے سے بتایئے کہ واپس آئینگے۔ تو بحیثیت پیغمبر آئینگے یعنی اس کو وحی ہوگی یا نہیں؟ اگر وحی ونباً ہوگا تو پھر پیغمبر ہوگئے تو نعوذ باللہ محمد ﷺ کس طرح خاتم النبیین ہونگے اور اگر بحیثیت امتی ہوں تو کیا اللہ پاک ان کی پیغمبری چھین لے گا۔ کیا ایسا کبھی کسی اور نبی کے ساتھ بھی ہوا ہے کہ پیغمبری چھین لی گئی ہو ان مسائل کا حل بحوالہ قرآن وحدیث ارسال فرماویں۔

المستفتی: عبدالعزیز مروت ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس بنوں...... ۲۹/۱۱/۱۹۶۹ء

الجواب: (الف) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے طرف وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته. ﴿۱﴾ اوريكلم الناس في المهد و كهلا. ﴿۲﴾ الآیۃ میں اشارہ کیا گیا ہے اور احادیث متواترہ میں اس کے نزول کو صریحی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ تمثیل کے طور سے ایک روایت لکھی جاتی ہے، عن ابی هريرة رضى الله عنه و الذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً وعدلاً. الحديث رواه الشيخان و ابو داؤد و ابن ماجه و احمد في مسنده وفي رواية البيهقي من المساء وفي رواية احمد ينزل الروحاء فيحج منها او يعتمر اويجمعهما وبمعناه اخرجه الحاكم وزاد يقول ابوهريره اى بنى اخى ان رأيتموه فقولوا ابوهريرة يقرء ک السلام. وفي رواية نعيم بن حماد يتزوج. ﴿۳﴾

نوٹ: اگر تمام روایات کو بالاستیعاب معلوم کرنا چاہتے ہوتو حضرت شاہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا مؤلفہ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کا مطالعہ کریں۔

(ب) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس کو وحی کی جائے گی۔ ﴿۴﴾ اور نبوت نعمت وہبی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب سے دیا جاتا ہے لہٰذا نبی سے نبوت کبھی نہیں چھینی جاتی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت حضور اکرم ﷺ کے ختم نبوت سے منافی نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں دیا جائے گا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پیغمبر علیہ السلام سے پہلے دی گئی ہے۔ (عالم اجساد میں) ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کے بعد نبی نازل نہ ہوگا بیشک احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا چونکہ آخری زمانہ میں نزول ہوگا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے آخری شریعت کا پابند رہے گا۔ ﴿۵﴾ اس کی تجدید اور احیاء

﴿۱﴾ (پ: ۶ سورة النساء رکوع: ۲ آیت: ۱۵۹)

﴿۲﴾ (پ: ۳ سورة ال عمران رکوع: ۱۳ آیت: ۴۶)

﴿۳﴾ (مشكواة المصابيح ص ۴۷۹ جلد ۲ باب نزول عيسىٰ عليه السلام)

﴿۴﴾ عن النواس بن سمعان قال ذكر رسول الله ﷺ الدجال .... اذا اوحى الله الى عيسىٰ انى قد اخرجت عبادالي لايدان لاحد بقتالهم فحرز عبادى الى الطور الخ
(مشكواة المصابيح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب العلامات بين يدى الساعة)

﴿۵﴾ عن جابر ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه .... فقال رسول الله ﷺ والذى نفس محمد بيده لو بدالكم موسىٰ فاتبعتموه وتركتمونى لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حياً وادرک نبوتى لا تبعنى رواه الدارمى. (مشكواة المصابيح ص ۳۲ جلد ۱ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

کریگا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک ضلع کا ڈپٹی کمشنر دوسرے ضلع کو درکار سرکار چلا جائے۔تو اگر چہ یہ ڈپٹی کمشنر اپنے عہدے سے معزول نہیں ہوا ہے۔لیکن سرکاری کام کے ماسوا دوسرے ڈپٹی کمشنر کے نافذ شدہ احکام کا پابند ہوگا۔فقط

رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر عقلی دلائل

سوال:محترم صاحب قدر حضرت مفتی صاحب!عرض یہ ہے کہ مجھ سے ایک انگریز نے امریکہ سے رسول اللہ ﷺ کے نبوت پر عقلی دلائل طلب کئے ہیں۔لہٰذا اگر مجھے چیدہ چیدہ چند عقلی دلائل ارسال کئے جائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی:محمد زیب خان پائمال بٹگرام ہزارہ......۱۹۶۹ء/۵/۸

الجواب:(۱) پیغمبر علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔اور دعویٰ کے اثبات کیلئے معجزات ظاہر کئے تھے۔پس اس دلیل اور برہان قائم کرنے کے بعد اس کے صدق میں کسی شبہ کی گنجائش نہ ہوگی۔کیونکہ کاذب مدعی نبوت کے ہاتھ سے معجزات اور خوارق ظاہر نہیں ہوسکتے ہیں۔

(۲) پیغمبر علیہ السلام کے نبوت کی پیشنگوئی کتب سابقہ میں کی گئی تھی۔

(۳) پیغمبر علیہ السلام نے بعض گذشتہ اور آئندہ امور کے متعلق جو خبریں دی ہیں وہ بالکل درست ظاہر ہوئی ہیں۔

(۴) آپ ﷺ نے جو تعلیم عقائد،معاملات اور اخلاق وغیرہ کے متعلق دی ہے وہ ہر وقت مفید اور کامیاب رہے ہیں۔

(۵) دعویٰ نبوت سے سابق ان کے صدق وامانت میں کسی کو شک نہیں تھا اور اس سے پہلے نہ آپ نے اہل اقتدار سے تعلقات قائم کئے۔اور نہ عوام سے کوئی رابطہ قائم کیا۔بلکہ اچانک تمام قوم اور ماحول کے جذبات سے مخالف امور کی طرف دعوت دی جس میں نہ مال کی امید تھی۔اور نہ جاہ کی بلکہ موت اور تکالیف کا شدید ترین خطرہ تھا۔تو عادۃً کاذب اور اہل دنیا سے ایسے معاملہ کا صدور ممتنع ہے۔بلکہ یہ صادق اور اہل اللہ کا شیوہ ہے۔

(۶) امریکہ کے اہل کتاب جس دلیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ثابت کرتے ہیں ان دلائل سے بعینہا ہم خاتم النبیین ﷺ کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔

(۷) ان کے صحبت یافتہ لوگوں کا کمال اخلاق اور اخلاص اور للہیت دلیل ہے اس کے کمال کی جو کہ مسلم عند الخلوق بھی

ہے۔اور وہ کسی کے شاگرد نہیں تھے تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں اور آپ کا معلم اللہ تعالیٰ ہے۔

(۸) آپ کے تعلیم سے ایک جنگلی قوم مہذب، بااخلاق اور رہنما بن گئی۔

(۹) جھوٹے کا ایسا کامیاب نتیجہ نکلنا عادۃً ممتنع ہے۔

(۱۰) اتنا کامل اخلاص، للٰہیت اور شفقت بغیر ذاتی اغراض کے پیغمبر علیہ السلام ہی کا شیوہ ہے۔ وھو الموفق

فضلات النبی ﷺ پاک ہیں

سوال: محترم جناب حضرت مفتی محمد فرید صاحب بارک اللہ فی عمرک! دارالعلوم کراچی سے مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب مدظلہ نے خط بھیجا ہے کہ فضلات النبی ﷺ کے بارے میں ہماری دانستگی میں جو تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کے بول وبراز اور ہر طرح کے فضلات پاک تھے۔ جب پاک ہونا مان لیا گیا تو پینے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ صحابہ نے فرط محبت میں آپ کے فضلات میں سے جو کوئی چیز پی لی۔ تو ان میں سے کوئی بات قابل مواخذہ نہیں۔ (بحوالہ خصائص کبریٰ ص ۶۸، ۱۷ جلد ۱ شامی ۲۱۲ جلد ۱) لیکن تشفی نہیں ہوتی کیونکہ کسی شے کی طہارت اصل ہے یا نجاست اصل ہے؟ اور حنفیہ وشافعیہ طہارت پر متفق ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ فرط محبت سے پی لی۔ تو اس سے اصل نجاست ثابت ہوئی کہ بول وبراز میں اصل نجاست ہے۔ تمام مؤمنین کو حکم ہے کہ بول وبراز نجس ہے نیز خروج بول وبراز سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ نیز حضور ﷺ بول وبراز کے بعد وضوء فرماتے تھے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کہ میں حضور ﷺ کے کپڑوں سے منی دھوتی تھی (بخاری) تو معلوم ہوا کہ خروج نجاست سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ تو بول وبراز اگر نجس نہ ہو تو وضوء کس طرح ٹوٹ گیا کیونکہ، مایکون حدثا یکون نجسا وما یکون نجسا یکون حدثا۔

اصل عرض یہ ہے کہ میں نے جو عبارت شیم الحبیب سے "روی انہ اذا تغوط سے شروع کر کے آخر تک لکھی ہے کہ علم کی روشنی میں اصل مسئلہ واضح ہو جائے، جس میں کسی کا ذاتی یا مخصوص فعل یا فرط محبت یا بے اختیاری سے قطع نظر ہو۔ مثلاً سایۂ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ سایۂ رسول اللہ ﷺ نہ تھا۔ لیکن مفتی محمد شفیع صاحب نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں سارے روایات کو غلط قرار دیکر ثابت فرمایا ہے کہ کسی معتبر روایت میں یہ

نہیں ہے کہ حضورﷺ کا سایہ نہ تھا تو اگر صحیح معتبر روایات سے مضامین مندرجہ بالا ثابت ہوجائیں اگرچہ خصوصیت النبیﷺ ہو۔ تو ہم مان لینگے۔ تاکہ نصاریٰ کی طرح افراط اور یہود کی طرح تفریط لازم نہ ہو۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد جلال الحق ابازی

الجواب: محترم المقام دامت برکاتکم! السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ چونکہ آپ کے تمام مسائل علمی اور تفصیل طلب ہیں۔ اور ان ایام میں تدریس سے فرصت ملنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا مختصر طور سے اول الذکر مسئلہ کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔ وہ یہ کہ فقہاء کرام نے پیغمبر علیہ السلام کے فضلات کو پاک مانا ہے۔ ﴿۱﴾ بما ورد فی الحدیث الصحیح انه علیه السلام کان طیباً (خوشبو وپاک) وظاهره یعم الفضلات ولان النبی ﷺ لم ینکر علی من شرب بوله ودمه والتقریر دلیل المشروعیة ولا بعد فیه علی من تامل فی المسک والحریر والعنبر فانها من الفضلات نعم یرد علیه انه علیه السلام کیف احتاج الی غسل المنی والا ستنجاء اللهم الا ان یقال انه علیه الصلاة والسلام کان یجری علیها احکام النجاسة تعلیما للامة ای یجری علی فضلاته احکام فضلات الامة تعلیما لهم لا حکامها. او یقال ان ابقاء ها بحیث یراه الراوی مما یخل بالمروة ولذا یغسل المنی عند منی قال بطهارة من الامة وهذا مما استفدت من بعض المشائخ قدس سره. وهو الموفق

روضۂ رسول افضل ہے یا خانہ کعبہ اور جبرائیل امین کا متشکل ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضورﷺ کی روضہ انور کی جگہ بیت اللہ شریف سے زیادہ افضل ہے؟ اور کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام حضورﷺ پر وحی لاتے وقت کبھی

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدین الشامی صحح بعض ائمة الشافعیة طهارة بوله ﷺ و سائر فضلاته و به قال ابو حنیفة کما نقله فی المواهب اللدنیه عن شرح البخاری للعینی و صرح به البیری فی شرح الاشباه و قال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة علی ذلک و عد الائمة ذلک من خصائصه ﷺ و نقل بعضهم عن شرح المشکاة لملا علی قاری انه قال اختاره کثیر من اصحابنا و اطال فی تحقیقه فی شرحه علی الشمائل فی باب ما جاء فی تعطره علیه الصلاة والسلام. (رد المحتار ص ۲۳۳ جلد ۱ مطلب فی طهارة بوله ﷺ باب الانجاس)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں بھی آئے ہیں یا نہ؟

المستفتی: گل شیر خان حقانی جمرود خیبر ایجنسی ۱۹۸۸ء/۳/۲۳

الجواب: (۱) ابن تیمیہ وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ اول الذکر افضل ہے۔ والمسجود ھو اللہ دون الکعبہ والتوجہ الیھا لا یقتضی الافضلیة فافھم ۔﴿۱﴾ (۲) معاذ اللہ ۔وھو الموفق

حضور ﷺ کا قضائے حاجت کے وقت دیکھا جانا

سوال: ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب کہتا ہے کہ حضور ﷺ کو قضائے حاجت کے وقت کسی نے نہیں دیکھا ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: اہالیان جامع مسجد شیر سنگل دیر ۱۹۷۵ء/۱۱/۹

الجواب: ھذا مخالف من حدیث ابن عمر انہ ارتقی علی البیت فرئ النبی ﷺ یقضی حاجتہ. ﴿۲﴾ والحدیث مشھور .وھو الموفق

حضور ﷺ کا غسل وجنازہ اور تفسیر بیضاوی میں غایۃ کا مطلب

سوال: (۱) رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کو غسل کس نے دیا تھا۔ (۲) نماز جنازہ کس نے ادا کیا تھا۔ (۳) تفسیر بیضاوی کے عبارت کی تشریح میں غایۃ لکھا ہے۔ اس کی کیا مقدار ہے؟

المستفتی: محمود الظفر مردان ..... ۱۴/ذی القعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: (۱) حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۶۰ جلد ۵ امام احمد بن حنبل سے

﴿۱﴾ یدل علیہ حدیث ابن عمر انہ نظر یوما الی الکعبة فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة عند اللہ تعالیٰ منک اخرجہ الترمذی وحسنہ صفحہ ۲۴ ج ۲ ورواہ ابن ماجہ مرفوعا عن ابن عمر ولفظہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ وسلم یطوف بالکعبة ویقول ما اطیبک واطیب ریحک واعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ لحرمة المومن اعظم عند اللہ حرمة منک الخ صفحہ ۲۹۰ (بوادر النوادر ص ۵۴)

﴿۲﴾ عن ابن عمر قال رقیت یوما علی بیت حفصة فرأیت النبی ﷺ علی حاجتہ مستقبل الشام مستدبر الکعبة ھذا حدیث حسن صحیح .(ترمذی ص ۳ جلد ۱ ابواب الطھارة باب ماجاء من الرخصة فی ذلک)

روایت کی ہے کہ غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تقلیب کرتے تھے اور اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صالح رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے تھے۔﴿۱﴾

(۲) ابن کثیر ص ۲۶۵ جلد ۵ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا جنازہ منفرد پڑھا گیا تھا۔﴿۲﴾

(۳) غایۃ کا معیار تسلط نہیں کا اعتقاد ہے۔وھو الموفق

روضہ رسول اللہ ﷺ خلاف شریعت نہیں ہے

سوال: ایک صاحب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا روضہ مبارک غلط اور خلاف شریعت بنایا گیا ہے کیونکہ قبروں پر آبادی ممنوع ہے تو ایسے شخص کے قول کے بارے میں کیا حکم ہے۔بینوا تو جروا

المستفتی: حاجی میر جمال نقشبندی خٹکی شریف ..... ۷/ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب: لایخفی ان النبی ﷺ نهیٰ عن البناء علی القبور کما رواه مسلم ﴿۳﴾ وغیرہ وقال ابوبکر الصدیق رضی الله عنه سمعت رسول الله ﷺ قال ما قبض الله نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه ادفنوه فی موضع فراشه رواه الترمذی .﴿۴﴾ولا ریب فی ان النبی ﷺ توفی فی البیت والبناء فلا بد ان یکون قبره مخصوصا من سائر القبور ویکون البناء علی قبره المبارک جائزاً﴿۵﴾ ومن تمسک بالحدیث المحرم ولم ینظر الی الحدیث العارض فهو مسلم نجدی ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم .وهو الموفق

﴿۱﴾عن ابن عباس .... فاسنده علی الی صدره وعلیه قمیصه وکان العباس وفضل وقثم یقلبونه مع علی وکان اسامه بن زید وصالح مولاه هما یصبان الماء وجعل علی یغسله ولم یرمن رسول الله ﷺ شیئا مما یری من المیت الخ .(البدایة والنهایة ص ۳۰۰ جلد ۵ صفة غسله علیه السلام)

﴿۲﴾قال الحافظ عماد الدین ابن کثیر ،وهذا الصنیع وهو صلاتهم علیه فرادیٰ لم یؤمهم احد علیه امر مجمع علیه لا خلاف فیه .(البدایة والنهایة ص ۳۰۵ جلد ۵ کیفیة الصلاة علیه ﷺ)

﴿۳﴾عن جابر قال نهی رسول الله ﷺ ان یجصص القبور وان یبنیٰ علیه وان یقعد علیه رواه مسلم. (مشکواة المصابیح ص ۱۴۸ جلد ۱ باب دفن المیت)

﴿۴﴾(شمائل ترمذی ص ۲۸ جلد ۲ باب ماجاء فی وفات رسول الله ﷺ)

﴿۵﴾ ہمارے لئے سب سے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ بعد دفن کے خلفاء راشدین میں سے کسی نے اس بناء کے بقاء پر نکیر نہیں فرمایا بلکہ ایک موقع پر استسقاء کی ضرورت شدیدہ سے صرف سقف میں ایک روشندان کھولا گیا تھا جس سے اس بنا کے بقاء کا مشروع ہونا بھی معلوم ہوا۔اور یہ صحابہ کے وقت میں ہوا ہے۔اور کسی صحابی نے نکیر نہیں فرمایا تو اس کے اذن پر اجماع ہو گیا جو استثناء کیلئے حجت کافیہ ہے۔(از مرتب)

حضور ﷺ نور، بشر اور رسول ہیں

سوال: حضور ﷺ نور ہیں یا بشر ہیں؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: شوکت علی صاحب مدرسہ تعلیم القرآن مردان.....۱۵/ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: رسول اللہ ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی، لقوله تعالیٰ سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولا ،الآیه﴿۱﴾(الاسراء)قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی ﴿۲﴾(کهف) .قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین. (مائدة)﴿۳﴾

پس ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا ضروریات دین سے انکار اور کفر ہے۔ البتہ تمام بشر ایک جیسے نہیں ہیں جیسا کہ عام پتھر اور جواہر ایک جیسے نہیں ہیں۔﴿۴﴾ اور رسول اللہ ﷺ نہ خدا ہے اور نہ ملک بلکہ تمام عالم کیلئے منور ہیں اور ان کا تمام جسم بھی منور ہے۔ بہر حال ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ پیغمبر ﷺ کو بشر اور رسول مانیں۔ مشرکین عرب ان کو بشر مانتے تھے۔ مگر رسول نہیں مانتے تھے۔ اور موجودہ زمانہ کے ملحدین ان کو رسول مانتے ہیں۔ مگر بشر نہیں مانتے۔ وهو الموفق

محمد ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ "ؐ" یا "ؐ" لکھنے کا حکم

سوال: محمد ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ "ؐ" یا "ؐ" کا نشان لگانا کیا حکم رکھتا ہے نیز دوست محمد جو کسی شخص کا نام ہو، کے ساتھ بھی محمد پر "ؐ" کا لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: فریدون صدیقی خاوگزئی دیر.....۱۹/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

الجواب: پیغمبر ﷺ کے نام کے ساتھ مکمل جملہ "علیه السلام" "علیه الصلاة والسلام" "ﷺ" لکھنا چاہئے۔ صرف "ؐ یا ؐ" پر اکتفاء کرنا جاہلانہ رسم ہے نیز دوست محمد رسول خدا کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ جملہ لکھنا بے جا اقدام ہے۔ وهو الموفق

﴿۱﴾(پ : ۱۵ سورة بنی اسرائیل رکوع : ۱۰ آیت : ۹۳)
﴿۲﴾(پ : ۱۶ سورة کهف رکوع : ۳ آیت : ۱۱۰)
﴿۳﴾(پاره : ۶ سورة مائدة رکوع : ۷ آیت : ۱۵)
﴿۴﴾ محمد بشر لکن لیس کالبشر..... محمد یاقوتة والناس کالحجر
وقال البوصیری: فمبلغ العلم فیه انه بشر ..... وانه خیر خلق الله کلهم

ولادت رسول ﷺ خلاف عادت نہیں تھی

سوال: کیافرماتے ہیں علماء اہلسنت والجماعت کہ ولادت انبیاء علیہم السلام اور ولادت حضرت سیدنا محمد ﷺ عام انسانوں کی طرح ہوئی ہے یا حضور ﷺ کی و دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت بائیں پسلی سے حضرت حواء علیہا السلام کی طرح ہوئی ہے۔ بینوا و توجروا

المستفتی: ضیاء الرحمٰن شید ونوشہرہ..... ۲/۵/۱۹۷۲ء

الجواب: واضح رہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک لفظ سے معنی متبادر مراد کیا جائے گا جب تک اس سے مانع موجود نہ ہو۔ یحتمل النصوص علی ظواھرھا مالم یمنع مانع پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ ولادت سے معنی غیر متبادر مراد ہے۔ تو اس کیلئے ضروری ہے کہ قرآن یا حدیث یا آثار وغیرہ سے دلیل پیش کرے صرف دعویٰ ناکافی ہے۔ نیز کفر انکار ضروریات کو کہا جاتا ہے اور یہ امر (پسلی سے پیدا ہونا) ضروریات سے درکنار نظریات سے بھی نہیں ہے۔ البدایہ والنہایہ اور سیرت ابن ہشام وغیرہ سے یہ واضح ہے کہ یہ ولادت خلاف عادت نہیں تھی اور ممکن ہے کہ یہ اطلاق ادب اور احتیاط پر مبنی ہو۔ ومأخذہ قولہ تعالیٰ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب. فافھم وتدبر ولاتکن ممن یتبع العجائب والغرائب۔ فقط

حضور ﷺ ازل سے خاتم الانبیاء ہیں

سوال: حضور ﷺ کو کب سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے کیا قبل الولادت بھی آپ خاتم الانبیاء تھے؟ وضاحت کی جائے مہربانی ہوگی۔

المستفتی: مولانا عبدالستار لاہور ٹاؤن شپ...... یکم ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: چونکہ ختم کے متعلق بہت سے آیات اور احادیث وارد ہیں۔ ﴿۱﴾ اور ان میں سے سب سے اول کا تعین مشکل ہے۔ لہٰذا ہم عقیدہ رکھیں گے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ کے علم میں ازل سے خاتم الانبیاء ہیں اور اس کے متعلق اول وحی کی تاریخ نامعلوم ہے۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال اللہ تبارک و تعالیٰ: وما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (سورۃ الاحزاب آیت: ۴۰)
و عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا حسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الاموضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان و ختم بی الرسل و فی روایۃ فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین. متفق علیہ.
(مشکواۃ المصابیح ص ۵۱۱ جلد ۲ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)

حضور ﷺ ابتدائے امر سے خاتم النبیین ہیں

سوال: ختم النبوت کس وقت سے تسلیم کیا جائے؟ حضور ﷺ کے ولادت مبارک سے خاتم النبیین تسلیم کیا جائے۔ یا آیت ختم النبوت کے نزول کے بعد، یا حضور ﷺ کے وفات کے بعد سے، مطلب یہ کہ وحی کا دروازہ کس وقت سے بند تسلیم کیا جائے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: رانا عبدالستار ٹاؤن شپ لاہور.....۳ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: نبی علیہ السلام ابتدائے امر سے خاتم النبیین ہیں۔ ﴿۱﴾ البتہ ختم النبوت کا ظہور اس وقت ہوا، جبکہ اس کے متعلق وحی جلی یا وحی خفی نازل ہوئی۔ اور بہر حال خاتم النبوت کا نزول عیسیٰ علیہ السلام اور اس کو وحی ہونے سے کوئی تصادم نہیں ہے۔ وھو الموفق

حضور ﷺ کے ختنہ میں اختلاف ہے

سوال: دریں جا دو اشخاص اختلاف میکنند۔ یکے میگوید کہ نبی علیہ السلام ختنہ شدہ، و جانب مقابل گوید، کہ قدرتی ختنہ مے باشد، براہ کرم تسلی بخش جواب روانہ کنید۔

المستفتی: نور محمد تالاب مسجد پشاور.....۲۷ر ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

الجواب: ایں مسئلہ مختلف فیہ است، راجح این است کہ مختون مادرزاد نہ بود کما فی رد المحتار ص ۶۵۷ جلد ۵ وقد اختلف الرواۃ والحفاظ فی ولادۃ نبینا ﷺ مختونا ولم یصح فیہ شئ واطال الذھبی فی رد قول الحاکم انہ تواترت بہ الروایۃ وقد ثبت عندھم ضعف الحدیث بہ وقال بعض المحققین من الحفاظ الاشبہ بالصواب انہ لم یولد مختونا. ﴿۲﴾ وھو الموفق

اسم ذات اور اسم محمد ﷺ میں ہونٹوں کے بند ہونے اور نہ ہونے کا لطیفہ

﴿۱﴾ عن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و ان اٰدم لمنجدل فی طینۃ الخ (مشکواۃ المصابیح ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین)

﴿۲﴾ (ردالمحتار ھامش الدرالمختار ص ۵۳۰ جلد ۵ مسائل شتی کتاب الخنثیٰ)

سوال: ہمارے مسجد کے امام نے ایک دفعہ تقریر کے دوران کہا "اللہ کے نام لینے سے لب بند نہیں ہوتے اور محمد ﷺ کے نام سے لب بند ہو جاتے ہیں اس نام میں کتنا مٹھاس ہے" یہ جملہ کہنا کس طرح ہے؟

المستفتی: حکیم سید اختر حسین صدر کیملپور

الجواب: اس سے مقصد اسم محمد ﷺ کی تعظیم ہے۔ نہ اسم اللہ کی تحقیر، لہٰذا اس میں حرج نہیں ہے۔ فقط

حضور ﷺ کے زمانے میں نفاق کا پایا جانا

سوال: کیا حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم کے زمانے میں بھی نفاق پایا جاتا تھا۔ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پاک ہستیوں پر اس کی زد تو نہیں پڑتی؟ براہ کرم وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: ظاہر شاہ تخت بھائی مردان ...... ۶ رجب ۱۴۰۲ھ

الجواب: نفاق تا قرب قیامت (تا خروج دجال) پایا جائے گا۔ البتہ اہل نفاق کے دام تذویر میں اہل اخلاص کا مبتلا ہونا کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ کما فی حادثۃ الافک۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

کتاب "تحذیر الناس" اور "البراھین القاطعہ" کے بعض عبارات پر اعتراض کا جواب

سوال: ایک کتاب تحذیر الناس میں لکھا ہے "کہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے دوسری عبارت یہ ہے کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا" "کتاب تحذیر الناس" تو مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے نیز کتاب براہین القاطعہ میں لکھا ہوا ہے کہ ابلیس یعنی شیطان کا علم حضور ﷺ سے زیادہ ہے۔ اس کی وضاحت فرماویں۔ کیونکہ اکثر بریلوی حضرات ان جملوں پر اعتراضات کرتے ہیں۔

المستفتی: سرور صدیقی ۱۹ مقبول آباد کراچی نمبر ۵ ...... ۱۵ر جولائی ۱۹۸۹ء

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن الکثیر (ان الذین جاء وا بالافک عصبۃ منکم) ای جماعۃ منکم یعنی ماھو واحد ولا اثنان بل جماعۃ فکان المقدم فی ھذہ اللعنۃ عبد اللہ بن ابی ابن سلول رأس المنافقین فانہ کان یجمعہ ویستوشیہ حتی دخل ذلک فی اذھان بعض المسلمین فتکلموا بہ وجوزہ اخرون منھم ...... حتی نزل القرآن۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۶ جلد ۳ سورۃ نور پارہ: ۱۸)

الجواب :(۱) اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو نبوت دینے کے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں دیا جائے گا۔ پس اگر روئے زمین پر اس زمانہ میں کوئی پیغمبر تھا۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام اور یا اس زمانہ کے بعد کوئی پیغمبر آ جائے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ تو یہ ختم نبوت سے معارض نہ ہوں گے۔

(۲) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے علم ضار غیر نافع سے پناہ مانگی ہے۔﴿۱﴾ اور ایسا علم شیطان کو حاصل ہے۔ وھو الموفق

کسی کے نام میں ''محمد'' آنے کے وقت علیہ السلام وغیرہ لکھنا

سوال: اگر کسی کا نام محمد امیر، محمد نذیر یا محمد شریف ہو۔ تو تحریر کے وقت ''محمد'' پر ''ؑ'' یا ''ؐ'' لکھنا چاہئے یا نہیں نیز صرف ''ؑ'' یا ''ؐ'' لکھنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی عبد القیوم پشاور کینٹ.....۱۹۸۴ء/۶/۱۱

الجواب: محمد کے ساتھ ''ؑ'' یا ''ؐ'' لکھنا بہر حال مکروہ ہے۔ صرح بہ فی مقدمۃ ابن الصلاح وغیرھا۔ بلکہ علیہ السلام وغیرہ مندوب ہے۔ اور جہاں لفظ محمد امتی کا نام ہے۔ یا امتی کے نام میں مضمون ہو تو وہاں باب شرع میں علیہ السلام کا لکھنا بھی مذموم ہے۔﴿۲﴾ وھو الموفق

حضور ﷺ کا سایہ

سوال : حضور ﷺ کے سایہ کے نہ ہونے کے بارے میں صحیح حدیث ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ظاہر میران شاہ..........۱۹۷۹ء

الجواب : سایہ کے متعلق کوئی صحیح روایت نہیں۔﴿۳﴾ اور بر تقدیر ثبوت اس کی تسلیم میں کوئی نکارت نہیں۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ یقول اللھم انی اعوذبک من الاربع من علم لا ینفع و من قلب لا یخشع الخ رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و الترمذی و النسائی۔ (مشکواۃ المصابیح ص ۲۱۷ جلد ۱ باب الاستعاذۃ الفصل الثانی)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین (و لا یصلی علی غیر الانبیاء الخ) لان فی الصلاۃ من التعظیم مالیس فی غیرھا من الدعوات الخ. (ردالمحتار ھامش الدر المختار ص ۵۳۱ جلد ۵ مسائل شتی کتاب الخنثیٰ)

﴿۳﴾ صحاح ستہ میں حضور ﷺ کے سایہ کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ کہ آپ کا سایہ زمین (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پرنہیں پڑتا تھا۔ البتہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے خصائص کبریٰ میں ایک روایت مرسلاً ذکر کی ہے۔ عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس و لا قمر و لا اثر قضاء حاجة قال سیوطی قال ابن سبع من خصا ئصه ان ظله لا یقع علی الارض و انه کان نوراً فکان اذمر فی شمس او قمر لا ینطر له (خصائص الکبریٰ ص ۶۸ جلد ۱) لیکن یہ روایت چند وجوہ کی بناء پر ضعیف ہے اول یہ کہ تمام ذخیرہ احادیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا اور اگر بطور معجزہ ہوتا تو صحابہ کرام میں سے کوئی اس کو روایت کرتا۔ لیکن اس بارے میں بھی ایک مرسل حدیث اور وہ بھی سنداً ضعیف ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ محدثین کی ایک بڑی جماعت حدیث مرسل کو حجت نہیں مانتی تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اس حدیث کا پہلا راوی عبدالرحمٰن ابن قیس زعفرانی ضعیف، مجروح اور نا قابل اعتبار ہے بعضوں نے وضع حدیث اور بعضوں نے کذب حدیث کی طرف منسوب کیا ہے (کما فی تهذیب التهذیب ص ۲۳۱ جلد ۲ رقم : ۴۱۳۰) اور اس حدیث کا دوسرا راوی عبدالملک بن عبداللہ بن ولید بھی مجہول الحال ہے کتب متداولہ میں اس حدیث کا حال مذکور نہیں۔ البتہ سایہ رسول ﷺ سے متعلق اسی طرح کی احادیث موجود ہیں۔ عن انس بن مالک .... ثم رأیت النار فیما بینی و بینکم حتی لقدرأیت ظلی و ظلکم الخ (حاوی الافراح الی بلاد الارواح لابن القیم الجوزی ص ۴۲ ، ۴۳ جلد ۱) وعن عائشة رضی الله عنها .... قالت فبینما انا یوما بنصف النهار اذا انا بظل رسول الله ﷺ الخ

(مسند احمد ص ۲۳۱ ، ۲۳۲ فی مسند عائشة) (از مرتب)




باب
ما یتعلق با لانبیاء علیھم
السّلام

قال اللّٰہ تعالیٰ: وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ہ الاية

باب ما یتعلق با لانبیاء علیھم السلام

عصمت انبیاءاور ذ والکفل کے بارے میں صاحب بحر کے عبارت کی تشریح

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں باب احکام المرتدین ص۱۲۰ جلد ۵ میں یہ عبارت لائے ہیں۔" وبقوله لم تعص الانبياء عليهم السلام حال النبوة وقبلها لرده النصوص" اوردوسری عبارت ہے" ولا بانكاره نبوة الخضرو ذی الكفل عليهما السلام لعدم الاجماع على نبوتهما " یہ جملے کس پر عطف ہیں اوران کا مفہوم کیا ہے۔کیا یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ انبیاء علیہم السلام دوران نبوت اور قبل از نبوت معصیت سے معصوم ہیں؟

(۲) علامہ ابن نجیم کا حنفی فقہاء میں کیا درجہ اور مقام ہے؟

(۳) کیا ذ والکفل علیہ السلام نبی نہیں تھے قرآن مجید میں جس انداز سے ان کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے۔تو ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی شمس الرحمٰن k-78 اٹک شہر......۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: (۱) و بقوله لم تعص الانبياء عليهم السلام الخ معطوف ہے۔ ونسبة الى الفواحش جوکہ قریب تر ہےاور یا معطوف ہے معطوف علیہ معنوی پر اس کلام میں ويكفر ان اعتقد ان الله تعالىٰ يرضى بالكفر اى ويكفر با عتقاده ان الله يرضى بالكفر جوکہ بعید تر ہے اور صاحب بحر کا یہ کلام واضح المراد ہے۔ کیونکہ نصوص میں ان سے عصیان کا صدور نظم القرآن میں مذکور ہے۔ اور لغت عربی میں عصیان کلی مشکک ہے۔ خطاء في الاجتهاد اور ترک اولیٰ کو بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ ان سے گناہ صغیرہ یا کبیرہ مراد نہیں لئے جائینگے ﴿۱﴾ جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا قول مختار ہے۔...... (۲) یہ امام ابوحنیفہ ثانی ہے۔

﴿۱﴾ قال العلامه محى الدين محمدبن بهاء الدين قوله والانبياء صلوات الله عليهم اجمعين كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والفواحش وقد كانت منهم زلات وخطيئا ،اى صغائر صدرت عنهم سهوا وغفلة فان الكبائر لا تصدرعنهم ولو سهواً عند البعض واما عدم صدورها عمداً بعد البعثة فممتنع عندنا شرعاً وعندالمعتزلة عقلاً .الخ (القول الفصل شرح فقه الاكبر ص ۲۷۳ الانبياء تنزهون عن الصغائر)

(۳) سورۃ ص کی آیت اس کے نبی ہونے میں ظاہر ہے۔ صریح نہیں ہے۔ قرآن میں ان کو نہ رسول کہا گیا ہے نہ نبی اور نہ ارسلنا وغیرہ الفاظ سے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ﴿۱﴾

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور زندہ ہونے کی تحقیق

سوال: کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں اور کیا آپ پیغمبر تھے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: مولوی مغل خان پرائمری سکول علی بیگ نوشہرہ تاروجبہ ...... ۱۱ر رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

الجواب: حضرت خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک زندہ ہیں اور محققین کے نزدیک پیغمبر ہیں۔ مزید تفصیل ہدایۃ القاری کتاب العلم میں ملاحظہ کریں۔ ﴿۲﴾

موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا، مردوں کا زندوں کو دیکھنا، قبر سے سورۃ ملک کی آواز آنا وغیرہ

سوال: (۱) معراج کی رات جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۲) کوئی شخص زیارت القبور کرے۔ تو اہل قبور ان کو دیکھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (۳) حضور ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے لاعلمی میں ایک قبر پر خیمہ نصب کیا تو اس قبر سے سورۃ ملک کی آواز آ رہی تھی۔ پھر حضور ﷺ کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے واقع بیان کیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۴) کیا قبر میں ایماندار آدمی زندہ ہوتا ہے اور تلاوت کرتا ہے؟

المستفتی: لقمان صاحب مصری بانڈہ

﴿۱﴾ قال العلامه الوسی و ذا الكفل ای واذكرهم و ظاهر نظم ذی الكفل فی سلک الانبياء عليهم السلام انه منهم و هو الذی ذهب اليه الاكثر ...... وقال ابو موسیٰ الاشعری و مجاهد لم يكن نبياً و كان عبداً صالحاً استخلفه الخ (تفسير روح المعانی ص ۱۲۱ جلد ۱۰ پاره: ۱۷ سورة الانبياء آيت: ۸۵)

﴿۲﴾ واختلف فی نبوته قال الثعلبی وابن الجوزی انه نبی وهو الراجح المتبادر من قوله تعالیٰ آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما من قوله تعالیٰ وما فعلته عن امری ومن اقدامه علی قتل نفس ذكية وقيل انه ولی ويرد عليهم ان القتل محرم قطعی لا يجوز الاقدام عليه لامر ظنی وهو الهام الولی اللهم الا ان يقال ان نبياً من الانبياء قال له ان الهامک يكون حقا من الله تعالیٰ واختلف فی حياته قال بعض المحققين بوفاته لحديث ارء يتكم ليلتكم هذه فان رأس مأة سنة لا يبقیٰ من هو اليوم علی الارض احد وقال الجمهور بحياته وهو الراجح لما ورد انه الرجل الذی يقتله الدجال ثم يحييه وهو المروی عن معمر وعن ابراهيم بن سفيان راوی كتاب مسلم ولاثر عمر بن عبد العزيز انه خرج من المسجد و مشی مع رجل يتكلم معه فلم يعرفه الناس فسئلوه عنه فقال انه كان خضراً عليه السلام رواه فی الاصابة باسناد جيد (هداية القاری علی صحيح البخاری ص۷۷ ا جلد ۱ كتاب العلم باب ما ذكر فی ذهاب موسیٰ فی البحر)

الجواب:(۱) یہ حدیث صحیح ہے۔رواہ مسلم وغیرہ ﴿۱﴾ (۲) ...... یہ حدیث ثابت ہے۔ ﴿۲﴾ ذکرہ ابن کثیر و ابن تیمیہ والسیو طی فی فتاواہ ۔

(۳) یہ حدیث ثابت ہے۔(مشکواۃ) ﴿۳﴾

(۴) ہامش کوکب دری میں اس کے متعلق تفصیل ملاحظہ کریں۔ وھو الموفق

موسیٰ علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کے جسم مثالی کو تھپڑ مارا تھا

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا تھا تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ فرشتہ تو (جسم نورانی یتشکل باشکال المختلفة) یعنی ہوا کی طرح جسم لطیف ہوتا ہے۔وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد یوسف خزانہ آباد......۵رجولائی ۱۹۷۹ء

الجواب: یہ تھپڑ جسم مثالی کو دیا گیا تھا نہ کہ جسم اصلی کو۔نقصان خاص جسم مثالی کے آنکھ میں آیا تھا۔نہ جسم اصلی میں۔ ﴿۴﴾ فرشتہ نے مراجعت کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی اجازت سے روح کو قبض کیا ہے۔ ﴿۵﴾

﴿۱﴾ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسألنی عن مسرای فسالتنی ...... وقد رایتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی الخ رواہ مسلم
(مشکواة المصابیح ص ۵۲۹ جلد ۲ باب فی المعراج)

﴿۲﴾ قال ابن عبد البر ثبت عن النبی ﷺ قال مامن مسلم یمر علی قبر اخیه کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد الله علیه روحه حتی یرد علیه السلام (فهذا نص فی انه یعرفه بعینه ویرد علیه السلام) ذکره السیوطی فی الحاوی للفتاویٰ (ص ۳۰۲ جلد ۲) وذکره الزبیدی فی اتحاف السادة المتقین (ص ۳۶۵ جلد ۱۰) وذکره ابن عساکر فی تهذیب تاریخ دمشق (ص ۲۹۲ جلد ۷) وذکره الهندی فی کنز العمال (الحدیث ۴۲۲۰۲ / ۴۲۶۰۱) (کتاب الروح ص ۱۱ لابن القیم)

﴿۳﴾ عن ابن عباس رضی الله عنه قال ضرب بعض اصحاب النبی ﷺ خباءه علی قبر وهو لا یحسب انه قبر فاذا فیه انسان یقرأ سورة تبارک الذی بیده الملک حتیٰ ختمها فاتی النبی ﷺ فاخبره فقال النبی ﷺ هی المانعة هی المنجیة تنجیة من عذاب الله .رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب
(مشکواة المصابیح ص ۱۸۷ جلد ۱ کتاب فضائل القرآن)

﴿۴﴾ و فی هامش المشکواة قوله ففقأ ها قد انکر بعض الملاحدة هذا الحدیث قالوا کیف یجوز علی موسیٰ فقأ عین ملک الموت واجابوا بانه متشابه فیفوض علمه الی الله وان موسیٰ لم یعرف انه ملک الموت فظن انه رجل قصد نفسه وکان الملک یتمثل بصورة البشر فدفعه عنها فادت مدافعته الیٰ فقا عینه لمعات ومرقات . (هامش مشکواة المصابیح ص ۵۰۷ جلد ۲ باب بدأالخلق و ذکر الانبیاء علیهم السلام)

﴿۵﴾ (والتفصیل فی فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۵۲ جلد ۸ باب وفات موسیٰ و ذکره بعد کتاب الانبیاء)

ذبیحہ ابراہیمی کا جنت سے آنا منصوص نہیں

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مینڈا ذبح فرمایا تھا تو وہ جنت سے آیا ہوا مینڈا تھا تو کیا بعد الذبح حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کا گوشت کھایا تھا یا نہیں اگر کھایا تھا تو جنت کی نعمت جو بعد الموت جنت میں ملے گی دنیا میں کیسے مل گئی۔ اور اگر نہیں کھایا تو طیب و طاہر نعمت کا نہ کھانا بھی اچھا نہیں؟

المستفتی: شفیق الرحمٰن حقانی ادینہ صوابی...... ۱۵/۱۱/۱۹۷۵ء

الجواب: اس مینڈے کا جنت سے آنا منصوص نہیں۔ بلکہ اسرائیلیات سے ثابت ہے۔ نیز بظاہر اس کا کھانا معلوم ہوتا ہے۔ لان اضاعة المال حرام ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر بھی بنی اسرائیل کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ جو امور لایعنی ہوں۔ ان کے متعلق سوالات سے اجتناب کریں۔ وھو الموفق

ذبیحہ ابراہیمی اور امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی

سوال: ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے جگہ جو دنبہ ذبح فرمایا ہے تو اس دنبے کا گوشت کس نے کھایا تھا؟

المستفتی: مجاہد شاہ کوہاٹ...... ۱۸ / رمضان ۱۴۰۳ھ

الجواب: امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ آ کر اس کو جلا دیتی۔ وھو الموفق

ذبیحہ ابراہیمی کا گوشت، سایہ رسول، سر پر ٹوپی رکھنے کا ثبوت اور انبیاء کے ساتھ شیطان کا ہونا

سوال: (۱) ابراہیم علیہ السلام کے قربانی کا گوشت کس نے کھایا ہے؟ (۲)...... حضرت محمد ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟

(۳) کیا سر پر ٹوپی رکھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

(۴) کیا انبیاء کے ساتھ شیطان ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: روح الامین معرفت محمد شریف خادم دفتر دار العلوم حقانیہ...... ۲۳ / ستمبر ۱۹۸۴ء

الجواب: (۱) امم سابقہ میں قربانی کی قبولیت کی علامت یہ تھی کہ اس کو آگ کھا لیتی، اسلئے اس کو بھی

آگ نے کھالیا ہوگا۔﴿۱﴾ (۲)..... پیغمبر علیہ السلام کی بشریت اور انسانیت امر اجماعی ہے اور سایہ کا نہ ہونا اختلافی ہے. وعدم الظل لا يستلزم عدم الجسميه كما في الشمس والقمر .﴿۲﴾
(۳)..... ترمذی کی روایت سے ثابت ہے۔﴿۳﴾
(۴) ہوتا ہے لیکن وہ اس سے مامون ہوتے ہیں۔﴿۴﴾ وهو الموفق

قرآن واحادیث میں یوسف علیہ السلام کا زلیخہ کے ساتھ شادی کا کوئی ذکر نہیں

سوال: جہاں تک قرآن مجید میں موجود ہے یوسف علیہ السلام اور زلیخا کی شادی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے زلیخا کی سیرت ایک مشرکہ اور مشکوک کردار والی عورت کی بیان کی ہے۔ نیز زلیخا کا مسلمان ہونا بھی قرآن سے ثابت نہیں۔ ایک خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان شادی ہوئی تھی اور دو بچے بھی پیدا ہوئے تھے اور ثبوت میں حجۃ الاسلام اور احوال انبیاء کا حوالہ دیتے ہیں۔ تو اس بارے میں آپ صاحبان کیا فرمائیں گے؟

المستفتی: علی اصغر، محمد ہارون ptc دوراہا ضلع مانسہرہ......۱۹۸۶ء/۱۰/۲۷

﴿۱﴾ ذبیحہ ابراہیمی کے گوشت کے کھانے کے بارے میں مختلف اسرائیلی روایات مذکور ہیں۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ اسے درندوپرندے نے کھالیا تھا. كما صرح به علامه صاوی في حاشية الصاوي على الجلالين ص ۳۴۲ جلد ۴ و سليمان بن عمر و العجيلي في الجمل (ص ۵۴۹ جلد ۳) لیکن بعض روایات عدم اکل کے بھی منقول ہیں. كما صرح به صاحب تفسير بحر المحيط ص ۳۷۱ جلد ۷ لانه لم يكن عن نسل بل عن التكوين ۔ اور ایک روایت عدم ذبح کی بھی ہے۔ کہ یہ ایک سال تک زندہ رہا تھا۔ كما صرح به صاحب المدارک ص ۳۰ جلد ۴ وروى انه هرب عن ابراهيم عليه السلام عند الحجره فرماه بسبع حصاة حتىٰ اخذه فبقيت سنة۔ پس یہ تمام روایات ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ چونکہ قرآن وحدیث اس سے ساکت ہیں۔ اور ان میں سے کوئی روایت منصوص نہیں۔ البتہ یہ بات زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ کہ امم سابقہ میں قربانی کی مقبولیت کی نشانی یہ تھی۔ کہ آسمان سے سفید آگ آ کر اس گوشت کو جلا دیتی۔ چونکہ ذبیحہ ابراہیمی کے متعلق بالخصوص یہ روایت منصوص نہیں۔ لیکن قرین قیاس اور وزنی ضرور ہے۔ (از مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامه الوسی وقرأ ابن كثير و ابن عامر قال سبحان ربی ای قال النبی صلى الله عليه وسلم هل كنت الا بشرا رسولا . كسائر الرسل عليهم السلام و كانوا لا يأتون قومهم الابما يظهره الله تعالىٰ على ايديهم حسبما تقتضيه الحكمة من غير تفويض اليهم ولا تحكم منهم عليه سبحانه الخ .
(روح المعانی ص ۲۲۴ جلد ۹ سورة الاسراء ص ۹۴)

﴿۳﴾ عن ابی رکانة ان رکانة صارع النبی صلى الله عليه وسلم فصرعه النبی صلى الله عليه وسلم قال رکانة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس . (سنن الترمذی ص ۲۱۰ جلد ۱ قبيل ابواب الاطعمة)

﴿۴﴾ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامنكم من احد الاوقد وكل به قرينه من الجن و قرينه من الملائكة قالوا و اياک يا رسول الله قال و ایای و لكن الله اعانني عليه فاسلم فلا يأمرني الا بخير رواه مسلم . (مشكواة المصابيح ص ۱۸ جلد ۱ باب في الوسوسة)

الجواب: قرآن واحادیث میں نہ زلیخا کا کوئی ذکر ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی کا۔ البتہ کتب اسرائیلیات میں یہ قصص مسطور ہیں۔ ﴿۱﴾ جو کہ حجت نہیں ہیں۔ وھو الموفق

حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے

سوال: زید کہتا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا عقد نکاح مسمیٰ یوسف نجار کے ساتھ ہوا تھا لیکن یوسف نجار، ان کے ساتھ ہمبستر نہیں ہوا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف امر ربی سے ہوا ہے۔ حوالہ کتاب یہ پیش کرتا ہے نورافرامتوسط قرآن شریف درحالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۵ "جب ان کی عمر بارہ برس ہوئی تو حضرت ذکریا علیہ السلام نے ان کی منگنی یوسف نجار کے ساتھ کردی اور وہ اپنے ہونے والے شوہر کے ساتھ ناصرہ چلی گئی۔ منگنی کے وقت یہ شرط لگادی گئی تھی۔ کہ جب تک عقد میں عبادت گاہ کے پجاریوں سے اجازت نہ ملے میاں بیوی ہمبستر نہ ہوں۔ اور پھر جبرئیل امین کے پھونک مارنے کا واقعہ بیان کیا ہے" اس کے برعکس عمرو کہتا ہے کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان عبارتوں سے بھی انکار کیا اور کہا کہ ایسے لغو اور فضول باتوں سے اجتناب کرنا چاہیے تو اب استفسار یہ ہے کہ عمرو کا قول صحیح ہے یا زید کا؟ اور مندرجہ بالا کتاب کا کوئی مؤید اور کتاب ہے یا نہیں؟ صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کریں۔

المستفتی: محمد ناصر علی خان چترال بازار ملاکنڈ

الجواب: قرآن کریم میں کئی مقامات پر مذکور ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کسی نے جائز یا ناجائز جماع نہیں کیا ہے اللہ تعالیٰ حکایت کے طور سے فرماتے ہیں "لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا قال کذالک". الایۃ۔ ﴿۲﴾ اور یوسف نجار کے ساتھ خطبہ کا ثبوت نہ قرآن میں ہے اور نہ احادیث وآثار میں اور اسرائیلیات سے ہمارے اجماعی عقیدہ کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔ (اور یوسف نجار کے ساتھ نکاح کا ثبوت بھی یہی

﴿۱﴾ قال العلامہ الوسی و فی روایۃ انھا تعرضت لہ فی الطریق فقالت ما قالت فعرفھا فتزوجھا فوجدھا بکراً و کان زوجھا عنینا. و شاع عند القصاص انھا عادت شابۃ بکراً اکراما لہ علیہ السلام بعد ما کانت ثیبا غیر شابۃ وھذا مما لا اصل لہ و خبر تزوجھا ایضا لا یعول علیہ عند المحدثین.
(تفسیر روح المعانی ص ۷ جلد ۸ سورۃ یوسف آیت ۵۳)

﴿۲﴾ (پارہ: ۱۶ سورۃ مریم رکوع: ۵ آیت: ۲۰)

حکم رکھتا ہے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہنا جیسا کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے صرح بہ محمد علی لاہوری فی تفسیرہ بیان القرآن ص ۳۱۳ تو یہ بالکل کفر صریح ہے۔ کیونکہ قرآن کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ آیات سے انکار ہے اور یہ نصاریٰ کا بھی عقیدہ ہے۔ کما ھو مسطور فی اول بعض الانا جیل المرسومة المدونة بعد رفع عیسیٰ علیه السلام . فقط

داؤد علیہ السلام کا قصہ محبت اسرائیلی قصہ ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفسرین قرآن دریں مسئلہ کہ پارہ: ۲۳ سورۃ صٓ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق جو جلالین میں بمحبته تلک المرأة کے الفاظ سے ذکر ہے۔ اور ابن کثیر نے سکوت بہتر قرار دیا ہے نیز اسرائیلی روایات کی طرف ترجیح دی ہے اور روح البیان کے حوالے کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے ذکر کرنے والوں کیلئے حد مقرر کی تھی اس واقعہ میں کہاں تک صداقت موجود ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کوئی روایت منقول ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازا جائے۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد یوسف جان مٹہ مغل خیل پشاور ۱۹۶۹ء/۲/۱۳

الجواب: جلالین شریف میں موجود جو قصہ داؤد علیہ السلام کے محبت کے متعلق روایت کیا گیا ہے اس کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔" قد ذكر المفسرون ههنا قصة اكثر ها مأ خوذة من الاسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم حديث يجب اتباعه . "﴿۱﴾ لہذا یہ قصہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ نیز حافظ ابو محمد بن حزم نے اس قصہ کی تردید کی ہے تردید اس کی کتاب الفصل میں مذکور ہے لیکن باوجود اس کے اسکا ناقل قابل تعزیر اور لائق حد نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جو منسوب ہے کہ میں اس کے ناقل کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا۔ تو یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ اور علی تقدیر الثبوت اس کی اجتہاد پر محمول ہے جس کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ (فی مثل ھذا المقام) قال العلا مه الآلوسی فی تفسیره ص ۱۸۵ جلد ۲۳ قال علی رضی الله عنه علی مافی بعض الکتب من حدث بحدیث داؤد علیه السلام علی مایرو یه القصاص جلد ته مأة و ستین و ذلک حد الفرية على الانبياء عليهم السلام وهذا اجتهاد منه كرم الله وجهه الاان الزين العراقى ذكر ان الخبر نفسه لم يصح عن الامير

﴿۱﴾ (پ: ۲۳ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ سورۃ ص ص: ۴۱ آیت: ۲۱، ۲۲)

کرم اللہ تعالیٰ وجھہ ۔﴿۱﴾ پس اس آیت کی صحیح تفسیر وہ ہے جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر سے معلوم ہے۔اخرج ھذا الاثر الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد واقربہ الذھبی فی التلخیص۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض امور مثلاً حسن انتظام اور ہر وقت عبادت میں شغل کی وجہ سے ایک نوع اعجاب سے عتاب کے طور پر یہ واقعہ پیش آیا۔(ملاحظہ ہو فوائد عثمانیہ علی تفسیر عثمانی)(روح المعانی ص۱۸۵ جلد۲۳)۔﴿۲﴾ فقط

انبیاء قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم ہیں

سوال: اگر ایک شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام نے قبل از نبوت قصداً کبائر کا ارتکاب کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے نبوت سے پہلے قصداً جنت میں گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور استدلال میں ربنا ظلمنا الخ الایۃ پیش کرتے ہیں کہ یا تو اللہ کو ظالم کہنا پڑیگا یا آدم علیہ السلام کو پس میں آدم علیہ السلام کو ظالم کہتا ہوں میں نے اسے کہا کہ یہاں ظلم بمعنی کمی ہے یعنی ہم نے اپنا مرتبہ کم کرلیا کمافی الکھف ولم تظلم منہ شیئا ۔لیکن وہ نہیں مانتے۔کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا اس کے پیچھے اقتداء صحیح ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی: زمزم کلاتھ ہاوس مین بازار منگورہ سوات.... ۲۶/شعبان ۱۳۹۵ھ

الجواب: علم الکلام اور شروح حدیث میں مسطور ہے۔کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ صادر نہیں ہوتے۔ نہ صغائر اور نہ کبائر نہ قبل النبوۃ اور نہ بعد النبوت۔﴿۳﴾ اور دلائل کی رو سے بھی یہی مسلک قوی ہے ۔ و ھذا الحکم عقلی کا التحقق للباری تعالیٰ و وجود المحدث . واما الاستدلال من لفظ الظلم ففیہ صحیح . لان الظلم وضع الشیٔ فی غیر محلہ و ھو عام للکفر

﴿۱﴾(تفسیر روح المعانی ص ۲۷۲ جلد ۱۳ سورۃ ص آیت : ۲۷، ۲۸)

﴿۲﴾ (التفصیل فی روح المعانی ص ۲۶۳ جلد ۱۳ تا ۲۷۲ جلد۱۳ سورۃ ص آیت : ۲۱ تا ۲۸)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری . والانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ..... منزھون ..... عن الصغائر والکبائر ای من جمیع المعاصی والکفر ..... والقبائح و فی نسختہ والفواحش ..... وقد کانت منھم ای من بعض الانبیاء قبل ظھور مراتب النبوۃ او بعد مناقب الرسالۃ زلات ای تقصیرات و خطیئات ..... کما وقع لآدم علیہ السلام فی اکلہ من الشجرۃ علی وجہ النسیان او ترک العزیمۃ و اختیار الرخصۃ ظنا منہ ان المراد با لشجرۃ المنھیۃ المشار الیھا بقولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ ھی الشخصیۃ لا الجنسیہ فاکل من الجنس لا من الشخص بناء علی الحکمۃ الالھیۃ لیظھر ضعف قدرۃ البشریۃ و قوۃ اقتضاء مغفرۃ الربوبیۃ .
(شرح فقہ الاکبر للقاری ص ۵۶، ۵۷ الانبیاء منزھون عن الصغائر والکبائر)

والكبيرة والصغيرة و ترک الاولى والزلة فيحمل على الاخرين لئلا يقادم العقل ۔لہٰذا ایسا شخص ظالم ہوگا نہ کہ کافر۔ لو جود الاختلاف ۔البتہ لائق اقتدا نہیں ہے۔ وھو الموفق

اصحاب کہف اور حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق مختلف سوالات

سوال: (۱) اصحاب کہف زندہ ہیں یا نہیں؟ (۲)..... خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ اور پیغمبر ہیں یا نہیں؟ (۳) خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو مارا تھا آیا اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل لڑکے یا لڑکی کی صورت میں دیا تھا یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حکیم محمد کمال شیوہ صوابی..... ۱۹۷۵ء/۸/۲۶

الجواب: (۱) اصحاب کہف کا حدیث سے وفات معلوم ہوتا ہے۔ ﴿۱﴾ (۲) حضرت خضر علیہ السلام جمہور کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور عند التحقیق پیغمبر۔ ﴿۲﴾ فليراجع الى القرطبى و يو ثره حديث الدجال لان الرجل الذى يقتله الدجال ثم يحييه هو الخضر كما روى عن السلف فليراجع الى هامش الكوكب الدرى . (۳) مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نعم البدل دیا تھا لیکن یہ کوئی منصوصی حکم نہیں ہے۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الحافظ عماد الدين ابن كثير : وعادوا الى مضاجعهم و توفاهم الله عزوجل . فالله اعلم . قال قتاده غزا ابن عباس مع حبيب بن مسلمه فمروا بكهف فى بلاد الروم فرآ وا فيه عظاما فقال قائل : هذه عظام اهل الكهف فقال ابن عباس لقد بليت عظامهم من اكثر من ثلثمائة سنة ورواه ابن جرير.
(تفسير ابن كثير ص ۱۰۲ جلد ۳ سورة الكهف آيت : ۲۱)

﴿۲﴾ قال المفتى الاعظم مفتى محمدفريد واختلف فى نبوته قال الثعلبى وابن الجوزى انه نبى وهوالراجح المتبادر من قوله تعالىٰ آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما ومن قوله تعالىٰ وما فعلته من امرى ومن اقدامه على قتل نفس ذكية .وقيل انه ولى ويرد عليهم ان القتل محرم قطعى لا يجوز الاقدام عليه لامر ظنى وهو الهام الولى اللهم الا ان يقال ان نبياً من الانبياء قال له ان الهامك يكون حقا من الله تعالىٰ واختلف فى حياته قال بعض المحققين بوفاته لحديث ارء يتكم ليلتكم هذه فان رأس مائة سنة لايبقىٰ من هو اليوم على الارض احد وقال الجمهور بحياته وهو الراجح لما ورد ان الرجل الذى يقتله الدجال ثم يحييه وهو المروى عن معمروعن ابراهيم بن سفيان راوى كتاب مسلم ولاثر عمر بن عبد العزيز الخ
(هداية القارى شرح صحيح البخارى ص۱۷۷ جلد۱ باب ما ذكر فى ذهاب موسىٰ فى البحر)

﴿۳﴾ قال العلامه آلوسى اى بان يرزقها بدله ولداً خيراً منه.
(روح المعانى ص۱۲ جلد۱۶ سورة الكهف آيت: ۸۱)

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہے یا ولی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علیہ السلام پیغمبر ہے یا ولی شرعاً کیا حکم ہے؟بینوا وتوجروا

المستفتی: عبدالرحمٰن متعلم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۳ء/۱۱/۸

الجواب: یہ مختلف فیہ اور غیر منصوصی مسئلہ ہے راجح یہ ہے کہ پیغمبر ہے۔ لقوله تعالیٰ وعلمناه من لدنا علماً ﴿۱﴾ ولقوله تعالیٰ وما فعلت عن امری ﴿۲﴾ ولان الاقدام بالقتل المحرم لایسوغ بالالهام الظنی . والله اعلم

حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا نکاح اور حضورﷺ کے بال مبارک

سوال: (۱) حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح کس نے پڑھایا اور حضرت حوا علیہا السلام کا مہر کتنا تھا؟

(۲) نبی کریمﷺ نے بال منڈوائے ہیں یا رکھے ہیں۔اور بال رکھنے کے کتنے طریقے ہیں؟

المستفتی: قاری بشیر احمد علوی......۱۹۷۵ء/۹/۹

الجواب: (۱) مفسرین نے ان امور کے متعلق کچھ لکھا ہے جو کہ اسرائیلیات اور غرائب پر مبنی ہیں معتمد فتاویٰ میں ان کے متعلق تذکرہ نہیں ہے۔

(۲) پیغمبرﷺ نے تین قسم کے بال رکھے ہیں وفرہ ، جمہ ، لمہ۔اور شمائل وغیرہ کے روایات سے الی نصف الاذنین بھی ثابت ہے۔ممکن ہے۔کہ اس سے وفرہ مراد ہو یعنی تسریح سے قبل بادی النظر میں الی نصف الاذنین نظر آتے ہوں۔اور کنگھی کے استعمال کے بعد وفرہ یعنی کانوں کے نرمی تک ہوں۔﴿۳﴾ اور

﴿۱﴾ (پارہ : ۱۵ سورۃ الکھف رکوع : ۲۱ آیت : ۶۵)

﴿۲﴾ (پارہ : ۱۶ سورۃ الکھف رکوع : ۱ آیت : ۸۲)

﴿۳﴾ عن انس بن مالک قال کان شعر رسول اللهﷺ الی نصف اذنیه ، وعن عائشة رضی الله عنها کان له شعر فوق الجمه و دون الوفره ، وعن البراء بن عاذب و کانت جمته تضرب شحمة اذنیه ، وعن انس ان شعر رسول اللهﷺ کان الی انصاف اذنیه ، وعن ام هانیٔ بنت ابی طالب قالت قدم رسول اللهﷺ عینا مکه قدمة وله اربع غدائر و ایضاً عنهاذ اضفائر اربع .

(شمائل ترمذی ص ۳،۴ جلد ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللهﷺ)

حج کے موقع پر پیغمبر ﷺ نے سر منڈوایا ہے۔ ﴿۱﴾ لہٰذا احرام سے نکلنے کے وقت منڈوانا بہتر ہوگا۔ اور باقی اوقات میں رکھنا بہتر ہوگا۔ وهو ما اختار القاری الحافظ . وهوالموفق

موسیٰ علیہ السلام کی رد دعا اور ولی اللہ کی قبول دعا کا قصہ اسرائیلیات سے ہے

سوال: ایک قصہ مشہور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک عورت کے حق میں اولاد ہونے کی دعا کی تھی لیکن وہ رد ہوئی پھر ایک عام ولی اللہ نے دعا کی اور وہ قبول ہوئی؟ اس قصہ کی حقیقت کیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: تاج محمد نشاط ملز چارسدہ پشاور

الجواب: ایسے قصص کو اسرائیلیات کہا جاتا ہے اس کو کوئی مانے یا نہ مانے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اسرائیلیات جو وحی، عقل سے متصادم ہوں تو انکو نہ مانا جائے گا۔ اور اس قصہ میں یہ امر کہ پیغمبر کی دعا قبول نہ ہوئی اور امتی کی قبول ہوئی، کوئی استبعاد نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اور پیغمبر کو کسی کلام کا بلادلیل نسبت کرنا بہت خطرناک امر ہے۔ وهوالموفق

احادیث میں ثبوت امام مہدی ورفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء

سوال: (۱) وجود امام مہدی صحت دارد یا نہ دلیل آں چیست؟

(۲) عیسیٰ علیہ السلام بہ آسمان بلند شد تدیا نہ۔ زندہ است یا مردہ؟

المستفتی: محمد ولی ترکستانی افغانستان......۱۹۸۵ء/۱۰/۱۳

الجواب: ایں مسائل تفصیل طلب اند۔ وتفصیل کردن را نہ ہمت داریم نہ فرصت البتہ بوجہ اجمال گفتہ مے شود کہ از ذخیرہ احادیث ثبوت امام مہدی مے شود ﴿۲﴾ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام برآسمان زندہ است۔ ﴿۳﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ عن انس بن مالک قال لما رمیٰ رسول اللہ ﷺ الجمرة نحر نسكه ثم ناول الحالق شقه الايمن فحلقه فا عطاه ابا طلحة ثم ناوله شقه الايسر فحلقه فقال اقسمه بين الناس .
(ترمذی ص ۱۱۱ جلد ۱ باب ماجاء بای جانب الراس یبدأ في الحلق)

﴿۲﴾ عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللہ ﷺ يقول المهدى من عترتى من اولاد فاطمة رواه ابوداؤد ، وعن ابي سعيد الخدرى قال قال رسول اللہ ﷺ المهدى منى اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطاً وعدلاً...... رواه ابو داؤد . (مشكواة المصابيح ص ۴۷۰ جلد ۲ باب اشراط الساعة)

﴿۳﴾ والتفصيل فى رسالة التصريح بما تواتر فى نزول المسيح للعلامه انور شاه الكشميرى)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بلا والد پیدا ہونا

سوال: مندرجہ ذیل سوالات کا جواب مستند حوالوں سے دیا جائے۔ طبری، ابن کثیر، غزالی، وارث شاہ وغیرہ کے قول کو نہیں لیا جائے گا کیونکہ الاسناد من الدین ۔

(۱) کیا کبھی مریم صدیقہ نے بیان فرمایا ہے کہ ولدت عیسیٰ ولم اتزوج۔

(۲) کیا کبھی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے ولد تنی امی مریم الصدیقة ولم تتزوج ۔

(۳) کیا قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ کہ ولدت عیسیٰ ولم تتزوج۔

(۴) کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی فرمایا ہے کہ مریم صدیقہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر نکاح کے جنا تھا۔

(۵) یا یوں بیان فرمایا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت میں باپ کا دخل نہیں۔ ان کی ولادت بلا والد ہوئی تھی۔

(۶) کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو اس لفظ کو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں استعمال فرمایا ہے۔ اور آپ نے اسے سنکر پسند فرمایا ہے۔ یا یہ کہ خاموشی فرمائی۔

(۷) اگر ان سب صورتوں کا جواب منفی ہے اور یقیناً منفی ہے۔ تو پھر یہ بتایا جائے کہ مسلمانوں میں یہ لفظ کب سے رائج ہوا۔

(۸) اگر کسی سلفی تفسیر سے ثبوت پیش کیا جائے تو اچھا رہے گا۔

(۹) بے نکاحی عورت کا حمل اسلامی نقطہ نگاہ سے اسلامی حمل ہوتا ہے یا غیر اسلامی؟

(۱۰) اگر بے پدری خیال بنیادی اور اعتقادی ہے۔ اور ایمانیات میں داخل ہے تو پھر اس کا ثبوت اہل فن کے نزدیک متواترات صریحہ سے لازم ہے۔ مگر احاد سے بھی قبول کر لیا جائے گا۔ بشرطیکہ اسانید کے لحاظ سے صحیح ہو۔ اور مطلب کے اعتبار سے صریح اور منصوص ہو۔ کیونکہ نظام الٰہی اس معاملہ میں اور طرح کا ہے۔ اور مشاہدہ بھی ہے۔ اور کلام الٰہی میں بھی اصل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ ۔ (حجرات) و بث منھما رجا لاً کثیرا ونساء (نساء) لا تضار والدة بولدھا ولا مولو دله بولده (البقرة) میاں بیوی دونوں کے ولد ہوتا ہے احد الزوجین سے نہیں۔ ابن کثیر میں جو موجود ہے و کانت النفحة التی نفخھا فی جیب درعھا فنزلت حتیٰ ولجت فرجھا بمنزلة نکاح الاب الام ۔ ابن کثیر ۔ لیکن میں اس قول کو نہیں مانتا۔ کیونکہ یہ کلام شوہر کا ہے فرشتہ کا نہیں۔

فرشتہ غیر جنس کو بلا نکاح باپ ٹھہرانا کیا خوب ہے؟ پس صحیح سند سے کوئی دلیل ذکر کیا جائے تا کہ میرے اشکالات رفع ہو جائیں؟

المستفتی: حافظ مومن صدر جنگ سرگودھا.....۱۹۷۳ء/۷/۱۴

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نفی باپ ﴿۱﴾ ہونے کیلئے یہ آیت کافی ہے. ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا .الایۃ اس میں حلال وحرام دونوں قسم جماع کی نفی مقرر ہے۔ نیز اس آیت کے سیاق وسباق سے خارق العادۃ کے طور سے پیدا ہونا بھی ظاہر ہے۔ فافھم و تدبر۔ وھو الموفق

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور نبوت راجح اور ملاقات ممکن وواقع ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱).....خضر علیہ السلام پیغمبر ہے یا ولی۔ (۲) زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔ (۳).....اس سے ملاقات ہو سکتی ہے یا نہیں۔ (۴).....اگر ملاقات ہو سکتی ہے تو ہمیں کیسے ملیں گے؟

المستفتی: مولانا فضل معبود فاضل حقانیہ ہنڈ ایجنسی.....۷/رجب ۱۴۰۴ھ

الجواب: (۱) یہ حکم مختلف فیہ ہے راجح نبوت معلوم ہوتی ہے۔ (۲).....یہ حکم بھی مختلف فیہ ہے راجح حیات معلوم ہوتی ہے۔ (۳).....زندہ آدمی سے ملاقات ہو سکتی ہے۔ (۴).....ماالمسئول عنه با علم من السائل . وھو الموفق

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات مختلف فیہ ہے

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا نہ؟ اور عام طور پر لوگ اسے زندہ سمجھتے ہیں لیکن بعض لوگ اس کے وفات کے قائل ہیں مدلل جواب سے نوازیں؟

المستفتی: حاجی محمد شاہ بندر ضلع ٹھٹھ سندھ.....۱۹۸۸ء/۱/۱۰

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم ط خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون .الایۃ (پارہ: ۳ سورۃ ال عمران رکوع: ۱۴ آیت: ۵۹)

الجواب :حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت مختلف فیہ ہے امام ثعلبی اور ابن الجوزی اس کے نبوت کے قائل ہیں اور قرآن پاک سے (وعلمناه من لدنا علما ، وما فعلته عن امری) سے یہی متبادر ہے اور آپ کی حیات بھی مختلف فیہ ہے لیکن دجال کے مقتول کے متعلق معمر فرماتے ہیں کہ یہ خضر علیہ السلام ہونگے۔ وهو الموفق

مکہ معظّمہ کا زمین کے وسط میں ہونا اور آدم علیہ السلام کے بدن کی مٹی تمام روئے زمین سے لی گئی ہے

سوال:(۱) یہ کہاں سے ثابت ہے کہ مکہ معظّمہ زمین کے بالکل وسط میں ہے۔
(۲) اور کیا آدم علیہ السلام کی پیدائش کی مٹی تمام روئے زمین سے لی گئی تھی۔ تفصیلی جواب سے نوازیں۔

المستفتی :سعد الرشید زیارت کا کا صاحب نوشہرہ

الجواب: (۱) واضح رہے کہ مکہ معظّمہ کا وسط زمین میں ہونا کوئی منصوصی امر نہیں ہیں بلکہ یہ ایک جغرافیائی حقیقت ہے۔ نیز جب زمین (مع السماء) ایک کروی جسم ہے تو اس میں سے ہر نقطہ پر وسط ہونا صادق ہوگا۔ خصوصاً وہ مقام جو کہ تمام زمین کیلئے بمنزلہ تخم ہے۔ اور جہات اربعہ میں زمین اس سے پھیلائی گئی ہے فهی کعجب الذنب او کـا لسـرة ۔(۲) حضرت آدم علیہ السلام کا بدن مبارک تمام روئے زمین سے حاصل شدہ مٹی سے بنایا گیا ہے۔ یعنی آب وخاک کے مختلف اقسام سے ان کا بدن تیار کیا گیا ہے (الـحـديـث اخـرجـه احـمـد و ابـو داؤد والترمذی و صححه . وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه والحاكم و صححه. والبيهقی عن ابی موسیٰ الاشعری . قلت والحكمة تقضی ذلک لان ولده ليسكنون فی كل البلاد و يسيحون فی كل موضع فلا بد من الموافقة بكل البلاد . وهو الموفق

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحیثیت امتی آنا اور آپ کو وحی ہونا

سوال :حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریںگے۔ جو شریعت محمدی ﷺ کی پیروی کرینگے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی زبان تو سریانی یا عبرانی ہے۔ تو قرآن مجید جو عربی ہے۔ اس کو پڑھ سکے گا یا نہیں اگر پڑھے گا تو بواسطہ فرشتہ یا بغیر واسطہ فرشتہ۔ اگر بواسطہ فرشتہ! تو کیا یہ وحی کی ایک شکل نہیں، جو بعد از محمد ﷺ بند ہے؟

المستفتی :شفیق الرحمن حقانی ادینہ صوابی ۱۹۷۵ء/۱۱/۱۰

الجواب: نبوت کسی سے واپس نہیں لی جاسکتی ہے۔لھذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً نبی ہونگے۔ البتہ تابع شریعت محمدی ﷺ ہونگے کما صرحوا به و یشیر الیه حدیث لو کان موسیٰ حیاوادرک نبوتی لاتبعنی . ﴿۱﴾ لعدم ارادۃ تخصیص موسیٰ علیه السلام . اورزبان عربی کے نہ جاننے پرکوئی دلیل قائم نہیں۔نیز مقطوع وہ وحی ہے جوشریعت کے متعلق ہو بدلیل حدیث الترمذی فیما هو کذلک اذا اوحی الله الی عیسیٰ علیه السلام انی قد ر خرجت عباد الی لا یدان لا حد بقتا لهم فحرز عبادی الی الطور و یبعث الله یأجوج و مأجوج . ﴿۲﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۲ جلد ۱ باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الثالث)

﴿۲﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۴۷۳ جلد ۲ باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال الفصل الاول)



قال اللہ تعالی

محمد رسول اللہ ط والذين معه اشدآء على الكفار رحمآء بينهم ۔




باب
ما یتعلق
با لصحابة
(رضی اللّٰہ عنہم)

باب ما یتعلق بالصحابة (رضی اللّٰہ عنہم)

یزید کے بارے میں کیا رائے رکھنا چاہیئے؟

سوال: یزید کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ کیا وہ فاسق ہے یا خلیفہ برحق۔ بعض حضرات اس کے متعلق صفائیاں پیش کرتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی: عباس احمد راولپنڈی ۱۹۸۶ء/۴/۱۳

الجواب: یزید کے متعلق دیگر متہمین کی طرح نہ وحی موجود ہے۔ اور نہ ہمارا مشاہدہ۔ البتہ شہرت عامہ اور تاریخی روایات کی رو سے وہ بدنام ہے۔ ﴿۱﴾ بدایۃ والنھایہ وغیرہ میں اس کے کچھ احوال مسطور ہیں۔ وھو الموفق

شیعوں سے نکاح اور ذبیحہ کی تحقیق اور امھات المؤمنین اہل بیت میں داخل ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) شیعوں کا ذبیحہ حرام ہے یا حلال (۲) شیعوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (۳) ازواج النبی ﷺ اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں۔ بینو اوتوجروا

المستفتی: قاری عبدالحمید...... مورخہ: ۱۹۷۷ء/۹/۲

الجواب: واضح رہے کہ جو شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الٰہ یا رسول ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور سب شیخین (گالی) کرنے والے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قاذف ہیں تو وہ کافر ہیں۔ نہ ان کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور جو شیعہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر قائل ہیں۔ تو ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور نکاح میں کفاءت کا حکم جاری کیا جائیگا۔ فی الخلاصة ص ۵۵۶ جلد ۲

﴿۱﴾ قال العلامة ملا علی قاری وبعضھم اطلق اللعن علیه ای علی یزید لما انه کفر حین امر بقتل الحسین رضی الله عنه انتھی ولا یخفیٰ ما فی نقله حیث ابھم فی قائله ثم تعلیله یحتاج الیٰ اثبات امره بقتل الحسین رضی الله عنه اولاً ثم ترتب کفره علیه ثانیا وکلاھما ممنوع .فقد قال حجة الاسلام فی الاحیاء فان قیل ھل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین او امرا به ؟قلنا ھذا مما لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال انه قتله او امر به فضلا عن لعنه .(شرح فقه الاکبر للقاری ص ۷۲ الکبیرة لا تخرج المؤمن عن الایمان)

الـرافـضـی ان کـان یسب الشیخین و یلعنھما فھو کافر و ان کان یفضل علیا علی ابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما لا یکون کافراً . و فی ردالمختار (ص ۳۳۹جلد ۳) بخلاف من ادعی ان عـلیا الہ و ان جبریل غلط لان ذلک لیس عن شبھۃقال و کذا یکفر قاذف عائشۃ الخ ۔اور ازواج مطہرات اہل بیت میں یقینی طور سے داخل ہیں لانہ مقتضی اللغۃ و العرف و کذا نزل قولہ تعالیٰ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الایۃ فی حقھن . ﴿۱﴾وھو الموفق

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اہل سنت والجماعت کا نظریہ توقف میں تفصیل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ جمہور متقدمین کا نقطہ نظر درست ہے کہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں توقف کرنا چاہیے ۔کہ دونوں برحق ہیں ۔بکر کہتا ہے کہ نہیں جمہور متاخرین کا نظریہ درست ہے۔کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق تھے ۔اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی ۔اور عمرو کا کہنا ہے۔کہ جمہور متاخرین کا نظریہ نہ صرف درست ہے ۔ بلکہ جو اس نظریہ کو نہ مانے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو مجتہد مخطی تسلیم نہ کریں ۔وہ دائرہ اہل سنت سے خارج ہیں ۔زید کہتا ہے۔کہ عمرو کا یہ کہنا زیادتی ہے ۔کیونکہ جمہور متقدمین کے نقطہ نظر کا جو شخص مؤید ہو وہ دائرہ اہلسنت سے کیسے خارج ہوسکتا ہے بلکہ محتاط ترین مسلک وہی ہے ۔جوکہ مولانا ظفر احمد الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ’’ ھو و اللہ الـورع و الاحتیاط ‘‘ پھر چند سطروں کے بعد لکھتا ہے ’فـان کان لارجائہ امر الصحابۃ الذین تقاتلوا فیما بینھم الی اللہ و توقفہ عـن تـصـویب احدی الطا ئفین فھو من اھل السنۃ ومن حزب الورعین حتماً .(مقدمہ اعلاء السنن ص ۱۴۲)اور علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ’وذھـب سـعـد بـن ابـی وقـاص و عبداللہ بن عمر و جمھور الصحابۃ الی الوقوف فی علی واھل الجمل و اھل الصفین و بہ یقول جمھور اھل سنۃ.

﴿۱﴾قال الـعـلامـہ الـوسـی وأل فـی الـبیت للعھد وقیل عوض عن المضاف الیہ ای بیت النبی ﷺ و الظاھر ان الـمـراد بـہ بیـت الطین والخشب لا بیت القرابۃ و النسب .... وحینئذ فالمراد باھلہ نساء ہ ﷺ المطھرات للـقـرائـن الـدالۃ علی ذلک من الآیات السابقۃ واللاحقۃ مع انہ علیہ الصلاۃ و السلام لیس لہ بیت یسکنہ سویٰ سـکنا ھن وروی ذلک غیر واحد ،اخرج ابن ابی حاتم و ابن عساکر من طریق عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنھـمـا نـزلـت انـمـا یرید اللہ الخ فی نساء النبی ﷺ خاصۃ .... وقال عکرمۃ من شاء باھلتہ انھا نزلت فی ازواج النبی ﷺ الخ. (تفسیر روح المعانی ص ۱۹ جلد ۲۲ سورۃ الاحزاب رکوع: ۱ آیت: ۳۳)

(الملل و النحل ص ۱۵۳ جلد ۴) تواب زید، عمر، بکر، میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: وقار احمد صدیقی جامعہ مدینۃ العلوم ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸ ......۱۹۸۵ء/۳/۲۱

الجواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ اور ہر مجتہد کو کبھی حق تک رسائی ہو جاتی ہے اور کبھی غلط ہو جاتا ہے۔ البتہ مجتہدین کی غلطیاں پکڑنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ یہ وحی سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ اور یا قیامت کے دن معلوم ہونگی۔ زید اور بکر کے کلام کا مآل واحد ہے ﴿۱﴾ اور عمرو غلطی پر ہے۔ وھو الموفق

نوٹ: لو کانت الفئة الباغية فئة معاوية لا ا لفئةالثالثة لكان لكلام عمر و وجه . فا فهم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیر خدا کہنا

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیر خدا کہنا کیسا ہے۔ ہم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا ہے۔ کہ غزوہ بدر کے موقع پر جب انہوں نے بہادری کا مظاہرہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسد اللہ اور اسد الرسول کے القابات سے نوازا تھا۔ اس کے متعلق شرعی حکم واضح فرمائیں؟

المستفتی: میاں صدیق مغل دہلی کالونی کراچی نمبر ۲ ......۱۹۸۶ء/۴/۱۶

الجواب: القابات کی شرعیت ثبوت شرعی پر موقوف نہیں ہے۔ ان کی مشروعیت کیلئے عدم تصادم بالشرع بھی کافی ہے۔ و ھو الموفق

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غلط نسبت اور یزید پر لعنت کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ہمیں اس سوال کا جواب چاہیے مہربانی ہوگی۔ (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کون تھا۔ اور اس کو غلط نسبت کرنے کا کیا حکم ہے؟ (۲) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نا جائز ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

﴿۱﴾ قال ابن البزاز الكردري ولا يجوز اللعن على معاويه لا نه خال المومنين و كا تب الوحي وذوالسابقة والفتوح الكثيرة وعامل الفاروق وذي النورين لكنه اخطأ في اجتهاده فيتجاوز الله عنه ببر كة صحبة سيد نا عليه الصلوة والسلام ويكف اللسان عنه تعظيما لمتبوعة وصاحبه عليه السلام .

فتاویٰ بزازيه على هامش الهنديه ص ۳۴۳ ج ۶ الباب الثانی فيما يكون كفرامن المسلم ومالايكون)

المستفتی :فروش الدین لنڈ یکوتل......۱۹۷۰ء۲۶/۴/

الجواب : وعلیکم السلام و رحمة الله و بر کاته ! (۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہے۔اور پیغمبر علیہ السلام کے بی بی کا بھائی ہے۔اس کو برا کہنا اوراس کا سب (گالی) کرنا فسق اور فجور ہے۔﴿۱﴾ (۲) اکثر اور محتاط علماء کا یہ فیصلہ ہے۔کہ یزید پر لعنت نہیں کی جائیگی۔﴿۲﴾

یزید پر لعن طعن کرنا امور ضروریہ سے نہیں

سوال : ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب نے تقریر میں فرمایا ہے۔کہ آپ لوگ یزید ابن معاویہ پر لعن طعن کرنے میں اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اسکو بخش دے۔آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کے راستے کو مشعل راہ بنائیں۔تو کیا مولوی صاحب نے یہ باتیں ٹھیک فرمائی ہیں یا غلط؟ اپنی رائے سے نوازیں۔

المستفتی :محمود الحسن غلہ منڈی گجرخان......۱۹۷۰ء

الجواب :چونکہ یزید پر لعن طعن کرنا دین میں کوئی ضروری امر نہیں ہے ﴿۳﴾ لھذا اس میں مشغول ہونے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے اور نا اہل کے ساتھ مقابلہ ترک کرنے میں بہت فوائد ہیں لھذا مولوی صاحب کا بیان غلط نہیں ہے۔قال رسول الله ﷺ من حسن اسلام المرء تر که ما لا یعنیه .﴿۴﴾ (رواه مالک والترمذی)

﴿۱﴾ قال ابن البزاز الکردری ولا یجوز اللعن علی معاویة لا نه خال المومنین و کا تب الوحی و ذو السابقة والفتوح الکثیر ة وعامل الفاروق وذی النورین لکنه اخطأ فی اجتهاده فیتجاوز الله عنه ببر کة صحبة سید نا علیه الصلاة والسلا م ویکف اللسان عنه تعظیما لمتبوعه وصاحبه علیه السلام .

(فتاویٰ بزازیه علی هامش الهندیه ص ۳۴۴ ج ۶ فصل الحادی عشر فیما یکون خطأ)

﴿۲﴾ قال الملا علی قاری وانما اختلفوا فی یزید بن معاویة حتیٰ ذکر فی الخلاصة وغیره انه لا ینبغی اللعن علیه ای ولا علی الحجاج .لا ن النبی ﷺ نهی عن لعن المصلین ومن کان من اهل القبلة الخ (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۲ الکبیرة لا تخرج المومن عن الایمان)

﴿۳﴾ قال الملا علی قاری وانما اختلفو فی یزید بن معاویه حتیٰ ذکر فی الخلاصة وغیره انه لا ینبغی اللعن علیه ای ولا علی الحجاج لا ن النبی ﷺ نهی عن لعن المصلین ومن کا ن من اهل القبلة......قال حجة الا سلام فی الاحیاء فان قیل هل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین او امر به ؟

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں ہے

سوال: ہمارے ہاں ایک نئے فتنے نے سر اٹھالیا ہے۔ کہ ایک شخص نے کتاب لکھی ہے۔ کہ یزید رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اور سارے علماء دیوبند کے غلط طریقے سے دستخط دکھائے۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی قرار دیا ہے۔ اب یہ اہل بدعت ہر سٹیج پر علماء دیوبند کو بدنام کرتے ہیں۔ کہ دیکھو دیوبندیوں کے دستخط موجود ہیں۔ اب بندہ نے علماء دیوبند کا نظریہ پیش کرنے کا عزم کرلیا ہے۔ کہ کتاب لکھوں اور علماء دیوبند کے آراء کو جمع کروں اور پھر سارے ملک میں مفت تقسیم کروں برائے مہربانی آپ صاحبان اس مسئلے میں اپنے رائے سے آگاہ کریں اور عنداللہ ثواب دارین حاصل کریں۔ میرا مقصود کوئی فتنہ نہیں بلکہ اصلاح مقصود ہے۔ شکریہ

المستفتی: محمد حسین خطیب جامع مسجد کبیر والا ملتان......۱۹۷۰ء

الجواب: یزید جمہور علماء کے نزدیک کافر نہیں ہے۔ لیکن بے شک اس کی نا اہلی اور ظلم بھی نا قابل انکار ہیں۔ تمام کتب فقہ اور کتب کلام میں یہ حکم مسطور ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

بائیں ہاتھ پر مہندی سے محمد فاروق نام لکھ کر استنجا کرنے سے لزوم بے حرمتی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک طالب علم نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر مہندی سے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) قلنا هذا مما لم یثبت اصلاً .فلا یجوز ان یقال انه قتله او امربه فضلا عن لعنه ولانه لا یجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق الخ(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۲ الکبیرة لا تخرج المومن عن الایمان)

﴿۴﴾ ترمذی ص ۵۵ ج ۲ باب ماجاء من تکلم با لکلمة لیضحک الناس ابواب الزهد)

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وبعضهم اطلق اللعن علیه ای علی یزید لما انه کفر حین امر بقتل الحسین رضی الله عنه انتهی .ولا یخفیٰ ما فی نقله حیث ابهم فی قائله ثم تعلیله یحتاج الیٰ اثبات..... امره بقتل الحسین رضی الله عنه اولا ثم ترتب کفره علیه ثانیا وکلا هما ممنوع .فقد قال حجة الاسلام فی الاحیاء فان قیل هل یجوز لعن یزید لکونه قاتل الحسین رضی الله عنه او امربه قلنا هذا مما لم یثبت اصلاً فلا یجوز ان یقال انه قتله او امر به فضلا عن لعنه ولانه لا یجوز نسبة مسلم الیٰ کبیرة من غیر تحقیق..... ولان الامر بقتل الحسین رضی الله عنه لا یوجب الکفر فان قتل غیر الانبیاء علیهم السلام کبیر ةعند اهل السنة والجماعة الاان یکون مستحلا وهو غیر مختص با لحسین ونحوه..... واماما تفوه به بعض الجهلة من ان الحسین کان باغیا فباطل عند اهل السنة والجماعة ولعل هذا من هذیانات الخوارج عن الجادة.(شرح فقه الاکبر ص ۷۲ الکبیرة لا تخرج المؤمن عن الایمان)

اپنا نام محمد فاروق لکھا۔استاد نے اسے خفیف سزا دیکر نصیحت کی کہ اس سے نام کی بے حرمتی ہوتی ہے کیونکہ بائیں ہاتھ سے مٹی یا پانی کیساتھ استنجا کیا جاتا ہے۔اس پر لڑکے کے والد نے غصہ ہو کر کہا کہ یہ کوئی شرعی جرم نہیں۔سزا ناجائز ہے۔استاد نے ظلم کیا ہے۔تو واضح فرماویں کہ دریں صورت محمد ﷺ اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام کی توہین کرنا جرم ہے یا نہیں ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی :منظور الحق قریشی کوہالہ مری......۱۹۶۹ء/۱۱/۱۹

الجواب :بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر محمد فاروق لکھنا اگر چہ جائز ہے،لحدیث ابی داؤد کان النبی ﷺ یتختم فی یسارہ ﴿۱﴾.انتھی وثبت فی حدیث متفق علیہ نقش فیہ محمد رسول اللہ ﴿۲﴾ لیکن یہ بھی ثابت ہے۔کہ پیغمبر ﷺ خلا کے وقت اس کو دور فرماتے تھے۔رواہ ابو داؤد عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً ﴿۳﴾۔لہٰذا جب تک یہ مبارک نام ''محمد'' ہتھیلی پر باقی ہو۔تو اس پر استنجاء کرنا پانی وغیرہ سے ناجائز ہوگا اور اس پر ضروری ہوگا کہ اس نام کو علاج سے زائل اور محو کریں پس استاد بجانب حق ہے بشرطیکہ معاملہ صرف اتنا ہو۔فقط

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بعض سوالات اور حالات یزید

سوال:(۱) کیا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل قرآن وحدیث میں مذکور ہیں یا نہیں؟(۲) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کر کے بغاوت کی تھی جبکہ دوسرے مسلمانوں نے بیعت کی۔تو انکا درجہ کیا ہے؟(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں شہید ہوئے ہیں یا بغاوت کے جرم میں مارے گئے ہیں؟ (۴) یزید کے متعلق کوئی خاص پیش گوئی یا تعریف قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟(۵) شریعت اسلامیہ میں یزید کی کیا حیثیت ہے وہ خلیفہ راشد ہے یا صرف دنیاوی حکمران؟(۶) شہادت کے بعد خاندان سادات کو یزید کے دربار سے جو سالانہ وظیفہ ملتا رہا کیا یہ درست ہے؟(۷) واقعہ کربلا کی اصل حقیقت کیا ہے؟

﴿۱﴾ عن ابن عمر عن النبی ﷺ .(ابو داؤد ص ۲۲۹ جلد ۲ باب ما جاء فی التختم فی الیمین او الیسار)

﴿۲﴾ (مشکواۃ المصابیح ص ۳۷۷ جلد ۲ باب الخاتم الفصل الاول)

﴿۳﴾(ابو داؤد ص ۴ جلد ۱ باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ تعالی یدخل بہ الخلاء)

(۸) کیا مروان اور شمر بھی صحابی ہیں؟ (۹) آج کل جو گروہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف سرگرم ہے اسکی حقیقت کیا ہے؟ کیا انکی اقتداء میں نماز جائز ہے؟ (۱۰) کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی جائز ہے قرآن وحدیث کے رو سے وہ خارجی تو نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان الوری توحید نگر کراچی......۱۹۷۵ء/۳/۹

الجواب :(۱) قرآن وحدیث میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب مذکور ہیں۔قال اللہ تعالی لیذھب عنکم الرجس اھل البیت الایة﴿۱﴾و قال رسول اللہ ﷺ ھما ریحانی من الدنیا .الحدیث ﴿۲﴾ (۲) امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ یزید کیساتھ بیعت کی تھی اور نہ بغاوت کی تھی۔(۳) شہید ہوئے ہیں (۴) نہیں (۵) نالائق بادشاہ تھا۔البتہ موجودہ بادشاہوں سے بہتر تھا۔(۶) درست ہے۔(۷) تفصیل طلب ہے۔(۸) نہیں۔(۹) صحابہ کی توہین حرام ہے اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے ﴿۳﴾ (۱۰) عام صحابہ کے خلاف زبان درازی کے متعلق جو روایات آئی ہیں تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ہیں۔وھو الموفق

صحابہ کرام عادل ہیں

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ خطائیں سرزد ہوئی ہیں اور خدا تعالی نے ان کو معاف فرمایا ہے اوران کے خطاؤں کا تذکرہ درست نہیں جبکہ دوسرا قائل کہتا ہے۔کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں اواس پران کو سزا بھی ہوگی تو اس میں کونسا صحیح کہتا ہے۔بینو و اتو جروا

المستفتی: مولوی محمد صادق کوٹ کشمیر لکی مروت

﴿۱﴾(پارہ :۲۲ سورۃ الاحزاب آیت : ۳۳)

﴿۲﴾ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۹ جلد ۲ باب مناقب اھل البیت)

﴿۳﴾ قال ابن عابدین و سب احد من الصحابة و بغضه لا یکون کفرا لکن یضلل ..... و ترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق..... و قال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم و هم الصحابة و التابعون الخ . (ردالمحتار ص ۳۲۱ جلد ۳ مطلب مهم فی حکم سب الشیخین)

الجواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موضوع بنانے میں بے ادبی کا خطرہ ہے۔ لہٰذا ان کو موضوع بنانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ باقی رہا ان کے متعلق عقیدہ رکھنا تو تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر چہ معصوم نہیں ہیں لیکن عادل ضرور ہیں عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اول تو ان سے گناہ کا صدور نہ ہوتا تھا اور جب ہو جاتا تو بلا تاخیر توبہ کرتے تھے اور یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ خطاء فی الاجتهاد کا سرزد ہونا عدالت سے منافی نہیں ہے۔ والتفصیل فی کتب الکلام ﴿۱﴾. وهو الموفق

صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے علاوہ کسی اور کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا

ســوال : صحابہ کرام کے علاوہ کسی اور ولی یا امام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے۔ کیا اس میں کوئی گناہ ہے۔ یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالماجد طیب دواخانہ ٹیکسلا......۱۹۷۶ء/۳/۱۷

الجواب: رضی اللہ عنہ کا جملہ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کما فی الدر المختار علی هامش ردالمحتار ص ۲۵۹ جلد ۵ وکذا یجوز عکسه وهو الترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعد هم. وهو الموفق

یزید کے خلافت کی تحقیق

سوال: یزید کی خلافت کو جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے مانا ہے اس لئے اگر ان کے نام لکھ دیئے جائیں تو مہربانی ہوگی۔ نیز یزید کی حیثیت کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: رضی بخاری جناح سٹریٹ سرگودھا

﴿۱﴾ قال العلامه ملا علی قاری و لا نذکر احدا من اصحاب رسول الله ﷺ الا بخیر یعنی و ان صدر من بعضهم بعض ما هو فی الصورة شر فانه اما کان عن اجتهاد ولم یکن علی وجه فساد من اصرار و عناد بل کان رجوعهم عنه الی خیر میعاد بناء علی حسن الظن بهم و لقوله علیه الصلاة والسلام خیر القرون قرنی، ولقوله علیه الصلاة والسلام اذا ذکر اصحابی فامسکوا . و لذلک ذهب جمهور العلماء الی ان الصحابةرضی الله عنهم کلهم عدول قبل فتنة عثمان و علی وکذا بعد ها و لقوله علیه الصلاة ولسلام اصحابی کا لنجوم با یهم اقتدیتم اهتد یتم . رواه الدارمی وابن عدی و غیرهما الخ

(شرح فقه الاکبر ص ۷۱ قبیل الکبیرة لا تخرج المؤمن عن الایمان)

الجواب: کتب خانہ میں صرف بدایه و النهایه موجود ہے جس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا تسلیم کرنا نظر آتا ہے اور خلیفۃ الرسول کسی نے بھی نہیں مانا ہے اور یزید بن معاویہ ایک متغلب امیر تھے۔ اور اس کی خلافت علی منہاج النبوت نہ تھی. وھو الموفق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے پر حد جاری کرنے کے واقعہ کی حقیقت

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، !بعد از سلام یہ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اپنے لخت جگر یعنی بیٹے کو زنا کے جرم میں کوڑے کیوں مارے اور جب وہ تاب نہ لا سکتا تھا۔ تو کیوں ان کو ہلاک کیا۔ کیا یہ اس کا اپنا قانون تھا۔ یا اسلام میں ہے؟ تو میں نے جواب میں کہا ہے کہ زنا کے بدلے کوڑے مار کر تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوا لیکن وہ یہ نہیں مانتا ہے۔ پس اس واقعہ کی حقیقت کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: قاضی ارشد صاحب لندن ۲۶/۲/۱۹۷۳ء

الجواب: محترم المقام وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ یہ قصہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر باوجود موت کے حد جاری کیا موضوعی اور باطل ہے، بے شک ایک روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر حد شراب یعنی شراب پینے کا حد جاری کیا تھا اور اس کے بعد اتفاقاً وہ بیمار ہوا اور بیماری کی وجہ سے وفات ہوا۔ فی الفوائد المجموعة ص ۲۰۳ حدیث ان عمر اقام الحد علی ولد له یکنیٰ ابا شحمة بعد موته فی قصة طویلة موضوع وقدروی ان عبد الرحمن الاوسط من اولاد عمرو یکنی ابا شحمة کان تمار بالمقر فشرب نبیذاً فجاء الیٰ عمرو بن العاص وقال اقم علی الحد فامتنع فقال الی اخبر ابی اذا قرمت علیه فضیر به الحد فی داره فکتب الیه عمر بلومه فقال اذا فعلت به ما تفعل بالمسلمین فلما جزم علی عوض به فاتفق انه مرض فمات. وھوا لموفق

حق چار یار کا مطلب اور خلفاء راشدین

سوال: کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت راشدہ میں داخل ہیں یا نہیں۔ اگر داخل ہیں تو پھر حق چار یار کے نعرہ لگانے کا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ یہ تو پانچ ہوگئے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: شیر محمد تلہ گنگ ۱۰/۱۰/۱۹۷۸ء

الجواب: حق چار یار کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ دیگر ارباب حقوق سے ان کا حق چھین لیا جائے۔ پس اس سے اہل بیت کا خلافت راشدہ سے خارج ہونا مراد نہیں ہے۔ قال علامہ القاری فی شرح الفقہ الاکبر ص ۵۴ و خلافة الحسن ابنہ (علی رضی اللہ عنہ) ستة اشهر و اول ملوک المسلمین معاویة رضی الله عنه وهو افضلهم. ﴿۱﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے پر مرنے کے بعد حد شرب کی واقعہ کی مزید تحقیق

سوال: بعض لوگ حضرت ابوشحمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے شراب پی لی۔ اور پھر اس حالت میں زنا کا صدور بھی ہوا۔ عورت کے دعوی پر آپ اقبال جرم کر گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر بہتر درے لگائے۔ لیکن اتمام حد سے قبل ہی وفات ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے بعد بھی درے لگائے۔ تو کیا یہ واقعہ درست اور حقیقت ہے؟ حضرت شبلی نعمانی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو غلط قرار دیا ہے. بینوا وتوجروا

المستفتی: شفیق الرحمٰن مدرس و امام مسجد ماڑی خیل بھیر کنڈ...... ۸ر رمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: اس اثر میں متنا اضطراب ہونے کے وجہ سے ضعف پیدا ہوا ہے۔ اور کوڑوں سے مرنے والے واقعہ کو صاحب استیعاب نے غلط قرار دیا ہے۔ اور بعد الموت اقامت حدوروں کے واقعہ کو ابن الجوزی نے فوائد مجموعہ میں موضوع قرار دیا ہے. وهو الموفق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عقیدہ اہل سنت والجماعت

سوال: اہل سنت والجماعت کے بعض لوگ فرقہ باطلہ کے صحبت میں رہ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ لالچی شخص تھا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل رسول ﷺ سے لڑ کر خلافت لے لی۔ صحابہ کو شہید کیا۔ اور فریق ثانی کہتے ہیں۔ کہ ہم ان کو خطاء پر سمجھتے ہیں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

﴿۱﴾ (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۶۸ افضل الناس بعده علیه السلام الخلفاء الاربعه)

فریق ثالث کہتے ہیں کہ وہ اجلّہ صحابہ میں سے ہیں ۔ان کی توہین کرنا گمراہی ہے ۔ایک اور فریق چہارم کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اور خصوصاً ابوبکرصدیق، فاروق اعظم اور عثمان غنی (رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین) لالچی تھے ۔ کیونکہ خلافت کی لالچ میں حضور ﷺ کا جنازہ بھی مؤخر کیا گیا تھا۔ان چاروں فریقوں کے متعلق کیا حکم ہے۔ مدلل اور عام فہم جواب ارقام فرمائیے۔

المستفتی :غریب اللہ صاحب صوابی مردان ۱۹۸۵ء/۱۲/۱۰

الجواب :اللہ تعالیٰ نے سورۃ حدید میں صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ۔ایک وہ جو کہ قبل فتح مکہ مسلمان ہو چکے تھے ۔اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔دوسرے وہ جو کہ بعد میں مسلمان ہوئے ۔پھر فرمایا۔و کلاً وعدالله الحسنیٰ .﴿۱﴾ دونوں فریقوں سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا۔ اور فرماتے ہیں اولٰئک عنها مبعدون ۔﴿۲﴾ وہ جہنم سے دور کئے گئے ہیں۔ لا یسمعون حسیسها . ﴿۳﴾ اسکی بھنک تک نہ سنیں گےم۔ وهم فی ما اشتهت انفسهم خالدون .لا یحزنهم الفزع الاکبر . ﴿۴﴾ قیامت کی وہ سخت گھبراہٹ انہیں غمگین نہیں کریگی۔ وتتلقهم الملائکة . ﴿۵﴾ فرشتے ان کا استقبال کرینگے۔ هذا یومکم الذی کنتم توعدون ﴿۶﴾ کہ یہ ہی تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتلاتا ہے۔تو جو کسی صحابی پر لعن طعن کرے۔وہ اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اسلام کا کام نہیں ہے ۔اللہ عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا۔والله بما تعملون خبیر . اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو تم کرتے ہو۔باانھم میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ۔اس کے بعد جو کوئی بکے۔اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفأ للقاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔ ومن یکون یطعن فی معاویة فذالک کلب من کلاب الهاویة . جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ان فریقوں میں فریق ثالث کا قول سچا ہے ۔فریق اول ودوم جھوٹے ہیں ۔اور چوتھا

﴿۱﴾(پارہ : ۲۷ سورۃ الحدید آیت : ۱۰)
﴿۲﴾(پارہ:۱۷ سورۃ الانبیاء آیت : ۱۰۱)
﴿۳﴾(پارہ : ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت: ۱۰۲)
﴿۴﴾(پارہ:۱۷ سورۃ الانبیاء آیت : ۱۰۳)
﴿۵﴾ ایضاً
﴿۶﴾ ایضاً

فریق سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ اہم ہے۔ ﴿۱﴾ تمام انتظام دین ودنیا اس سے متعلق ہیں۔اور حضور اقدس ﷺ کا جنازہ انور اگر قیامت تک رہتا۔اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔انبیاء علیہم السلام کے اجسام بگڑتے نہیں۔سیدنا سلیمان علیہ السلام بعد از انتقال ایک سال کھڑے رہے۔سال بعد دفن ہوئے۔جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں تھا۔جہاں اب مزار ہے۔اس سے باہر لیجانا نہ تھا۔چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کرام کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی۔اور پڑھتی۔اور باہر جاتی۔دوسری جماعت آتی الخ تین روز تک یہی سلسلہ جاری تھا ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر یہ تو لالچی نہ تھے۔یہ اعتراض ملعون ہے۔اور جنازہ انور کا دفن نہ کرنا ہی مصلحت تھی۔

ایام صحابہ رضی اللہ عنہم منانے کا مطالبہ وغیرہ کا حکم

ســــوال:(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں اور حکومت انکی سیرت نشر کرے تاکہ لوگ صحابہ کی عظمت سے واقف ہوجائیں۔(۲) دشمنان صحابہ کے جواب میں صحابہ کرام کے ایام منائے جائیں۔تاکہ مسلمان عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔(۳) اہل تشیع کے تعزیہ بردار جلوس کے مقابلے میں ایام صحابہ منا کر جلوس نکالا جائیں۔تاکہ تعزیہ بردار جلوسوں کا زور کم ہوجائے۔شریعت کے رو سے یہ اقدامات کرنا کیسے ہیں؟

المستفتی:محمد عبدالقادر ڈیروی درسگاہ نیاتریہ بلاک سی ڈیرہ غازی خان...... ۱۳ر رمضان ۱۴۰۹ھ

الــجــواب:(۱) کا موقف نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے۔البتہ مصلحت سے خالی نہیں ہے۔(۲)،(۳) لنا العزیٰ ولا عزیٰ لکم کے جواب میں لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم ﴿۲﴾ اور سوداللہ وجہہ کے مقابلے میں کرم اللہ وجہہ کا نعرہ لگانا وغیرہ بیدار مناظرین کا نعم الاقدام ہے۔وھو الموفق

﴿۱﴾قال العلامہ عبدالعزیز الفرھاری ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب اراداجماع اھل السنة و الشیعة و المعتزلة لا اھل السنة فقط ...... و انما الخلاف فی انه یجب علی الله تعالی ...... او علی الخلق ...... انه یجب لقوله علیه الصلاة والسلام من مات و لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاھلیة . (النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۱۰ نصب الامام واجب)

﴿۲﴾رواہ صحیح البخاری ص ۵۷۹ جلد ۲ باب غزوۃ احد)

يا يهـا الـذين آمنوا
اطيعوا اللّٰه واطيعوا
الـرسول واولى الامر
منـكـم - ﴿الاية﴾



ما يتعلق بالائمة



باب مایتعلق بالائمة والعلماء

شاہ اسماعیل شہید کا ولی برحق، عالم دین اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا نا قابل انکار ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس سوال کے بارے میں کہ مولوی محمد اسماعیل شہید جو کہ بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے تھے کیا واقعی عالم دین اور اللہ تعالیٰ کے برحق ولی تھے اور آپ کی لکھی ہوئی کتاب تقویۃ الایمان کیسی کتاب ہے براہ کرم جواب دیگر صحیح حالات سے آگاہ کریں؟

المستفتی: رضوان اللہ بنک سکوائر روڈ باڑہ بازار راولپنڈی......۴ر محرم ۱۴۰۵ھ

الجواب: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید کا عالم باعمل اور ولی کامل ہونا اور مجاہد فی سبیل اللہ ہونا نا قابل انکار ہے اور ان امور کی تحقیق کیلئے حنفیت یا شافعیت ہونا شرط نہیں ہے اور چونکہ میں نے بہت عرصہ قبل تقویۃ الایمان مطالعہ کی تھی لہٰذا میں اس کتاب کی اجمالی صحت اور صواب ہونے کے علاوہ دیگر تفصیلات کے بیان سے قاصر ہوں۔ ﴿۱﴾ و هو الموفق

ابن تیمیہ کے بارے میں ابن بطوطہ کا تاریخی واقعہ

سوال: ایک کتاب سفر نامہ ابن بطوطہ (حنبلی) میں ابن بطوطہ اپنے سفر نامے میں لکھتا ہے کہ ایک عالم تقی الدین ابن تیمیہ دمشق میں تھے لیکن ان کے دماغ میں کوئی بل تھا انہوں نے ایک دن ایسی تقریر کی کہ اسے دوسرے فقہ کے لوگوں نے رد کیا سلطان کے پاس گئے ابن تیمیہ کو کچھ سال کیلئے قید کیا قید کے دوران انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر ساٹھ جلدوں میں لکھی۔ پھر رہا ہو کر ایسا بیان دوبارہ دیا ابن بطوطہ نے دمشق میں ابن تیمیہ کا بیان سنا ''اللہ تعالیٰ آسمان سے ہماری دنیا میں اسی طرح اترتے ہیں جس طرح میں جسمانی طور پر نیچے اترتا ہوں یہ

﴿۱﴾ قال العلامہ رشید احمد الگنگوہی۔ اسماعیل شہید کی تالیف ''تقویۃ الایمان'' نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے۔ اس کا مؤلف شاہ اسماعیل شہید ایک مقبول بندہ تھا۔ ان کو جو کافر جانتا ہے۔ وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کتاب الایمان والکفر)

کہہ کر منبر سے ایک سیڑھی نیچے اترا۔ ایک مالکی عالم نے اس پر اعتراض کیا۔ لوگوں نے مالکی عالم کو زدوکوب کیا۔ لوگ انہیں پکڑے حنبلی قاضی کے پاس لے گئے تو ان کو قید کیا دوسرے نے مسلمان قاضی کو رپورٹ بھیج دی سلطان نے ابن تیمیہ کو مرنے تک نظر بند کیا''

تو کیا ابن تیمیہ جیسے عالم اپنی تقریر میں ایسی باتیں کر سکتے تھے جو ان سے منسوب کی گئی ہیں کیا اسی طرح کی باتیں کہیں اور جگہ پر بھی منقول ہیں۔ ابن تیمیہ کی اس تقریر کی صداقت یا بہتان پر کیسے علم ہو؟ بینوا و توجروا

المستفتی: محمد اختر G973 اسلام آباد...... ۱۴ رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: تاریخ میں تحریر شدہ واقعات زیر غور ہوتے ہیں بسا اوقات ان کے ساتھ اسانید مذکور نہیں ہوتے اور کبھی ان کی اسانید معلول اور ضعیف ہوتے ہیں اور کبھی یہ حکومت کی تملق یا سیاسی اغراض پر مشتمل ہوتے ہیں پس کتب تاریخ کی وجہ سے کسی پر بدظن ہونا یا نیک ظن ہونا جزم اور یقین کے مرتبہ میں قابل اعتراض ہے۔ حال ابن تیمیہ کو مجسمہ سے دیگر علماء نے بھی شمار کیا ہے فلیراجع الی شروح شرح العقائد النسفیہ دیگر اس واقعہ کی وجہ سے اس کو مجسمہ سے شمار کرنا درست نہیں۔ اما اولاً فلعدم ثبوتها بسند صالح و اما ثانيا فلانه قائل بعدم تشبيه اى الله تعالىٰ جسم لا كسائر الاجسام فلعله اراد انه ينزل لا كنزول الاجسام و بالجملة انه اراد النزول معلول و معهود و عرض على من قال ان المراد منه نزول الملک و الرحمة .

نوٹ:...... ابن تیمیہ سے بہت سے اصول وفروع مروی ہیں جو کہ مردود ہیں۔

پیدائش آدم علیہ السلام کی مدت اور انسانی ڈھانچوں کے تخمینے

سوال: حضرت آدم علیہ السلام آج سے کتنا عرصہ پہلے گزرے ہیں جو ماہرین آثار قدیمہ انسانی ڈھانچوں اور ہڈیوں سے ثابت کرتے ہیں کہ تخلیق انسانی کئی لاکھ سال پہلے ہوئی ہے کیا یہ درست ہے؟ اگر حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کو دس ہزار سال ہوئے ہیں تو یہ ہڈیاں کس زمانے تک درست ہو سکتے ہیں؟ کیا بقول مرزا غلام احمد قادیانی حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ بھی کئی اور آدم گزرے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: قاری احمد سعید جامع مسجد شی بنک مری...... ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ ہجری

الجواب: نہ حضرت آدم علیہ السلام جو کہ اول انسان اوراول پیغمبر ہیں کے متعلق کوئی نص موجود ہے کہ وہ کتنی مدت قبل گذرے ہیں اور نہ موجودہ محققین کے اندازہ کو یقینی ماننا اصولی بات ہے اور نہ دشمنان اسلام کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونا اہل اسلام کی شان ہے پس بہر حال نہ ہمیں قادیانی اور پرویزی وغیرہ کے متعدد آدم کی رائے کی ضرورت ہے اور نہ ان محققین کی خیال پر سکوت سے کوئی نقصان ہے۔ وهو الموفق

قصیدہ امام ابوحنیفہ کا ماخذ اور امام ابوحنیفہ کی جانب انتساب

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس کے بارے میں کہ نورالایمان مؤلفہ مولانا عبدالحکیم ولد مولانا عبدالحئ لکھنوی کے اخیر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے شان نبی علیہ السلام میں ایک مفصل قصیدہ لکھا ہے جس کے اشعار تعداد میں ۵۳ ہیں اول شعر...... یاسید السادات جئتک قاصدا ارجو رضاک و احتمی بحماک

آخری شعر...... وهي صحابتک الكرام جميعهم و التابعين و كل من والاک

اور السيف المبير علی اتباع ملا پنج بیر لحمدالله الداجوی کے اخیر میں بھی یہ قصیدہ مکتوب ہے مگر انہوں نے یہ حوالہ نہیں دیا ہے کہ اس قصیدہ کا ماخذ کیا ہے برائے مہربانی یہ بتایا جائے کہ یقیناً یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ ہے اور کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے؟

المستفتی: سید غلام قیس نعمانی مرہٹی رسالپور نوشہرہ...... ۱۹۶۹ء/۵/۱۰

الجواب: اس قصیدہ کا ماخذ مجھے معلوم نہیں ہے اور ماخذ معلوم کرنا ضروری بھی نہیں ہے کیونکہ یہ قصیدہ کسی پر حجت نہیں ہے اور چونکہ اس قصیدہ میں حنفیت سے کوئی چیز مخالف نہیں ہے نجدیت سے مخالف چیزیں اس میں موجود ہیں لہٰذا امام الائمہ کی طرف اس کا انتساب کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ فقط

علماء دیوبند اور ابن تیمیہ کے تفردات

سوال: کیا ابن تیمیہ واقعی جسمیت باری تعالیٰ اور قدم عرش کے قائل ہیں؟ اگر نہیں تو فیض الباری ج ۴ میں نسبت جہۃ باری تعالیٰ اور قدم عرش ابن تیمیہ کا کیا مفہوم ہوگا حالانکہ اکثر علماء دیوبند اور ملا علی قاری رحمہ اللہ جمع الوسائل میں ان کی تعریف کرتے ہیں؟

المستفتی: عبدالباری حقانی بلوچستان شریک دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۵ء/۱۱/۱۲

الجواب: ملا علی قاری اور اکابرین دیوبند تمام کے تمام ابن تیمیه کے تفردات پر رد کرتے ہیں اور اس کے عالم اور حافظ ہونے میں کسی کو تردد نہیں ہے ابن تیمیہ نے اللہ تعالیٰ پر جسم کا اطلاق جائز قرار دیا ہے البتہ لا کسائر الاجسام کی تعبیر سے کچھ سہارا لیا ہے اور عرش کے متعلق یہ کہا ہے کہ ''کان الله و لم یکن شئ و کان عرشه علی الماء '' لم یکن شئ میں عرش داخل نہیں ہے ورنہ وہ بھی مخلوق ہے۔ و التفصیل فی فتاواہ فلیراجع الیها۔ و هو الموفق

امام ابوحنیفہ سے مروی احادیث اور مسند امام اعظم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بارہ تیرہ سے زیادہ احادیث نہیں جانتے تھے۔ کیا واقعتاً ایسا ہی ہے؟ امام مذکور کی یہ توہین کن لوگوں کا شیوہ ہے؟ ایسے آدمی کے پیچھے حنفی مسلمان کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: فضل الرحمٰن جے بلاک رسالپور نوشہرہ......۱۹۷۲ء/۶/۲۳

الجواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ظاہر الروایۃ میں سینکڑوں مسائل مروی ہیں جن میں حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اور مخالف کے حدیث کا جواب دیا ہے نیز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسند بھی موجود ہے﴿۱﴾ تو

﴿۱﴾ و اما تالیفاته فکثیرة کما یشیر الیه ما رواه الحافظ الذهبی عن عبدالعزیز الدر اوردی . کان مالک ینظر فی کتب ابی حنیفة و ینتفع بها منها کتاب الاثار . قال السیوطی فی تبیض الصحیفة انه اول کتاب دون علی الابواب الفقهیة و هکذا ذکر الموفق المکی فی منا قب ابی حنیفة و ذکر ایضا انتخب ابو حنیفة الاثار من اربعین الف حدیث انتهی و له نسخ نسخةالامام ابی یو سف و نسخةالامام محمد و نسخة الامام زفر و فی مقدمة عمدة الرعایة و اما تصانیف ابی حنیفة فذکروا منها الفقه الاکبر و کتاب الوصیة و کتاب العالم و المتعلم و غیر ذلک انتهی و اما مسند ابی حنیفة فلیس من تالیفاته بل هو مرویاته التی جمعها المحدثون مثل ابی نعیم الاصفهانی و الحافظ ابن عساکر و الحافظ ابن منده و غیرهم . بلغ عدده الی عشرین مسندا ثم جمع العلامة الخوارزمی کلها فی تالیف واحد سماه جامع مسانید الامام الاعظم وما نقله ابن خلدون عن بعض الناس ان ابا حنیفة لم یحفظ الا سبعة عشر حدیثا . قلنا هذا افتراء بلا امتراء کیف و انه مجتهد و فاقا و تلمذ علی اربعة الاف شیوخ و الف کتاب الاثار و انتخبه من اربعین الف حدیث و جمعت مرویاته فی المسانید و تمسک بالاحادیث و اجاب عن احادیث الخصم فا فهم و حقیقة الامر انه کان الغالب علیه الاستنباط و فقه القرآن و الحدیث ولا یسرد الاحادیث کسرد اهل الحدیث فلم یرو عنه من کان طالب الا لفاظ دون الفقه . (البشری لارباب الفتوی ص ۲۸ ، ۳۱)

اس کے باوجود زید کا قول کس طرح درست ہوسکتا ہے یہ شخص (غالباً) اہل حدیث معلوم ہوتا ہے اگر غالی نہ ہوتو اس کے پیچھے اقتداء درست ہے ۔ هو الموفق

سید علی ترمذی پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کا حرکت کرنا فریب نظر ہے

سوال : سنا ہے کہ پیر بابا سید علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر حرکت کرتی ہے عین اسی طرح جس طرح کہ سانس لیتے وقت پیٹ اوپر نیچے جاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ یہاں زنا کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کسی کا خیال ہے کہ اس میں بارود وغیرہ ہے کوئی کہتا ہے کہ قیامت کی نشانی ہے شرعی حکم سے مطلع فرماویں۔

المستفتی :سیف الرحمٰن ہائی سکول ڈگر سوات......۱۹۷۲ء/۸/۲۳

الجواب :میں کہتا ہوں کہ یہ قبر کوئی حرکت نہیں کرتی ہے شاید کسی نے فریب نظر کی وجہ سے یہ حرکت محسوس کی ہو۔فقط

سطیح کا واقعہ بدایہ والنہایہ میں موجود ہے

سوال : سطیح کا کیا مطلب ہے۔ایک عالم نے کہا ہے کہ سطیح ایک ساحر اور نجومی آدمی تھا اور تمام نجومیوں کا استاد تھا یا وہ محض ایک لوتھڑا تھا۔اس میں بالکل ہڈی کا نام نہ تھا اس لئے کہ وہ دوعورتوں کے ملنے سے پیدا ہوا تھا تو کیا دوعورتوں کے ملنے سے بچہ پیدا ہوسکتا ہے؟اس قصہ کی حقیقت کیا ہے۔

المستفتی :بشیر احمد کمال پارہوتی مردان ۱۹۷۵ء/۸/۲۴

الجواب:محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ سطیح کا واقعہ ابن کثیر نے بدایہ والنہایہ میں لکھا ہے لیکن کتاب کی عدم موجودگی کی وجہ سے میں وضاحت سے قاصر ہوں۔واللہ اعلم

امام ابوحنیفہ کا رمضان میں ۶۲ بار ختم قرآن کرنا

سوال : کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واقعی رمضان میں اکسٹھ (۶۱) دفعہ قرآن پاک ختم کرتے تھے اگر یہ بات درست ہے تو دلیل سے نوازیں؟

المستفتی : حافظ عبدالمؤمن جانک قاضی آباد صوابی مردان......۲/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں امام ابوحنیفہ کی عبادت کے باب میں ۶۲ دفعہ ختم قرآن پاک کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ﴿۱﴾ فلیراجع

امام ابوحنیفہ اور احادیث کی روایت وغیرہ

سوال: (۱) صحاح ستہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کیوں منقول نہیں ہیں حالانکہ دوسرے ائمہ سے احادیث منقول ہیں؟ (۲) امام ابوحنیفہ کی کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے یا نہیں اس کی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: حافظ نوراحمد الدین ٹوپی مردان ۱۹۸۶ء/۱/۲۸

الجواب: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سرد حدیث یعنی صرف الفاظ حدیث پہنچانا کم کرتے تھے اکثر استنباط اور استخراج کیا کرتے تھے ﴿۲﴾ اس وجہ سے الفاظ حدیث کے روایت کنندگان کم ہیں سرد کی مثال ایسی ہے کہ ایک سیر سونا یکے بعد دیگرے ہدیہ میں دیا جائے اور استنباط کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص ایک سیر سونے سے گھڑیاں بنا کر ہدیہ میں دیوے۔ (۲) امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بہت دفعہ دیکھا ہے۔ ﴿۳﴾ وھو الموفق

ابن تیمیہ اور ابن قیم کے متعلق رویہ اعتدال

سوال: بعض کتب مثلاً صاوی وغیرہ نے ابن تیمیہ اور ابن قیم پر شدید رد کیا ہے اور بعض کتب مثلاً فیض الباری وغیرہ نے ان کی مدح کی ہے تو ان کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے تفصیل بیان کیا جائے؟

المستفتی: محمد علی نتھیا سنگھ سٹریٹ مسجد روڈ کوئٹہ ۱۹۸۴ء/۵/۲۱

الجواب: ابن تیمیہ کے متعلق اعدل الاقوال وہ قول ہے جس کو امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرہ میں ذکر کیا ہے ملخصہ انہ حافظ عالم بارع ماھر فی علم القرآن والحدیث بلغ رتبۃ الاجتھاد لاکن لا اصولاً ولا فروعاً تفرد بھا و خالفناہ فیھا۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ علامہ ذہبی نے فرمایا۔ کہ رات کو تہجد کیلئے کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آپ سے بتواتر ثابت ہے ...... ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے ...... جس جگہ آپ نے وفات فرمائی سات ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا ...... امام ابی یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کہ ہر رات دن میں ایک ختم قرآن کرتے۔ اور رمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ ختم فرماتے۔

(جواھر البیان ترجمہ الخیرات الحسان لابن حجر مکی ص ۸۱، ۸۲ الفصل الرابع عشر)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مولانا نصیر الدین غورغشتوی ایک صالح عالم دین تھے

سوال: ایک امام مسجد جس نے شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب مرحوم غورغشتوی کی وفات کی خبر سن کر کہا کہ اچھا ہوگیا کہ ایک بدعتی فوت ہوگیا کیا واقعی مولوی مرحوم بدعتی تھے اگر نہیں تو ایسے عالم دین کو بدعتی کہنے والے مولوی جو کہ دیوبندیت کا دعویٰ کرتا ہے کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حکیم عبدلرزاق ہری پور ہزارہ......۲۹ء/۳/۱۹

الجواب: یہ امام سبّ صالحین کی وجہ سے فاسق ہے ﴿۱﴾ اس کے پیچھے اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

مولانا غلام اللہ خان صاحب دیوبندی تھے اور مبتدعین کیلئے سیف صارم تھے

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک مولانا تقریر کرنے آئے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اس گاؤں کے کچھ لوگ راولپنڈی کے مولانا غلام اللہ خان کو تقریر کیلئے بلا رہے ہیں حالانکہ مولانا غلام اللہ خان کا عقیدہ باطل ہے وہ ایک طاغوتی آدمی ہے وہ واجب القتل ہے اگر وہ یہاں تقریر کیلئے آئے تو اسے گولی ماردینی چاہئے اس کو صحیح قرآن مجید پڑھنا بھی نہیں آتا وہ تو گدھے کی آواز جیسا قرآن پڑھتا ہے؟ اس واعظ کے بیان کے متعلق وضاحت مطلوب ہے۔

المستفتی: مولانا غلام یحییٰ پنڈی گھیپ......۲۲رجولائی ۱۹۷۵

الجواب: مولانا غلام اللہ خان صاحب کے عقائد علماء دیوبند (اہل سنت والجماعت) کے موافق ہیں

(بقیہ حاشیہ) ﴿۲﴾ قال ابن عابدین و الظاهر ان سبب عدم سماعه ممن ادرکه من الصحابة انه اول امره اشتغل با لاکتساب حتی ارشده الشعبی لما رأی من با هر نجا بته الی الاشتغال با لعلم و لا یسع من له ادنی الـمام یعلـم الـحدیث خلاف ما ذکرته . (ردالمحتار ص ۴۷ جلد ۱ مقدمه مطلب فی ما اختلف فیه من روایة الامام عن بعض الصحابه)

﴿۳﴾ قال الحافظ ابن کثیر انه ادرک عصر الصحابة ورای انس بن مالک قیل وغیره و ذکر بعضهم انه روی عن سبعة من الصحابة . (البدایة و النهایة ص ۱۳۷ جلد ۱۰ الامام ابو حنیفه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ﴿۱﴾ مولانا نصیر الدین غورغشتوی پکے حنفی اور دیوبندی عالم دین تھے۔ صوبہ سرحد میں علم حدیث کے پہلے استاد تھے۔ اسلئے اسے صوبہ سرحد اور پشتون قوم کا شاہ ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ نہایت متقی، صالح، خدا رسیدہ بزرگ اور سنت کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ علوم ظاہرہ اور باطنہ کے بحر بے کراں تھے۔ مولانا قمر الدین اور مولانا حسین علی میانوالی کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ (از مرتب)

اور بہر حال وہ مبتدعین کی سرکوبی کیلئے سیف صارم ہیں ان کو گدھا کہنے والا یا واجب القتل قرار دینے والا واجب التعزیر ہے پس یہ مقرر اور واعظ کوئی مبتدع ہے اس کی تقریر سننا حرام ہے۔ فقط

مولانا حمد اللہ ڈاگئی اہل سنت والجماعت میں سے ہے

سوال: بعض لوگ مولانا حمد اللہ ڈاگئی کو شرک وبدعت کی نسبت کرتے ہیں کیا واقعی وہ مشرک ہے وضاحت فرمائیے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن جامع مسجد مکیہ فقیر آباد پشاور...... ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۰۲

الجواب: مولانا حمد اللہ فرقہ سلفیہ اور مخالفین کے نزدیک مشرک ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان صاحب سے دورہ تفسیر پڑھنا

سوال: مولانا حسین علی اور مولانا غلام اللہ خان صاحب دیوبندی ہیں یا نہیں اور ان سے دورہ تفسیر پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: قائم دین ڈھوک زمان میانوالی ...۱۹۷۸ء/۷/۲۳

الجواب: مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام اللہ خان صاحب حنفی دیوبندی مسلک والے علماء ہیں اگر پنجاب میں یہ حضرات نہ ہوتے تو عوام شرک اور بدعات کو اسلام اور حنفیت قرار دیتے۔ وهو الموفق

مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد الیاس، مولانا تھانوی رحمہم اللہ پکے مسلمان اور اہل سنت والجماعت ہیں

سوال: ایک کتاب ''تبلیغی جماعت زلزلہ اور مناظرہ بریلی'' جن کے مصنف راشد القادری ہیں میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابر مولانا الیاس، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا تھانوی نے حضور ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے بدعقیدہ ہیں اور ان پر کفر کا فتویٰ ہے اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟

المستفتی: اہالیان اسبتر دیر...۱۹۷۵ء/۱۰/۱۱

الجواب: مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا الیاس، مولانا تھانوی پکے مسلمان، دین کا درد رکھنے والے

اہل سنت والجماعت ہیں ان دعاۃ اسلام پر کفر کا فتویٰ دینے والا جاہل اور متجاہل ہے۔

مفتی محمود، غلام غوث ہزاروی وغیرہ علماء کو گالیاں دینا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں میں بعض لوگ مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب اور دیگر اکابرین جمعیت علماء کے پیچھے گالی گلوچ اور فحش باتیں کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: رحمان الدین مہمندی ۱۲/صفر۱۳۹۲ھ

الجواب : مسلمان کی گستاخی کرنا فسق ہے لحدیث رواہ مسلم "سباب المسلم فسوق "﴿۱﴾ اور علماء کی گستاخی میں کفر کا خطرہ ہے جبکہ ذاتیات پر مبنی نہ ہو فی الھندیة و یخاف علیه الکفر اذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب. ﴿۲﴾ و هو الموفق

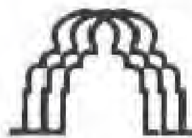
مولانا محمد طاہر پنج پیری کا سیاسی مسلک

سوال: مولانا شیخ القرآن محمد طاہر پنج پیر ضلع مردان صوبہ سرحد کا کیا عقیدہ ہے اور وہ کون سے مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور مولوی مذکور کا مسلک علماء دیوبند سے مختلف ہے یا موافق اور جمعیت علماء اسلام سے اس کا اتحاد ہے یا نہیں ہے اگر نہیں تو پھر کس جمعیت سے تعلق رکھتا ہے؟

المستفتی: محمد عبدالغفور نزول دروازہ ڈی آئی خان..... ۱۹۷۲ء/۷/۱

الجواب: مولوی محمد طاہر صاحب حنفیت کے لباس میں نجدیت کی اشاعت کرتا ہے۔ جمعیت کے ساتھ اس کا مودودیوں کی طرح مکمل افتراق ہے۔ و هو الموفق

﴿۱﴾ (صحیح البخاری ص ۱۲ جلد ۲ کتاب الایمان باب خوف المؤمن من ان یحبط عمله و هو لا یشعر)
﴿۲﴾ (فتاوی عالمگیری ص ۲۷۰ جلد ۲ و منها ما یتعلق با لعلم والعلماء مطلب فی مو جبات الکفر)





باب

ما يتعلق بالافلاک



قال اللّٰه تعالیٰ: اللّٰه الذی خلق السمٰوٰت والارض وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقًا لکم ج وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامره وسخر لکم الانھٰر ٥ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین ج وسخر لکم اللیل والنھار ٥ - (الآیة)

باب ما يتعلق بالافلاک

چاند پراترنا قرآنی نصوص سے مخالف نہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ ازمتعدد آیات قرآن حکیم صراحۃ معلوم است کہ قمر درآسمان دنیا است چنانچہ اللہ تعالیٰ درسورۃ فرقان میفر ماید ۔تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً و جعل فیھا سراجاً و قمراً منیراً. وسورۃ یس. وکل فی فلک یسبحون.

وسورۃ نوح وجعل القمر فیھن نوراً . در سورۃ یونس. والقمر نوراً ۔وایں قسم متعدد آیات قرآنی دلالت صریح میکنند کہ قمر درآسمان مرکوز است ۔درتفسیر صاوی نوشتہ۔کہ اعلم ان القمر فی سماء الدنیا اتفاقاً والشمس فی الرابعة ووجھھا مما یلی السماء وقفامھما مما یلی الارض.

(تفسیر صاوی بر جلالین) مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ درتفسیر خویش نوشتہ کہ از تمام نصوص قرآن معلوم است کہ قمر درآسمان دنیا است چراکہ حرف ''فی'' نزد اہل لغت عربی ونزد اہل اصول ومعانی برائے ظرفیت مقرر است ۔پس تاوقتیکہ دلیل قطعی از قرآن وحدیث صحیح پیدانشود کہ قمر زیرآسمان است مایاں رابریں ایمان وعمل است ۔کہ قمر درآسمان است نہ کہ زیرآسمان ۔درتفسیر مدارک از عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ واز عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی است کہ قمر درآسمان دنیا است وترجمہ فلک عام مفسرین برآسمان میکنند ۔ایں دلائل مشتے نمونہ از خروارے نوشتم ۔شاید کہ ازالہ شکوک راکافی باشد ۔دیگر اینکہ شیاطین انس وجن از صعود آسمان بند وممنوع اند ۔قرآن شاہد است ۔پس از وضوح دلائل قرآن حکیم واقوال مفسرین واقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگر کسے میگوید ۔کہ نصاریٰ امریکن بہ قمر رفتہ اند ۔ومیتوانند رفتن آن کس محض جاہل وگمراہ میباشد بلکہ از ظاہر نصوص قرآن حکیم منکر معلوم میشود وانکار از آیات قرآن حکیم شقاوت وباعث عذاب دائم میباشد ۔والسلام

المستفتی: ماسٹر عبدالکریم شبقدر فورٹ چارسدہ پشاور......۱۹۶۹ء/۸/۱۹

الجواب :واضح رہے۔کہ قرآن اور حدیث میں لفظ ''فی'' کا استعمال ہوا ہے۔جو کہ ظرفیت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔خواہ یہ ظرفیت واقعی ہو یا بادی اور ظاہری نظر میں ہو۔جیسا کہ'' وجدھا تغرب فی عین حمئة﴿ ۱ ﴾ '' میں وارد ہے۔اور یہ بات کہ قمر مثلاً سماء اول کے ثخن میں مرکوز ہے۔قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ صرح به العلامة الالوسی فی تفسیر ہ (ص ۱۴۵ جلد ۲۸) بلکہ یہ فلاسفہ یونان کا نظریہ ہے۔جو کہ کتب تفسیر میں اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔اوراس پر علماء کا اتفاق بھی نہیں ہے۔کیونکہ اکثر مفسرین کے نزدیک چاند تارے آسمان سے نیچے ہیں۔ (صرح به العلامة الألوسی فی تفسیر سور ۃ انبیاء و سورۃ یٰس) اور یہ حقیقت بھی قرآن وحدیث سے روشن ہے۔کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں قال اللہ تعالیٰ لا تفتح لھم ابواب السماء. ﴿ ۲ ﴾ لہٰذا اگر چاند آسمان میں مرکوز ہوتو کفار اس کونہیں چڑھ سکتے ہیں۔اور اگر آسمان سے نیچے ہو۔تو چڑھ سکتے ہیں۔اور اگر معتمد ذرائع سے معلوم ہوا۔کہ امریکہ کے کفار قمر کو چڑھ گئے ہیں۔تو اس کے تسلیم میں حکمت ایمانی کو کوئی نقصان نہیں بلکہ حکمت یونانی کا غلط ہونا (آسمان کے ثخن میں مرکوز ہونے کا نظریہ) ثابت ہوا۔فقط

سورج کا حرکت اور عرش کے نیچے سجدہ

سوال : عن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ حین غربت الشمس اتدری این تذھب ھذہ قلت اللہ و رسو له اعلم قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لھا و یو شک ان تسجد ولا تقبل منھا و تستأذن ولا یؤذن لھاویقال لھا ارجعی من حیث فتطلع من مغربھاو ذلک قوله تعالیٰ والشمس تجری لمستقرلھا قال مستقرھا تحت العرش. متفق علیه (باب علامات الساعة مشکواۃ شریف) جدید نظریات کے مطابق سورج باضافت زمین ساکن ہے۔اور سورج کا طلوع اور غروب ہونا زمین کی کروی گردش کی وجہ سے ہے نہ کہ سورج کے گردش۔ سورج نصف کرہ زمین پر ہر وقت چمکتا رہتا ہے۔جبکہ باقی نصف کرہ پر رات ہوتی ہے۔یعنی سورج تمام روئے

﴿ ۱ ﴾ (پارہ :۱۶ سورہ کھف رکوع :۲ آیت :۸۶)
﴿ ۲ ﴾(پارہ: ۸ سورۃالاعراف رکوع :۱۲ آیت:۴۰)

زمین سے بیک وقت کبھی بھی غائب نہیں ہوتا۔یعنی سورج لگا تار زمین کے کچھ حصوں پرطلوع ہوتا ہوانظر آتا ہے تو سورج اپنے مستقر تحت العرش پر کب جاتا ہے۔اورقبل از قیامت مغرب سے طلوع ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ جواب سے نوازکر دارین کی ثواب حاصل فرماویں۔

المستفتی: نامعلوم

الجواب: صحیح سائنس سے قرآن اور حدیث کبھی بھی متضادنہیں ہوسکتا ہے۔

(الف) اور اس حدیث کا بالخصوص جدید نظریات سے کوئی تصادم نہیں ہے۔حدیث شریف میں سورج کی جریان اور گردش سے ممکن ہے کہ حقیقی گردش مراد ہواور ممکن ہے کہ مراد ظاہری اور بادی نظر میں گردش ہو جو کہ عوام کے سمجھ میں آسانی سے آسکتا ہے، پس سورج کے طلوع اور غروب میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ایک سورج کی گردش کے وجہ سے جو کہ زمین کے ساکن ہونے والے ارباب نظر کا مسلک ہےاوردوسری زمین کے محوری گردش کی وجہ سے جو کہ زمین کے متحرک ہونے کے قائلوں کا مذہب ہے۔کیونکہ جانبین سے امارات اور دلائل موجود ہیں۔﴿۱﴾ (جزم ویقین نہیں)

(ب) اور سجدہ سے مراد انقیاد اور تابعداری ہے۔اور بعض محققین علماء نے لکھا ہے کہ سورج میں روح موجود ہے۔تو روح سجدہ کیلئے اوپر چڑھتا ہے۔اور جرم باقاعدہ اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔تو جس وطن کے نصف غروب متحقق ہو۔ان کے نسبت کہا جائے گا۔کہ سورج کا روح سجدہ کرتا ہے۔اگر چہ وہ ہر وقت ہو۔﴿۲﴾

﴿۱﴾ سائنسدانوں نے پہلے یہ نظریہ پیش کردیا تھا۔کہ سورج چاند وغیرہ سیارے گردش کرتے ہیں۔اور زمین ساکن ہے۔پھر یہ نظریہ پیش کیا۔کہ سورج ساکن ہے۔اور زمین گردش کرتی ہے۔اور اب جدید سائنسدانوں کا نظریہ یہ ہے۔کہ زمین اپنے محور میں گردش کرتی ہے۔اور سورج اپنے محور میں۔پس قرآن وحدیث نے جو کچھ کہا ہے۔وہ علام الغیوب کی طرف سے ہے۔اور انسانی عقول روز اپنے نظریات کو بدلتے رہتے ہیں۔پس اس پر جزم ویقین نہیں کیا جا سکتا۔اور جو باتیں قرآن وحدیث سے مخالف اور متصادم ہونگے۔غلط ہونگے۔(مرتب)

﴿۲﴾ قال العلامه بدرالدین العینی الارضون السبع فی ضرب المثال کقطب الرحی والعرش لعظم ذاتی کالرحی فاینما سجدت الشمس سجدت تحت العرش و ذلک مستقرها ..... السموات و الارضون و غیرهما من جمیع العالم تحت العرش فاذاسجدت الشمس فی ای موضع یصح ان یقال سجدت تحت العرش ..... لا ینکر ان یکون لها استقرار تحت العرش من حیث لا ندرکه و لا نشاهده و انما اخبر عن غیب فلا نکذبه و لا نکفره ان علمنا لا یحیط به . (عمدة القاری شرح صحیح البخاری ص ۱۱۹ جلد ۱۵ باب صفة الشمس و القمر بحسبان کتاب بدء الخلق)

(ج) اس کی صورت یہ بھی ہے۔ کہ زمین کچھ وقت کیلئے ساکن ہوجائے۔ (قدیم حکماء کے نزدیک) اور یہ بھی صورت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زمین کے وقت میں انقلاب پیدا کرے۔ اور شرقی حرکت کے بدلے کچھ وقت کیلئے غربی ہوجائے اور جو اللہ تعالیٰ زمین کو شرقی حرکت دے سکتا ہے۔ وہ کچھ وقت کیلئے غربی بھی دے سکتا ہے۔ فقط

مضمون ''چاند تک انسان کی رسائی اور اسلام'' پر چند اشکالات کے جوابات

سوال: محترم جناب عالی! رسالہ الحق شمارہ جمادی الاولیٰ میں آپ صاحب کا مضمون ''چاند تک انسان کی رسائی اور اسلام'' پڑھ کر کچھ شبہات دل میں پیدا ہوگئے ہیں امید ہے۔ کہ آپ صاحبان تسلی بخش جواب سے مشکور فرماوینگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کس آیت کے تحت یہ فرمایا ہے۔ کہ النجوم قنادیل بین السماء والارض الخ۔ اور کس صاحب تفسیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ پر یہ حوالہ دیا ہے؟ تمام ستارے آسمان کے نیچے ہیں۔ جناب کا یہ فرمانا کہ ستاروں سے ان شیاطین کا رجم تب ہی ہوسکتا ہے۔ کہ یہ ستارے آسمانی دنیا سے باہر ہوں نیچے ہوں۔ اور دنیا کی زینت بھی ان ستاروں سے تب ہی ہوسکتی ہے کہ یہ ستارے آسمان کے نیچے ہوں۔ اور اس سے پہلے لامحدود پرواز کے تحت اس شان والا نے سورۃ جن کی آیت بیان فرمائی ہے۔ انا لمسنا السماء فوجدنا ها ملئت حرساً شديداً و شهبا الخ تو گو آسمان تک پہنچنا پہلے اور پہرہ داروں کا اور ستاروں کا معلوم ہونا بعد میں ہوا۔ یعنی آسمان کے ساتھ مس کر کے انکو معلوم ہوا کہ یہ آسمان پہرہ داروں اور ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ جیسا کہ آیت کی ترکیب سے اور ''وجدناها'' کی ضمیر اور ''ملئت'' کی ضمیر سے واضح ہے۔ تو اگر ستارے آسمان کے نیچے لٹکے ہوئے ہیں۔ تو پھر ایسا ہوگا۔ کہ ستاروں پر سے گزر کر اور پہرہ داروں سے گزر کر مس سماء کیا۔ اور بعد میں پھر پہرہ داروں اور ستاروں کا وجدان ہوا۔ حالانکہ یہ معنی کسی طرح بھی آیت سے جوڑ ومطابقت نہیں رکھتا۔ بلکہ آیت کی ترکیب بدل جاتی ہے۔ كل في فلك يسبحون . يعنى الليل والنهار والشمس والقمر كلهم و يسبحون۔ اى يدرون فى فلك السماء قاله ابن عباس وعكرمه والضحاك والحسن و قتاده و عطاء الخراسانى و قال عبد الرحمن بن زيد بن اسلم فى قلك بين السماء والارض رواه ابى حاتم وهو غريب جداً بل منكر (ابن كثير) تبارك الذى جعل فى السماء

بروجاً الخ فیھا فی السماء قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ . فیھا سے ظاہراًان کواکب کا آسمان کے اندر مرکوز ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بیان القرآن اشرف علی تھانوی صاحب کا راجح قول بھی یہی ہے امید ہے۔ آپ صاحبان بالا اشکالات کا شافی جواب ارقام فرمائینگے۔

المستفتی: میاں انوارالدین مسجد دربار زیارت کاکا صاحب ۱۹۶۹ء/۹/۲

الجواب: (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تفسیر روح المعانی ص ۵۰ جلد ۳۰ میں مسطور ہے۔

(۲) ستاروں پر جنات وغیرہ کا گزرنا اور آسمان مس کرنا کوئی امر مستحیل نہیں ہے۔ کیونکہ جنات پر شہاب ثاقب اس وقت مسلط کیا جاتا ہے۔ جبکہ استماع کرتے ہیں۔ اور استماع کیلئے زیر و بالا یکساں ہیں۔ بے شک اشکال اس وقت لازم ہوتا جبکہ صرف بالا جانے سے شہب مسلط ہوتے۔ والامر لیس کذلک کما لا یخفیٰ علیٰ من تفکر فی آیات القرآن حیث قال تعالیٰ فمن یستمع الآن یجد لہ شھابا رصداً ﴿۱﴾ و قال تعالیٰ لا یسمعون الی الملأ الا علیٰ و یقذفون من کل جانب . ﴿۲﴾

(۳) فلک اور سماء ایک چیز کا نام ہے۔ یا یہ الگ الگ چیزیں ہیں اس میں مفسرین مختلف ہیں۔ اکثر مفسرین اختلاف پر قائل ہیں۔ (صرح بہ الا لوسی فی تفسیر روح المعانی ص ۴۰ جلد ۱۷)

(۴) کلمہ "فی" ظرفیت کیلئے موضوع ہے نہ کہ رکزیت کیلئے۔ ﴿۳﴾ یعنی لغت اور عرف میں کلمہ "فی" کا مراد یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا مدخول کسی چیز کا ظرف ہے۔ اور یہ مراد نہیں ہوتا ہے۔ کہ کوئی چیز اس کے مدخول کے ثخن میں مرکوز ہے۔ اور ظرفیت بھی کبھی بادی اور سرسری نظر میں مراد ہوتا ہے۔ کما فی وجدھا تغرب فی عین حمئۃ. ﴿۴﴾ نیز جس زمین اور آسمان کو کروی شکل میں تسلیم کیا جائے۔ تو اس تقدیر پر زمین اور شمس و قمر کے فی السماء ہونے میں کوئی دقت نہیں ہے۔ (۵) راجح اور مرجوح کا یہ ضابطہ نا قابل تسلیم ہے۔ فقط

﴿۱﴾ (پارہ: ۲۹ سورۃ جن آیت: ۹)
﴿۲﴾ (پارہ: ۲۳ سورۃ صافات آیت: ۸)
﴿۳﴾ قال عبدالرحمان الجامی و فی للظرفیۃ ای لظرفیۃ مدخولھا لشی حقیقۃ نحو الماء فی الکوز او مجازاً نحو النجاۃ فی الصدق وبمعنی علی قلیلاً ۔ (شرح جامی ص ۲۸ ۳ بیان الحروف الجر)
﴿۴﴾ (پارہ: ۱۶ سورۃ الکھف رکوع: ۲ آیت: ۸۶)

چاند تک انسان کی رسائی چند شبہات کا ازالہ

سائنس کی دنیا میں خلائی فتوحات کے غلغلہ نے عوامی اذہان میں جو تہلکہ مچا دیا۔ اور روسی دعویٰ کہ روس کے محکمہ ''خلائی تحقیقات'' نے لونا نہم کو چاند کی سطح پر اتار دیا۔ اسی طرح امریکی خلائی جہاز اپالو دہم وغیرہ کے تجربے سامنے آئے۔ تو مذہب اور سائنس کے دائرہ کار اور حدود سے لاعلمی، طبیعاتی علوم میں ناپختگی اور مذہب سے دوری یا کم علمی کی وجہ سے عام مسلمان شکوک و شبہات میں مبتلا ہوئے۔ اسی وجہ سے چاند تک انسان کی رسائی کے بارہ میں دارالافتاء میں بے شمار استفتاءات اور خطوط موصول ہوئے۔ حضرت مفتی اعظم دامت برکاتہم نے اس قسم کے توہمات اور شکوک و شبہات کا رد کرتے ہوئے شریعت غراء کی روشنی میں ایک تفصیلی مضمون ماہنامہ الحق جولائی، اگست ۱۹۶۹ء کے شماروں میں شائع کیا چونکہ بعض استفتاءات میں اس مضمون کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ اس لئے برائے افادہ عام پیش کیا جا رہا ہے۔ (از مرتب)

(الف) اولاً چند بنیادی باتیں عرض ہیں۔ واضح رہے کہ تمام اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس سارے عالم کا بنانے والا صرف اللہ ہی ہے۔ اور وہ اس عالم کے تمام ذرات اور تمام ان قوتوں سے جو کہ عالم میں ودیعت کی گئی ہیں بخوبی عالم اور واقف ہے۔ پس جو حقائق اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بیان کئے ہیں ان میں غلطی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس اور وحی میں اگر تصادم محسوس ہو تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سائنسدانوں نے پوری تحقیق نہیں کی ہے ورنہ ان کی صحیح تحقیقات وحی سے کبھی متصادم نہ ہوتیں کیونکہ وحی اور سائنس (جو واقعات پر مبنی ہو) میں مخالفت اور تصادم ناممکن ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے وحی اس مقصد کیلئے نازل کی ہے کہ انسان کو تعلق مع اللہ کے حصول کے طریقے معلوم ہوں اور مرضیات الٰہی غیر مرضیات سے ممتاز ہوں، وحی الٰہی کا مقصد اسلحہ سازی اور کارخانہ سازی نہیں ہے اور نہ قرآن کریم تاریخ یا جغرافیہ کا صحیفہ ہے، ان مقاصد کی تحصیل کیلئے نعمت خداداد یعنی عقل کا استعمال ضرورت کے وقت کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی میں ایسے حقائق کی طرف کوئی تعرض نہیں کیا جاتا ہے جن کا نزول وحی کے مقصد کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

(ج) عقلیات اور اسرائیلیات کے ساتھ اسلامی رویہ یہی چلا آیا ہے کہ ان میں سے جو امور وحی سے مخالف ہوں ان کی تکذیب کی جائیگی، اور جو مخالف نہ ہوں تو وہ دو قسم کے ہیں، ایک یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت ہوا ہو تو ان کی تصدیق کی جائے گی۔ دوسرا یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت نہ ہوا ہو تو ان کی نہ تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

(د) قرآن اور حدیث سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لا تفتح لھم ابواب السماء، مکذبین اور کفار کیلئے (ان کے اعمال اور ارواح اور اجساد کیلئے)

آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے(سورۃ الاعراف رکوع۵) لیکن آسمان تک جانے سے ممنوع نہیں ہیں، اور نہ آسمان تک جانا مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے(ومن ادعیٰ فعلیہ البیان) بلکہ شیاطین اور جنات کا آسمان تک چڑھنا اور آسمان کو چھونا نص قرآن سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وانا لمسنا السمآء فوجدناھا ملئت حرساً شدیداً وشھباً** (سورۃ جن) لہٰذا جو اشیاء آسمان سے نیچے ہیں کفار کیلئے ان پر چڑھنا ممنوع نہیں ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

.........(ھ) چاند کے متعلق حکماء یونان (سائنس دانوں) کا خیال اور عقیدہ تھا کہ چاند پہلے آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور بہت سے اہل اسلام بھی ان سے موافقت کرتے تھے۔ اس بناء پر کہ یہ عقیدہ نصوص سے متعارض نہیں تھا۔ اس لئے کہ قرآن وحدیث میں چاند کے متعلق صاف طور پر نہیں کہا گیا تھا، کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ کہ چاند آسمان وزمین کے درمیان فضاء میں ہے کیونکہ قرآن کے مقصد نزول کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا، بیشک قرآن مجید میں چاند کے متعلق "فی" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وجعل فیھا سراجاً وقمراً منیراً، وقال اللہ تعالیٰ جعل القمر فیھن نوراً، وقال اللہ تعالیٰ کل فی فلک یسبحون** ۔مگر کلمہ "فی" کا مدلول ظرفیت ہے نہ کہ مرکوزیت، یعنی "فی" کا مدلول یہ ہے کہ اس کا مدخول کسی چیز کیلئے زمان یا مکان ہوگا، اور یہ معنی نہیں ہے کہ اس کے مدخول میں کوئی چیز مرکوز ہوگی۔ **زید فی الدار، فی المسجد، فی السوق، فی الجنۃ** سے یہ مراد نہیں ہے کہ زید، ان اشیاء میں مرکوز ہے۔(**وھذا مما لا یخفیٰ علی من تفکر فی الاستعمال**) نہ یہ لغت کا تقاضا ہے نہ یہ عرف کا۔ اور مزید برآں یہ کہ ظرفیت سے ہمیشہ کیلئے یہ مراد نہیں ہوتا ہے کہ کلمہ "فی" کا مدخول نفس الامر اور حقیقت میں ظرف ہوگا۔ بلکہ بسا اوقات اس سے مراد بادی اور ظاہری نظر میں ظرفیت ہوتی ہے، خصوصاً ایسے مقام میں جبکہ عام اذہان کے لئے حقیقت کے سمجھنے میں مشکلات پیش ہونے کا خطرہ ہو۔ اور یہ معنی بھی فصیح اور بلیغ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **وجدھا تغرب فی عین حمئۃ** (ذوالقرنین نے سورج کو ایک گدلے تالاب میں ڈوبتے پایا) اس کا مقصد بھی یہی ظاہری نظر میں آنا ہے نہ کہ حقیقت میں ایسا تھا۔ تو اس تحقیق کی بناء پر یہ گنجائش بھی نکلی کہ چاند کا **فی السماء** ہونا بادی اور ظاہری نظر میں ہو۔

.........(و) یہاں یہ بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ فلک اور سماء بعض مفسرین کے نزدیک ایک ہی چیز کے نام ہیں، لیکن تحقیق یہ ہے کہ فلک مدار کو کہا جاتا ہے نہ کہ آسمان کو۔(**قال العلامۃ الآلوسی فی تفسیرہ جلد ۱۷ ص ۴۰**) **والفلک فی الاصل کل شیٔ دائر ومنہ فلکۃ المغزل والمرادبہ ھنا علی ماروی عن ابن عباس**

والسدی رضی اللہ تعالیٰ عنهم السماء وقال اکثر المفسرین هو موج مکفوف تحت السماء یجری فیه الشمس والقمر وقال الضحاک هو لیس بجسم وانما هو مدار هذه النجوم. انتهیٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ''بیان القرآن'' میں فرماتے ہیں، فلک گول چیز کو کہتے ہیں، چونکہ شمس وقمر کی حرکت مستدیر ہے اس لئے اس کے مدار کو فلک فرمادیا، خواہ وہ آسمان ہو یا فضاء بین السمائین ہو یا فضاء بین الارض والسماء ہو یا ثخن سماء ہو، کوئی نص سے اس میں قطعی نہیں اور سلف سے تفسیریں مختلف منقول ہیں، کما فی الدر المنثور. اس لئے اس کو مبہم ہی رکھنا اقرب الی الاحتیاط ہے۔ (سورۃ الانبیاء رکوع ۳) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فلک اور سماء الگ الگ چیزیں ہیں، نیز اس کی بھی تائید ہوئی کہ شمس وقمر آسمان کے ثخن میں یقینی طور پر مرکوز نہیں ہیں۔

..........(ز) نجوم (تاروں) کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں، ان النجوم قنادیل معلقة بین السماء والارض بسلاسل من نور بایدی ملئکة من نور (روح المعانی جلد ۳۰ ص ۵۰) یعنی ستارے آسمان اور زمین کے درمیان ہیں اور آسمان کے ثخن میں مرکوز نہیں ہیں۔ مزید فرماتے ہیں، لم یقم دلیل علیٰ ان شیئًا من الکواکب مغروز فی شئ من السمٰوٰت کالفص فی الخاتم (روح المعانی جلد ۲۸ ص ۴۵) حالانکہ ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے، تبارک الذی جعل فی السّماء بروجاً (سورۃ الفرقان) اور بروج سے مراد نجوم اور تارے ہیں۔ (فی التحقیق وهو منقول عن السلف) اور فرماتے ہیں، وزینا السماء الدنیا بمصابیح (سورۃ الملک : ۵) تو جس طرح نجوم کے متعلق کلمہ ''فــــی'' استعمال ہوا اور ان کو زینت سماء کہا گیا ہے، اور باوجود اس کے کہ یہ آسمان میں مرکوز نہیں بلکہ بادی اور ظاہری نظر پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔ اسی طرح چاند کے متعلق بھی کہا جائے گا بلکہ جب یہ تسلیم کیا جائے کہ زمین اور آسمان دونوں گول ہیں تو اسی تقدیر پر چاند اور سورج بلکہ زمین تمام کے تمام پر یہ اطلاق بلا ریب صحیح ہے کہ یہ چیزیں آسمان اور آسمانوں میں ہیں۔

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسلمانوں کیلئے چاند اور سورج بلکہ آسمان پر اترنا ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کا آسمانوں کی طرف مافوق الاسباب چڑھنا اس امکان کی واضح دلیل ہے کیونکہ اس حکم کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ بیشک امریکہ وغیرہ کے کفار کیلئے ناممکن ہے کہ وہ آسمان میں داخل ہو جائیں لیکن جو چیزیں آسمان سے نیچے ہیں ان پر اترنا کفار کیلئے ناممکن اور ممنوع نہیں ہے۔ پس اگر چاند آسمان سے نیچے ہو جیسا کہ یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے تو

کفار کیلئے اس پر اترنے میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ باقی رہا امریکہ کا یہ دعویٰ کہ
(۱) اس نے چاند پر انسان اتارا ہے، تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ایسے دعووں کا وحی کے ساتھ کوئی تصادم نہیں ہے۔
(۲) آلات اور رصدگاہوں کے ذریعہ سے اس کا مشاہدہ ہوا ہے۔
(۳) روس وغیرہ جو کہ امریکہ کے مخالف ہیں انہوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔
(۴) نیز شریعت میں کفار کے دنیوی اخبارات پر اعتماد کرنا جائز ہے بلکہ اس میں دینی مصالح بھی موجود ہیں۔ خصوصاً رفع عیسیٰ علیہ السلام اور واقعہ معراج کا ذہن نشین ہونا اور کفار پر اتمام حجت ہونا اور انکار کی صورت میں قرآن مجید کی تکذیب کا خطرہ ہے، خصوصاً جبکہ عام سروس شروع ہو جائے لہٰذا اس کو تسلیم کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ البتہ اس سے حکمت یونانی کو سخت صدمہ پہنچا کیونکہ اس کا یہ اعتقاد کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے غلط ثابت ہو گیا۔

چند شبہات کا ازالہ

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ولکم فی الارض مستقر (تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے) اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان علویات پر نہیں اتر سکتا ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کس طرح آسمان پر ٹھکانا رکھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عام طور پر انسان زمین پر ٹھکانا رکھے گا کیونکہ دنیوی زندگی کی ضروریات کا یہاں انتظام ہوا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض افراد (مافوق الاسباب یا ماتحت الاسباب) خلاف عادت علویات پر اتر جائیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وفیھا نعیدکم (اس زمین میں تم کو لوٹا دیں گے) اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ انسان خلائی پرواز نہیں کر سکتا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی نہ کسی وقت ضرور زمین میں لوٹایا جائیگا۔ خواہ موت کیساتھ متصل ہو یا حشر سے پہلے ہو۔

(۳) وحفظناھا من کل شیطان رجیم (محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے) تو اس سے مراد لمس اور آسمان تک چڑھنے سے حفاظت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد آسمان کے حالات سے خبرداری سے حفاظت ہے یا آسمان کے باشندوں کے اختلاط سے۔ (صرح به الآلوسی فی تفسیر ہ ص ۲۳ جلد ۱۴)۔

(۴) شہاب ثاقب کا حملہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ شیاطین استماع کرنے لگتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ فمن یستمع الآن یجد له شھاباً رصداً۔ اور قرآن حکیم سے یہ معلوم نہیں کہ صرف چڑھنے سے یہ حملہ شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا کفار کی آسمان تک رسائی میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

سورج اور چاند کس آسمان پر ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورج کس آسمان پر ہے۔اور چاند کونسی آسمان پر ہے۔بینوا و توجروا

المستفتی: شفیق احمد ڈیلوری ایجنٹ کسروال ضلع ساہیوال......۱۹۶۹ء

الجواب: حکماء یونان (یونانی سائنسدانوں) کے نزدیک سورج آسمان چہارم میں ہے۔لیکن قرآن و حدیث میں اس غیرضروری امر کے متعلق کوئی ذکر نہیں ہے۔لہٰذا ممکن ہے۔کہ آسمان چہارم میں ہو یا پہلے آسمان میں ہو۔اور ممکن ہے کہ فضا میں ہو(وهو المتبادر) وجميع الاقوال في الدر المنثور فليراجع اليه . فقط

قرآن وحدیث از رکنیت یا تعلیق شمس وقمر ساکت است

سوال: چہ میفر مایند مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ درقرآن مجید است۔ رب السمٰوٰت والارض و ما بينهما و رب المشارق ' انا زينا السماء الدنيا بزينت ن الكوا كب الخ۔ ہرگاہ ثابت شدہ کہ شیطان دشمن اللہ پاک است۔ بداں سبب بطرف آسمان طاقت رفتن ندارد۔ غیرہ کسان کافران چوگرنہ دوستان اللہ پاک است۔ کہ بآسمان میروند وبر ماہ سکونت گیرند وحال آنکہ ماہ درفلک داخل آسمان است لقوله تعالىٰ ۔ و جعل ا لقمر منهن نوراً و جعل الشمس سراجاً ۔(نوح) القصہ حضرت ﷺ فرمودہ کہ من در بیت ام ہانی بنت ابی طالب موجود بودم کہ جبرئیل علیہ السلام براق روانہ کردہ بر براق سوار شدم بہ بیت المقدس رسیدم۔ آنجا انبیاء علیہم السلام را امامت کردہ باز بطرف آسمان روان شدم۔ چونکہ بآسمان رسیدم۔ جبرئیل علیہ السلام درپیش آمدہ۔فصاح جبرائيل يا اسمٰعيل افتح الباب فقال اسمٰعيل من على الباب فقال انا جبرئيل الخ اندرون آسمان شدیم چوں بالا شدیم بمقام ماہ رسیدیم مہتاب را بگردوں نشانید وگردون راسہ صد وشصت (۳۶۰) گوشہ ہست۔ وبر ہر گوشہ فرشتہ مقرر است وگردوں ماہ رامیکشد۔ چوں ماہ فروشود باز بطرف عرش مجید میکند۔ چوں بزیر عرش مجید رسید شود۔ آنجا اللہ تعالیٰ راسجدہ کند۔ واپس بحکم اللہ پاک بمطلع خود بیاید چنیں آفتاب بزیر عرش مجید سجدہ کند۔

المستفتی: قاضی شہزادہ کنڈیر بلامبٹ ڈیرا سٹیٹ......۱۹۶۹ء/۹/۸

الجواب :شمس وقمر وغیرہ درآسمان مرکوز اند یا درفضا معلق اند قرآن وحدیث ازیں ساکت اند۔ وآثار دروے مختلف اند۔لہٰذا ممکن است ارتقاء کفار بہ قمر بہ تقدیر ثانی۔وہمیں قول اکثر مفسرین است(وصرح به الألوسی فی روح المعانی)وبرائے مزید وضاحت رسالہ الحق اکتوبر ونومبر ۱۹۶۹ء ملاحظہ کنید۔فقط

چاند پر اترنا حکمت یونانی کیلئے خطرہ ہے حکمت ایمانی کیلئے نہیں

سوال :کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں کہتا ہوں کہ انسان چاند پر نہیں چڑھ سکتے۔اور ہمارے امام صاحب اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ انسان چاند پر اتر سکتا ہے۔یہ ممکن ہے۔تو کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی :نامعلوم

الجواب :قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ کافر کی روح خواہ بلا جسد ہو یا مع الجسد ہو آسمان تک جاسکتا ہے۔اور اوپر نہیں جاسکتا ہے(لاتفتح لهم ابواب السماء)﴿۱﴾اور قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ چاند وغیرہ آسمان سے نیچے ہیں یا اوپر ہیں اتنا ذکر ہے کہ کل فی فلک یسبحون۔﴿۲﴾لیکن فلک سے مراد مدار ہے۔نہ آسمان۔لہٰذا اگر چاند آسمان سے نیچے ہو تو اس کو کافر چڑھ سکتے ہیں اور اگر اوپر ہو تو نہیں چڑھ سکتے ہیں۔آپ بھی انتظار کریں ہم بھی انتظار میں ہیں کہ اگر چڑھ گئے تو پتہ چل جائیگا کہ یہ آسمان سے نیچے ہیں اور بالفرض اگر چڑھ جائیں تو حکمت یونانی کو خطرہ لاحق ہوگا۔حکمت ایمانی کو کسی وقت خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا ہے۔فقط

چاند ستارے وغیرہ آسمان کے نیچے ہیں

سوال :محترم جناب مفتی صاحب!ہمارے پیش امام صاحب کہتے ہیں کہ امریکہ والے اسلئے چاند پر چڑھ گئے ہیں کہ چاند تارے اور سورج آسمان کے نیچے ہیں۔جبکہ مقتدی حضرات کہتے ہیں کہ مولوی صاحب غلط کہتے ہیں۔چاند آسمان میں ہے کیونکہ آیت کا یہی ترجمہ ہوسکتا ہے۔وجعل القمر فیهن نوراً وجعل الشمس سراجاً (نوح)اور چاند ہم نے آسمانوں میں نور پیدا کیا۔اور سورج کو اس میں چراغ ٹھہرایا۔مقتدی قرآنی آیت دلیل میں پیش کرتے ہیں اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہیں یہ آسمان سے کوئی چھ ہزار میل دور فاصلے پر

﴿۱﴾(پارہ:۸سورۃاعراف رکوع:۱۲ آیت:۴۰) ﴿۲﴾(پارہ:۲۳ سورۃیٰس رکوع:۳ آیت:۴۰)

ہیں آپ مہربانی فرما کر ہمیں قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت فراہم کریں۔ ورنہ یہاں کوئی اور بغاوت پیدا ہوگی۔ لہٰذا تصفیہ کیلئے ہمارے لئے کوئی دلیل پیش کریں۔

المستفتی: شیخ سلطان حسن کلاتھ مرچنٹ پاڑہ چنار...... جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن وحدیث سے یہ حقیقت معلوم ہے۔ کہ کفار آسمان کو داخل نہیں ہو سکتے۔ باقی آسمان سے جو چیزیں نیچے ہیں ان پر اترنے سے کفار ممنوع نہیں ہیں۔ اور لفظ "فی" یہ تقاضا نہیں کرتا ہے۔ کہ چاند وغیرہ آسمان کے ثخن میں ہوں۔ اور نہ اس پر کوئی دلیل قائم ہے۔ (روح المعانی ص ۱۴۵ جلد ۲۸) بلکہ جب ظاہری نظر میں ظرفیت ثابت ہو تو بھی لفظ "فی" کے استعمال کیلئے کافی ہے۔ کما فی وجدھا تغرب فی عین حمئة۔ ﴿۱﴾ یہی وجہ ہے۔ کہ مفسرین اس میں مختلف ہیں۔ لیکن اکثر یہ فرماتے ہیں کہ چاند اور تارے آسمان سے نیچے ہیں (صرح بہ فی روح المعانی تفسیر سورة انبیاء ویونس) اور جب دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ کفار چاند پر اترے ہیں تو یہ متعین ہوگا کہ چاند آسمان سے نیچے ہے۔ فقط

چاند تاروں کے آسمان سے نیچے ہونے پر دوبارہ استفسار

سوال: السلام علیکم! بعد عرض آنکہ ہم خیریت سے نہیں۔ جوابی خط میں ہماری دلی بات نہیں تھی۔ ہم کچھ اور کہہ رہے تھے اور آپ نے کچھ اور لکھا تھا۔ یہاں تک کہ آپ نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ امریکہ والے چاند پر گئے ہیں کیونکہ چاند نیچے ہے۔ آپ نے جو حدیث شریف لکھا ہے وہ ابھی منسوخ ہے۔ جس بات کا آپ ثبوت نہیں دے سکتے۔ تو غلط جواب بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے آیات سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ چاند آسمان میں ہے اور آپ نے کچھ اور جواب دیا ہے کل امریکہ والے یہ کہیں گے کہ ہم عرش معلی پر گئے ہیں یا آسمان پر گئے ہیں تو پھر بھی آپ یہی لکھو گے کہ ٹھیک ہے چڑھ سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور رسالہ وغیرہ لوگوں کو مت ارسال کریں۔ کیونکہ یہ رسالے ہم تم جیسے لوگ لکھتے اور مانتے ہیں اور قرآن وحدیث اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان ہیں اگر آپ لوگوں کو کچھ معلوم نہیں تو یہ حدیث دیکھیں۔ بخاری شریف میں حدیث ہے۔ کہ

﴿۱﴾ (پارہ: ۱۶ سورة کهف رکوع: ۲ آیت: ۸۶)

چاند اور سورج اللہ کی نشانیاں ہیں۔ان میں کوئی بھی دخل نہیں کرسکتا۔اسکے علاوہ تفاسیر ابن کثیر،حقانی،عزیزی،ابوسعود ان سب میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نظام میں خلل نہیں ڈال سکتا اسی طرح جواب دیا کریں۔اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتا۔و حفظناها من كل شيطان رجيم . برائے مہربانی صحیح جواب لکھ دیں۔

المستفتی: شیخ سلطان حسن کلاتھ مرچنٹ پاڑہ چنار ۔۔۔ ۱۷جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن مجید اور احادیث سے یہ حقیقت ثابت ہے۔کہ کفار آسمان کو داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔لا تفتح لهم ابواب السماء﴿۱﴾ (وهكذا في حديث رواه احمد) تو جب آسمان میں کفار داخل نہیں ہوسکتے ہیں تو عرش معلیٰ کو کبھی نہیں چڑھ سکتے ہیں۔اور آسمان تک پرواز کرنا نہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ کفار پر ممنوع ہے۔(ومن ادعى فعليه البيان) بےشک آسمان کے باتوں کے سننے سے شیاطین ممنوع ہیں اور آسمان ان سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔نہ کہ مس اور چڑھنے سے ممنوع ہیں كما لا يخفىٰ على من تفكر في القرآن . قال الله تعالىٰ لا يسمعون الى الملأ الاعلىٰ و يقذفون من كل جانب ﴿۲﴾وقال وانا لمسنا السماء فوجد نا ها ملئت حرسا شديداً و شهبا وانا كنا نقعد منها مقاعدللسمع فمن يستمع الآن يجد له شهابًا رصداً ﴿۳﴾ فقط

چاند تک انسان کی رسائی ممکن ہے

سوال :امریکہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ان کا اپالو راکٹ اور روس کا کاسموس نامی راکٹ چاند پر اترا ہے۔ اور اس مہینہ کے پہلے ہفتے میں ریڈیو پاکستان بار بار نشر کرتا ہے۔کہ اپالو۱۲ کے لائے ہوئے پتھروں کی نمائش پاکستان میں بھی ہوئی ہے۔تو کیا چاند پر اترنا انسانی بس کی بات ہے؟اگر یہ کام انسانی بس کی بات نہ ہو اور خلاف شریعت ہو۔تو امریکہ اور روس اور دوسرے ممالک جو یہ دعویٰ کرتے ہیں تو پاکستان جو ایک اسلامی ملک ہے اس کی تردید کیوں نہیں کرتا اور بڑے بڑے علماء کرام اس کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے۔اب ہم اپنے بات پر ڈٹ

﴿۱﴾(پارہ :۸ سورۃ اعراف آیت : ۴۰ رکوع :۱۲)
﴿۲﴾(پارہ :۲۳ سورۃ صافات آیت:۸)
﴿۳﴾(پارہ :۲۹ سورۃ جن رکوع :۱۱ آیت ۹،۸)

جائیں یا امریکہ کا مانیں۔ نیز چاند آسمان میں ہے یا آسمان سے نیچے ہے؟ ہمیں تفصیلی معلومات ارسال فرمائیں۔

المستفتی: کرامت اللہ امازئی چروڑی چملہ سوات......۱۹۶۹ء

الجواب: قرآن اور حدیث سے یہ امر معلوم ہے۔ کہ چاند آسمان میں مظروف ہے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ چاند آسمان میں مرکوز ہے۔ لان کلمة '' فی'' معناها الظرفية لاالركزية ۔لہٰذا ممکن ہے۔ کہ آسمان کے ثخن میں ہو۔ کما قال به حکماء اليونان ۔ اور ممکن ہے کہ فضاء میں ہو۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار میں اختلاف موجود ہے(کما لا یخفیٰ علی من راجع الی روح المعانی) لہٰذا اس مسئلہ میں تشدد نہیں کرنا چاہیے۔ بے شک قرآن مجید سے یہ امر معلوم ہے کہ کفار کے ارواح خواہ بلا جسد ہوں یا با جسد ہوں آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ لا تفتح لهم ابواب السماء ﴿۱﴾ پس اگر چاند آسمان سے نیچے فضاء میں ہو تو اس پر کفار کا اترنا کوئی امر مستبعد نہیں ہے۔ جیسا کہ شیاطین الجن کا آسمان پر چڑھنا ممکن اور واقع ہے اور بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند تارے بلکہ سورج آسمان سے نیچے فضاء میں ہیں۔ مزید معلومات کیلئے رسالہ الحق ماہ اکتوبر ۱۹۶۹ء ملاحظہ کریں۔ فقط

چاند سورج کا آسمانوں میں ہونا حکماء یونان کا نظریہ ہے

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ صاحبان کا ایک رسالہ ہمارے علاقے میں آتا ہے جس میں تحریر تھا کہ چاند آسمان میں نہیں ہے اور قرآن مجید میں بھی چاند کے آسمان میں ہونے کا ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ آسمانوں سے نیچے ہے۔ میری تعلیم چونکہ کم ہے مگر صرف ایک قرآن مجید تفسیر ابن کثیر اردو پ ۲۵ ہمارے ساتھ ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ سات آسمان دنیا میں موجود ہیں(پ : ۲۹ ع: ۹ ص ۴۳) (پ: ۴ ع: ۴) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چاند آسمان میں موجود ہے۔ برائے مہربانی مکمل مسئلہ تحریر کر کے ارسال فرمادیں۔ تاکہ میری اور قوم کی صحیح تسلی ہو جائے۔

المستفتی: تراب گل کوٹ ملاکنڈ ایجنسی ۱۹۶۹ء/۹/۲۹

الجواب: قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے۔ کہ چاند اور تارے آسمان میں مرکوز ہیں۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ چاند اول آسمان میں ہے۔ اور سورج چھارم آسمان میں ہے۔ در حقیقت یہ حکماء یونان کا عقیدہ ہے۔ جو کہ علماء نے کتب میں (نصوص سے عدم متعارض ہونے کی وجہ سے) نقل کیا ہے بے شک قرآن وحدیث

﴿۱﴾(پارہ:۸ سورۃ الاعراف رکوع:۱۲ آیت:۴۰)

سے یہ ثابت ہے کہ چاند تارے آسمان میں مظروف ہیں تو ممکن ہے کہ مرکوز ہوں اور ممکن ہے کہ غیر مرکوز ہوں۔ لیکن بادی نظر پر اکتفا کیا گیا ہو۔ کما فی تغرب فی عین حمئة . ﴿۱﴾ اور ممکن ہے کہ آسمانوں کے کرہ ہونے کی وجہ سے ظرفیت کا اطلاق ہوا ہو۔ کیونکہ اس تقدیر پر زمین بھی آسمان میں ہے۔ اور چاند تارے بھی۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے آثار متعارض ہیں۔ لہٰذا ان کا آسمان سے نیچے ہونا اور فضاء میں معلق ہونا بھی ممکن ہوا اور کفار کا اس پر اترنا ممکن ہوگا کیونکہ کفار کیلئے آسمان میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ باقی آسمان تک جانا نہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ کفار پر ممنوع۔ فقط

چاند تاروں کے آسمان میں ہونے یا نہ ہونے میں سلف صالحین کا اختلاف ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ سورج اور چاند آسمان کے اوپر یا اس کے ساتھ پیوست نہیں ہیں۔ بلکہ آسمان سے بہت نیچے خلا اور فضاء میں ہیں اسی طرح دوسرے تمام سیارے آسمان سے نیچے ہیں۔ چنانچہ روح المعانی میں آیت کل فی فلک یسبحون کے تحت لکھا ہے۔ قال اکثر المفسرین ھو موج مکفوف تحت السماء یجری فیه الشمس و القمر قال الضحاک ھو لیس بجسم لان ھو مدار و ھل النجوم (روح المعانی ص ۴۰ جلد ۱۷) اور دوسرا شخص عمر کہتا ہے۔ کہ چاند اور سورج آسمان کے اوپر ہیں خداتعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ ای کل فی خلاء او فضاء یسبحون. یعنی تمام سورج چاند ستارے ہر ایک خلا اور فضاء میں تیرتے ہیں بلکہ فرمایا۔ کل فی فلک یسبحون اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الفلک السماء ۔ اور حاشیہ جلالین ص ۲۷۰ تفسیر قادری ص ۵۲۵ میں ہے کہ چاند کا جرم آسمان میں ہے۔ اور اس کا نور سب آسمانوں میں پھیلتا ہے۔ جیسے زمین پر پھیلتا ہے۔ اور چاند اور سورج کی تفسیر اٹھائیس پارہ میں ہے ہر برج کا حصہ دائرہ میں اور کہتائی ہوتی ہے۔ اور ہر روز اسی منزل کے قریب قطع کرتا ہے اور سارے آسمان میں اس کا نور پڑتا ہے۔ الخ ۔ اور تفسیر جلالین ص ۱۶۸ تحت آیت ھو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً و قدر منازل ثمانیة و عشرین منزلاً فی ثمان و عشرین منزل لیلة و فی کل شھر ستر لیلتین ان کان شھر ثلاثین یوماً و لیلة ان کان تسعة و عشرین یوماً ۔

﴿۱﴾ (پارہ:۱۶ سورة کھف رکوع:۲ آیت:۸۶)

(جلالین ص ۱۲۱) اور برج آسمانوں میں ہیں، جوکہ آیت مبارکہ تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً اثنیٰ عشر الحمل والثور الخ (جلالین ص ۳۰۵) بہت برکت والا ہے جس نے کئے بیچ آسمان کے برج۔ و جعل فیھا سراجاً وقمراً منیراً۔ کیا بیچ اس کے یعنی آسمان کے چراغ یعنی سورج اور چاند روشن۔ معلوم ہوا کہ سورج اور چاند نیچے ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کا ذکر کیا ہے کہ چانداور سورج آسمانوں میں ہیں۔ الم تر کیف خلق سبع سمٰوٰت طباقا و جعل فیھن نوراً و جعل الشمس سراجاً۔ کیا نہیں دیکھاتم نے کیونکر پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کواوپر تلے اور کیا چاند کو بیچ اس کے روشن اور کیا سورج کو چراغ۔ معلوم ہوا چانداور سورج اور ستارے آسمانوں میں تیرتے ہیں انه فیه ذلک الکوکب و کل کوکب یجری فی السماء الذی قدر فیه و فی الذی اختلف العلماء فیه فقال بعضهم الفلک لیس بجسم وهو استدارة هذا لنجوم . وقال الکثیرون الفلک اجسام تدار النجوم علیها وهذا اقرب الیٰ ظاهر القرآن . (جلالین حاشیه ص ۲۷۰) اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ آسمان کی حقیقت کیا ہے؟ الجواب: آسمان کے سات طبقے ہیں جدا جدا ہیں۔ ایک آسمان میں شہاب دوسرے میں عطارد الخ (فتاوی عزیزی ص ۷۷ جلد ۱) تو اب ان شخصوں میں کس کا قول صحیح ہے۔

المستفتی: شفیق احمد کسوال ضلع ساہیوال ...... ۲۷؍ شوال ۱۳۸۹ھ

الجواب: قرآن وحدیث میں علی وجہ التصریح نہ فوقیت کا ذکر ہے اور نہ تحتیت کا اور نہ رکوزیت کا۔ اور سلف صالحین کے آثار اس میں مختلف ہیں۔ لہٰذا جن اشیاء میں کافر داخل ہو جائیں وہ آسمان سے نیچے ہونگے۔ اور جن اشیاء کو داخل نہیں ہوئے تو ان میں تمام احتمالات موجود ہیں۔ فقط

آسمان اور فلکیات کے بارے میں فلاسفہ یونان کی نظریات اور شریعت

سوال: (۱) کیا آسمان ٹھوس ہے۔ (۲) ...... آسمان کی تعریف کیا ہے۔ (۳) ...... طبقہ ناری چاند سے اوپر واقع ہے یا نیچے؟ (۴) ...... قرآن مجید میں ہے کہ انسان زمین پر مرے گا اگر وہ چاند پر مر گیا۔ تو اس کی کیا تأویل ہوگی؟ (۵) ...... سات آسمان کیسے واقع ہیں؟ (۶) ...... چاند آسمان دنیا کے نیچے ہے یا اوپر؟

(۷)...... کل فی فلک یسبحون ۔کی تفصیل کیا ہے؟ (۸)...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ آسمان زمین سے اوپر والے حصے کو کہتے ہیں قرآن کا اس بارے میں کیا نظریہ ہے؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب: (۱)(۲) آسمان ایک ٹھوس جسم ہے جس میں دروازے بھی ہیں اور رنگدار بھی ہے۔ دلائل سے سرخ رنگ والا معلوم ہوتا ہے۔

(۳) طبقہ ناری یونانی فلاسفہ کے نزدیک چاند سے نیچے ہے۔ اور ایمانی فلاسفہ کے نزدیک یہ کوئی مصدقہ چیز نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ طبقہ موجود ہو اور ممکن ہے کہ موجود نہ ہو کیونکہ وحی میں اس کے طرف کوئی تعرض نہیں ہوا ہے۔

(۴) یہ مضمون قرآن مجید میں نہیں ہے۔ بیشک یہ مضمون موجود ہے، کہ زمین میں انسان کو معاد کیا جائے گا۔ اور یہ کہ تمھارے لئے زمین پر ٹھکانا ہے۔ لیکن اس سے چاند کو نہ چڑھنا لازم نہیں آتا ہے۔ کیونکہ یہ تو یا غالب پر محمول ہے اور یا یہ کہا جائے گا کہ چاند وغیرہ پر مرنے والا قبل الحشر زمین کو معاد کیا جائے گا۔ اور یا یہ کہا جائے گا کہ انسان کے ضروریات زندگی اور بقا کا سامان صرف زمین میں ہے۔

(۵) ایک دوسرے سے بہت بعید ہے۔ متصل نہیں ہے اور شکل بظاہر کرہ معلوم ہوتا ہے۔

(۶) وحی میں تصریح نہیں ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ ثخن میں ہو اور ممکن ہے کہ فضاء میں ہو۔ اور یہ اکثر کا قول ہے لیکن اگرچہ یہ یقینی طور سے ثابت ہوا کہ کفار چاند پر چڑھ گئے ہیں تو یہ فیصلہ کیا جائیگا کہ چاند فضاء میں ہے ثخن میں نہیں ہے۔

(۷) حضرت تھانوی اور مولانا عثمانی اور روح المعانی میں تصریح ہے۔ کہ فلک سے مدار مراد ہے نہ آسمان یعنی ہر ایک اپنے مدار پر چکر لگاتا ہے۔

(۸) سماء آسمان کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اوپر والی چیز پر بھی سماء کا اطلاق درست ہے۔ فقط

چاند تاروں کے بارے میں سائنسی تحقیقات کی شرعی حیثیت

سوال :(۱)...... کیا یہ درست ہے کہ انسان چاند پر اتر گیا ہے اور اپنے ساتھ کچھ نمونے بھی لایا ہے؟ (۲) چاند آسمان سے اوپر ہے یا نیچے۔ اگر اوپر ہے تو کونسے آسمان میں ہے؟ (۳)...... چاند زمین سے بڑا ہے یا

چھوٹا۔اور کتنی بڑا یا چھوٹا ہے؟(۴)......کیا چاند کا حجم گھٹتا یا بڑھتا ہے یا نہیں؟(۵)......کیا چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے یا خود روشن ہے؟(۶)......کیا یہ سورج کی طرح ڈوبتا ہے یا نہیں؟(۷)......چاند زمین سے کتنا دور ہے؟(۸)......اگر ان کا دعویٰ غلط ہے تو اس کے ناممکن ہونے کا سبب از روئے قرآن وحدیث کیا ہے؟

(۹)......مولانا شمس الحق صاحب اس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟(۱۰)......لوگ کہتے ہیں کہ چاند تک درویش لوگ پانچ سو سال میں پہنچ سکتے ہیں۔کیا یہ درست ہے؟(۱۱)......علماء کرام اس کے بارے میں کیوں خاموش ہیں؟(۱۲)......میرا خیال یہ ہے۔کہ انسان چاند پر اتر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لیس للانسان الاما سعیٰ۔یعنی انسان کو کچھ نہیں ملے گا لیکن جس کی وہ کوشش کرے۔اگر یہ خیال غلط ہو تو مطلع فرماویں؟

المستفتی: صدیق الرحمٰن خوبی......۱۹۶۹ء

الجواب:(۱)بظاہر درست ہے(۲)......اکثر مفسرین کے نزدیک آسمان سے نیچے ہے(روح المعانی)

(۳)(۴)قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔لہٰذا ان غیر ضروری امور میں سائنسدانوں کی تصدیق کرنا کوئی گناہ نہیں۔(۵)......بظاہر سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

(۶)ہمارے نظر میں ڈوبتا ہے۔اور حقیقت کوئی اور چیز ہے۔

(۷)(۸)قرآن وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔لہٰذا ایسے غیر ضروری امور میں سائنس والوں کا ماننا گناہ نہیں ہے۔

(۹)مولانا شمس الحق صاحب اور ہماری ایک رائے ہے۔

(۱۰)غلط ہے(۱۱)......شاید آپ نے رسالہ الحق کا مطالعہ نہ کیا ہوگا اور نہ مولانا عبدالحق صاحب کا خطبہ سنا ہوگا۔

(۱۲)چونکہ اس کا تعلق مع اللہ کے حصول میں کوئی دخل نہیں یہ جغرافیائی اور طبعی مسئلہ ہے۔لہٰذا وحی اس سے ساکت ہے اور آپ کا خیال صحیح ہے۔لیکن آیات سے استدلال غلط ہے مزید تفصیل کیلئے رسالہ الحق شمارہ اگست اور ستمبر ۱۹۷۹ء دیکھئے۔

آسمان کا وجود اور تاروں کا متحرک یا ساکن ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ(۱)......آسمان موجود ہے یا نہیں؟(۲)ایک دوسرے کے اوپر ہیں یا نہیں؟(۳)......حرکت کرتے ہیں یا نہیں؟(۴)......ستارے متحرک ہیں یا نہیں؟

(۵)......آسمان کے اوپر ہیں یا نیچے؟(۶)......امریکہ والے چاند پر اترے ہیں یا نہیں؟(۷)......چاند یا آسمان تک امریکہ اور روس کی رسائی شریعت کی رو سے ہوسکتی ہے یا نہیں؟ شریعت اور حکمت وحقیقت کی رو سے جواب دیکر ثواب دارین حاصل کریں؟

المستفتی: محمد اسرار ساکن گڑھی

الجواب:(۱)یقیناً موجود ہے۔(۲)......ایک دوسرے کے اوپر ہیں لیکن متلاحق نہیں ہیں۔

(۳)وحی میں اس کا ذکر نہیں ہے۔(۴)......بعض متحرک اور بعض ساکن ہیں۔

(۵)اکثر مفسرین کے نزدیک نیچے ہیں۔ (کمافی روح المعانی)

(۶)ہوسکتا ہے۔(۷)......کفار آسمان میں داخل نہیں ہوسکتے ہیں۔باقی آسمان سے نیچے چیزوں پر اتر سکتے ہیں۔ نہ یہ ممنوع ہے اور نہ کسی سے مخصوص۔فقط مزید وضاحت کیلئے رسالہ الحق شمارہ اگست وستمبر ۱۹۶۹ء مطالعہ کریں۔

چاند پر اترنے کا دعویٰ تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں

سوال: آج کل ریڈیو اور اخبارات میں یہ عام بات ہے کہ امریکی خلاباز چاند پر اتر چکے ہیں۔آپ صاحبان مہربانی فرما کر فتویٰ صادر فرمائیں۔کہ چاند پر جانا منع ہے یا نہیں۔نیز امریکی خلاباز چاند پر ٹھیک پہنچ چکے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: نامعلوم

الجواب:(الف)مختصراً عرض ہے کہ قرآن وحدیث سے اتنا معلوم ہے کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں باقی آسمان کے نیچے جتنے چیزیں ہیں چاند ہو یا سورج ہو ان کو چڑھ سکتے ہیں۔اور قرآن وحدیث میں یہ تصریح نہیں ہے۔کہ چاند آسمان کے ثخن میں ہے یا آسمان سے نیچے ہے۔ہاں حکماء یونان کہتے ہیں کہ چاند آسمان کے ثخن میں ہے۔اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آسمان سے نیچے ہے(کما فی روح المعانی)لہٰذا اگر ثابت ہوجائے کہ کفار چاند کو چڑھ گئے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے۔کہ آسمان سے نیچے ہے۔اور حکماء یونان غلط ہوئے ہیں۔

(ب)امریکہ کا دعویٰ تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔کیونکہ ماسوائے دعویٰ کے آلات کے ذریعہ مشاہدہ بھی ہو۔ اور روس نے تکذیب بھی نہیں کی ہے لیکن تواتر عام سروس سے پہلے جزم اور یقین کفار کے اخبارات پر نہ کرنا چاہیے۔

سات زمینوں کی طبقات

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس بارے میں کہ زمین جوسات طبقات ہیں تو یہ آسمانوں کے طرح ایک دوسرے کے اوپر ہیں یاصرف ایک سطح سات حصوں میں تقسیم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد عارف اساعیلہ مردان......۱۹۷۷ء/۸/۱۹

الجواب :اسمیں کئی احتمالات ہیں(۱) آسمانوں کی طرح (۲)......سات مستقل بغیراشتمال کے۔ (۳) سات اقالیم۔ ﴿۱﴾لیکن دوسرااورتیسراقول حدیث غضب سے مخالف ہے۔البتہ دوسرے قول کی تطبیق ممکن ہے بخلاف ثالث کے. و ھوالموفق

﴿۱﴾قال العلامہ آلوسی والمثلیة تصدق بالاشتراک فی بعض الاوصاف فقال الجمھور ھی ھاھنا فی کونھا سبعاً وکونھا طباقا بعضھا فوق بعض وبین کل ارض وارض مسافة کما بین السماء والارض......... وقال الضحاک ھی فی کونھا سبعاً بعضھا فوق بعض لافی کونھا کذلک مع وجود مسافة بین ارض وارض. واختارہ بعضھم زاعماً ان المرادبھا تیک السبع طبقة التراب الصرفة الجاورة للمرکز، والطبقہ الطنیة والطبقة المعدنیہ .... وقیل من القائم السبعة وھی مختلفة الحرارة والبرودة واللیل والنھار .الخ (روح المعانی ص ۲۱۱،۲۱۲ جلد ۱۵ سورة الطلاق پارہ:۲۸)




باب
الکرامات

قال اللّٰہ تعالیٰ ”الآان اولیآء

اللّٰہ لا خوف علیہم ولا ھم

یحزنون ہ الذین آمنوا

وکانوا یتقون ہ لہم البشریٰ

فی الحیوٰۃ الدنیا وفی

الاخرۃ ط“(الایۃ)

باب الکرامات

کرامت کی تعریف اور شہداء کی برزخی زندگی

سوال: کرامت کی تعریف کیا ہے، نیز ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات الآیۃ کا مطلب اور تشریح کیا ہے؟

المستفتی: غلام رحمانی یوسف خیل مہمند ایجنسی ...... ۲۰ محرم ۱۳۹۶ھ

الجواب: کرامت اس امر خارق العادت کو کہا جاتا ہے جو کہ ایک کامل تابع شریعت سے ظاہر ہو۔ ﴿۱﴾ خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ ہو زیارت القبور سنت ﴿۲﴾ اور توسل بالصالحین جائز ہے۔ ﴿۳﴾ اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو شخص اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں قتل ہو جائے تو اس کو عام اموات کی طرح ایک مردہ نہ سمجھو کیونکہ وہ راحت روحانی اور حفاظت بدن اور حیات برزخی سے نوازا گیا ہے۔ ﴿۴﴾ وهو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی القاری الكرامة خارق للعادة الا انها غير مقرونة بالتحدی وهی كرامة للولی وعلامة لصدق النبی فان كرامة التابع كرامة المتبوع والولی هو العارف بالله وصفاته بقدر ما يمكن له، المواظب على الطاعات المجتنب عن السيئات المعرض عن الا نهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات. (شرح فقه الاكبر للقاری ص ۷۹ الكرامات للاولياء حق)

وقال ابن عابدين وكرامات الاولياء حق فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعيدة فی المدة القليلة وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة والمشی على الماء والهواء وكلام الجماد والعجماء واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهم من الاعداء وغير ذلک.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۸۴ جلد ۲ مطلب فی ثبوت كرامات الاولياء والاستخدامات)

﴿۲﴾ قال الحصكفی وبزيارة القبور وللنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الا فزوروها الخ

(الدر المختار على هامش ردالمحتار ص ۶۲۵ جلد ۱ مطلب فی زيارة القبور)

﴿۳﴾ قال ابن عابدين وقد قال تعالىٰ وابتغوا اليه الوسيلة وقد عد من اداب الدعاء التوسل على ما فی الحصن وجاء فی رواية اللهم انی اسالک بحق السائلين عليک وبحق ممشای اليک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا الحديث. (رد المحتار هامش الدر المختار ص ۲۸۱ جلد ۵ فصل فی البيع كتاب الخطر والاباحة)

﴿۴﴾ قال العلامة آلوسی "ولكن لا تشعرون" ای لا تحسون ولا تدركون ما حالهم بالمشاعر لانها من احوال البرزخ التی لا يطلع عليها ولا طريق للعلم بها الا بالوحی واختلف فی هذه الحياة فذهب كثير من السلف الیٰ انها حقيقية بالروح والجسد ولكنا لا ندركها فی هذه النشأة واستدلوا بسياق قوله تعالیٰ عند ربهم يرزقون وبان الحياة الروحانية التی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اولیاء اللہ کا قبل الموت یا بعد الموت نفع ونقصان پہنچانا

سوال: اولیاء اللہ زندہ ہوں یا وفات، کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ وضاحت فرمایئے۔

المستفتی: اہالیان اسپنزہ دیر سٹیٹ......۵ رشوال ۱۳۹۵ھ

الجواب: اولیاء اللہ خواہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں، مافوق الاسباب ضرر اور نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ البتہ اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے حیات میں بھی اور بعد الممات بھی۔ ﴿۱﴾ وهو الموفق

اولیاء کرام کو نیند کے علاوہ اور ذرائع سے معلومات کا فراہم ہونا

سوال: کیا اولیاء کرام کو نیند کے بغیر اور ذرائع سے معلومات موصول ہو سکتی ہیں یا نہیں اگر موصول ہو سکتی ہیں تو تحریر فرماویں۔

المستفتی: مولوی حیات اللہ لشکر کوٹ جنوبی وزیرستان......۷ رربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

(بقیہ حاشیہ) ليست بالجسدليست من خواصهم فلا يكون لهم امتياز بذلک على من عداهم وذهب البعض الیٰ انها روحانية وكونهم يرزقون لا ينا فی ذلک فقد روی عن الحسن ان الشهداء احياء عند الله تعالیٰ تعرض ارزاقهم علی ارواحهم فيصل اليهم الروح والفرح كما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوًّ وعشيا فيصل اليهم الوجع فوصول هذالروح الى الروح هو الرزق والامتياز ليس بمجرد الحياة بل مع ما ينضم اليها من اختصا صهم بمزيد القرب من الله عز شانه ومزيد البهجة والكرامة الخ.

(تفسير روح المعانی ص ۳۰ جلد ۲ سورة البقرة آيت: ۱۵۴)

﴿۱﴾ قال الحافظ ابن كثير الكرامة لولی من هذه الامة وهی معدودة من المعجزات لان كل مايثبت لولی فهو معجزة لنبيه ...... عن ابی سبرة النخعی قال اقبل رجل من اليمن فلما كان ببعض الطريق نفق حماره فقام فتوضأ ثم صلی ركعتين ثم قال اللهم انی جئت من الدفينة مجاهداً فی سبيلک وابتغاء مرضاتک وانا اشهد انک تحی الموتی وتبعث من فی القبور لا تجعل علی اليوم منه اطلب اليک اليوم ان تبعث حماری ،فقام الحمار ينفض اذنيه الخ وايضاً فی باب كلام الاموات وعجائبهم عن ربعی بن خراش العبسی قال مرض اخی الربيع بن خراش فمرضته ثم مات فذهبنا نجهزه فلما جئنا رفع الثوب عن وجهه ثم قال السلام عليكم قلنا وعليک السلام قدمت ،قال بلی ولكن لقيت بعد كم ربی ولقينی بروح وريحان ورب غير غضبان ثم كسانی ثيابا من سندس اخضر وان سألته ان يأذن لی ان ابشر كم فاذن لی وان الامر كما ترون فسددوا وقاربوا وبشروا ولا تنفروا فلما قالها كانت كحصاة وقعت فی ماء ثم اورد باسانيد كثيره فی هذاالباب (البدايه والنهايه ص ۱۹۱، ۱۹۷ جلد ۲ كرامة لولی من هذه الامة)

الجواب: کشف، الہام، منام تمام کے تمام سے اولیاء پر حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ ﴿۱﴾ فقط

کرامت بعد الممات اور اولیاء کا تصرف

سوال: کیا بعد الممات اولیاء کا تصرف ثابت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: تسلیم ہیڈ کوارٹر شبقدر مہمند ایجنسی......۳ / جمادی الثانیہ ۱۳۹۷ھ

الجواب: قرآن، احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ کرامت بعد الممات ﴿۲﴾ اور توسل بالصالحین ثابت ہیں۔ ﴿۳﴾ تمام دیوبندی اکابر کا یہی مسلک ہے البتہ غیر اللہ سے غائبانہ حاجات مانگنا یا ان کے تسلط غیبی کا اعتقاد رکھنا یا ان کا حاجت روائی کیلئے مقرر ہونے کا قول کرنا یا ان کے دعا کی مقبولیت میں تخلف نہ ہونے کی بات کرنا شرکیات ہیں۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ قال الملا علی قاری وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه ولا سبیل للعباد الیه الا باعلام منه والهام بطریق المعجزة اوالکرامة اوالارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیه ذلک ،الخ
(شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۱۵۱ حکم تصدیق الکاهن بما یخبر به من الغیب)

﴿۲﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انه لا یزال یری علی قبره نور رواه ابوداؤد.
(مشکواة المصابیح ص ۵۴۵ جلد۲ باب الکرامات)

عن اسماعیل بن طلحة بن عبید الله عن ابیه قال اردت مالی بالغابة فادرکنی اللیل فأویت الی قبر عبد الله بن عمرو بن حرام فسمعت قرأة من القبر ما سمعت احسن منها ،الخ
(کتاب الروح لابن القیم الجوزیه ص ۱۳۴ این مستقر الارواح الخ)

﴿۳﴾ قال الشیخ المفتی اعظم محمد فرید دامت برکاتهم التوسل بالصالحین وهو قد یکون باعمالهم ودعائهم کما روی البخاری عن مصعب بن سعد مرفوعا هل تنصرون وترزقون الا بضعفاء کم و کما روی صاحب شرح السنة فی شرح السنة ان النبی ﷺ کان یستفتح بصعا لیک المهاجرین وقد یکون بشر کتهم کما فی قوله تعالیٰ وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان معذبهم وهم یستغفرون (الانفال) وقد یکون بمحبة المتوسل الصالحین وقد یکون بمحبة الله ایاهم و قد یکون بجاههم عند الله ،وتوسل العوام بالصالحین یرجع غالبا الی هذه الاقسام الثلاثة وبالجمله ان التوسل بالذوات الفاضلة لا یرادبه التوسل بالذوات الفاضله من حیث انها ذوات لعدم تفاوت الصالحین من غیر الصالحین فی الذات لکون کلهم من قبیل الحیوان الناطق والانسان ،ولو تفکرت لعلمت انه قد یجتمع من اقسام التوسل بالصالحین قسمان بل اکثر فی مادة واحدة.
(رسالة التوسل فی آخر منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۳۲۵ جلد ۳)

کرامات اور معجزات کے بارے میں بہار شریعت نامی کتاب کی تحقیق پر نظر

سوال: بہار شریعت نامی کتاب میں ص ۶۳ پر ولایت کے بیان میں لکھا ہے کہ مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک تمام زمین ایک قدم میں طے کرنا غرض تمام خوارق عادات اولیاء سے ممکن ہیں، سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کیلئے ممانعت ثابت ہوچکی ہے۔ جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورۃ کا لانا یا دنیا میں بیداری کے حالت میں دیدار الٰہی کا کرنا یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے لئے یا کسی ولی کیلئے دعویٰ کرے۔ وہ کافر ہے۔ اس عبارت کے بارے میں اپنا نکتہ نظر بیان کریں؟

المستفتی: مولانا مسلم شاہ خطیب جامع مسجد جڑوبہ پشاور......۲۱ر جولائی ۱۹۷۰ء

الجواب: اس قائل کا اول الذکر کلام حق ہے۔ البتہ آخر میں کفر کا فتویٰ علی الاطلاق غیر حق ہے، ولعل هذا القائل اخذ هذا من ردالمحتار ص ۵۵۲ جلد ۳ ﴿۱﴾ والحاصل انه لا خلاف عندنا فی ثبوت الکرامة و ان الخلاف فی ما کان من جنس المعجزات الکبار و المعتمد الجواز مطلقا و لا فیما ثبت بالدلیل عدم امکانه کالا تیان بسورة وتمام الکلام علی ذالک فی حاشیة ردالمحتار. وهو الموفق

کرامت بعد الوفات، تبرک بآثار الصالحین اور دم تعویذ

سوال: (۱) بعض لوگ کرامت بعد الوفات کے قائل ہوکر کہتے ہیں کہ یا پیر بابا ہمارا یہ کام کر، ہمارا یہ اپریشن کر، اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) بعض لوگ تعویذ گلے میں ڈالتے ہیں ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں، بعض لوگ تعویذ میں لکھتے ہیں یا جبرائیل، یا میکائیل، یا بدوح وغیرہ اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی اللہ داد گلستان ضلع پشین بلوچستان......۱۱ر محرم ۱۴۱۰ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدین وقد ذکر علماؤنا ان ماهو من المعجزات الکبار کاحیاء الموتی وقلب العصا حیة وانشقاق القمر و اشباع الجمع من الطعام وخروج الماء من بین الاصابع لا یمکن اجراؤه کرامة للولی وطی المسافة منه لقوله علیه الصلاة والسلام زویت لی الارض فلوجاز لغیره لم یبق فائدة للتخصیص لکن فی کلام القاضی ابی زید ما یدل علی انه لیس بکفر .... وان امام الحرمین قال المرضی عندنا تجویز جمله خوارق العادات فی معرض الکرامات ثم قال نعم قد یرد فی بعض المعجزات نص قاطع علی ان احداً لایأتی بمثله اصلا کالقرآن الخ.
(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۲ جلد ۳ قبیل باب البغاة مطلب فی کرامات الاولیاء)

الجواب: (۱) کرامت بعد الوفات ﴿۱﴾ اور تبرک بآ ثار الصالحین حق ہیں۔ ﴿۲﴾ لیکن عوام کے خودساختہ کرامات اور تبرکات زیرِ غور بلکہ نا قابل التفات ہیں۔

(۲) تعویذ اور دم اور معالجہ میں یہ ضروری ہے کہ قرآن وحدیث سے معارض نہ ہو۔ لحدیث اعرضوا علی رقاکم الحدیث. ﴿۳﴾ اور یہ ضروری نہیں کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ وھو الموفق

بطور کرامت سوئی کی سوراخ سے اونٹ نکالنا ناممکن نہیں

سوال: صرف یہ جواب نقل کیا گیا ہے۔ اور سوال موجود نہیں ہے۔

المستفتی: غلام سرور سنگا پور.....۱۹۸۳ء/۸/۱۰

الجواب: محترم المقام غلام سرور قادری صاحب السلام علیکم! کرامت سے احیاء الاموات ممکن بلکہ واقع ہے البتہ اس واقعہ مسطورہ کا ثبوت صحیح سند سے نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اس خاص واقعہ کا نہ ماننا ضرر رساں نہیں۔ نیز بطور کرامت کے سوئی کی سوراخ سے اونٹ نکالنا ناممکن نہیں ہے۔ ﴿۴﴾ وھو الموفق

قبر کی مٹی پھوڑے پر لگانا اور کرامت سے مردوں کا زندہ ہونا

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مزاروں اور زیارتوں پر جو نمک پڑا رہتا ہے جس کو زائرین

﴿۱﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشي كنا نتحدث انه لا يزال يرىٰ على قبره نور ،رواه ابو داؤد .
(مشكواة المصابيح ص ۵۴۵ جلد ۲ باب الكرامات)

﴿۲﴾ عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال ارسلي اهلي الى ام سلمة بقدح من ماء و كان اذا اصاب الانسان عين او شئ بعث اليها مخضبه فاخرجت من شعر رسول الله ﷺ و كانت تمسكه فى جلجل من فضة فخضخضة له فشرب منه قال فاطلعت فى الجلجل فرأيت شعرات حمراء رواه البخارى.
(مشكواة المصابيح ص ۳۹۱ جلد ۲ باب الطب والرقىٰ)

﴿۳﴾ عن عوف بن مالك الا شجعى قال كنا نرقى فى الجاهلية فقلنا يا رسول الله كيف ترى فى ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا بأس بالرقىٰ مالم يكن فيه شرك . رواه مسلم
(مشكواة المصابيح ص ۳۸۸ جلد ۲ كتاب الطب والرقىٰ)

﴿۴﴾ عدم ايلاج الجمل فى سم الخياط من العادة العامة فايلاجه غير ممكن للعامه واما بالكرامة فممكن وجائز لان الكرامة فهى نقض العادة قال العلامه ملا على قارى الكرامة خارق للعادة كما فى شرح فقه الاكبر وقال ابن عابدين و كرامات الاولياء حق فتظهر الكرامة على نقض العادة للولى الخ .
(فليراجع الى رد المحتار ص ۶۸۴ جلد ۲)(از مرتب)

بطور تبرک لے جاتے ہیں، اور قبر سے مٹی اٹھا کر زخمی جگہوں یا پھوڑوں پر لگاتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۲) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال پہلے غرق شدہ کشتی کو بمعہ کشتی میں سوار افراد کے دریا سے نکالا تھا۔ اور جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ زندہ نکلے تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: عبدالوہاب زڑہ میانہ نوشہرہ......۲ ۱۹۷ء

الجواب: (۱) تبرک اگرچہ ثابت ہے لیکن عوام کا خودساختہ تبرک تسلیم کرنا علماء کی شان سے بعید ہے۔ (۲) کرامت سے مردوں کا زندہ ہونا اگرچہ ممکن بلکہ واقع ہے۔ ﴿۱﴾ لیکن بے سند امر کو تسلیم کرنا اصول اور تعامل سے مخالف ہے۔ وھو الموفق

کرامت پیران پیر اور عوام کی غلو

سوال: میرے یادداشت سے یہ بات ہوئی ہے اور ہوتی ہے۔ کہ پیران پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ سال کی غرق کشتی کو بمع بارات دریا سے نکالا تھا۔ جو اس کی کرامت تھی تو لوگ اس لئے اس کے نام پر گیارویں مناتے ہیں۔ لیکن اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کشتی نہیں تھی۔ بلکہ انہوں نے گیارہ سال دین کی سخت محنت اور خدمت کی تھی، اسلئے یہ بات مشہور ہوئی ہے۔ اس میں کوئی بات صحیح اور کونسی غلط ہے۔ بینوا و توجروا

المستفتی: عبدالمقتدس جلبئی صوابی مردان......۱۹۷۳ء/۴/۱۰

الجواب: واضح رہے کہ احیاء الموتی بطور کرامت ممکن اور واقع ہے ﴿۲﴾۔ کما فصلہ فی ترجمان السنة فلیراجع الیه، لیکن یہ مخصوص حادثہ سند صحیح سے ثابت نہیں ہے۔ نیز اس کا ثبوت نذر لغیر اللہ کے جواز کیلئے مستلزم نہیں۔ وھو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی سبرة النخعی قال اقبل رجل من الیمن فلما کان ببعض الطریق نفق حماره فقام فتوضأ ثم صلی رکعتین ثم قال اللهم انی جئت من الدفینة مجاهداً فی سبیلک وابتغاء مرضاتک وانا اشهد انک تحی الموتی وتبعث من فی القبور لا تجعل علی الیوم منه اطلب الیک الیوم ان تبعث حماری فقام الحمار ینفض اذنیه الخ (البدایة والنهایه لابن الکثیر ص ۱۹۱ جلد ۶ کرامة لولی من هذه الامة)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان امام الحرمین قال المرضی عندنا تجویز جملة خوارق العادات فی معرض الکرامات ثم قال نعم یرد فی بعض المعجزات نص قاطع علی ان احد الا یأتی بمثله اصلا کالقرآن ونقض العادة علی سبیل الکرامة لاهل الولایة جائز عند اهل السنة.
(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۷ جلد ۳ مطلب فی کرامات الاولیاء قبیل باب البغاة)

کرامات الاولیاء کا منکر معتزلی اور ما ثبت بالقرآن کا منکر کافر ہے

سوال: کرامات الاولیاء ثابت ہیں یا نہیں؟ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے؟ شرعی حکم واضح فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر امین الحق سرائے نورنگ بنوں......۱۳رشعبان ۱۴۰۲ھ

الجواب: کرامات اولیاء حق ہیں حالت حیات اور بعد الممات دونوں میں اور ان سے منکر معتزلی ہے۔﴿۱﴾ الا اذا انکر ماثبت بنص القرآن فهو کافر .وهو الموفق

کرامات الاولیاء اور اس کے منکر کا شرعی حکم

سوال: کرامات الاولیاء کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ اور اس کے منکر کا کیا حکم ہے اور اس منکر کے خلاف تحریک چلانا کیسا ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: مولوی لطف الرحمٰن سرائے نورنگ بنوں.....۲۳ررمضان ۱۴۰۲ھ

الجواب: کرامات اولیاء اللہ حق ہیں حالت حیات اور بعد الممات دونوں میں۔ قرآن واحادیث اور علم کلام سے یہی عموم ثابت ہیں، ان سے منکر مبتدع ہے۔﴿۲﴾ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ﴿۳﴾۔ اس پر باقاعدہ رد کرنا علماء حق کا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔ جیسا کہ غیر اللہ کو غائبانہ پکارنے والے مشرک پر رد کرنا علماء حق کا فریضہ ہے۔ وهو الموفق

کرامت بعد الممات، روح، حیات اور علیین میں روح کا جانا وغیرہ

سوال: انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کرام کے کرامات فی الحیات اور بعد الممات دونوں حق

﴿۱﴾قال العلامه ملا علی قاری والکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولا عبرة لمخالفة المعتزلة واهل البدعة فی انکار الکرامة...... وخالفهم المعتزله حیث لم یشاهدوا فیما بینهم هذه المنزلة. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۹ المعجزات للانبیاء والکرامات للاولیاء حق)

﴿۲﴾الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزله واهل البدعة فی انکار الکرامة. (شرح فقه الاکبر لملا علی قاری ص ۷۹ المعجزات للانبیاء والکرامات للاولیاء حق)

﴿۳﴾قال العلامه طحطاوی وکره امامة العبد ......والاعمی...... والاعرابی......و الفاسق......والمبتدع بارتکابه ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله ﷺ الخ. (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۶۵ جلد ۱ فصل فی بیان الاحق بالامامة)

ہیں یا صرف فی الحیات ہیں۔ اور مردوں میں موت کے بعد قرآن وحدیث کی روسے کوئی حیات اور حس موجود ہوتی ہے یا نہ۔ انسان میں تو اصل چیز روح ہوتی ہے اور روح مرنے کے بعد علیین یا سجین میں جاتی ہے۔ تو پھر منکر نکیر سے سوال وجواب اور حیات وغیرہ کا کیا بنے گا؟ جواب سے مشکور فرماویں۔

المستفتی: حضرت خان پشاور...... ۱۰ ار رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: جو امر قرآن اور احادیث سے با قاعدہ ثابت ہو۔ اور وہ امر ممکنات سے ہو اور اسکی تحقق سے محال ذاتی لازم نہیں آتا ہو۔ تو اس امر کو بلا تاویل مانا جائے گا۔ پس اس قاعدہ کے بناپر معجزات اور کرامات بعد الممات ﴿۱﴾ اور سوال وجواب وغیرہ امور حق ہیں عدم مشاہدہ اور عدم وجود میں فرق نہ کرنا اور روح اور حیات میں فرق نہ کرنا غلط فہمی ہے۔ ﴿۲﴾ وھو الموفق

کرامت بعد الوفات کا ثبوت

سوال: کرامات بعد الوفات للاولیاء کس دلیل سے ثابت ہیں اور کس شکل میں ہوئے ہیں؟

المستفتی: الحاج نیاز ولی خان حسن خیل شمالی وزیرستان...... ۲ ار رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

الجواب: کرامت بعد الموت حق ہے۔ یدل علیہ حدیث روية النور على قبر النجاشي ﴿۳﴾ ، والكتابة على باب الكفل وحديث بليغ الارض وغير ذلک . وهو الموفق

﴿۱﴾ قال العلامه ملا علي قاری الايات ای خوارق العادات المسماة بالمعجزات للانبياء عليهم الصلاة والسلام والكرامات للاولياء حق ای ثابت بالكتاب والسنة ولا عبرة بمخالفة المعتزلة واهل البدعة فى انكار الكرامة. (شرح فقه الاكبر للقاری ص ۹ ۷ المعجزات والكرامات حق)

﴿۲﴾ قال الحافظ ابن القيم ومما ينبغي ان يعلم ان ما ذكرنا من شان الروح يختلف بحسب حال الارواح من القوة والضعف و الكبر والصغر ..... وانت ترى احكام الارواح في الدنيا كيف تتفاوت اعظم تفاوت بحسب تفارق الاوراح وكيفياتها وقواها وابطائها فللروح المطلقة من اسر البدن وعلائقه وعوائقه من التصرف والقوة والنفاذوالهمة وسرعة الصعود الى الله والتعلق بالله ..... فيكف اذا تجردت وفارقته واجتمعت فيها قواها ..... فهذه لها بعد مفارقة البدن شان اخر وفعل اخر ..... وكان بمنزلة شعاع الشمس الذى هو ساقط بالارض فاصله متصل بالشمس ..... وكما ان السراج لو فرق بينه وبين الفتيلة الاترى ان مركب النار فى الفتيلة وضوء وها وشعا عها يملأ البيت فكذالک الروح (الى اخره)

(كتاب الروح لابن القيم ص ۱۳۶ فصل فى ان شان الروح يختلف بحسب حال الارواح)

﴿۳﴾ عن عائشة قالت لما مات النجاشي كنا نتحدث انه لا يزال يرى على قبره نور . ابو داؤد .

(مشكواة المصابيح ص ۵۴۵ جلد ۲ باب الكرامات)


كتاب السياسة

قال اللّٰه تعالیٰ "والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا ط وان اللّٰه لمع المحسنین ۵" (الایة)

كتاب السياسة

سیاست کا اصل معنی ومطلب

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیاست کا معنی کیا ہے اور آج کل کے سیاستدان سیاست سے کیا معنی لیتے ہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولانا عجب خان صدر اتحاد قبائل درہ آدم خیل.....۲۵/۱۰/۱۹۷۲ء

الجواب: سیاست لغت میں ''پاس داشتن ملک وحکم دادن بررعیت'' کو کہا جاتا ہے (شمس اللغات ص۴۱۴) یعنی تدبر اور حکومت۔ اور اس میں کوئی خاص اصطلاح نہیں ہے البتہ موجودہ لوگوں کے اصطلاح میں سیاست اپنے آپ کو نیک نام کرنا اور اٹھانا اور مقابل کو بدنام کرنا اور گرانا اگرچہ جھوٹ اور فریب سے ہو اور اگرچہ مقابل بجانب حق ہو. وهو الموفق

سیاست اور اصول اقتدار کا کامیاب طریقہ

سوال : جو لوگ کہتے ہیں کہ شریعت بل اسلام اور عوام کے خلاف سازش ہے نیز ۱۹۷۳ء کے آئین کی موجودگی میں شریعت بل کی کوئی ضرورت نہیں۔ حالانکہ ۷۳ء کے آئین میں سینکڑوں دفعات اسلامی قانون کے خلاف ہیں۔ لہٰذا ان بعض علماء کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں اور ان کی کیا سزا ہے کہ بلاوجہ شور شرابہ برپا کرتے ہیں؟

المستفتی: حافظ حزب اللہ ولد امان اللہ خان ٹانک ڈی آئی خان.....۱۰/۴/۱۹۸۸ء

الجواب : میں تو سیاست سے ناواقف ہوں بہرحال کامیاب سیاست یہ ہے جو مجاہدین اور مہاجرین افغانستان کے زیر عمل ہے صرف شور بلاثمر والی سیاست سے حصول اقتدار ناممکن ہے البتہ اس سے اہل اقتدار کے حملوں سے حفاظت کا فائدہ عظمیٰ ہے یہ بھی شیخ الہند اور مفتی محمود رحمہم اللہ والی سیاست کا ثمرہ ہے نہ کہ دیگر سیاست کا۔ وهو الموفق

موجودہ غیر شرعی قوانین میں فیصلے، وکالت، مقدمات وغیرہ کرنا

سوال : پاکستان میں سرکاری قانون کا اکثر و بیشتر حصہ تعزیرات ہند، جوانگریز کا فرسودہ قانون تھا یعنی غیر اسلامی ہے۔ اسی طرح دوسرے قوانین بھی بیشتر شریعت سے متصادم ہیں ان قوانین کا علم چند وکلاء یعنی قانون دانوں کو ہوتا ہے جو عام لوگوں سے اجرت لیکر عدالتوں میں مقدمات کی پیروی کرتے ہیں چونکہ قانون غیر اسلامی ہے لیکن کسی ملک کے باشندوں کیلئے کسی نہ کسی قانون کی موجودگی ناگزیر ہوتی ہے تو اس صورت میں کہ شریعت کا قانون نہیں ہے اس کافرانہ قانون میں وکالت مقدمات کی پیروی فیصلے وغیرہ کرنا اور عدالتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں تفصیلی جواب سے نوازیں؟

المستفتی: محمد عالم کیدام بحرین سوات...... ۲۲ رمحرم ۱۴۰۱ھ

الجواب : واضح رہے کہ ان موجودہ مروجہ قوانین میں جو قوانین، قوانین شریعت سے متصادم ہیں تو ان پر فیصلہ کرنا اور ان کے تحت مقدمات کی پیروی کرنا اور ان کے معاوضات لینا تمام کے تمام غیر اسلامی امور ہیں۔ البتہ ان قوانین کے ذریعہ سے جائز حق اپنانا اور ظالم سے نجات پانا ممنوع نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو دیگر برادران کے ظلم متوقعہ سے بچانے کیلئے دین الملک اور قانون مروج کو زیر کار لایا تھا ﴿۱﴾ یعنی قانون مروج کے زد میں آنے سے بچاؤ کی تدبیر استعمال کی تھی لیکن چونکہ جج یا وکیل مجبور نہیں ہوتا ہے رزق کے بہت سے ذرائع ہیں لہٰذا غالب یہی ہے کہ ان کا گناہ سے بچنا مشکل ہے۔ و هو الموفق

ووٹ کی شرعی حیثیت

سوال : محترمی ومکرمی حضرت الاستاذ المحترم مفتی اعظم محمد فرید صاحب دامت برکاتہم العالیہ چند ماہ میں پاکستان کے اندر الیکشن ہونے والا ہے جس میں تمام سیاسی پارٹیاں حصہ لے رہی ہیں ان میں ایک پارٹی جس کا مقصد صرف شرعی قانون کا نفاذ اور قرآن وسنت کا بول بالا کرنا ہے تو اس پارٹی کے مقابلے میں کسی سیکولر سیاسی پارٹی کو

﴿۱﴾ قال الله تعالیٰ ما کان لیأخذ اخاه فی دین الملک ..الآیۃ (پارہ: ۱۳ سورۃ یوسف رکوع :۳ آیت :۷۶)

ووٹ دینا کیسا ہے اور ووٹ دینے کے بعد اس شخص کے عبادات کا کیا بنے گا برائے مہربانی ہماری رہنمائی فرماویں؟

المستفتی: خاکپائے بزرگان دیو بند احمد نواز کوئیہ جنوبی بھکر میانوالی......۸؍ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب: (۱) کسی کو ووٹ دینے کا مطلب اس پر اظہار اعتماد ہے۔

(۲) اور حکومت یا پبلک کو اس کے اہلیت کی شفاعت اور سفارش کرنا ہے۔

(۳) اور حکومت اور پبلک کو اس کی اہلیت کا مشورہ دینا ہے پس جو شخص ایسی پارٹی کو ووٹ دیوے جو شرعی قانون نہیں چاہتے ہو تو یہ شخص غدار، خائن اور شفیع سیئی ہے۔ قال الله تعالیٰ من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها و من يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها ﴿۱﴾ و قال عليه الصلاة والسلام المستشار مؤتمن ﴿۲﴾ و قال رسول الله ﷺ الدين النصيحة ثلثا قلنا لمن قال لله و لكتابه و لرسوله و لائمة المسلمين و عامتهم رواه مسلم ﴿۳﴾. فقط

فاسق کی امارت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ (۱) جس شخص نے دو دفعہ جھوٹ پر قسم کھا کر دھوکہ دیا ہو تو ایسے شخص کو کسی پارٹی یا جماعت کا امیر یا نائب امیر مقرر کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

(۲) جو شخص سمگلر ہو، چور بازاری اور سمگلنگ کا کاروبار کرتا ہو تو ایسے شخص کو امیر مقرر کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد اکرم مین بازار مینگورہ سوات......۱۶؍جون ۱۹۷۰ء

الجواب: واضح رہے کہ یہ شخص فسق کی وجہ سے امارت کے لائق نہیں ہے بشرطیکہ قوم اس سے فسق و فجور میں زیادہ نہ ہو' ورنہ اندھوں میں کانا راجہ' اور بشرطیکہ یہ شخص بنسبت قوم کے ذی رائے اور مدبر نہ ہو ورنہ یہ کوئی ایسی امامت نہیں ہے کہ اس کی امارت مثل امامت مکروہ ہو جائیگی۔

(۲) اور سمگلنگ ایک سیاسی گناہ ہے اسلامی گناہ نہیں ہے جبکہ خیانت اور عہد شکنی سے خالی ہو۔ وهو الموفق

﴿۱﴾(پارہ:۵ سورة النساء رکوع: ۸ آیت: ۸۵)

﴿۲﴾(جامع الترمذی ص ۱۰۵ جلد ۲ ابواب الآداب باب ما جاء ان المشار مؤتمن)

﴿۳﴾(صحیح المسلم ص ۵۴ جلد ۱ کتاب الایمان باب بیان الدین النصیحة)

شریعت کے نام پر عالم دین کو امیر منتخب کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک قوم متفقہ طور سے شریعت کے نام پر ایک عالم دین کو امیر منتخب کرے تو یہ امیر شرعی ہوگا یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: محمد سردار وزیرستانی متعلم دار العلوم حقانیہ......۲۹ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب: یہ شخص امیر شرعی ہے اس کا حکم جائز ماننا ضروری ہے البتہ یہ شخص حدود اور قصاص جاری نہیں کر سکتا ہے اور اس سے مخالفت کرنے والے کو باغی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ لعدم تحقق شرائط الامامت الکبریٰ فافھم۔﴿۱﴾ وھو الموفق

موجودہ عام انتخابات میں حصہ لینے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام میں عام انتخابات کی کیا حیثیت ہے اور کیا اس میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وجروا

المستفتی: عبد الصبور افغانی متعلم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک......۱۹۸۹ء/۸/۳

الجواب: خیر القرون میں ذی رائے لوگ (خواص) ووٹ استعمال کرتے تھے نہ کہ ہر شخص اور چونکہ موجودہ دور میں اعجاب کل ذی رایٔ برأیه ﴿۲﴾ رائج ہے اور اس کا انسداد ناممکن ہے لہٰذا آیت ما کان له ان یاخذ اخاہ فی دین الملک...... الایة ﴿۳﴾ کی رو سے اقتدار اسلامی کا اس حیلہ سے حصول ممنوع نہیں ہے۔ وھو الموفق

افغانستان میں کمیونسٹوں کے زیر اقتدار زیر اثر لوگوں کا حکم

سوال: درج نہیں ہے اور تفصیلی جواب کا نقل موجود ہے۔......۱۹۸۹ء/۸/۱۵

الجواب: مدعیان اسلام کہ در افغانستان سکونت پذیر اند، بر سہ گونہ اند (۱) اول آں کساں اند کہ

﴿۱﴾ قال العلامہ حصکفی فالکبریٰ استحقاق تصرف عام علی الانام وتحقیقة فی علم الکلام ونصبه اهم الواجبات...... ویشترط کونه مسلماً حراً ذکراً عاقلاً بالغاً قادراً ۔الخ

﴿۲﴾ (مشکواة المصابیح ص۴۳۷ ج ۲ باب الامر بالمعروف الفصل الثانی)

﴿۳﴾ (پارہ: ۱۳ سورة یوسف رکوع: ۳ آیت: ۷۶)

کمیونزم واشتراکیت راموجب ترقی واسلام راموجب تنزل مے دانند۔ وایں فرقہ بلاشک وشبہ کافراست وامامت واقتداء بایشاں باطل است۔

(۲) دوم آں کساں اند کہ کمیونزم واشتراکیت راباطل مے دانند ولیکن از وجہ خوف وتجبر درظاہر موافقت کمیونسٹان مے کنندوایں فرقہ مسلمان است وامامت واقتداء ایشاں درست است البتہ برایشاں ہجرت کردن ضروری است۔

(۳) فرقہ سوم آنکہ صرف از وجہ مفاد دنیوی دریں جماعت خبیثہ داخل شدہ باشند ورنہ اعتقاد او اعتقاد ارتداد نہ باشد ایں کساں بلاشک وشبہ فساق وفجار اند۔ وھو الموفق

مجاہدین افغانستان کا اتحاد ضروری ہے

سوال: کیا افغان مجاہدین کی وحدت فرض ہے یا نہیں۔ جواب فرقہ واریت کے شکار ہو چکے ہیں اور کیا علماء ہندو پاک اور مسلم ممالک کے علماء پر افغان مجاہدین کی وحدت کی خدمت فرض ہے یا نہیں جواب سے ممنوں فرماویں؟

المستفتی: محمد حارث علاقہ جندول ضلع دیر...... ۲۳/۳/۱۹۸۶ء

الجواب: یہ اتحاد نہایت ضروری ہے لیکن عملی طور پر یہ اتحاد حکومت وقت کرسکتا ہے نہ کہ دیگران۔ دیگران کے اس اقدام سے ایک اور جماعت قلیلہ وجود پذیر ہوگی۔ وھو الموفق

مغربی طرز انتخابات اور اسلامی طریقہ انتخابات

سوال: درج نہیں اور تفصیلی جواب نقل ہے۔

الجواب: الحمد لله و كفٰى وسلام على عباده الذين اصطفٰى اما بعد! پس واضح باد کہ انتخابات عامہ کہ مروج غرب وامریکہ اند خلاف تعامل خیر القرون وقرون ماضیہ اند۔ نیز بر مقاصد ومصالح امامت سازگار نہ اند۔ و هو واضح۔

البتہ در بلادیکہ حصول اقتدار وامامت بغیر ازیں رویہ مغربی حاصل نہ مے شود مباح وجائز باشد لعدم ورود النہی عنہ ولان الله تعالىٰ حسن كيد يوسف عليه السلام لاخذ اخيه كما قال تعالىٰ كذالك كدنا ليوسف ما كان لياخذ اخاه في دين الملك اى فى قانونه و طاعته الحمد للہ کہ علماء افغانستان مہاجرین ومجاہدین اعزہم اللہ تعالیٰ برعدم مطالبہ ایں انتخابات عامہ متفق اند۔ اختلاف صرف در طریقہ انتخاب

شوریٰ دارند۔ بعض ایں انتخاب شوریٰ را بانتخاب عامہ جائز مے گویند لعدم ورود النہی عنہ و لان عمر رضی الله عنه جعل امرا لامارة شوریٰ بین الاشخاص البتة و کان عمر قائما مقام الرعیة والامة ۔ و بعض دیگر ایں را نا جائز قرار مے دہند لکونه مخالفا عن التعامل ۔ و لان العوام ینتخبون من لایکون اهلا لها و من یعطیهم المال الکثیر و یعنیهم فی الامور الدنیویه فشاور عمر فانه کان ممن یعتمد علیه الامة و کان اهل الشوریٰ منه اهلا لها و لائقا لها ۔

پس مناسب نزد فقیر ایں ست کہ از انکہ اساس ہجرت و جہاد نہادہ اند و ہر قسم قربانی کردہ اند وحق اقتدار حاصل کردہ اند ایں شوریٰ را منتخب کنند یعنی از ہر صوبہ و منطقہ۔ تا کہ حق قربانی ایشاں ضائع نہ شود البتہ تکالیف غیر مہاجرین مناسب است البتہ برائے از منہ آئندہ یقین اوصاف اہلیت شوریٰ ضروری باشد۔

تنبیہ:...... مراد از مہاجرین ومجاہدین اہل حل وعقد از ایشاں اند۔

بھوک ہڑتال کا حکم اور سینیٹ کا شریعت بل

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بھوک ہڑتال کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نا جائز اگر اس میں اس وجہ سے آدمی مر گیا تو یہ شخص جنت جائے گا یا دوزخ؟

(۲) سینیٹ نے آج کل جو شریعت بل منظور کیا ہے جبکہ یہ کچھ سال قبل غیر آئینی اسمبلی نے تیار کروایا تھا تو اس کی کیا حیثیت ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: عزیز الرحمن جنرل سٹور نریاب کوہاٹ......۱۹۹۰ء/۹/۴

الجواب: (۱) بھوک ہڑتال ایک سیاسی حربہ ہے اور مباح ہے لیکن بھوک سے خودکشی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) اس بل کے متعلق تمام علماء متحد ہو چکے تھے لیکن ارباب حکومت کا نفاق دیگر ذرائع سے ظاہر ہوا۔ وهو الموفق

کفار سے امداد لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین دریں مسئلہ کہ بعض لوگ افغان (کمیونسٹ) حکومت سے

اسلحہ اور روپے حاصل کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں آیا اس سے آدمی کافر بن جاتا ہے یا نہیں یعنی کفار سے اس امداد لینے کا کیا حکم ہے؟ بینو و توجروا

المستفتی: محمد شریف گیا خیل بنوں......۱۰ر شوال ۱۴۰۸ھ

الجواب: امداد خواستن از کافر (مثلاً روس و امریکہ) جائز ست لیکن اگر ایں امداد باعث وسبب ترک جہاد یا کمزور شدن جہاد باشد حرام است نہ کہ کفر است و نہ شعار کفر۔ وهو الموفق

سیاست اور مذہب

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی سیاست کو فضول سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ سیاست مذہب کا حصہ نہیں ہے علماء نے دولت اور اقتدار حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے تو ایسے شخص کا یہ قول کہاں تک درست ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: حافظ صدیق الرحمٰن لنڈ پورہ بنوں......۱۰ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: لغت عربی میں سیاست حکومت اور تدبیر کو کہا جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام تمام کے تمام مدبر تھے ﴿۱﴾ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے ان میں حکومت بھی آ گئی تو بہر حال سیاست کو عبث ماننے والا غلطی پر ہے البتہ اگر اس شخص کی مراد یہ موجودہ (سیکولر) سیاست ہو تو ماسوائے علماء کے دیگراں کی سیاست اقتدار برائے اقتدار کیلئے ہے اور علماء کی سیاست اقتدار برائے حفاظت دین کیلئے ہے۔ وهو الموفق

ووٹ کی خرید و فروخت

سوال: علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ووٹ کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

المستفتی: بادشاہ میر شیر گڑھ ضلع مردان......۱۵ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

الجواب: ووٹ نام ہے شفاعت اور شہادت کا اور ان میں سے کسی ایک پر معاوضہ لینا جائز نہیں ہے و هو الموفق

﴿۱﴾ عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی (صحيح البخاری ص ۴۹۱ ج ۱ كتاب الانبياء باب ماذكر عن بنی اسرائيل)

دہری حکومت سے اپنے اغراض کیلئے تعلقات کا حکم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دہری حکومت کے ساتھ تعلق رکھنا ان سے تنخواہ کھانا کس طرح ہے جبکہ یہ لوگ وطن آکر کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے غرض پر گئے تھے اور ان سے ہتھیار لینے تھے تو اس قسم کے روپئے کا کیا حکم ہے جیسا کہ آج کل افغانستان میں اسی طرح ہوتا ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولا سید جمعدار سلارزو......۱۴۰۱ھ/۴/۲۹

الجواب: اس رویہ سے یہ مسلمان فاسق اور بے وقار ہوجاتا ہے دہریوں کی نظر میں ضمیر فروش اور اسلام فروش ہوجاتا ہے اور اہل اسلام کے نزدیک مداہن ہوجاتا ہے۔ وھو الموفق

موجودہ عوامی طرز انتخابات کی شرعی حیثیت

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) میراث میں دو بہنیں ایک بھائی کے اور دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے مساوی قرار دی گئی ہے اس صریح اور قطعی حکم کے باوجود عورت کو ووٹ دینے میں مرد کے مساوی حق دینا کیا قرآنی حکم کی نفی نہیں ہے؟

(۲) ایسی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات جس کا طریقہ انتخاب نصوص قرآنی کے خلاف ہو کیا اسلامی اسمبلی کہلانے کی مستحق ہے اور کیا اس کا مرتب کردہ دستور مسلمانوں کیلئے قابل عمل ہوگا؟

(۳) پاکستان کی بیشتر سیاسی جماعتوں بشمول جمعیت علماء اسلام وغیرہ کیلئے ایسی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لینا از روئے شریعت کیا جائز ہے؟

(۴) یہ انتخابات جو غیر اسلامی ہیں، مسلمانوں کیلئے ان انتخابات کا مقاطعہ واجب یا مستحسن نہیں ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حکیم شرین گل ساول ڈھیر مردان......۱۵/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب : و یثبت عقد الامامة باحد الامرین باستخلاف الخلیفة ایاہ و اما بیعة من تعتبر بیعته من اھل الحل والعقد و لا یشترط بیعة جمیعھم الخ (المسامرة والمسایرة ص ۳۲۶) اس

عبارت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ اور امیر، شوریٰ اور کثرت رائے سے بھی مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ اور رائے دینا ہر شخص کا حق نہیں ہے بلکہ اہل حل وعقد کا حق ہے کیونکہ ان پر باقی لوگوں کا اعتماد ہوتا ہے لیکن جب لوگوں کا اعتماد نا معلوم ہو تو مجبوراً عوام کی طرف مراجعت کی جائے گی کیونکہ اہل حل وعقد پر اکتفاء عوامی اعتماد کی وجہ سے تھا تو ووٹ دینا درحقیقت ایک شفاعت اور اظہار اعتماد ہے جس میں مذکر اور مونث کا کوئی فرق نہیں ہے ﴿۱﴾ لہٰذا یہ طرز انتخابات قابل اعتراض نہیں ہے بے شک نااہل اور بے دین کو ووٹ دینا اور اس پر اعتماد کرنا قابل اعتراض اور شریعت سے متصادم ہے۔ فقط

دستور ساز اسمبلی میں قطعی محرمات کے بارے میں رائے شماری کرنا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دین اسلام کے واضح، منصوص، قطعی اور حتمی قرآنی محرمات کے بارے میں قانون ساز اداروں اور اسمبلی میں رائے شماری ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مثلاً سود جیسے قطعی ربانی فیصلے کے بارے میں اسمبلی کے ممبران کی رائے شماری شریعت مصطفوی میں کیا حیثیت رکھتی ہے اس تجویز کا پیش کرنے والا اور اس کے ہمنوا کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ عفی عنہ لاہور......۳-۱۹۷۳ء

الجواب : بلا مصلحت ایسی تجویز پیش کرنا ناجائز ہے البتہ منافق اور غیر منافق کے ممتاز ہونے یا قانونی طور پر بند ہونے وغیرہ مصالح کے پیش نظر جائز ہے۔ وھو الموفق

اسلامی بلاد کو روس یا امریکہ کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امیر گروپ شمالی وزیرستان جو پشتونستان بنانے کا دعویٰ کرتا ہے افغانستان میں بھی سرخ پوش پشتونستان کا نعرہ لگاتا ہے تو پشتونستان مانگنا اور آزاد

﴿۱﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کیلئے جو عوام سے رائے لی گئی تھی مورخ ابن کثیر کے الفاظ میں حتی خلص الی النساء المخدرات فی حجابھن و حتی سأل الولدان فی المکاتب و حتی سأل من یرد من الرکبان والاعراب الی المدینة فی مدة ثلاثة ایام بلیالیھا (البدایة والنھایة ص ۱۴۶ ج۷ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ)

قبائل کوحکومت پاکستان سے جدا کرنے کا دعویٰ امیر گرویک کیلئے شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی گل منیر خیسور شریف شمالی وزیرستان......۱۵رجنوری ۱۹۸۴ء

الجواب: پشتونستان کا نعرہ بظاہر ایک سیاسی نعرہ ہے نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے البتہ اسلامی بلاد کو روس اور روس نواز اقوام کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے، جیسا کہ ان کو امریکہ اور امریکہ نواز لوگوں کا اسٹیٹ بنانا ظلم عظیم ہے۔ وهو الموفق

عورتوں کو ووٹ دینا

سوال: محترم المقام زید مجدکم بعد سلام مسنون اور دعوات صالحہ پیش خدمت ہے کہ از روئے شریعت عورت کو ووٹ دینا کیسا ہے قطع نظر اس واقعہ کے جو کہ صوبائی اسمبلی کے ممبروں نے عورت کو ووٹ دیئے تو کیا عورت کو ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی علی اکبر صاحب مدرسہ عربیہ انوار العلوم میرا خیل ضلع بنوں......۲۰رمحرم ۱۳۹۲ھ

الجواب: محترم المقام السلام علیکم کے بعد واضح رہے کہ چونکہ ووٹ کا مقصد اظہار اعتماد اور شفاعت اہلیت ہے لہٰذا شریعت مقدسہ میں جن فرائض کی ادائیگی کی عورت مجاز ہے تو ان میں عورت کو ووٹ دینا جائز ہے اور جن فرائض کی مجاز نہیں ہے (مثلاً امامت کبریٰ، صغریٰ، خطابت وغیرہا) تو ان میں ووٹ دینا حرام ہے۔ قال الله تعالیٰ و من یشفع شفاعة سیئة یکن کفل منها ﴿۱﴾ و قال الله تعالیٰ ان الله یأمرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اهلها ﴿۲﴾ فقط

اسلامی آئین نافذ نہ کرنے والوں کے ساتھ جہاد کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ۲۵ سال سے مسلسل پاکستان کے لیڈر اسلامی آئین کے نفاذ کا وعدہ کرتے ہیں مگر ابھی تک کسی ایک نے بھی یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اب آئندہ سال مارچ میں جو آئین نافذ ہوگا اس کے متعلق یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اسلامی آئین نافذ کریں گے۔

﴿۱﴾(پارہ: ۵ سورة النساء رکوع: ۸ آیت: ۸۵) ﴿۲﴾(پارہ: ۵ سورة النساء رکوع: ۵ آیت: ۵۸)

خدانخواستہ اگراس دفعہ بھی آئین نہ بنا تو ان لیڈروں کے ساتھ اسلام کے اصولوں کے مطابق جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی ملک عجب خان صدر اتحاد قبائل درہ آدم خیل......۲۵/۱۰/۱۹۷۲ء

الجواب: حقیقت یہ ہے کہ اکثریت اسلامی نظام نہیں چاہتی جیسا کہ انتخابات سے معلوم ہوا اور اسمبلی میں بھی ظاہر ہوتا جاتا ہے اگر اس دفعہ ان اسمبلی والوں نے اسلامی نظام قائم نہیں کیا تو ان منافقین کے ساتھ حسب استطاعت جہاد فرض ہوگا اور طریق کار کا تعین ابھی نہیں ہوسکتا۔ فقط

سیاست شرعیہ اسلام کا حصہ ہے

سوال: ایک بریلوی مولانا صاحب نے تقریر میں کہا ہے کہ مرزائیت کے خلاف دیوبندیوں نے جو تحریک چلائی تھی اس کا مذہب اسلامیہ سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یہ ایک سیاسی تحریک تھی۔ کیا یہ درست ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی غلام یحیٰ پنڈی گھیپ......۲۶/جولائی ۱۹۷۵ء

الجواب: سیاست اور اسلام میں کوئی تصادم نہیں ہے سیاست شرعیہ اسلام کا حصہ ہے۔ ﴿۱﴾ فقط

قوانین الٰہی تاقیامت امن وترقی اور خوشحالی کے کفیل ہیں

سوال: ایک مقتدر شخص شرعی حکم پردہ کو قید وجیل سے تشبیہ دیکر عملاً خلاف کر رہا ہے ایک موقع پر خواتین کو پردہ ہٹانے کا حکم دیا اور وہ بے پردہ بیٹھ گئیں یہ شخص ملک کے سیاہ وسفید کا مالک ہے اگر وہ چاہے تو پردہ کی حفاظت بھی کرسکتا ہے آئندہ یہ خدشہ بھی ہے کہ وہ اپنی جرأت مندانہ بدعملیوں کی وجہ سے قرآن حکیم کو منسوخ قرار نہ دے ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: سعد الدین کان اللہ لہ......۱۴/ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

﴿۱﴾ عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال كانت بنوا سرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا يا رسول الله قال فوا ببيعة الاول فالاول اعطوهم حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم .
(صحيح البخاری ص ۴۹۱ جلد ۱ كتاب الانبياء باب ماذكر عن بنی اسرائيل)

الجواب: اللہ تعالیٰ حکیم مطلق نے جو قوانین اور احکام خاتم النبیین ﷺ کی وساطت سے بھیجے ہیں تو اس کا لازم بین یہ ہے کہ یہ قوانین اور احکام تا قیامت امن و ترقی اور خوشحالی کے کفیل ہیں پس ان کو خارجی تاثر کی وجہ سے ترقی کی راہ میں رکاوٹ جان کر ختم کرنا اللہ کے علم اور حکمت پر بے اعتمادی بلکہ الحاد او زندقہ ہے۔ وھو الموفق

بے دین اور کافروں سے سیاسی اتحاد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس شخص کے بارے میں جو سوشلسٹ یا کمیونسٹ یا کسی ایسی تحریک یا جماعت سے منسلک ہو جو سراسر یا ضمناً اسلام کے اصولوں کے خلاف ہو اور قطعی احکام کے منکر ہو تو اس قسم کے لوگوں سے اتحاد کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالکریم اکوڑہ خٹک ۲۱/۱۱/۱۹۸۵ء

الجواب: کمیونزم اور سوشلزم کافرانہ نظام ہیں ان کی تحسین اور تائید کافرانہ امور ہیں البتہ اسلام کے مفاد کی خاطر کسی کافر کے ساتھ اتحاد ممنوع نہیں ہے۔ ﴿۱﴾ وھو الموفق

حکومتی زکواۃ سسٹم میں جمعیت علماء اسلام کی پالیسی کی تائید

سوال: ایک اجلاس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ موجودہ زکواۃ سسٹم خالص سود کی ایک شکل ہے لہٰذا مدارس عربیہ کو اس سے انکار کرنا چاہئے لیکن تا حال مدارس یہ زکواۃ وصول کرتے ہیں لیکن آپ صاحبان نے فرمایا ہے کہ یہ زکواۃ لینا درست ہے تو آپ کے حوالے سے اجلاس میں یہ جو بات ہوئی ہے کہاں تک درست ہے دلائل سے وضاحت فرمائیں؟

المستفتی: محمد داؤد خان افغانی چارسدہ ۱۴/۶/۱۹۸۴ء

الجواب: موجودہ زکواۃ سسٹم میں قابل اعتراض دو امور ہیں اول اس کا سودی رقم سے لینا اور سود

﴿۱﴾ قال العلامه ابن عابدين قوله و قد استعان عليه الصلاة والسلام .... انه عليه الصلاة والسلام استعان في غزوة خيبر بيهود من بني قينقاع و في غزوة حنين بصفوان بن اميه و هو مشرك .الخ (رد المحتار ص۲۵۷ ج۳ مطلب في الاستعانة بمشرك فصل في كيفية القسمة)

سے لینا۔ دوم اس کا کالج کے طالب علموں اور فوجی لوگوں کے بچوں پر صرف ہونے کا بالعاقبت مخصوص ہونا۔ باقی اس میں قابل اعتراض امور ظاہراً معلوم نہیں ہوتے۔

نوٹ: اگر جمعیت علماء اسلام کے نزدیک اس کا لینا خلاف مصلحت ہو تو میری ان سے کوئی مخالفت نہیں ہے۔ وھو الموفق

مرزائیوں کے اتحادی جماعت کو ووٹ دینا

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی ایسی جماعت کو ووٹ دینا یا اس میں شامل ہونا اور اس کی تشہیر کرنا جس کا اتحاد مرزائیوں (قادیانیوں) سے ہو جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: سید محمد صغیر شاہ مینا بازار کیمل پور شہر اٹک ۱۹۷۰ء/۹/۲۰

الجواب : اگر اس جماعت کے ساتھ مرزائیوں کا اتحاد نظام اسلام کی تحصیل میں ہو تو اس جماعت کو ووٹ دینا جائز ہے اور اگر یہ اتحاد اس ارادہ سے نہ ہو تو ان کو ووٹ دینا حرام ہے خواہ مرزائی لوگ معاون اور تابع ہوں یا جماعت کے ساتھ مساوی ہوں۔ وھو الموفق

مسئلہ ختم نبوت میں دعویٰ خدمت کی الفاظ کا صحیح مطلب

سوال : جناب مفتی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور السلام علیکم!

پاکستان کی مختلف مذہبی جماعتوں میں سے ایک جماعت کے مولانا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے (تحریراً) کہ "اس آخری دور میں مسئلہ ختم نبوت کی جو خدمت ہماری جماعت نے کی ہے اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں بھی ملنی دشوار ہے" کیا عبارت مذکورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والوں کی توہین نہیں ہوئی ہے۔ انہوں نے تو مرتدین سے جنگیں لڑیں اور داخل فی النار کیا۔ پھر ان کے بعد والوں نے بھی مرتدین کو داخل فی النار کیا۔ لیکن آج کے علماء نے نہ تو کسی مرتد کو داخل فی النار کیا ہے اور نہ ہی جنگ لڑی ہے اور نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ .بینوا و توجروا

المستفتی: محمد یعقوب بورے والا شہر ملتان ریل بازار...... ۱۹۶۹ء/۵/۴

الجواب: شاید اس مولانا کی مراد علمی خدمت اور محاجۃ باللسان ہے جو کہ گذشتہ قرون میں عدم ضرورت کی وجہ سے نہیں ہوئی ہے اور یا اس کی مراد یہ ہے کہ حکومت اور اہل اقتدار کی امداد کے بغیر جو خدمت ہماری جماعت نے کی ہے، الخ لہٰذا یہ الفاظ قابل مواخذہ نہیں ہیں۔ (لظهور مراده) فقط

عورت کا اقتدار اور حکمرانی

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں بارے میں کہ عورت حکمرانی اقتدار میں کس حد تک داخل ہوسکتی ہے شرعی حکم واضح کریں؟ تو عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد ارشاد اینڈ برادرز پشاور شہر.....۲رشعبان ۱۴۰۵ھ

الجواب: عورت تغلب سے حکمران ہوسکتی ہے ﴿۱﴾ لیکن بلاتغلب اس کو حکمران بنانا ناجائز اور موجب بے برکتی ہے۔ ﴿۲﴾ وهو الموفق

مصلحت کے وقت مودودیوں سے اتحاد جائز ہے

سوال: جمعیت علماء اسلام کا مودودی لوگوں سے اتحاد کا کیا حکم ہے کیا یہ جائز ہے؟ بينوا وتوجروا

المستفتی: محمد زرین ٹل کوہاٹ.....۲۷رذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

﴿۱﴾ قال ابن عابدين اذا تغلب آخر على المتغلب و قعد مكانه انعزل الاول و صار الثاني اماما .... فقد علم انه يصير اماما بثلاثة امور لكن الثالث في الامام المتغلب و ان لم تكن فيه شروط الامامة و قد يكون بالتغلب مع المبايعة و هو الواقع في سلاطين الزمان نصرهم الرحمن.

(ردالمحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۹ ج ۳ مطلب الامام يصير اماما بالمبايعة او بالاستخلاف باب البغاة)

﴿۲﴾ عن ابى بكرة رضى الله تعالىٰ عنه قال لقد نفعنى الله بكلمة .... لن يفلح قوم و لوا امرهم امرأة

(صحيح البخارى ص ۶۳۷ ج ۲ كتاب المغازى كتاب النبى الىٰ كسرىٰ و قيصر)

وقال العلامة عبدالعزيز الفرهارى (والنساء ناقصات عقل و دين .... و ايضا هى مامورة بالتستر و ترك الخروج الىٰ مجامع الرجال و ايضا قد اجمع الامة علىٰ عدم نصبها حتى فى الامامة الصغرىٰ

(النبراس شرح شرح العقائد ص ۳۲۱ و يشترط ان يكون الامام من اهل الولاية)

الجواب: جب مصلحت کے وقت ہندوؤں سے اتحاد جائز ہے ﴿۱﴾ تو بدنام مسلمانوں کے ساتھ کس طرح ناجائز ہوگا۔ فقط

الیکشن یعنی انتخابات کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ الیکشن از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا و توجروا

المستفتی: ماسٹر روز مین خان واڑی ضلع دیر..... ۲۵ رصفر ۱۳۹۷ھ

الجواب: الیکشن (ووٹ) اظہار رائے کا نام ہے اور اپنے نمائندے کا انتخاب ہے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے ﴿۲﴾ اور اس وقت ملک بھر کے چیدہ چیدہ اکابر اس میں حصہ لے رہے ہیں جو مولوی صاحب اس کی مخالفت کرتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔

آزاد امیدوار کو ووٹ دینے کا فتویٰ دینا سیاست سے عدم واقفیت ہے

سوال: ایک مولوی صاحب نے ۷ رمارچ کے انتخابات کیلئے قومی اتحاد کے امیدوار کو ووٹ دینے کا فتویٰ دیا اور ۱۰ مارچ کیلئے اپنے گاؤں کے آزاد امیدوار کے حق میں فتویٰ دیا کہ پڑوسی کا حق زیادہ ہے تو ایسے مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: الطاف حسین، عبدالمجید اینڈ کمپنی گندم منڈی راولپنڈی..... ۱۹۷۰ء

﴿۱﴾ قال الحصكفي و مفاده جواز الاستعانة بالكافر عند الحاجة و قد استعان عليه الصلاة والسلام باليهود على اليهود و رضخ لهم . قال ابن عابدين انه عليه الصلاة والسلام استعان في غزوة خيبر بيهود من بني قينقاع و في غزوة حنين بصفوان ابن اميه و هو مشرك . (الدر المختار مع رد المحتار ص۲۵۷ ج۳ مطلب في الاستعانة بمشرك)

﴿۲﴾ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انتخاب کیلئے جو رائے لی گئی تھی وہ عوامی رائے تھی اور جب الیکشن اغیار کے ہاتھوں میں ہوں اور نتائج عوامی رائے کے مطابق نہ ہوں بلکہ اوپر سے آتے ہوں تو پھر یہ الیکشن ہی نہیں بلکہ سلیکشن ہیں اسے انتخابات کہنا ہی برعکس نہند نام زنگی را کافور لہٰذا آزاد انتخابات میں عوامی رائے شریعت کی رو سے جائز ہے کما يدل عليه كلام ابن كثير حتى خلص الى النساء المخدرات في حجابهن و حتى سأل الولدان في المكاتب و حتى سأل من يرد من الركبان والاعراب الى المدينة في مدة ثلاثة ايام و بلياليها (البداية والنهاية ص۱۴۷ ج۷ خلافت عثمان رضی الله عنه)(مرتب)

الجواب: اس تضاد سے نماز پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن یہ مولوی صاحب سیاست سے بالکل ناواقف ہے۔ وھو الموفق

شاہراہ ریشم کو تحریک نظام مصطفیٰ کیلئے اکابر کی ہدایات کے مطابق بند کرنا چاہئیے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چین کو (جانے والی شاہراہ) (شاہراہ ریشم) کو بھٹو صاحب کی مخالفت میں اور تحریک نظام مصطفیٰ کے حصول کیلئے بند کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عالمگیر پٹن کوہستان......۱۹۷۷ء

الجواب: سوشلزم کے دبانے اور اسلامی نظام کے لانے کیلئے جو اقدام بھی کیا جائے مشروع ہے البتہ مصلحت اس میں ہے کہ اکابر کی ہدایات کے موافق تحریک چلائی جائے۔ (تاکہ افراتفری تحریک کے ناکامی کا سبب نہ بن جائے) وھو الموفق

عورتوں کا جلوس میں نکلنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا جلوس میں نکلنا جائز ہے یا نہیں، یعنی شریعت میں عورتوں کے جلوس کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: عبداللہ جامع مرکزی مسجد اسلام آباد

الجواب: فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جس وقت جہاد فرض کفایہ ہو تو عورت خاوند کے اذن کے بغیر نہ جائیگی اور فرض عین کے وقت بلا اجازت بھی جاسکتی ہے تو اسی طرح مظاہروں کیلئے نکلنا بھی ہوگا۔ البتہ بے پردگی ہر وقت ممنوع ہے۔ وھو الموفق

حقوق شرعیہ کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کے جلسے جلوس کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورتوں کے جلسے جلوس جائز ہیں یا نہیں؟ جبکہ پردے کا لحاظ رکھا جائے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: نامعلوم ...... ۲۶/ جمادی الاول ۱۳۹۷ھ

الجواب: بے پردگی حرام ہے حقوق شرعیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ﴿۱﴾ اسلامی قوانین کے نفاذ کیلئے یہ کوششیں اور عورتوں کی چیخ و پکار جائز ہیں۔ وھو الموفق

اسلامی نظام کے لانے کیلئے جلسے جلوس وغیرہ بغاوت نہیں جہاد ہے

سوال: آج کل قومی اتحاد کے لوگ جو جلسے اور جلوس اور بادشاہ وقت سے بغاوت کر رہے ہیں تو ایسے فسادی اور باغی لوگوں کی شرعی سزا کیا ہے جواب سے ممنون ومشکور فرمادیں۔

المستفتی: میاں کریم الدین کاکاخیل سرڈھیری مردان ۱۹۷۷ء/۸/۳

الجواب: غیر مسلح قوم جبکہ جلسے اور جلوس کو زیر عمل لائیں تو ان کو باغی کہنا ہی دین سے بغاوت ہے ﴿۲﴾ جبکہ یہ قوم سوشلزم کے دبانے اور اسلامی نظام کے لانے کیلئے جہاد اور جدوجد کرنے والے ہوں۔

نوٹ: ...... شرعی باغی مباح الدم ہوتا ہے کذا فی جمیع کتب الفقه۔ وھو الموفق

مروجہ طریقہ سیاست میں اسلامی نظام کیلئے جدوجہد کرنا

سوال: موجودہ سیاست یقینی جہاد ہے یا نہیں جواب سے نوازیں۔

المستفتی: سمیع الرحمٰن مردان گمبت

الجواب: نظام اسلامی کے قیام کیلئے جدوجہد کرنا یقینی جہاد ہے والطریقة المروجة وسیلة له کما ان یوسف علیه السلام توسل بدین الملک. ﴿۳﴾ فافهم

﴿۱﴾ یجوز لهن الخروج اذا کان باذن الزوج تفلات مجتنبات عن لباس الزینة والتعطر واختلاط الرجال فما دامت النساء راعت هذه الشرائط فلا ضیر فیه. (منهاج السنن شرح جامع السنن ص ۱۲۹ ج۵) باب ماجاء فی خروج النساء فی الحرب)

﴿۲﴾ قال ابن عابدین ان المسلمین اذا اجتمعوا علی امام و صاروا آمنین به فخرج علیه طائفة من المؤمنین فان فعلوا ذالک لظلم ظلمهم به فهم لیسوا من اهل البغی و علیه ان یترک الظلم و ینصفهم و لا ینبغی للناس ان یعینوا الامام علیهم لان فیه اعانة علی الظلم

(رد المحتار هامش الدر المختار ص ۳۳۸ ج۳ باب البغاة)

﴿۳﴾ قال الله تعالیٰ ماکان لیأخذ آخاه فی دین الملک ...... الآیة (پ: ۱۳ سورة یوسف ع: ۳ آیت: ۷۶)

علماء کیلئے اسلامی نظام لانا بغیر اقتدار اور کرسی کے ناممکن ہے

سوال: الیکشن میں جب علماء کرام مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں مثلاً مولانا مفتی محمود صاحب وغیرہ امیدوار ہوتو اگر کوئی شخص ان علماء کو ووٹ نہ دے تو شرعاً مجرم ہے یا نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء کرام انتخابات میں صرف کرسی حاصل کرنے کیلئے حصہ لیتے ہیں نظام مصطفیٰ کیلئے انتخابات نہیں لڑتے اور جن لوگوں نے گذشتہ انتخابات میں پیپلز پارٹی اور سوشلزم کی حمایت کی ہے ان لوگوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینوا و توجروا

المستفتی: حافظ عبدالخالق ڈی آئی خان...... ۱۹۷۷ء/۹/۱۹

الجواب: واضح رہے کہ ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ اسلامی نظام لانے کی حمایت اور اعانت کرے اور غیر اسلامی نظاموں، سوشلزم، کمیونزم، کیپٹلزم، فاشزم کا مقابلہ کرے پس جو شخص اس سے منحرف ہو تو وہ منافق ہوگا اور بعض صورتوں میں کافر ہوگا مثلاً جب ان غیر اسلامی نظاموں کو موجب ترقی مانے اور اسلامی نظام کو موجب تنزل مانے۔ نیز واضح رہے کہ اس زمانے میں کوئی نظام لانا بغیر اقتدار اور کرسی کے ناممکن ہے پس ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ علماء کے حصول اقتدار و کرسی میں ہر ممکن امداد کرے علماء کرام سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ وہ نظام اسلامی رائج کریں۔ دیگر پارٹیوں سے یہ امید رکھنا غلط اور خلاف تجربہ ہے۔ و هو الموفق

جمعیت علماء اسلام کی حمایت اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ووٹ استعمال کرنا

سوال: اس دور میں ہر پارٹی اسلام کا نعرہ لگاتی ہے تو ہمیں کس پارٹی میں شمولیت اور حمایت کرنی چاہیئے تاکہ اللہ اور رسول ہم سے راضی ہوں نیز پیپلز پارٹی اسلام کے ساتھ سوشلزم کا نعرہ بھی لگاتی ہے تو کیا سوشلزم اسلامی نظام ہے اور ایسی جماعت میں جانا اور حمایت کرنا کیسا ہے نیز ان کو ووٹ دینا کیسا ہے جبکہ کوئی مذہبی امیدوار نہ ہو؟

المستفتی: سید محمد بلوچستانی...... ۶/شعبان ۱۳۹۴ھ

الجواب: موجودہ دور میں جمعیت علماء اسلام کی حمایت کرنا ضروری ہے ان سے نظام اسلام کی توقع ہوسکتی ہے دیگر پارٹیاں خودغرضی کیلئے اسلام کا نام لیتی ہیں واضح رہے کہ جہاں جمعیت کا نمائندہ نہ ہو تو وہاں جمعیت کے جماعتی فیصلہ کے مطابق ووٹ استعمال کرنا چاہیئے۔ فقط

علماء کیلئے اتحاد نہایت اہم اور ضروری ہے

سوال: بخدمت جناب محترمی ومکرمی شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم بعد از خیریت عرض یہ ہے کہ موجودہ سیاسی کشمکش عموماً اور علماء دیوبند کی کشمکش خصوصاً ہمارے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے کیونکہ نہ تو مدرسوں میں طلباء پڑھائی کرتے ہیں اور نہ ہی سکون سے ایک مدرسے میں ٹھہرتے ہیں خاص کر علماء دیوبند میں جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ اور تھانوی گروپ کا اختلاف طلباء کیلئے وبال جان بنا ہوا ہے۔ کیونکہ جس جگہ ہزاروی گروپ کا مدرسہ ہے وہاں تھانوی گروپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے طلباء سکون میں نہیں ہیں۔ اور جس جگہ تھانوی گروپ کا مدرسہ ہے وہاں ہزاروی گروپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے طلباء سکون میں نہیں ہیں۔ الخ

منجانب: محمد تاج اشرف العلوم گوجرانوالہ......۱۹۷۰ء/۹/۱۴

الجواب: محترم المقام وعلیکم السلام کے بعد واضح رہے کہ علماء کیلئے اتحاد نہایت اہم اور ضروری ہے خصوصاً جبکہ دنیادار پارٹیاں اتحاد اور ارتفاع اختلاف کیلئے کوشاں ہیں تو علماء کرام کیلئے اتحاد سے اعراض کرنے کا نتیجہ سراسر وبال ہوگا۔ ہماری طرف سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن صرف ہماری کوشش سے یہ اتحاد ناممکن ہے۔ فقط

جمعیت علماء سواد اعظم سے مخالفت کرنا غلطی ہے

سوال: محترم جناب مفتی صاحب آج کل جمعیت کے نام سے ایک پارٹی جمعیت علماء اسلام ہے اور دوسرا گروپ مرکزی جمعیت کے نام سے کام کر رہی ہے اور ایک دوسرے کے مخالف ہیں تو ان میں کونسا گروپ غلطی پر ہے؟

المستفتی: عبداللہ کانگڑہ چارسدہ......۲۶ ربیع الاول......۱۳۹۰ھ

الجواب: مرکزی جمعیت کے افراد کم ہیں اور سواد اعظم سے مخالفت کرنے میں غلطی پر ہیں ان کیلئے ضروری ہے کہ اس نازک وقت میں اس رویہ سے واپس ہو جائیں۔ جمعیت علماء اسلام ایک منظم، کارکن، سرفروش اور ہر فتنہ اور زندقہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ کسی (جماعت) میں مدغم نہ ہوں گے بیشک دیگر جماعتیں ان کے ساتھ ان کے منشور پر الحاق کر سکتی ہیں۔ فقط

جمعیت علماء کے ساتھ تعاون اور الحاق ضروری ہے

ســــــوال : تسلیم وآداب کے بعد عرض یہ ہے کہ آج کل بے دین پارٹیوں کے مقابلہ میں دو مذہبی پارٹیاں جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی ہیں لیکن یہ دونوں پارٹیاں ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتی ہیں مثلاً حال ہی میں ہمارے علاقے میں مودودی جماعت میں شامل علماء نے جماعت اسلامی کے سوا تمام پارٹیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ آپ صاحبان کی خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیں لکھ دیں کہ ہم کس پارٹی میں شامل ہو جائیں جو خالص اسلام کی سربلندی کیلئے جدوجہد کر رہی ہو اور مکمل اسلامی نظام اور شریعت محمدی کا نفاذ چاہتی ہو اور جس پارٹی پر آپ اعتراض کرتے ہیں اس پر قرآن وحدیث کے مطابق فتویٰ صادر فرماویں ہم لوگ آپ صاحبان کے فتوے پہنچنے تک کسی پارٹی میں الحاق نہیں کریں گے۔

المستفتی: محمد رسول کمبڑ لعل قلعہ علاقہ میدان ضلع دیر.....۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب : جمعیت العلماء کے نزدیک مودودی جماعت کافر نہیں ہے بے شک مودودی صاحب اور اس کے ہمنوا افراد پر کفر کا خطرہ موجود ہے اور جماعت اسلامی کے نزدیک سوشلزم کفر ہے لیکن جمعیت علماء کے نزدیک بھی سوشلزم خلاف اسلام ہے (لہٰذا جمعیت العلماء کو سوشلسٹ اور کمیونسٹ قرار دیکر) ان کی تکفیر غلط ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جمعیت العلماء مکمل نظام اسلام کے نفاذ میں کوشاں ہیں اور یہ لوگ بدنام نہیں ہیں بخلاف جماعت اسلامی کے کہ وہ حدود جاری کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ان کے منشور میں حدود کا کوئی ذکر نہیں ہے نیز انہوں نے تمام لاہوری گروپ اور اکثر قادیانیوں کو اکثریت میں شامل کرنے کا کہا ہے نیز یہ لوگ بدنام ہیں لہٰذا ہر دیندار مسلمان پر ضروری ہے کہ جمعیت العلماء کے ساتھ الحاق اور تعاون کرے۔ فقط

جمعیت علماء اسلام کو ووٹ دینا چاہیئے

سوال : آج کل ووٹ کونسی پارٹی کو دینا چاہیئے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فضل احد، غلام احد بازار بٹ خیلہ ملاکنڈ ایجنسی.....۶/جون ۱۹۷۰ء

الجواب : ماسوائے جمیعت علماء اسلام، جماعت اسلامی ومرکزی جمیعت کے تمام جماعتیں قانون اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کرتیں لہٰذا ان فرق سے بچنا اشد ضروری ہے اور ان تین میں سے جماعت اسلامی بدنام ہے۔ یہ لوگ ٹیڈی اسلام اور ماڈرن اسلام چاہتے ہیں جس میں نہ حدود ہیں اور مرزائیوں کی بھی اس میں گنجائش ہے لہٰذا ان سے بھی پرہیز ضروری ہے اور مرکزی جمیعت والے بہت کم ہیں اور ان کا سواد اعظم سے جدا کام کرنا بھی غلطی ہے لہٰذا ان کو ووٹ دینے سے مقصد حاصل نہیں ہوسکتا پس آپ کو ضروری ہے کہ جمیعت علماء اسلام کو ووٹ دیدیں یہ اہل حق ہیں اور ہر باطل کے مقابلہ کیلئے ہر وقت تیار ہیں ان سے بہت توقع اور امید کی جاتی ہے۔ فقط

جمعیت العلماء ہر زندقہ اور فتنہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے

سوال : کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع کہ علماء کے دوگروہ ہیں۔ مودودی صاحب کی جماعت اور جمیعت علماء اسلام ان دونوں گروہوں کے متعلق علاقہ دوآبہ اور خاص کر موضع کانگڑہ میں بہت اختلاف ہے لہٰذا ہمیں اطلاع دیں کہ ان دونوں گروہوں میں کون بہتر ہے نیز موضع کانگڑہ میں جمیعت العلماء کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں مولانا گل بادشاہ صاحب امیر صوبہ سرحد اور دوسرے علماء نے تقریر میں یہاں تک کہدیا تھا کہ مودودیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی پس حقیقت حال سے ہمیں آگاہ کریں؟

المستفتی: روح اللہ موضع کانگڑہ چارسدہ ...... یکم رجون ۱۹۷۰ء

الجواب : مودودی صاحب نے اسلام میں ترمیم اور تجدید کی ہے بالفاظ دیگر یہودیوں کی طرح تحریف معنوی کا ارتکاب کر رہا ہے اور اپنے منشور میں حدود جاری کرنے کا تذکرہ نہیں کیا ہے اور اکثر بلکہ تمام مرزائیوں کو اقلیت میں داخل ہونے سے بچایا ہے اور تحدید ملک جو کہ سوشلزم کا سنگ بنیاد ہے اس کو جائز قرار دیا ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ اس جماعت سے تعاون نہ کریں۔ اس ماڈرن اور ٹیڈی اسلام کے نفاذ کے بدلے مکمل نظام اسلام کے نفاذ میں جدوجہد کرنا ضروری ہے اور جمیعت علماء اسلام ایک منظم، کارکن، سرفروش اور ہر فتنہ اور زندقہ کا مقابلہ کرنے والی جماعت ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ کسی میں مدغم نہ ہوں گے بے شک دیگر جماعتیں ان کے ساتھ الحاق کرسکتی ہیں ان کے منشور پر لہٰذا آپ لوگ ان کے ساتھ بلاتردد شامل ہوسکتے ہیں اور جہاد میں حصہ لے سکتے ہیں۔ فقط

جمعیت العلماء اور جماعت اسلامی کا دعویٰ اسلام

سوال: محترمی ومکرمی مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ ضلع دیر کا پاکستان میں مدغم ہونے کے ساتھ اس ملک میں مختلف پارٹیاں معرض وجود میں آئی ہیں ہر پارٹی کے مقررین قرآن واحادیث کی رو سے اپنا مدعی ثابت کرنے پر دلائل دیتے ہیں چونکہ ریاست ہذا میں قبل ازیں کوئی پارٹی نہیں تھی اب ہم محیر وافسردہ حال ہیں کہ کس پارٹی میں شرکت کریں جو کہ عروج اسلام اور ترقی اسلام کا باعث بن جائے ہم جمعیت علماء اسلام کے ساتھ موافقت کریں یا جماعت مودودی صاحب کے ساتھ ۔کون دعوی اسلام میں صحیح ہے؟

المستفتی : سلطان ادریس باغدو شخیل تالاش ریاست دیر......۱۳۸۹ھ

الجواب: جمعیت علماء اسلام قانون شرعی کے نفاذ کیلئے کوشاں ہے لہٰذا ان کے ساتھ الحاق ضروری ہے اور باقی پارٹیاں یا تو اسلام کا نام دھوکے کیلئے لیتی ہیں اور یا دھوکہ کیلئے تو نہیں لیتی ہیں لیکن ان سے خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ماڈرن اسلام ان کی مراد ہو جیسا کہ جماعت اسلامی لہٰذا ان سے الحاق نہ کرنا ضروری ہے۔فقط

جماعت اسلامی کے غیر اسلامی خیالات سے بچنا چاہیئے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ جماعت اسلامی کو اسلامی جماعت کہنا درست ہے یا نہیں، کیونکہ اکثر اکابر اور بڑے بڑے علماء نے ان کے خیالات اور بعض غلط نظریات پر گرفت کی ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی : مولوی فضل الرحمٰن کوٹھہ صوابی مردان...... ۸/۹/۱۹۶۹ء

الجواب : مسلم لیگ ،نظام اسلام پارٹی اور جماعت اسلامی کے غیر اسلامی خیالات سے بچنا ضروری ہے نام جو بھی ہو اس پر اعتراض بے سود ہے۔فقط

جماعت اسلامی اور جمعیت العلماء میں فرق

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس وقت پاکستان میں منظم طور پر دو جماعتیں اسلامی نظام کی داعی ہیں ۔ جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی ۔ان دونوں کا آپس میں شدید

اختلاف ہے تو اب ان دونوں جماعتوں میں کس جماعت کے ساتھ تعاون اور اشتراک کرنا چاہئے اور کس جماعت کے عقائد اور نظریات اسلام اور سلف صالحین کے تعبیرات کے مطابق ہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ....نامعلوم

الجواب: ان دونوں جماعتوں میں جمعیت علماء کے عقائد اور نظریات اسلام اور سلف صالحین کے تعبیر کردہ دین کے موافق ہیں پس جمعیت العلماء کے ساتھ تعاون اور اشتراک کرنا ضروری ہے تاوقتیکہ یہ کسی خود غرض لوگوں کا آلہ کار نہ ہو اور جماعت اسلامی بدنام ہے ان کا اسلام ماڈرن اسلام ہے۔ فقط

مودودی جماعت، تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء میں کس جماعت میں کام کیا جائے

سوال: محترمی ومکرمی جناب حضرت مفتی محمد فرید صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ مولانا مودودی کی جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء اسلام کے بارے میں آپ لوگوں کی رائے کیا ہے کونسی جماعت میں کام کرنا ثواب کا کام ہے۔ بعض لوگ جماعت اسلامی کو ادخلوا فی السلم کافۃ کا مصداق بتاتے ہیں۔ ہماری رہنمائی فرمائی جائے؟

المستفتی: مولوی محمد افضل خان شاہ پور کاناسوات...... ۱۹۶۹ء/۹/۲۹

الجواب: مودودی صاحب اور اس کے (تفردات میں) ہم خیال افراد پر کفر کا شدید خطرہ ہے کیونکہ ان کے نزدیک قادیانی (لاہوری) لوگ کافر نہیں ہیں حالانکہ یہ لوگ معجزات سے منکر ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے باپ (یوسف نجار) پر قائل ہیں اور تبلیغی جماعت نیک اور باثر جماعت ہے ان میں سے بعض افراد (جو کہ معلمین اور متعلمین کو ایام شغل میں دعوت دیتے ہیں یا عیالدار محتاج کو اپنے ساتھ لینے پر مجبور کرتے ہیں) غلطی پر ہیں۔ جمعیت العلماء میں کام کرنا کار ثواب ہے (یہ علماء کا سواد اعظم ہے) اگر چہ جماعت اسلامی منتظم اور مالدار تنظیم ہے۔ ورہما از جہاں شود معدوم پس نیاید بزیر سایہ بوم .... و هو الموفق

موجودہ وقت میں اہل حق جمعیت علماء اسلام کو ووٹ دینا جہاد ہے

سوال: ووٹ دینا جائز ہے یا نہیں اور ووٹ کی حقدار کونسی پارٹی ہے جواب دیکر ممنون فرماویں؟

المستفتی: شاہ نواز ضلع دیر...... ۱۹۷۶ء/۳/۱۷

الجواب: حق اور باطل کے مقابلہ کے وقت اہل حق کو ووٹ دینا جہاد ہے موجودہ وقت میں اہل حق میں جمعیت علماء اسلام ہے البتہ جہاں جمعیت العلماء کا امیدوار نہ ہوتو وہاں جماعتی فیصلے کے مطابق عمل کرنا چاہیئے ۔ وھو الموفق

جمعیت علماء اسلام قابل اعتماد اور قابل الحاق وتعاون پارٹی ہے

سوال: آج کل پاکستان میں مختلف نظریات رکھنے والی پارٹیاں ہیں ہم لوگ اس میں حق جماعت کی تمیز نہیں کر سکتے آپ صاحب فکر اور صاحب علم لوگ ہیں لہٰذا آپ صاحبان کے نزدیک قابل اعتماد اور قابل الحاق کونسی پارٹی ہے تاکہ ہم لوگ اس میں شامل ہو جائیں؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: رحمٰن الدین ضلع دیر ملاکنڈ ڈویژن

الجواب: جمعیت علماء اسلام اکابر علماء دیوبند کی نمائندہ مذہبی وسیاسی جماعت ہے جس کا منشور قرآن وسنت کو نظام مملکت بنانا ہے اور ان کا ماضی اور تاریخی تسلسل بے داغ ہے پس جمعیت علماء اسلام جو علماء کا سواد اعظم ہے میں شمولیت، الحاق اور تعاون کرنا چاہیئے ۔ فقط

جمعیت علماء اسلام کا مقصد اور نصب العین

سوال: جو شخص جمعیت علماء اسلام کو قومی اسمبلی کا ووٹ نہ دیں تو اس شخص کا کیا حکم ہے اور دیگر پارٹیوں کو ووٹ دینے یا نہ دینے کا کیا حکم ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی: رحیم اللہ اضاخیل بالا نوشہرہ......۱۹۸۸ء/۱۱/۳

الجواب: سوائے جمعیت علماء اسلام کے دیگر پارٹیوں کا نصب العین اسلام سے متضاد ہے تو ان کا نصب العین حق ماننا اور جمعیت علماء اسلام کا نظام اور نصب العین غلط یا موجب تنزل ماننا کفر بواح ہے۔ اور ان دیگر پارٹیوں کو ووٹ دینا دین دشمنی ہے اور جب جمعیت کا امیدوار نامزد نہ ہو تو کسی کو ووٹ نہ دی جائے۔ بہر حال جمعیت علماء اسلام مکمل نظام اسلام لانا چاہتی ہے اور جماعت اسلامی پر خطرہ ہے کہ وہ ٹیڈی نظام اسلام نہ لائیں اور مسلم لیگ والے صرف اسلام کا نام باقی رکھنا چاہتے ہیں اور نیشنل اور پیپلز پارٹی اسلام کا نام بھی ختم کرنا چاہتی ہیں. وھو الموفق

پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نیشنل وغیرہ کے ساتھ اتحاد اور ان کو ووٹ دینا

سوال: پاکستان میں مختلف سیاسی پارٹیاں مثلاً پیپلز پارٹی، مسلم لیگ نیشنل پارٹی وغیرہ ہیں کسی مذہبی پارٹی کیلئے ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتحاد کرنا کیسا ہے اور ان کو ووٹ دینا کیسا ہے؟ جواب سے نوازیں؟

المستفتی: سید رحیم اللہ باچا اضاخیل بالا نوشہرہ......۱۳ر رمضان ۱۴۰۵ھ

الجواب: پیپلز پارٹی نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ کو ووٹ دینا ناجائز ہے یہ تمام کافرانہ نظام کی حامی ہیں یہ چین، روس، امریکہ کے اشاروں پر چلتی ہیں البتہ جب اسلام کے مفاد کے خاطر نصاریٰ سے اتحاد جائز ہے کما ورد فی الحدیث ﴿۱﴾ دانشور علماء (حضرت مدنی رحمہ اللہ مفتی محمود مدظلہ وغیرہ) نے اسلام کے مفاد کی خاطر ایسے اتحاد کو جائز قرار رکھا ہے ہاں ان میں ادغام بہر حال ناجائز ہے چونکہ پیپلز پارٹی نیشنل پارٹی اور مسلم لیگ کا نصب العین اور منشور اسلام سے متصادم ہے یہ لوگ سوشلزم کمیونزم (کیپٹلزم) اور سیکولرازم کے حامی ہیں جو کہ اسلام کے مخالف ہیں پس ان کو ووٹ دینا حرام اور اسلام دشمنی ہے البتہ اسلام کے مفاد کی خاطر ان سے اتحاد جائز ہے دانشور علماء مثلاً حضرت مدنی، حضرت عثمانی، مفتی محمود نے ان سے اتحاد کیا ہے اور ادغام سے اجتناب کیا ہے چونکہ موجودہ دور میں تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ پارٹیاں اہل حق کو دھوکہ دیتی ہیں خصوصاً مسلم لیگ کا دھوکہ اظہر من الشمس ہے لہٰذا حدیث لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین ﴿۲﴾ کی بنا پر ان کے ساتھ اتحاد سے انفراد اسلم ہے۔ فقط

سوشلزم کے خلاف تحریک چلانا موجب ثواب ہے

سوال: آج کل سوشلزم اور بھٹو کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اور مفتی محمود صاحب اس کی قیادت کر رہے ہیں تو شرعاً اس تحریک کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: مولوی عبدالحکیم جنڈ امیانوالی......۱۹۷۷ء

﴿۱﴾ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال حاربت النضیر و قریظة فاجلی بنی النضیر و اقر قریظة و من علیھم حتی حاربت قریظة فقتل رجالھم و قسم نساء ھم و اولادھم و اموالھم بین المسلین الا بعضھم لحقوا بالنبی ﷺ الخ (صحیح البخاری ص ۵۷۴، ج ۲ کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر)

﴿۲﴾ (صحیح البخاری ص ۹۰۵ ج ۲ کتاب الادب باب لایلدغ المؤمن جحر مرتین)

الجواب :سوشلزم اسلامی نظام سے متصادم ہے اس کے خلاف تحریک موجب ثواب ہوگا۔وھو الموفق

اسلام میں سیاسی اور معاشی زندگی کی مکمل رہنمائی موجود ہے

سوال : کیا سیاسی معاملات کے بارے میں قرآن خاموش ہے ان امور کے متعلق کیا اسلام میں ہدایات واحکام موجود ہیں نیز سوشلزم اور جمہوریت کہ ہر شخص کے واسطے ضروریات زندگی روٹی کپڑا مکان مفت،کیا اسلام میں ان امور کے متعلق کوئی پروگرام نہیں ہے۔نیز سیاسی حالات کے متعلق سوشلزم کا نظریہ اختیار کرنا کہ عقیدہ صحیح ہوتو کیا اس میں کوئی قباحت ہے؟اسلام اس کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟**بینوا بالدلیل و توجروا عندالجلیل**

المستفتی : میاں محمد دین جامعہ حنفیہ ضلع لائل پور......۱۰ر ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب :(۱)چونکہ قرآن وحدیث ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا سیاسی معاملات کے بارے میں اس کا خاموش ہونا خلاف عقل اور خلاف واقعہ ہے اس میں سیاسی معاملات کے اصول،شاہی طرز بیان سے مذکور ہیں اگر اس میں سیاست نہ ہوتی تو غیر اسلامی سیاسی جماعتوں کو شکست فاش نہ دیتا۔

(۲)اسلام میں بےکاری،فضول خرچی،حسد،حرام کاری،تعصب وغیرہ ممنوع ہیں زکواۃ،عشر،تصدق،رحم،ہمدردی وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے جس پر عمل کرنے سے اغنیاء اور فقراء دونوں اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرسکتے ہیں۔

(۳)یہ عملاً ناممکن ہے کیونکہ جاگیرداروں سے جاگیریں لینا اس وقت جائز ہے جبکہ یہ جاگیریں قدیم املاک سے غاصبانہ طور سے لئے گئے ہوں اور انگریزوں نے (مثلاً)ان جاگیرداروں کو انعامات میں دی ہوں تو اس وقت یہ جائز ہے کہ ان جاگیرداروں سے یہ جاگیریں لی جائیں اور قدیم املاک یا ان کے ورثہ کو واپس کی جائیں۔اور یہ جائز نہیں کہ سب جاگیرداروں سے جاگیریں چھین لی جائیں اور اجانب پر تقسیم کی جائیں اسی طرح سرمایہ دار زکواۃ اور عشر وغیرہ سے زائد مال کی جمع کرنے میں مجرم نہیں ہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے کہ ان کے طیب خاطر کے بغیر ان سے غاصبانہ طور سے کوئی مال لیا جائے اسی طرح کارخانوں کے املاک کا حکم ہے۔﴿۱﴾فقط

﴿۱﴾عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ. رواہ البیہقی فی شعب الایمان والدار قطنی فی المجتبیٰ
(مشکواۃ المصابیح ص ۲۵۵ جلد ۱ باب الغصب والعاریۃ)

اسلام کے اقتصادی نظام اور سوشلزم میں عملی مطابقت ممکن نہیں

سوال: محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ معرفت حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ آج کل ملک میں سوشلزم اور اسلامی سوشلزم کا نعرہ لگایا جارہا ہے۔(۱) کیا اسلام کا اپنا کوئی مستقل اقتصادی نظام ہے؟ (۲) کیا اسلام اور سوشلزم میں مطابقت ممکن ہے؟ ان دوسوالات کے جوابات ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

المستفتی: اکرام اللہ زیدہ گنج لائل پور ۱۹۷۹ء/۱/۲۶

الجواب (۱) زکواۃ وغیرہا کا نظام اسلام کا مستقل اقتصادی نظام ہے۔ ﴿۱﴾

(۲) عملی طور سے ناممکن ہے فقط

اسلامی سوشلزم، اسلامی جمہوریت، اور پاکستان صرف جاذب الفاظ ہیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ کیا اسلام میں اسلامی سوشلزم کی گنجائش موجود ہے یہاں جولوگ سوشلزم کے نعرے لگارہے ہیں تو اسے اسلامی سوشلزم قرار دیتے ہیں اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات انبیاء، فرشتوں اور قیامت کے منکر بھی نہیں بلکہ صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ بعض اشیا، کو قومی ملکیت میں لینا ہے بڑی صنعتیں، سرمایہ اور جاگیروں کو تو کیا یہ چیزیں قومی ملکیت میں لینا ناجائز ہیں اور جب اسے اسلامی سوشلزم کہا جاتا ہے تو پھر عدم جواز کی کیا وجہ ہے وضاحت سے نوازیں؟

المستفتی: امیر مقام شیر گڑھ مردان

الجواب: ابتداء سے اسلامی سوشلزم، اسلامی جمہوریت اور پاکستان وغیرہ جاذب الفاظ سے علماء کو

﴿۱﴾ عشر، خراج، جزیہ، زکواۃ، صدقات، فی خمس، ضرائب، کراء الارض، عشور، وقف، اموال فاضلہ وغیرہ اسی طرح ممنوعہ قمار، سٹہ، سود، ذخیرہ اندوزی وغیرہ اسطرح مضاربت، شرکت، بیوع، وغیرہ۔ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی فرماتے ہیں۔ ,,اسلام کا معاشی نظام،، ایک ایسے ہمہ گیر فلسفہ پر قائم ہے۔ جس کا نام اسلام ہے۔ جو عالمگیر دعوت اور ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے۔ اور دنیائے انسانی کی ,,صرف معاشی صلاح وفلاح،، کا ہی خواہشمند نہیں ہے۔ بلکہ روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی غرض ہر قسم کی دینی ودنیوی فلاح وبہبود اور رشد وہدایت کا علمبردار ہے...... اسلئے وہ ہر شعبہ زندگی کیلئے ایک ,,صالح نظام اجتماعی'' کا طالب ہے۔ اور ان ہی شعبہ ہائے زندگی کا ایک شعبہ ''صالح نظام معاشی'' بھی ہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ص ۲۶ مص حفظ الرحمن سیوہاروی)

آلہ کار بنایا جاتا ہے بعد میں علماء کو بے کار ثابت کیا جاتا ہے نیز تمام سرمایہ داروں سے سرمایہ لینا اور تمام جاگیرداروں سے جاگیر لینا اسلام میں غیر مشروع ہے اور جائز اور ناجائز میں ثبوت شرعی سے امتیاز کرنا ناممکن ہے اور یہ اہل غرض کا نصب العین بھی نہیں ہے یہ میری رائے ہے اس بارے میں آپ دوسرے سیاسی علماء (جمعیت علماء اسلام) کی طرف بھی مراجعت کریں۔فقط

سوشلزم کے حامیوں کو ووٹ دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سوشلزم کے داعی پارٹی کو ووٹ دینے والے کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا

المستفتی: فیض الرحمٰن درہ ایبٹ آباد

الجواب: اگر سوشلزم کو موجب ترقی سمجھتا ہے اور اسلام کو فرسودہ نظام تصور کرتا ہے تو اس شخص نے اپنے آپ کو خارج از اسلام کر دیا ہے اگر ڈر قومیت اور عصبیت کی بناء پر سوشلزم کو ووٹ دیتا ہے تو منافق ہے کافر نہیں۔وھو الموفق

سوشلزم کا پرچار کرنے والوں سے قتال کا مسئلہ

سوال: جب سوشلزم کفر ہے تو اس کے پرچار کرنے والوں کے ساتھ قتال کیوں ناجائز ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: مولوی عبداللہ لورالائی بلوچستان

الجواب: ہر جائز کام کیلئے جدا جدا وقت ہوتا ہے۔مصلحت اکابر کی ہدایات کی موافقت میں ہے۔وھو الموفق

سوشلزم والوں کے ساتھ قتال کے مسئلہ پر دوبارہ استفسار

سوال: آپ کے فتویٰ کی عبارت کہ ہر کام کیلئے جدا جدا وقت ہوتا ہے اور مصلحت اکابر کی ہدایات میں ہے توضیح طلب ہے؟

المستفتی: مولوی عبداللہ مدرسہ عربیہ لورالائی بلوچستان

الجواب: ان سوالات کے تفصیلی جوابات سے حسب مصالح ہم ممنوع اور معذور ہیں۔

مرزائی فرقہ سے سیاسی اتحاد، سوشلزم اور اہلِ حق علماء کی پہچان

سوال: (۱) ایک شخص مرزائیوں کے قادیانی گروہ کو تو کافر کہتا ہے مگر لاہوری گروپ کو کافر نہیں کہتا ہے اس قسم کے لوگوں سے سیاسی اتحاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص علماء حق کی نظر میں ضال اور مضل ہے۔ ان کی ایک سیاسی تنظیم ہے ملک میں اسلام نافذ کرنے کیلئے ان سے اتحاد کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ گمراہ اور گمراہ کن شخص اپنی گمراہی سے رجوع بھی نہیں کرتا تو کیا ان سے اتحاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ایک شخص گمراہ مذکور نہیں اسلام کو کامل و اکمل ضابطہ حیات سمجھتا ہے مگر غلطی سے اسلامی سوشلزم کی اصطلاح کو اسلامی مساوات کے ہم معنی قرار دیتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

(۴) مذکورہ بالا (۲) اور (۳) میں سے ایک کے ساتھ الحاق یا اتحاد کرنا ہے تو اہون البلیتین کون ہوگا بینوا و توجروا

المستفتی: محمد حمزہ نعیم ایم اے پاکستان قومی عجائب گھر محمد بن قاسم باغ کراچی نمبرا

الجواب: (۱) اس شخص پر کفر کا شدید خطرہ ہے۔ ایسا سیاسی اتحاد کرنا جس میں مرزائیوں کے اکثریت میں داخل کرنے کا حیلہ موجود ہو الحاد اور زندقہ ہے۔

(۲) ایسے فرقہ کے ساتھ علماء کا اتحاد اور ایسے فرقہ پر اعتماد کرنا خدا ترس علماء کے ساتھ مناسب نہیں ہے۔

(۳) اسلامی مساوات ایک مبہم لفظ ہے اگر اس کی ایسی تشریح کی جائے جو کہ اصولِ اسلام سے متصادم نہ ہو تو یہ مساوات قابلِ اعتراض نہیں ہے ورنہ قابلِ اعتراض ہے۔

(۴) یہاں اہون البلیتین کی صورت موجود نہیں ہے کیونکہ جمعیت علماء اسلام اہلِ حق ہیں اور مکمل نظام اسلام کے چاہنے والے ہیں اور ان کا کسی کے ساتھ اتحاد یا الحاق کرنا میرے خیال میں مضر ہے اور ان کے ساتھ ان (علماء) کے منشور پر اتحاد کرنا صحیح ہے۔ فقط

اسلام کو سوشلزم اور نبی کریم ﷺ کو سوشلزم کا علمبردار کہنا

سوال: چند عبارات پیش خدمت ہیں ان میں نبی کریم ﷺ کو بزرگ شخصیت اور آپ ﷺ کے لائے

ہوئے دین کو مکمل سوشلزم قرار دیا ہے مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اسلام اور سوشلزم کی تکمیل فرمائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر تجرد کی زندگی نہ گذارتے تو ان کی زندگی موجودہ اشتراکیت کیلئے بنیادی اصول بن سکتی تھی حج کو بھی اسلامی سوشلزم کا مظاہرہ قرار دیا ہے جن وعن الفاظ درجہ ذیل ہیں۔

(۱) افسوس ہے کہ مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے اس عظیم الشان کارنامے اور ان کے بلندترین سوشلزم کی قدر نہ کی۔ عرب کے بزرگ سوشلسٹ نے رنگ وملت کے تفرقہ کو مٹادیا۔

(۲)'' خدا تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کو بھیجا۔ انہوں نے اپنے اسلامی اصولوں سے عرب دنیا کی تمام سوسائیٹیوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا ... اگر عرب کی نئی اور پرشکوہ زندگی سوشلزم کے ذریعہ ہوتی تو تمام دنیا کی زندگی اسلام کے ذریعہ، اور سوشلزم اور اسلام کی جس نے تکمیل کی۔ وہ اس کی مسیحائی نتیجہ تھا الخ '' اس عبارت کے متعلق شریعت کا حکم کیا ہے۔

نوٹ:...... آپ صاحبان کا پہلے سے بھی فتویٰ موجود ہے کہ یہ انقلاب کمیونسٹوں کی ہے اور کمیونسٹوں کی حمایت کرنے والے بھی ان کے حکم میں ہیں۔

المستفتی: عبدالحیٔ مندوخیل ناظم مدرسہ ریاض العلوم ژوب بلوچستان ۲۷/اگست ۱۹۸۴ء

الجواب: اگر ان سوشلسٹوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ بزرگ سوشلسٹ ہیں اور اسلام بلندترین سوشلزم ہے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کا مقابلہ کیوں کرتے ہیں اور جن ممالک میں اسلام کیلئے جدوجہد کی جاتی ہو تو وہاں سوشلسٹوں کی رکاوٹوں کی کیا ضرورت ہے؟ اگر ایک آدم خور قوم محتاج انسانوں کو کہے کہ ذرومت! ہمارے پاس آجاؤ تمہارے تمام مسائل اور حوائج کا حل ہمارے پاس ہے تو کیا یہ قابل تسلیم ہوگا؟

نوٹ:...... ہم سابقہ فتویٰ کی حمایت اور تائید کرتے ہیں۔ وھو الموفق

سوشلسٹوں کو ووٹ دینا اور علماء کو گالیاں دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں (۱) کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ اسلام ہمارا

دین ہے، سوشلزم ہماری معیشت ہے، طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔

(۲) ایک آدمی سوچ سمجھ کر اس عقیدے کے پارٹی پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتا ہے۔

(۳) وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتحاد کو ووٹ دیا ہے اس کے علاوہ ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی اور بائیکاٹ کے موقع پر ان لوگوں نے بائیکاٹ نہیں کیا۔

(۴) وہ لوگ جو سوشلزم کو ووٹ دیتے ہیں اور علماء کرام کو گالیاں دیتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۵) وہ لوگ جنہوں نے ملک میں الیکشن کے موقع پر کسی پارٹی کو ووٹ نہیں دیا ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: ... کس شاہ ضلع دیر ... ۱۹۷۸/۸/۱

الجواب: (۱) واضح رہے کہ سوشلزم اسلام سے متصادم نظام ہے پس جو شخص سوشلزم کو موجب ترقی مانے اور نظام اسلام کو موجب تنزل اور ناسازگار زمانہ مانے تو وہ مسلمان نہیں ہے اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے علم اور حکمت پر اعتماد نہیں ہے۔

(۲) جس شخص نے اعتقاد سابق کی بنا پر ووٹ دیا ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے اور جس شخص نے طمع یا خوف یا قومیت کی بنا پر ووٹ دیا ہو تو وہ منافق ہے کافر نہیں ہے۔

(۳) بائیکاٹ نہ کرنا جہاد نہ کرنے کے حکم میں ہے۔

(۴) کسی عالم کو گالی دینا فسق ہے لیکن عام علماء کو گالی دینا کفر ہے درحقیقت یہ شخص علم اور دین کی اہانت کرتا ہے۔

(۵) ناواقف معذور ہے اور واقف ماخوذ ہے۔ وهو الموفق

حکومت کے ساتھ تعاون کے بارے میں استفسار

سوال: موجودہ حکومت کا نظریہ نفاذ اسلام میں مخلصانہ ہے یا غیر مخلصانہ ہم قبائل کے لوگ فکر میں ہیں کہ اس کے ساتھ تعاون کر لیا جائے یا نہیں؟

المستفتی: ملک عجب خان آفریدی درہ آدم خیل ... ۲۲/۷/۱۴۰۱ھ ... مطابق ۱۹۸۱ء

الجواب: مجھے اس میں تردد ہے کہ یہ شخص مخلص نہیں ہے یا نڈر نہیں ہے۔ فقط

قال اللّٰہ تعالیٰ ”فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طآئفۃ لیتفقھوا فی الدین “(الآیۃ)


مسائل شتّی

مسائل شتیٰ

اس باب میں وہ مختلف النوع مہم مسائل جمع کئے گئے ہیں جو حسب ضرورت حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے لکھے اور پھر یہ وقتاً فوقتاً سہ ماہی الفرید میں "دارالافتاء" کے عنوان سے شائع ہوتے رہے۔ اگرچہ ان مسائل میں بعض کا ابواب مذکورہ سے تعلق ہوگا۔ لیکن زیادہ تر غیر متعلق الابواب مسائل ہیں۔ اس لئے سہ ماہی الفرید جلد ا شمارہ ا سے لیکر جلد ۳ شمارہ ۴ تک کے مسائل کو یکجا جمع کر کے "مسائل شتیٰ" کے عنوان سے شامل فتاویٰ کیا گیا ہے۔ (از مرتب)

ختنہ میں دعوت وضیافت

سوال: ختنہ میں دعوت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ختنہ میں دعوت کرنا جائز ہے لیکن معمول نہ تھا کما فی الهندية ص ۳۴۳ جلد ۵ لا ينبغي التخلف عن اجابة الدعوة العامة كدعوة العرس والختان و نحو هما و اذا اجاب فقد فعل ما عليه يدل عليه ما في ادب المفرد قال سالم ختنى ابن عمر رضى الله عنه و نصيحا فذبح علينا كبشا فلقد را يتنا و انالنجذل به على الصبيان ان ذبح عنا كبشا (رقم حديث: ۱۲۴۶) اور معمول نہ ہونے پر حدیث مسند امام احمد دال ہے وليمة الختان لم يكن يدعى لها

مردہ کا چہرہ دیکھنا جائز ہے

سوال: مردہ کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: مردہ کا دیکھنا جائز ہے کما فی الهندية ص ۱۵۳ جلد ۵ . لاباس بان يرفع ستر الميت ليرى وجهه وان يكره ذالک بعد الدفن وقد ورد في الحديث ان النبي ﷺ راى وجه عثمان بن مظعون و رأى ابو بكر رضى الله عنه وجه النبي ﷺ و قبله (رواه البخاري)

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا بہتر ہے

سوال: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ثابت ہے یا ایک ہاتھ سے؟

الجواب: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے بہتر ہے کما فی الهندية صفحه ۳۶۹ جلد۵ وتجوز المصافحة والسنة فيها ان يضع يديه على يديه من غير حائل من ثوب وغيره. (كذا فی خزانة الفتاوی) و صافح حماد بن زيد ابن المبارک بيديه بخاری جلد ۲ ص ۹۲۶

دعوت کھانے کے بعد دعا کرنا

سوال: دعوت کھانے کے بعد دعا کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: جائز ہے کما فی الهندية ص ۳۴۳ جلد ۵ فان كان صائما اجاب و دعا وان لم يكن صائما اكل و دعا و فی سنن الدارمی جلد ۲ ص ۲۱ فلما طعموا دعا ﷺ لهم فقال اللهم اغفر لهم وارحمهم و بارک لهم فی رزقهم.

روزہ کی حالت میں قے کرنے کا مسئلہ

سوال: اگر روزے کی حالت میں منہ بھر کر قے آ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں اور اگر قصداً کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب: خود بخود قے آنا مفسد صوم نہیں اگرچہ منہ بھر کر ہو اور استقاء یعنی زور سے قے لانا مفسد صوم ہے جبکہ منہ بھر کر ہو۔ قال رسول الله ﷺ من ذرعه القی و هو صائم فليس عليه القضاء. ومن استقاء عمدا فليقض. رواه الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجه و فی الدر المختار علی رد المحتار جلد ۲ ص ۱۴۴ طبع الحلبی وان ذرعه القی و خرج ولم يعد لا يفطر مطلقا ملأ اولا وان استقاء عامدا ای متذكرا الصومه ان كان ملأ الفم مفسدا بالاجماع.

نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا

سوال: نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا ممنوع ہے یا مشروع؟

الجواب: صفوف میں کھڑے ہوکر دعا کرنا ممنوع ہے اور صفوف شکستہ کرنے کے بعد مشروع ہے اکثر فقہاء اور مفسرین نے دلیل ذکر نہیں کیا ہے **لا یدعوا قائما اور لا یقوم بالدعا** کہا ہے۔ اور بعض نے تکرار جنازہ سے تعبیر کیا ہے۔ اور بعض نے زیادت علی الجنازۃ سے تعلیل کیا ہے۔ اور یہ منکرات اس وقت لازم ہوتے ہیں جبکہ قیام کی حالت میں دعا کی جائے اور جب شکستگی صفوف کے بعد ہو یا بیٹھنے کے بعد ہو تو کوئی منکر لازم نہیں آتا ہے۔ البتہ اس سے حدیث میں نہی وارد نہیں ہے۔ تو یہ مباح ہوگا نہ کہ مسنون۔

شادی کرنے کے بعد ولیمہ سنت اور قبل مباح ہے

سوال: اگر شادی کرنے سے قبل ولیمہ کیا جائے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب: شادی کے بعد ولیمہ کرنا سنت اور عبادت ہے اور شادی سے قبل نہ سنت ہے اور نہ عبادت ہے بلکہ مباح اور جائز ہے صرف دعوت کی اجابت ہے لفوات الوقت۔ و نظیرہ ذبح الاضاحی قبل صلاۃ العید کما فی البخاری باب الاکل یوم النحر . ص ۱۳۱ فذبحت شاتی و تغدیت قبل ان آتی الصلاۃ قال شاتک شاۃ لحم . یعنی یہ عبادت نہ رہی گوشت رہا۔

چرم قربانی کی قیمت مساجد پر خرچ کرنا

سوال: قربانی کے چمڑوں کی قیمت مساجد پر صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: ہندی مشائخ کے نزدیک ناجائز ہے کما فی الھندیۃ ص ۳۰۱ جلد ۵ ولایبیعہ بالدراھم لینفق الدراھم علی نفسہ و عیالہ . لو باعھا بالدراھم یتصدق بھا لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبین قالوا و التصدق ھو التملیک . اور افغانی مشائخ کے نزدیک یہ صرف جائز ہے و ھو المختار بدلیل التعلیل الزیلعی لانہ قربۃ ای التصدق بالدراھم کالتصدق

بالجلود . یعنی مقصود قربت ہے وہ دراہم دینے میں موجود ہے جیسا کہ چمڑوں کے دینے میں موجود ہے۔قربت تملیک اور اباحت سب میں موجود ہے و نظیره جلود الهدايا و الضحا يا فيها الاباحة العامة دون التمليک سلفا و خلفا.

جائز کلمات والے تعویذات حدیث سے ثابت ہیں

سوال: دردسر ونظر بد سے حفاظت کی تعویذات جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب: جائز کلمات کے لکھے ہوئے تعویذات جائز ہیں سلفاً اور خلفاً لکھے جاتے ہیں۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تعویذ لکھنا ثابت ہے کما فی ابی داؤد باب کیف الرقیٰ کان عبدالله بن عمر يعلمهن من عقل من بنيه و من لم يعقل كتبه فاعلقه عليه اور شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ انور شاہ صاحب وغیرہم نے اپنے تصنیفات میں شائع کئے ہیں اور حدیث میں جو(ان الرقیٰ و التمائم والتولة شرک)وارد ہے تو تمائم سے مراد(دانے)(مشکنی در زبان پشتو)قالوا ريد بها الخزرات اللتی تعلق النساء فی اعناق الاولاد علی ظن انها توثرة و تدفع العين اور ناجائز کلمات سے لکھے ہوئے تعویذات خزرات کے حکم میں ہیں جیسا کہ رقی سے مراد ناجائز رقی ہے۔

نکاح بغیر خطبہ کے بھی صحیح ہے

سوال: نکاح بغیر خطبہ کے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: نکاح میں خطبہ مسنون ہے واجب نہیں ہے لما روی ابو داؤد خطبت الی النبی ﷺ امامة بنت عبد المطلب فانكحنی من غير ان يتشهد. ابوداود ص ۲۹۲ جلد ۱ و رواه البخاری فی تاريخه الكبير .

نکاح میں خطبہ مقدم پڑھا جائیگا

سوال: خطبہ مقدم پڑھے گا یا مؤخر؟

الجواب: مقدم پڑھا جائے گا لـماروی الدارمی ثم یتکلم لحاجته وفی شرح التنویر و یندب اعلانه و تقدیم خطبة فی اول النکاح .

نکاح میں ایجاب وقبول ایک دفعہ کافی ہے

سوال: عقد نکاح کے وقت ایجاب وقبول تین دفعہ مکرر کہے جائیں گے یا ایک دفعہ کافی ہے؟

الجواب: تین دفعہ تکرار منصوص نہیں ہے۔ بلکہ موہم ہے جبکہ ایک دفعہ ایجاب، وقبول کے بعد عارض پیش آئے تو عوام کہتے ہیں کہ یہ نکاح پختہ نہیں ہے جیسا کہ ایک یا دو سے طلاق پختہ نہیں ہوتا ہے۔

مہر مقرر کرنے اور ایجاب وقبول کا تلازم

سوال: بعض بلاد میں صرف مہر طے کیا جاتا ہے ایجاب وقبول سے نکاح کی مجلس خالی ہوتی ہے؟ کیا یہ صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب: جب خاطبین اور اولیاء بولیں کہ لڑکی فلاں لڑکے کیلئے ایک لاکھ پر کیا گواہوں کے روبرو تو نکاح صحیح ہے کما فی الهندية ص ۲۷۱ جلد ۱ فینعقد بلفظ الهبة و کذا بلفظ الجعل علی الصحیح کذا فی العینی .

حافظ کا تراویح میں ختم قرآن پر رقم لینا

سوال: حافظ کو تراویح میں ختم قرآن کے بعد جو رقم دی جاتی ہے۔ اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: رقم لینا دینا جائز ہے کیونکہ اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں نماز سے خارج رمضان میں ختم قرآن کرے تو وہ کسی رقم کا مستحق شمار نہیں ہوتا ہے نیز اگر فرائض میں ختم کرے تو اس رقم کا مستحق نہیں ہوتا ہے بلکہ جب تراویح میں امام بنے اور تمام قرآن کا ختم کرے تو مستحق شمار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ رقم امامت مخصوصہ کا معاوضہ ہے جب رکن قراءۃ تمام قرآن ہو مثلاً جو شخص جب صرف جمعہ کے دن کا امام بنے کہ فجر میں الم اور سورۃ دھر پڑھے اور نماز جمعہ میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھے ولا حرج فیه .

مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا

سوال: مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مقبرہ میں دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جائز ہے لحدیث مسلم جاء النبی ﷺ البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات ثم انحرف ص ۳۱۲ جلد ۱ پس ہاتھ اٹھانا جائز ہے البتہ اگر غیر اللہ سے طلب کا موہم ہو تو ہاتھ نہ اٹھائے جائیں گے۔

دعا بعد السنّت کو بدعت کہنا غباوت یا غوایت ہے

سوال: بعض لوگ سنت کے بعد دعا کو بدعت کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب: احناف کے نزدیک دعا سنت کے بعد افضل ہے قال صاحب البحر لاکن عندنا السنة مقدمة علی الدعاء الذی هو عقب الفراغ ص ۳۰۴ جلد ۱ قال صاحب الخلاصة بعد الفریضة الاشتغال با لسنة اولی من الاشتغال بالدعا ص ۹۵ جلد ۱ وفی الاشباه و النظائر ص ۱۲۷ الاشتغال بالسنة عقیب الفرض افضل من الدعا و فی البزازیة علی هامش الهندیة ص ۳۸۰ والاشتغال باداء السنة اولی من الدعا و فی شرح شرعة الاسلام و یغتنم الدعا بعد المکتوبة قبل السنة علی ما روی البقالی من ان الا فضل ان یشتغل بالدعاء ثم بالسنة و بعد السنن والا وراد علی ما روی عن غیره و هو المشهور المعمول به فی زماننا . و اشار الیه علامه شامی و ابن الهمام۔ تو دعا بعد السنۃ کو بدعت کہنا غباوت یا غوایت ہے۔

مسافر کے مقیم کی اقتداء میں نیت رکعات کا مسئلہ

سوال: مسافر مقیم کے پیچھے رباعی نماز میں کتنے رکعات کی اقتداء کی نیت کرے گا؟

الجواب: برجندی کے نزدیک فرض مطلق کی نیت بلاتعین رکعات کے کرے گا۔ اور جامع الرموز کے نزدیک دو رکعت کی نیت کرے گا اور ہمارے شیخ غور غشتوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ چار رکعت کی نیت کرے۔

کیونکہ امامت کی نیت تکبیر تحریمہ سے قبل صحیح ہے لانــه بشــرف ان یکون اماما تو چار کی نیت بھی صحیح لانــه بشرف ان تکون صلاته اربعا۔

دوران سفر سنتوں کے ترک یا ادا کرنے کا مسئلہ

سوال: حالت سفر میں سنت ترک کریں یا ادا کریں؟

الـجـواب: مختار یہ ہے کہ خوف کے وقت سنت ترک کرے اور امن وقرار کے وقت ادا کرے والمختار ان لایاتی بها فی حال الخوف و یاتی بها حالة القرار والا من هکذا فی الوجیز للکردی هندیه ص ۱۳۹ جلد ۱ .

سنت فجر طلوع شمس کے بعد ادا کئے جائینگے

سوال: اگر سنت فجر رہ جائیں تو فرض کے بعد ادا کئے جائیں گے یا طلوع شمس کے بعد؟

الـجـواب: انکا فرض کے بعد ادا کرنا منع ہے اور طلوع شمس کے بعد ادا کرنا امام محمد نے مختار کیا ہے کیونکہ روایات میں صبح اور عصر کے بعد نماز ممنوع اور محرم ہے اور جس حدیث سے قضاء فرض کے بعد ثابت کیا جاتا ہے وہ منقطع ہے محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمر سے سماع نہیں کیا ہے اور یہ حدیث محلی میں مروی ہے اس کے سند میں حسن بن ذکوان ہے جو کہ ضعیف ہونے کے علاوہ قدری بھی ہے اور جو حدیث ابن مندہ وغیرہ نے متصل ذکر کیا ہے تو حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غریب و تفرد به اسد موصولا .

نماز جمعہ سے قبل چار رکعت سنت حدیث سے ثابت ہیں

سوال: بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ سے قبل سنن نہیں ہیں پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ کرام نے یہ سنن نہیں پڑھے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الـجـواب: نبی علیہ السلام زوال کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے (ترمذی) حضور علیہ السلام نماز جمعہ سے قبل اور بعد چار چار رکعت پڑھتے تھے (طبرانی فی معجم الوسط مصنف عبد الرزاق وروی

الترمذی عن عبدالله بن مسعود موقوفا)اوربعض علماء کی دلیل ان کے علم پرموقوف ہے۔

مستدل حدیث ثابتہ ہے نہ کہ حدیث بخاری شریف

سوال:اہل حدیث کہتے ہیں کہ ہمارے حدیث بخاری شریف کے ہیں جواصح الکتب ہےاورتمہارے دلائل ابن ابی شیبہ وغیرہ کے ہیں جوضعاف وغیرہا پر مشتمل ہیں؟

الجواب: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پائے کے محدث ہیں اورصحیح بخاری اصح الکتب ہےامام بخاری خیر القرون سے خارج ہیں اتباع تابعین کے شاگرد ہیں اورصحیح بخاری کواصح کہنے والا کوئی شرالقرون کاامام ہے نہ صحابی ہے نہ تابعی ہےتو یہ کلام کسی پر حجت نہیں ہے نیز دلیل حدیث ثابتہ ہے نہ کہ حدیث بخاری جب بخاری کےاحادیث کے درمیان تعارض ہومثلاً جلسہ استراحت ص ۱۱۳میں مسنون ہوناوارد ہےاور کتاب الایمان والنذور ص ۹۸۶ میں جلسہ استراحت کا عدم ہونا مروی ہے حیث قال ثم ارفع حتی تستوی قائما اول حدیث فعل رسول ہےاور دوسرا مقام تعلیم میں مذکور ہےاورمقام تعلیم راجح ہےتواس میں راجح مرجوح موجود ہیں اورقرآن مجید اصح الکتب ہےاس میں ناسخ منسوخ ہوتے ہیں تواگرایک حدیث اصح سنداًہواوراس کا معارض اصح سنداً نہ ہواورناسخ ہومثلاً احادیث رفع الیدین،احادیث قراءت خلف الامام تواس میں استبعاد کیا ہے۔

برہنہ سرنماز پڑھنا مکروہ اورخلاف سنت ہے

سوال:برہنہ سرنماز پڑھناجائزہے یاناجائز؟

الجواب:بغیراحرام کے مرد کیلئے برہنہ سرنماز پڑھنامکروہ اورخلاف سنت ہے۔خواہ تکاسل (سستی) کی وجہ سے ہو یابالوں کی زینت کیلئے ہو یا بے اہتمامی کی وجہ سے ہو کہ یہ کوئی فرض واجب نہیں ہے یا ٹوپیوں کے میل کچیل اورکٹے پھٹے ہونے کی وجہ سے ہو کما فی شرح التنویر و صلاته حاسرا رأسه للتكاسل۔ جیسا کہ میلے کچیلے اورکٹے پھٹے کپڑوں میں نمازمکروہ تنزیہی ہے کما فی شرح التنویر صلاته فی ثیاب بذلة و مهنة .ای بما یلبسه فی بیته ولا یذهب به الی الاکابر والظاهر ان الکراهیة تنزیهیة .

جیسا کہ دیگر عمدہ کپڑوں کی عدم موجودگی میں برہنہ تن نماز نہ پڑھے گا تو دیگر عمدہ ٹوپیوں کی عدم موجودگی میں برہنہ سر نماز نہ پڑھے گا۔

ڈرائیور کی اپنی سواری کو غیر عمدی طور سے ہلاک کرنا قتل سببی ہے

سوال: جب ڈرائیور اپنی سواریوں کو غیر عمدی طور سے ہلاک کرے تو اس میں دیت واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل سببی ہے لہذا اسمیں دیت واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

ڈرائیور کی اپنی سواری کے علاوہ اور کسی کو ہلاک کرنا قتل جار مجرائے خطاء ہے

سوال: جب ڈرائیور سے اپنے سواریوں کے علاوہ دیگر اشخاص ہلاک ہوں تو اس میں دیت اور کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل جاری مجرائے خطا ہے لہذا اس میں دیت اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

دو گاڑیوں کا ایکسیڈنٹ جانبین سے قتل سببی ہے

سوال: جب ڈرائیور دوسرے ڈرائیور کے ساتھ ایکسیڈنٹ کرے تو اس کے ہلاک شدگان کا کیا حکم ہے؟

الجواب: یہ جانبین سے قتل سببی ہے اسمیں دیت واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہے۔

تعزیت کیلئے جانا اور تین دن تک تعزیت کیلئے بیٹھنا

سوال: تعزیت جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: جائز ہے بنابر حدیث ابن ماجه و الترمذی اور تین دن تک بیٹھنا جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے۔

میت کا قبر میں روبقبلہ دفنانا

سوال: مردہ کو ایسا دفنانا کہ اس کا سر شمال کی طرف ہو اور پاؤں جنوب کی طرف اور سینہ قبلہ کی طرف اس

پر کیا دلیل ہے؟

الجواب: اس پر دلیل تعامل امت ہے روی المحدثون عن ابن مسعود موقوفا ما رأی المؤمنون حسنا فھو عندالله حسن . جعله الامام محمد مرفوعا فی بلاغاته اوراہل حدیث ﷺ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

مسجد میں میت کا اعلان

سوال: مسجد میں کسی کے موت کا اعلان کرنا ممنوع ہے یا مشروع ہے؟

الجواب: مسجد میں یہ اعلان جائز ہے پیغمبر ﷺ نے نجاشی کے موت کا اعلان مسجد میں کیا تھا خرج به العینی فی شرح البخاری ص ۲۲ جلد ۴ اورواقدی سے ص ۲۵ پر مروی ہے انه علیه السلام علی المنبرو اخبر عن موت امراء موته.

مطلقہ مغلظہ غیر مدخول بہا کی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کا مسئلہ

سوال: جب عورت غیر مدخول بہا کو تین طلاق ایک لفظ سے دیئے جائیں تو کیا اس میں حلالہ ضروری ہے؟

الجواب: یہ عورت بغیر حلالہ کے منکوحہ ہوسکتی ہے کما فی معین الحکام ص ۳۲۹ و فی المشکلات من طلق امرته الغیر المدخول بھا ثلاثا فله ان یتزوج بھا بلا تحلیل و اما قوله تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره فی حق المدخول بھا .انتھیٰ قلت المذکور سابقا طلاق المدخول بھا لان الامساک والرجوع یکون فی المدخول بھا بخلاف الغیر المدخول بھا لعدم صحة الا مساک والرجوع فیھا .ابن الہمام وغیرہ کا اس مسئلہ میں کلام ہے۔

حائضہ، نابالغ اورنومسلم کا عجیب مسئلہ

سوال: جو حائضہ چار منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزار دیں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ ابھی نہا کر پوری چار رکعات پڑھے۔ اور جب نابالغ مسافر دو منزل قطع کرنے کے بعد بالغ

ہوجائے وہ بھی اتمام کرے اور جب کافر دومنزل کے بعد مسلمان ہوجائے وہ قصر کریگا. فما وجه الفرق بينهما .

الجواب: چونکہ حائضہ سے نماز ساقط ہے تو گویا کہ یہ مسافرہ نہیں ہے۔ اور جس وقت سے ادا کی اہل ہوئی اسی وقت سے اعتبار ہوگا اور جس وقت نابالغ بالغ ہوا تو اسی وقت سے مکلف ہوا۔ بخلاف کافر کے کہ اسکی نیت معتبر ہے. فليراجع الى شرح التنوير والدرر قبيل باب الجمعة .

''ض'' کا لہجہ مشابہ ''با لظاء'' یا ''با لدال''

سوال: ''ض'' کونسے لہجہ میں پڑھا جائیگا۔ ظواد سے یا دواد سے؟

الجواب: اس حرف کے مخرج اور صفات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ صوت اور لہجہ میں اختلاف ہے بعض قراء ظواد پڑھتے ہیں کہ یہ حرف ظاء کو بہت قریب ہے صرف مخرج اور استطالہ میں فرق ہے۔ لیکن امام سیرافی ظاء اوربین الضاد والظاء کو ضاد ضعیفہ بولتے ہیں كما فى الرضى شرح الشافيه صفحه ۳۷۸ قوله الضاد ضعيفة قال السيرافى انها فى لغت قوم ليس فى لغتهم ضاد فاذا احتاجوا الى التكلم بها فى العربية اعتاصت عليهم فربما اخرجوها ظا اخراجهم ايا ها من طرف اللسان و اطراف الثنايا و ربما تكلفوا اخراجها من مخرج الضاد فلم ينأت لهم فخرجت بين الضاد و الظاء. پس اس حرف کا لہجہ نہ ظاء ہے اور نہ مابین الظاء و الضاد ہے۔

اصلی صوت ان سے علاوہ ہے علماء مصریین اور دیہات عرب کا لہجہ درست ہے جو نہ ظاء ہے اور نہ مشابہ با لظاء ہے۔ البتہ اسکا ظاء سے صرف استطالہ میں فرق ہے لیکن اس سے تشابه فى الصوت لازم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ طاء اور دال میں صرف اطباق میں فرق ہے . كما فى منح الفكريه . شرح مقدمة الجزريه . صفحه ۲۹ . قال الرمانى وغيره لو لا الاطباق لصارت الطاء دالاً لانه ليس بينهما فرق الا الاطباق۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ دال طاء سے مشابه فى الصوت ہو۔

انگلینڈ میں سود سے مکان کرایہ پر لینا یا خریدنا

سوال: انگلینڈ میں کبھی مکان خریدا جاتا ہے اور کبھی کرایہ پر لیا جاتا ہے تو مسلمان سے اصل زر مع سود کے وصول کیا جاتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

الجواب: یہ جائز ہے ولا بین حربی ومسلم مستأمن ولو بعقد فاسد او قمار ۔شرح التنویر صفحہ ۱۸۲ ۔

جہاد اور دہشت گردی میں فرق

سوال: کیا دہشت گردی اور جہاد ایک چیز ہے؟

الجواب: جہاد ایک مقدس عبادت ہے جو کہ فساد کے انسداد کیلئے شرعاً مفروض کیا گیا ہے۔ اور امریکہ اور اس کے ہم خیال لوگ جہاد، مدارس اور طالبان کو بدنام کرنے کیلئے اس کو غلط نام سے ذکر کرتے ہیں۔ لیکن ان کے ناکامی انکی اپنی دہشت گردی سے معلوم ہے۔

تعزیت کے وقت دعا میں ہاتھ اٹھانا

سوال: کیا تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھانا مباح ہے یا مکروہ ہے؟

الجواب: افغانی بلاد میں تعزیت کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اور یہ ایک مباح امر ہے۔ مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ جس امر کے متعلق پیغمبر علیہ السلام سے نہی وارد نہ ہو وہ بدعت اور مکروہ نہیں ہوتا ہے البتہ وہ محبوب نہیں ہوتا ہے ۔ کما فی الاحیاء ص ۱۳۳ اذا لم یرد فیہ نہی فلا ینبغی ان یسمیٰ بدعۃ و مکروھا ولکنہ ترک الاحب وقال الشافعی رحمہ اللہ ماخالف الکتاب و السنۃ والاثر والاجماع فھو ضلالۃ . وما احدث من الخیر مما لایخالف شیئاً من ذلک فلیس بمذموم .

تحریم حلال قسم ہے

سوال: حلال کی تحریم قسم ہے یا نہیں اس میں کفارہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب :تحریم حلال قسم ہے اور اس میں کفارہ واجب ہے. تحریم الحلال یمین کذا فی الخلاصة فمن حرم علی نفسه شیئا مما یملکه لم یصر محرماً ثم اذا فعل مما حرمه قلیلا او کثیرا حنث ووجبت الکفارة کذا فی الهدایة .

جبر واکراہ سے طلاق کا وقوع

سوال :اگر دشمن کسی شخص پر جبر واکراہ سے طلاق دلوائے تو وہ منظور ہے یا نامنظور ہے؟

الجواب: احناف کے نزدیک یہ طلاق منظور ہے۔(۱) جس طرح ہزل سے سبب ارادۃ موجود ہوتا ہے اور مسبب کے ترتب پر راضی نہیں ہوتا ہے۔اسی طرح اکراہ سے سبب ارادہ موجود ہوتا ہے۔اور مسبب کے ترتب پر راضی نہیں ہوتا ہے. کما فی الحدیث ثلاثة . جدهن جد و هزلهن جد . النکاح والطلاق والرجعة پس طلاق واقع ہوگا۔(۲) نیز امام عقیلی نے صفوان بن عمران الطائی رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا ہے۔کہ پیغمبر ﷺ نے طلاق زوج مکروہ کو نافذ کیا جس پر زوج نے اکراہ کیا تھا۔(۳) نیز عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخراج کیا ہے۔کہ اس نے طلاق مکروہ کو نافذ کیا ہے۔(۴) نیز اس میں زوج کا قتل سے بچاؤ ہے۔ اگر دشمن کو یہ معلوم ہو کہ طلاق نافذ نہیں ہوتا ہے تو زوج کو قتل کریگا۔کیونکہ زوجہ کی آزادی صرف اسی میں ہے۔اور جس حدیث میں وارد ہے لاطلاق ولا اعتاق فی اغلاق۔تو مراد اس سے غضب ہے نہ اکراہ . کما فی ابی داؤد اور محتمل ہے نہ کہ صریح۔

درخت کے جڑوں سے پیدا ہونے والے درخت بونے والے کے ہونگے

سوال : درختوں کے کاٹنے کے بعد ان کے جڑوں سے جب دیگر درخت پیدا ہونگے وہ کس کے ہونگے ؟

الجواب: یہ دیگر درخت غارس (بونے والے) کے ہونگے کما فی الهندیه ص ۴۷۴ جلد ۲ .

ولو قطعها فنبتت من عروقها اشجار فهی للغارس کذا فی فتح القدیر .

مسجد و مدرسہ مال کے مالک ہیں لیکن اس پر زکواۃ نہیں

سوال: جب مسجد کو یا مدرسہ کو اموال دیئے جائیں وہ مالک ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اوران اموال میں زکواۃ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: قیم اور مہتمم کو دینے سے مسجد اور مدرسہ مالک ہوجاتے ہیں۔ کما فی الھندیہ ص ۴۶۰ جلد ۲۔ ولو قال وھبت داری للمسجد واعطیتھا لہ صح۔ و یکون تملیکا فیشترط التسلیم کما لوقال وقفت ھذہ المأۃ للمسجد یصح بطریق التملیک اذا سلمہ للقیم کذا فی الفتاوی العتابیۃ۔ اور چونکہ ان میں شرط موجود نہیں ہے لہذا ان میں زکواۃ واجب نہیں ہے۔ کما فی شرح التنویر و شوط افتراضھا عقل و بلوغ واسلام وحریۃ والعلم بہ۔

تین طلاق دینے کی لاعلمی میں بچہ پیدا ہوکر ثابت النسب ہوگا

سوال: اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاق دیوے اور زوجین کی لاعلمی کی وجہ سے حلالہ کے بغیر ان کا بچہ پیدا ہوتو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں؟

الجواب: یہ بچہ ثابت النسب ہوگا کما فی الھندیۃ ص ۵۴۰ جلد ۱ و لو طلقھا ثلاثا ثم تزوجھا قبل ان تنکح زوجا غیرہ فجاءت منہ بولد و لا یعلمان بفساد النکاح فالنسب ثابت و ان کانا یعلمان بفساد النکاح یثبت النسب ایضا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ کذا فی التتارخانیہ۔

طلاق رجعی میں عدت کے دوران زوج فوت ہوکر عدت وفات شروع ہوگا

سوال: زوج نے زوجہ کو طلاق رجعی دیا اور ایک دن کم تین حیض گذرنے کے بعد زوج مرگیا تو یہ عورت عدت وفات شروع کریگی یا عدت طلاق پوری کرے گی؟

الجواب: یہ عورت عدت وفات شروع کریگی فی الھندیۃ رجل طلق امرئتہ طلاقا رجعیا فاعتدت بثلاث حیض الایوما فمات الزوج یلزمھا اربعۃ اشھر و عشر کذا فی غایۃ البیان۔

اسفار فجر میں رمضان کا استثناء نہیں ہیں

سوال: بعض بلاد میں نماز فجر ماہ رمضان میں اسفار سے قبل اول وقت میں ادا کرتے ہیں کیا یہ بہتر ہے؟

الجواب: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے ہر زمان میں اسفار بہتر ہے فقہاء کرام نے رمضان کا استثناء نہیں کیا ہے و ماورواہ البخاری ان الفضل بین السحور و قیام الصلاۃ قدر خمسین او ستین آیۃ و ایضا روی ان بین الفراغ من السحور و بین الدخول فی الصلاۃ قدر ان یقرء الرجل خمسین آیۃ فھو اشارۃ الی تعجیل اقامۃ الصلاۃ علی ان الآیۃ فی الحدیث المذکور تحتمل الطویلۃ والقصیرۃ و تحتمل القراءۃ بالترتیل و بالاسراع .

زندہ جانور یا قیمت کوصدقہ کرنے سے ذمہ قربانی سے فارغ نہیں ہوتا

سوال: اگر ایک شخص قربانی کے دن زندہ جانور کو یا اس کی قیمت کو تصدق کرے اس سے ذمہ فارغ ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اس سے ذمہ فارغ نہیں ہوتا ہے کما فی البدائع ص ۶۲ جلد ۵ و منھا ان لا یقوم غیرھا مقامھا حتی لو تصدق بعین الشاۃ او قیمتھا فی الوقت لا یجزیہ عن الاضحیۃ لان الوجوب تعلق بالاراقۃ.

دودھ کیلئے بھینس یا گائے کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہو تو قربانی واجب ہے

سوال: ایک شخص کے پاس ایک گائے یا ایک بھینس ہے اور عوامل سے نہیں ہے مثلا دودھ کیلئے ہے اور اس کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہے یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کو یا چھ ہزار تین سو روپے کو تو اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: اس پر قربانی واجب ہے یہ شخص صاحب نصاب ہے کما فی الھندیۃ جلد ۵ ص ۲۹۳ والزارع بثورین و آلۃ الفدان لیس بغنی و ببقرۃ واحدۃ غنی.

فلاں کے گھر جانے سے معلق طلاق موت کے بعد معلق نہیں رہتی

سوال : زوج نے بیوی سے کہا کہ تم فلاں کے گھر گئی تو تم کو طلاق ہوگی۔ اب یہ عورت فلاں کے گھر موت کے بعد داخل ہوئی۔ کیا طلاق واقع ہوگی؟

الجواب: عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی اس فلاں پر دین مستغرق ہو یا نہ ہو کما فی البزازیه علی هامش الهندیه (ص ۳۲۱ ج ۴)ان دخلت دار فلان فا نت كذا فمات فد خلت الدار ان لم يكن على دين مستغرق لا يحنث لانتقال ملكه. وان كان فا لفتوى على انه لا يحنث ايضا.

مردار گوشت کے پاس بلی لائی جائیگی نہ بالعکس

سوال: مردار جانور کا گوشت بلی وغیرہ کے لیے گھر لایا جائیگا یا بلی وغیرہ مردار کے پاس لائی جائیگی؟

الجواب: بلی اس مردار کے پاس لائی جائیگی نہ بالعکس۔ کما فی البزازیه علی هامش الهند یه (ص ۸۲ ج ۴)ولا يحمل الجيفة الى الهرة ويحمل الهرة الى ا لجيفة.

اجیر مستأجر مالک کو اجارے پر نہیں دے سکتا

سوال: کیا اجیر مالک کو مستاجر اجارے پر دے سکتا ہے؟

الجواب : اجیر یہ چیز مالک کو اجارہ پر نہیں دے سکتا ہے خواہ ثالث متوسطہ ہو یا نہ ہو۔ كما فی الهندیه (ص ۴۶۵ ج ۴)ان المستاجر لو اجره من المواجر لا يصح تخلل الثالث اولا. وبه عامة المشائخ .وهو الصحيح و عليه الفتوى كذافي الوجيز للكردى .

زراعت پر آفت کی صورت میں اجرت کا مسئلہ

سوال: اگر زراعت کے بعد آفت آجائے تو مستاجر سے بدل اجارہ ساقط ہوگا یا نہ؟

الجواب: ماضی کی اجرت ثابت ہوگی اور باقی کی اجرت ساقط ہوگی کما فی الهندیه اذا استاجر ارضا للزراعة فا صطلمه آفة كان عليه اجرما مضى وسقط عنه اجر مابقى لمدته بعد الاصطلاح .

آیت طویلہ نصف ایک رکعت میں نصف دوسری رکعت میں پڑھنا

سوال: ایک رکعت میں نصف آیت پڑھے اور نصف دوسری رکعت میں پڑھے تو کیا یہ نماز درست ہوگی؟

الجواب: یہ نماز درست ہوگی کما فی الدر المختار ص ۳۹۷ جلد ۱ ولو قرء آیة طویلة فی الرکعتین فالا صح الصحة اتفاقا لانه یزید علی ثلاث آیات قصار قاله الحلبی.

قصیدہ "بدء الامالی" کے ایک شعر کی وضاحت

سوال: قصیدة بدء الامالی کے اس بیت کا کیا مطلب ہے؟

و رب العرش فوق العرش لٰکن .... بلاوصف التمکن واتصالی

الجواب: یہی جمہور کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے متعلق دو آیات ہمیشہ کے لئے مستحضر رکھے جائیں گے۔ "اللہ الصمد" اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی قسم کی احتیاج نہیں رکھتا ہے" لیس کمثله شئی "اس کی طرح کوئی چیز نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی عرش پر فوقیت نصوص کی بنا پر حاصل ہے یہی امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی امام احمد کا قول ہے اور یہی مروی ہے امام مزنی، امام ابوحاتم، امام ذہبی، امام قتیبہ، امام سراج الدین حنفی اور امام ابن الہمام اور امام عبدالعزیز وغیرہم سے اور جس حدیث میں وارد ہے کہ "کان الله و لم یکن شئ "وہ ظاہر پر محمول ہے اور جن نصوص میں" علی العرش استویٰ " ثابت ہے تو استواء معلوم ہے مجہول نہیں ہے اور اس کی کیفیت نامعلوم ہے متشابہات سے ہے۔" ای استواء منزه عن التمکن والاستقرار . و انه فوق العرش و مع ذالک هو قریب من کل موجود و هو اقرب من حبل الورید و لا یماثل قربا قرب الاجسام "اور جس حدیث میں" نزول الی السماء "وارد ہے تو ایک توجیہ کی بناء پر یہ تجلی ہے اور جہاں یہ وارد ہے" وهو معکم این ماکنتم "تو یا مراد اس سے معیت علماً و قدرةً وعوناً اور یا مراد معیت ذاتی ہے کما یلیق به تعالیٰ لا من حیث التمکن و المماسة والمحاذاة . و یشیر الیها کلام اهل الفن.

دیوار سے گولی ٹکرا کر کسی کا قتل ہونا قتل خطاء ہے

سوال: اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو گولی سے مارے لیکن گولی دیوار وغیرہ پر لگے اور واپس ہو کر اس دوسرے شخص کو قتل کرے تو اس میں قصاص واجب ہے یا نہیں؟

الجواب: چونکہ یہ قتل خطأ ہے اس لئے اس میں قصاص واجب نہیں ہے کما فی الھندیہ ص ۳ جلد ۲ . رجل رمی انسانا بسھم فاخطاء فاصاب السھم حائطا ثم عاد السھم فاصاب ذالک الانسان و قتله قال ھذا خطأ .

کبیرہ عورت کا جماع سے مرنے پر ضمان نہیں

سوال: ایک شخص جب کبیرہ عورت سے جماع کرے اور اس جماع سے وہ عورت مر جائے تو کیا اس میں ضمان ہے؟

الجواب: اس میں کوئی ضمان نہیں . کما فی الھندیہ ص ۲۸ جلد ۲ رجل جامع امراته و مثلھا یجامع فماتت من ذالک فلاشئ علیه .

حنفیہ کے نزدیک دعا سنن کے بعد افضل ہے

سوال: بعض بلاد میں دعا فرض کے بعد کرتے ہیں نہ کہ سنت کے بعد۔ اور بڑے بڑے علماء اور مفتیوں کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ افضل سنت کے بعد ہے یا فرض کے بعد؟

الجواب: حنفیہ کے نزدیک دعا سنن کے بعد افضل ہے . کما فی البحر ص ۳۰۴ جلد ۱ . لکن عند نا السنة مقدمة علی الدعا ء الذی عقب ھو الفرا غ و کما فی الخلاصة الفتاویٰ ص ۹۵ جلد ۱ بعد الفریضة الاشتغال بالسنة اولیٰ من الاشتغال بالدعاء و کما فی الاشباہ و النظائر ص ۱۲۷ . الاشتغال فی السنة عقیب الفرض افضل من الدعاء . و کما فی البزازیه علی ھامش الھندیة ص ۳۸۰ جلد ۲ . والاشتغال بعد الفرض باداء السنة اولیٰ من الدعاء

و كما في شرح شرعة الاسلام و يختتم الدعاء بعد المكتو بة قبل السنة على ما روى البقالي . من ان الافضل ان يشتغل بالدعاء ثم بالسنة و بعد السنن والاوراد على ما روى عن غيره وهو المشهور المعمول به في زماننا .

(۱) جوعلماء سنن کے بعد دعا نہیں کرتے ہیں وہ احناف کے ثابت قول سے بلاوجہ اعراض کرتے ہیں۔ (۲) عوام ان پر اعتماد کرتے ہیں کہ یہ ہم کو امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بتاتے ہیں۔ حالانکہ وہ شوافع اور اہل حدیث کا قول ذکر کرتے ہیں (۳) اور حدیث شریف میں دبر مکتوبات اور دبر المکتوبہ جو وارد ہے۔ عوام کا یہ ذہن بناتے ہیں۔ کہ اس سے مابعد متصل مراد ہیں۔ حالانکہ سنن کے بعد دعا بھی دبر المکتوبات ہے۔ مقدم علی المکتوبات نہیں ہے۔ (۴) اور جو احادیث مخالفین ذکر کرتے ہیں وہ تمام ہمارے نزدیک بلا تاویل معمول ہیں۔

"لا تشدوا الرحال الا ثلاثة مساجد" (الحدیث) کی وضاحت

سوال: حدیث شریف میں وارد ہے۔ لا تشدوا الرحال الا الی ثلاثة مساجد اور ابن تیمیہ وغیرہ اس سے استنباط کرتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کی زیارت کیلئے وفات کے بعد سفر نا جائز ہے۔ وضاحت کی جائے؟

الجواب: اگر اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا جائے اور ماسوائے مساجد ثلاثہ کے دیگر مقامات کو مسافرت ناجائز ہو تو پیغمبر علیہ السلام کی زندگی میں ملاقات کیلئے تبوک وغیرہ کو مسافرت بھی ناجائز ہوگی۔ ولم یقل به احد .

"ایک، دو، تین تم مجھ پر مطلقہ ہو" کا حکم

سوال: اگر خاوند بیوی کو کہے کہ (یو ، دوه ، درې ته په ما طلاقه يې) ایک، دو، تین تم مجھ پر مطلقہ ہو تو عوام اس کو تغلیظ کی ارادہ سے استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ ارادہ صحیح ہے؟

الجواب: تغلیظ کے ارادہ سے یہ استعمال غلط ہے۔ اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ (يو ، دوه ، درې) ایک، دو، تین کسی چیز کا شمارہ ہوتا ہے نہ کہ انشاء۔ اور یہ مراد ہو کہ ایک طلاق، دو طلاق، تین

طلاق تو یہ طلاق کا شمارہ ہوا لیکن اس میں حکم نہیں ہے۔ نہ ہست اور نہ نیست۔ اور اگر آئندہ جملہ (پـه مـا طلاقـه ہے) تم مجھ پر طلاق ہو کا خیال کیا جائے تو اس جملہ سے کوئی ربط نہیں ہے۔ نہ مفعول مطلق کا اور نہ تمیز وغیرہ کا۔ یہ اپنے زعم فاسد کا شمارہ ہے۔ فالیراجع الی محاورۃ السلیمانین .

"ضاد" کا تفصیلی مسئلہ

سوال: "ضاد" "مشابہ" بالظاء" ہے یا مشابہ" بالدال"؟

الجواب: ضـاد ، ظـاء اور دال جدا جدا حروف ہیں اور ہر ایک کا مخرج جدا جدا ہے۔ قـال فی الشـافیه و لـلـضاد اول احدی حافتية و ما يليها من الاضراس و للظاء طرف اللسان و طرف الثـنـايـا و لـلـدال طـرف اللسان و اصول الثنايا العليا انتهى مختصرا مع تقديم و تا خير فى العبار ۃ ۔ و هـكـذا فى كتب التجويد . نیز صفات کے اعتبار سے بھی یہ حروف متمایز ہیں۔ اگر چہ ضاد اور ظاء صرف صفت استطالہ میں متمایز ہیں اور ضاد اور دال تقریباً سات صفات میں متمایز ہیں (كـمـا لا يخفى عـلـى مـن راجـع الـى كتب التجويد) نیز واضح رہے کہ علماء فن سے منقول ہے کہ ضاد باعتبار صفات ظاء کو قریب ہے۔ اور باعتبار مخرج دال کو قریب ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ اگر ضـــاد میں اطباق نہ ہو تو دال ہو جائیگا جیسا کہ ضاد میں استطالہ نہ ہو تو ظاء ہو جائیگا۔ كما صرح به فى المفتاح الر حمانى فى علم القراء ۃ .لو لا الا طباق فيها لكان الصاد سينا و الظاء ذالا و الضاد دالا . انتهى . اس سے ثابت ہوا کہ ضاد کو دال کے ساتھ قرب تام ہے کہ فقط اطباق ممیّز ہے۔ بلکہ باعتبار مخرج کے ضاد کو دال کے ساتھ زیادہ قربت ہے . صـرح بـه فـى امـداد الفتاوىٰ ص ١٧٧ جلد ١ و فى شرح الشاطبى ان هذا الثلث (الضاد ، والـظـاء ، والـذال) متشـابهة فى السمع . والضاد لا تفرق من الظاء الا باختلاف المخرج و زيادۃ الاسـتـطـالة فـى الـضـاد ولـو لاهما لكانت احدى هما الاخرىٰ . مجموعة الفتاوىٰ ص ٢٦٩ جـلد ١ ۔ اس تمہید کے بعد واضح رہے کہ ضاد اگر چہ ظاء اور دال دونوں کو قریب ہے لیکن اس کے ادا کرنے میں السنة الناس مختلف ہیں۔

قال فی المنح الفكرية ص ۳۸ وليس فی الحروف ما يفسر علی اللسان مثله والسنة الناس فيه مختلف فمنهم من يخرجه دالا مهملا او معجمة و منهم من يخرجه طاء مهملة كاالمصريين ومنهم من يشمه ذالا و منهم يشير بها باالظاء المعجمة ۔فقہاءاوراکثر مجودین مشابہ بالظاء کے طرف مائل ہیں۔

كما لا يخفیٰ علی من راجع الی باب ذلة القاری و الی كتب التجويد ۔اوربعض ائمہ مشابہ بالظاءکوفتیح اور مستهجن بولتے ہیں قال الرضی فی شرح الشافيه ص ۳۷۸ والضاد الضعيفة قال السيرافی انها فی لغة قوم ليس فی لغتهم ضاد فاذا احتاجوا الی التكلم بها فی العربية اعتاصت عليه فربمااخرجوها ظاء لاخراجهم اياها من طرف اللسان والطرف الثنايا و ربما تكلفوا اخراجها من مخرج الفساد فلم يتاتّ لهم فخرجت بين الضاد والظاء انتهی . و فی كتب اللغة ان هذا الحرف لم يوجد فی غير العربية . ان اختلافات کے باوجوداس حرف میں تشدد نہ کرنا چاہیے بلکہ جوشخص اس حرف کے ادا کرنے کے وقت اس کے مخرج اور صفت کوملحوظ رکھے۔تو جوآواز بھی نکلی ہے۔اس کو غلط نہیں کہا جائیگا۔اوراس کے پیچھے اقتداءصحیح ہے۔اور یہی رائے ہے محققین علماء کی۔مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اصل حرف ضـــاد ہے۔اس کواصل مخرج سےادا کرناواجب ہے۔اگر نہ ہو سکیں۔تو بسبب معذوری دال پُر کی صورت سے بھی نماز ہوجائیگی۔(فتاویٰ رشيديه ص ۲۷۲) اورفرماتے ہیں جوشخص دال یاظـــاء خالص عمداً پڑھےاس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔مگر جوشخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ص ۲۷۴ و فی فتاویٰ دارالعلوم ديو بند ص ۷۴ جلد ۱ . و انچه از قراء وعلماء عرب و علماء حرمين شريفين مسموع ميشود . ضاد را شبه صوت بالدال المهمله المعجمه می خوالد تغليط آں همه علماء و قراء هم سهل نيست .

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ضـاد کی جگہ دال پڑھنا بھی غلط،ظاء پڑھنا بھی غلط،قصداً پڑھنا گناہ ہے۔مگر بوجہ عموی بلوی کے نماز دونوں کی فاسدنہیں ہوتی ہے۔ماہر تجوید سے مشق کر کے صحیح پڑھنے کی

کوشش کریں۔ اس پر بھی اگر غلط نکل جائے۔ تو معذوری ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۱۸۰ جلد ۱) پس ان تصریحات کی بناء پر اس میں تشدد زیبا نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مشاقین کا صوت بھی مختلف ہوتا ہے۔ فقط

سجدہ سہو کی صورت میں درود اور دعا

سوال : درود اور دعا سجدہ سھو کی صورت میں کونسی قعدہ میں ادا کئے جائینگے؟

الجواب : احتیاط اس میں ہے کہ دونوں قعدوں میں (یعنی سجدہ سہو کرنے سے پہلے اور بعد میں) ادا کئے جائیں۔ کما فی شرح التنویر و قیل فیهما احتیاط .

سجدہ سہو میں ایک طرف سلام پھیرنا

سوال : بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ایک طرف سلام پھیرے اور منفرد دونوں طرف کو سلام پھیرے۔

الجواب : صواب یہ ہے کہ صرف یمین کی طرف سلام پھیرے۔ کما فی الهندية ص ۱۲۵ جلد ۱ "والصواب ان يسلم تسليمة واحدة وعليه الجمهور اليه اشار في الاصل كذا في الكافي" ويسلم عن يمينه كذا في الزاهدي .

تمام واجبات کے ترک کی صورت میں صرف دو سجدے کرینگے

سوال : اگر کوئی بہت سے واجبات ترک کرے تو اس پر کتنے سجدے واجب ہونگے؟

الجواب : تمام واجبات ترک کرنے سے دو سجدے واجب ہوتے ہیں۔ کما فی ردالمحتار " حتیٰ لو ترک جمیع واجبات الصلوة سهوا لا يلزمه الا سجدتان "بحر . ص ۷۹۴ جلد ۱ .

قیام میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

سوال : اگر کوئی قیام میں تشہد پڑھے تو اس پر سجدہ سھو واجب ہے یا نہ؟

الجواب : اس پر سجدہ سھو واجب نہیں ہے خواہ اول رکعت میں یا دوسری رکعت میں ہو۔

(هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱)

فاتحہ کے بعد تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو کرنا واجب ہے

سوال: اگر تشہد فاتحہ سے قبل پڑھے یا فاتحہ کے بعد پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب :قبل پڑھنے میں واجب نہیں ہے اور بعد میں واجب ہے لتاخیر الواجب .
هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱ .

تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھنے یا فاتحہ کے بعد تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے

سوال :اگر تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھے یا فاتحہ کے بعد تشہد بھی پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب: ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔(هندیه ص ۱۲۷ جلد ۱)

اول رکعت والی سورت سے قبل سورت دوسرے رکعت میں پڑھنے سے سہو واجب نہیں

سوال :اگر دوسری رکعت میں اول رکعت سے قبل سورۃ پڑھے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب:اس میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ کذا فی المحیط . هندیه ص ۱۲۶ جلد ۱ .

نماز عید اور نماز جمعہ میں سجدہ سہو

سوال: نماز عید اور نماز جمعہ میں سجدہ سہو کیا جائیگا یا نہ؟

الجواب:ان میں سہو سے سجدہ سہو ترک کرنا بہتر ہے ناجائز نہیں ہے۔ شامی ص ۵۰۵ جلد ۱ .

مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیریں تو سہو واجب ہے یا نہیں ؛

سوال :اگر مسبوق امام کے ساتھ سہواً سلام پھیرے تو اس میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہ؟

الجواب:اگر مسبوق امام کے اول سلام کے ساتھ یا اول سلام سے مقارن سلام پھیرے تو اس پر سجدہ سہو

نہیں ہے اور اگر امام کے اول سلام سے بعد ہو تو اس پر سجدہ سھو واجب ہے۔(کبیری ص ۴۶۵)

کفارہ ظہار یا قتل میں رمضان آئے تو کیا کریں

سوال: اگر ظہار یا قتل کے کفارہ کے درمیان رمضان آئے تو کیا یہ کفارہ از سر نو ادا کیا جائیگا؟

الجواب: اس کو از سر نو ادا کیا جائیگا اسلئے کہ اس کفارہ میں تتابع ضروری ہے۔"کما فی الھندیہ ص ۵۱۲ ج ۱ فکفارته صوم شهرین متتابعین لیس فیها شهر رمضان ولا یوم الفطر ولا یوم النحر ولا ایام التشریق كذا في غاية البيان۔"

تعدد یمین کی صورت میں توحد کفارہ

سوال: یمین کی تعدد کے وقت کفارہ کی توحد جائز ہے یا نہ؟

الجواب: امام محمد کے ایک قول کے بنا پر توحد کافی ہے۔ کما فی رد المحتار ص ۷۱۴ ج ۳ وفی البغیه کفارات الایمان اذا كثرت تداخلت و یخرج بالکفارة الواحد عن عهدة الجميع .وقال شهاب الائمه هذا قول محمد . وقال صاحب الاصل هو المختار عندی .

شادی شدہ کا بیوی کی اجازت کے بغیر چار ماہ یا زائد سفر کرنا

سوال: شادی شدہ شخص حصول علم یا عرفی تبلیغ کیلئے چار مہینہ یا اس سے زائد سفر کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب: بیوی کی رضا اور اجازت کے بغیر یہ سفر نا جائز ہے۔ فی شرح التنویر ولا یبلغ مدة الایلاء الا برضاها .وفی ردالمحتار ص ۲۰۳ ج ۳ ویؤید ذالک قول عمر لما سمع فی اللیل امرءة تقول . فسئل بنته حفصة کم تصبر المرءة عن الرجل فقالت اربعة اشهر فامر امراء الاجناد ان لا یتخلف المتزوج عن اهله اكثر منها .

موجودہ عرفی تبلیغ کا درجہ

سوال : اگرکوئی کہے کہ یہ عرفی تبلیغ فرض ہے اس کے لئے توقیت نہیں ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب : تمام دین کی تبلیغ ہوئی ہے اس میں کوئی کمی باقی نہیں رہی ہے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ نے شر القرون میں ایک اصلاحی پروگرام بنایا ہے وہ ایک بدعت حسنہ سے زائد نہیں ہے اس کو فرض کہنا جاہل متجاہل کا رویہ ہے۔

قنوت نازلہ اور امام طحاوی

سوال : قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے حالانکہ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں۔ فثبت لما ذکرنا انه لا ینبغی القنوت فی الفجر فی حال الحرب ولا فی غیره وهذا قول ابی حنیفه و ابی یوسف ومحمد رحمهم الله تعالی.

الجواب : شاید امام طحاوی نے قنوت نازلہ کا جواز دیگر تصانیف مختصر وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ اور شاید امام طحاوی نے محاربہ میں اس کا نفی کیا ہے اور شدت محاربہ میں مشروع کیا ہے اور یہی جواب باصواب ہے۔

گردن یا بازو پر تعویذ لٹکانا

سوال : گردن اور بازو پر تعویذ باندھنا جائز ہے یا ناجائز؟ بعض لوگ اس کو ناجائز بولتے ہیں؟

الجواب : جائز کلمات سے لکھا ہوا جائز ہے۔ لما رواه ابو داؤد عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ کان یعلمهم من الفزع کلمات اعوذ بکلمات الله التامة من غضبه و شر عباده ومن همزات الشیاطین وان یحضرون .وکان عبدالله بن عمر یعلمهن من عقل من بنیه من لم یعقل کتبه فاعلقه علیه.

اور جس حدیث میں وارد ہے کہ ''ان الرقی و التمائم و التولة شرک ''۔ تو تمائم سے مراد الخرزات اللتی تعلقها النساء فی اعناق الاولاد علی ظن انها تؤثر و تدفع العین.

(مشکنے او مرئ) ہیں جن میں تبرک کی کوئی بونہیں ہے جس طرح رقی سے مراد اسماء الاصنام و البشیا طین والے ہیں نہ کہ جائز کلمات والے۔

رمضان کے نماز فجر میں تغلیس مذہب حنفی نہیں

سوال: بعض بلاد میں رمضان میں ہمیشہ نماز فجر میں تغلیس کیا جاتا ہے۔کیا یہ مذہب احناف کے مطابق ہے؟

الجواب: امام ابوحنیفہ کے نزدیک حدیث کے بناپر صرف حجاج کے لئے مزدلفہ میں تغلیس بہتر ہے نہ۔دیگر مقامات میں . کما فی شرح التنویر والمستحب الابتداء باسفار والختم به الا لحاج بمزدلفة ۔اور بخاری شریف میں جووارد ہے کہ تسحر اور قیام صلواۃ میں پچاس ساٹھ آیات مقدار فرق ہوتا تھا۔اور یا گھر میں تسحر کرنے کے بعد سرعت سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے۔تو یہ محتمل ہے کہ یہ پڑھنا ترتیل سے تھا یا بغیر ترتیل کے تھا اور سحری کا یہ گھر بعید تھا یا قریب تھا۔تو ایسے محتمل روایات سے مذہب چھوڑنا بے باکی ہے۔

حافظ کا ختم تراویح میں رقم اور اجرت لینا اجرت علی الامامت ہے علی التلاوت نہیں

سوال: حفاظ تراویح میں ختم کرنے کے بعد جو رقم وغیرہ لیتے ہیں۔وہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: فقہاء کرام نے تلاوت پر اجرت لینے کو ناجائز کہا ہے۔لیکن ہمارے بلاد میں حفاظ تلاوت بھی کرتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں۔تو ان کی رقوم کو صرف تلاوت کا معاوضہ ٹھہرانا اور امامت سے خاموش رہنا بلاوجہ ہے اور اگر صرف تلاوت کو ملحوظ کیا جائے تو تلاوت سے کوئی تراویح خالی نہیں تو مطلق تراویح پر اجرت لینا ناجائز ہوگا۔بہر حال حافظ کی اس رقم پر انکار کرنا ہندی مسئلہ ہے حنفی نہیں ہے۔یہ اجرت علی الامامت ہے نہ علی محض التلاوت .

جہاد اصغر اور جہاد اکبر کی وضاحت

سوال: حدیث" رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر "مرفوع ہے۔یا کسی راوی کا کلام ہے؟

الجواب: ملاعلی قاری موضوعات کبیر ص ۳۰ میں فرماتے ہیں کہ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ السنة

پر مشہور ہے لیکن یہ ابراہیم بن عبلہ کا کلام ہے ۔ کما فی الکنی للنسائی ذکر الحدیث فی الاحیاء ونسبه العراقی الی البیهقی من حدیث جابر .قال السیوطی روی الخطیب فی تاریخه من حدیث جابر ،اوراس حدیث میں وارد ہے .الجهاد الاکبر قال جهاد القلب ، وفی روایة هو مجاهدة العبد هواه ، یعنی جہاد اصغر کفراور باطل سے مقابلہ ہےاور مجاہدہ اکبر ہوئی اور خواہشات سے مقابلہ ہے۔

حدیث ''سور المؤمن شفاء'' کی وضاحت

سوال: حدیث ''سور المؤمن شفاء'' صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: ملاعلی قاری المصنوع فی احادیث الموضوع ص ۱۰۴، میں فرماتے ہیں .قال العراقی هكذا اشتهر علی الالسنة ولا اصل له بهذا اللفظ.

ذوی الارحام میں مفتیٰ بہ قول

سوال: ذوی الارحام کے متعلق علماءاحناف کے درمیان بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ان میں راجح قول کونسا ہے؟

الجواب: امام محمد رحمہ اللہ کا قول اشہر الروایتین ہے۔اوروہ مفتیٰ بہ ہے. کما فی السراجیه ص ۴۰ وقول محمد رحمه الله اشهر الروایتین عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فی جمیع ذوی الارحام وعلیه الفتویٰ.

بیت المال کے نہ ہونے کی صورت میں لاوارث کے مال کا حکم

سوال: جس میت کے ورثاءذوی الفروض ،عصبات ،ذوی الارحام نہ ہوں ۔اور بیت المال بھی نہ ہوتو اس کا میراث کس کو دیا جائے گا؟

الجواب: جب بیت المال نہ ہو،تو دیگر اقارب کو دینا جائز ہے۔(فلیراجع الی

رد المحتار ص۷۸۸ جلد۲)

’’اگر میں نے یہ کام کیا تو میں زانی اور سارق ہوں گا‘‘ کے الفاظ کہنے میں قسم اور کفارے کا مسئلہ

سوال :اگر کسی نے یہ الفاظ کہے کہ ’’اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں زانی اور سارق ہوں گا‘‘ اس میں کفارہ قسم ہے یا نہیں؟

الجواب:اس میں کفارہ نہیں ہے۔ کما فی الھندیہ ص ۵۵ جلد۲ و لو قال ان فعلت کذا فانازانٍ اوسارق فلیس بحالفٍ.

’’میں نے یہ کام کیا تو یہودی یا نصرانی ہوں گا‘‘ کے الفاظ کہنے میں قسم اور کفارے کا حکم

سوال:اگر کسی نے یہ الفاظ کہے’’اگر میں نے فلاں کام کیا،تو میں یہودی یا نصرانی ہوں گا‘‘۔ اس میں کفارہ ہے یا نہیں؟

الجواب :یہ قسم ہے،اس میں کفارہ واجب ہے۔ کمافی الھندیہ ص ۵۴ جلد۲ ولو قال فھو یھودی او نصرانی اونحو ذلک مما اعتقادہ کفر فھو یمین استحساناً کذا فی البدائع.

حانث ہونے سے پہلے کفارہ دیکر واپس نہیں کیا جائے گا

سوال:اگر کسی نے حانث ہونے سے پہلے کفارہ دیا۔تو یہ واپس کیا جائے گا یا نہ؟

الجواب: یہ واپس نہ کیا جائے گا۔ کمافی الھندیہ ص ۶۴ جلد ۲ ان قدم الکفارۃ علی الحنث لم یجزئہ ثم لا یسترد من المسکین لو قوعہ صدقۃ کذا فی الھدایۃ.

سرکاری رویت ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

سوال :ہمارے ضلع میں ایک غیر سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی مقرر ہے تو سرکاری رؤیت ہلال کمیٹی کا اعلان بعض وجوہات کی وجہ سے نہیں سنتے ہیں۔کیا یہ جائز ہے؟

الجواب :واضح رہے کہ رؤیت ہلال کمیٹی ایک انتظامی اور ضروری کاروائی ہے اور قرآن وحدیث میں نہ

مطلوب ہے اور نہ ممنوع ہے بلکہ مباح ہے۔ حدیث مسلم شریف اور ترمذی شریف میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تصریح ہے۔ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وقت نے شام میں عید منانے کا فیصلہ کیا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں دیدہ دانستہ دوسرے دن عید کا فیصلہ کیا تھا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں بادشاہ وقت سے موافقت ضروری نہیں ہے۔ خصوصاً جس وطن میں اسلامی نظام نہ ہو۔ اور کمیٹی میں وطن کے تمام اطراف کی رعایت ضروری ہوتی ہے۔ اور ہمارے وطن میں سرحد کی رعایت نہیں ہے۔ لاتعداد حجاج اور ثقات ہلال دیکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں۔ اور کمیٹی اعلان کرتی ہے کہ چاند نظر نہیں آیا۔ حالانکہ سرحد میں تمام لوگ چاند دیکھتے ہیں۔ پس ایک علاقہ کی رؤیت کو تمام وطن پر شرعاً حاوی کیا جائے۔ نہ کہ پنجاب وسندھ کی عدم رویت تمام وطن پر حاوی کی جائے اور کمپیوٹر پر بنا کرنا حدیث انا امة امية لا نکتب ولا نحسب کے بناء پر علم ہیئت اور علم حساب کے دقائق پر بنا کرنا غیر شرعی امر ہے۔ اور انسانی ساخت ہے۔

''ایک، دو، تین طلاق'' میں پٹھانوں کا مخصوص محاورہ

سوال: پٹھانوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی بیوی کو بولے۔ (تہ طلاقه ئے یو ، دوه ، درے) تجھ پر طلاق ہے ایک، دو، تین۔ تو یہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔ کیا یہ تغلیظ کا دستور صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ دستور صحیح نہیں ہے (۱) کیونکہ ان الفاظ سے مراد عدد یعنی شمارہ ہوتا ہے نہ انشاء طلاق۔ (۲) نیز یہ اسماء معدودہ ہیں ان میں حکم'' ہے یا نہیں'' نہیں ہوتا ہے۔ (۳) اگر ان میں حکم مانا جائے کہ ان کا معنی ایک طلاق ہے دو طلاق ہے تین طلاق ہے تو محاورہ کے بناپر'' پہ'' کا لفظ ضروری ہے تہ پہ یو طلاق طلاقه ئے تہ پہ دوه تہ پہ درے۔ حالانکہ'' پہ'' کا لفظ نہیں ہوتا ہے۔ (۴) اور اگر یہ شخص تین طلاق کی نیت کرے اور یہ الفاظ یو ، دوه ، درے (ایک، دو، تین) اس منوی کی تفصیل ہو تو صریح میں تین کی نیت غیر صحیح ہے۔

عصبات میں علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے

سوال: علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے یا مؤخر؟

الجواب: علاتی بھائی اعیانی بھتیجے پر مقدم ہے۔ کما فی الهندية ص ۱۵۴ جلد ۶ فی العصبات ثم الاب ثم الجد اب الاب وان علا . ثم الاخ لاب وام . ثم الاخ لاب . ثم ابن الاخ لاب وام .

دو مختلف رمضانوں میں روزہ توڑنے پر علیحدہ علیحدہ کفارہ کا مسئلہ

سوال: اگر صائم دو رمضانوں میں جماع کرے تو یہ کفارہ میں تداخل کر سکتا ہے یا ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرے گا؟

الجواب: ظاہر الروایت کی بنا پر ہر ایک کیلئے جدا جدا کفارہ دیگا کمافی البدائع ص ۱۰۱ جلد ۲ ولو جامع فی رمضانین ولم یکفر للاول فعلیه لكل جماع كفارة فی ظاهر الرواية .

اقارب نہ ہونے کی صورت میں اجانب کیلئے میتہ عورت کا دفن کرنا جائز ہے

سوال: اگر عورت کے اقارب نہ ہوں تو اجانب اس کو دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: اجانب اس کو دفن کر سکتے ہیں کما فی البدائع ص ۳۲۰ جلد ۱ ولو لم یکن فیهم ذو رحم فلابأس للاجانب وضعها فی قبرها .

باغ اور میوہ جات کے متعلق مسائل

مسئلہ:...... (۱) اگر کوئی مالک باغ سے میوہ جات عشر میں لیوے۔ تو یہ آسان عمل ہے تو عاشر اس زکواۃ کو اپنی ٹرک میں یا کرایہ کے ٹرک میں یا باغبان کے ٹرک میں تبرعا لے جاوے۔ اور مالک زکواۃ سے علاوہ میوہ جات میں مختار ہے کہ کسی منڈی کو لے جائے بہر حال یہ کرایہ وغیرہ اس مالک کے ذمہ ہونگے۔

مسئلہ:...... (۲) اگر مالک باغ تمام میوہ جات کو منڈی قریب یا بعید کو لے جائے۔ تو اخراجات تمام اس کے ذمہ ہونگے اور تمام قیمت سے عشر دیگا۔ اگر چہ مقامی عشر کے حساب سے چند گنا ہو۔

مسئلہ:...... (۳) اگر کوئی تمام میوہ جات خریدے تو کرایہ وغیرہ خریدار پر ہونگے اور مالک باغ کو مقامی نرخ کے حساب سے قیمت زکواۃ دیگا۔

ریال اور روپے کے درمیان بیع کا انوکھا مسئلہ

سوال: اگر کسی شخص کے پاس ایک ہزار ریال ہوں۔ وہ سوداگر کے پاس جائے اور یہ کہے کہ اس ایک ہزار کے بدلے پاکستان میں سولہ ہزار پاکستانی روپیہ میرے بیٹے کو دیدو۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: بظاہر اس معاملہ میں یہ سوداگر مشتری بھی ہے اور بائع بھی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس موکل کے امر سے ایک رائے کے بناپر یہ معاملہ جائز ہے کما فی البزازیة علی هامش الهندية ص ۳۷۵ جلد ۵ وان امره الموكل ان يبيعه من نفسه او اولاده الصغار او ممن لايقبل له شهادة فباع منهم جازوهو قول الطحاوی. نیز عربی نوٹ اور پاکستانی نوٹ دونوں متغائر ہیں كتغائر الثوب الهروی والمروی کہ ان میں تفاضل اور نساً دونوں جائز ہیں قلت نظير هذه الوكالة كارسال الرقم بالبريد.

دعا بعد السنّت میں اختلاف اولویت میں ہے نہ کہ بدعت وسنت ہونے میں

سوال: جس نماز میں فرائض کے بعد سنن ہوں تو ہندی علماء دعا سنن سے پہلے پڑھتے ہیں اور سلیمانی علماء دعا سنن کے بعد کرتے ہیں۔ ما القول الراجح ؟

الجواب: پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے نہ قبل السنن دعا کی ہے اور نہ بعد السنن کی ہے یہ فعل رسول ہے اور قول رسول میں دبر المکتوبات کا لفظ وارد ہے اور دبر کے معنی میں اختلاف ہے ہندی علماء اس سے مابعد متصل مراد کرتے ہیں اور ہمارے سلیمانی علماء مثلاً ابن الہمام، ابن عابدین، ابن نجیم، صاحب خلاصۃ الفتاوی، صاحب بزازیہ وغیرہ دبر سے مابعد مراد کرتے ہیں متصل ہو یا منفصل ہو۔ اور فقہی دلائل کی وجہ سے سلیمانی علماء اس قول ثانی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اختلاف اولویت میں ہے نہ کہ بدعت اور سنت ہونے میں۔



حدیث کی جلیل القدر کتاب جامع ترمذی کی مبسوط اور مدلل عربی شرح

منهاج السنن

شرح

جامع السنن للامام الترمذی



لفضیلة الشیخ محدث کبیر فقیه العصر مفتی اعظم عارف بالله

مولانا مفتی محمد فرید الزروبوی المجددی النقشبندی

المفتی والشیخ بدار العلوم حقانیه اکوڑہ خٹک

کل صفحات/ ۱۴۸۰

ناشر

مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

صحیح البخاری کے کتاب الایمان کتاب العلم کا جامع عربی شرح

هداية القاری

على

صحيح البخاری

للعلامہ فضیلۃ الشیخ مولانا الحاج محمد فرید المجددی النقشبندی الزروبوی

بخاری شریف کے مطول اور ضخیم شروح کا ملخص، اکابر محدثین کے امالی کا نچوڑ

کل صفحات/ ۲۵۲

ناشر: دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

صحیح مسلم کے مقدمہ کی محققانہ شرح (عربی)

فتح المنعم

شرح

مقدمة المسلم

لفضیلۃ الشیخ مولانا مفتی محمد فرید مجددی الشیخ والمفتی بدارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کل صفحات/ ۵۲

یہ شرح دس مباحث پر مشتمل ہے، طلباء حدیث کیلئے مشعل راہ ہے۔

ناشر: مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

افتاء کے اصول وضوابط اور شرائط پر مشتمل عربی زبان میں

البشریٰ

لارباب الفتویٰ

لفقیہ العصر مفتی اعظم شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب

دس فصلوں پر مشتمل یہ رسالہ قدیم وجدید اصول افتاء کے مسائل کا خلاصہ ونچوڑ، آخری فصل امام الائمہ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح حیات اوران پراعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے۔کل صفحات ۳۲/

بنیادی عقائد اور اختلافی مسائل پر محققانہ کتاب (پشتو)

مقالات

مولفہ

محدث کبیر فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مجددی

شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پہلا اور دوسرا مقالہ وجود باری تعالیٰ اور توحید باری تعالیٰ کے مباحث پر مشتمل ہے، تیسرا مقالہ مسئلہ دعا بعد السنت بہیئۃ الاجتماعیۃ پر، چوتھا مقالہ دعا بعد الجنازہ پر، پانچواں مقالہ حیلہ اسقاط پر، چھٹا مقالہ مسئلہ توسل پر، ساتواں مقالہ سماع الموتی پر، آٹھواں مقالہ مسئلہ اجرت علی ختم القرآن پر، نواں مقالہ اہل میت کی جانب سے اطعام کا مسئلہ اور آخری مقالہ میں بخاری شریف کے آخری باب کی تشریح، اور مسئلہ تقلید پر تتمہ۔

ناشر: مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

العقائد الاسلاميه باللغة السليمانيه

چالیس عقائد اور چالیس مہم احکام پر پشتو زبان میں شائع کی گئی ہیں۔
اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے ، بہت جلد شائع کیا جائے گا۔

مسائل حج

حج کے اہم مسائل واحکام اور جدید دور میں پیش آنے والے
واقعات کو قدیم کتب کے حوالوں سے مزین کر کے لکھا گیا ہے۔

رسالہ قبریہ

میت کے موت سے کفن دفن تک تمام اہم مسائل اس میں جمع کئے گئے ہیں۔
بہت سے اختلافی مسائل واضح اور مدلل انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

مولفات حضرت مفتی اعظم محدث کبیر مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم